مجموعہ رسائل انوری

رسائل

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

والد محترم حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وحواشی

محمد راشد انوری نبیرہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر عمران فاروق

مجموعہ رسائل انوری

رسائل وتصنیفات

عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

والد محترم حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب حواشی

محمد راشد انوری نبیرہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر عمران فاروق

نام کتاب ...... مجموعہ رسائل انوری
مرتب ...... محمد راشد انوری۔ڈاکٹر عمران فاروق
اشاعت جدید ...... رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مئی 2020ء
ناشر ...... مجلس رائے پوری پاکستان
قیمت ......
کمپوزنگ ...... اقراء کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز پریس مارکیٹ فیصل آباد
فون:041-2631411 موبائل:0301-7977716

ملنے کے پتے

کراچی: بلال انٹرپرائزز، S1 جامع مسجد ناظم آباد نمبر 2
+92 300 2421646

لاہور: مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار

فیصل آباد: مجلس رائے پوری، مدینہ ٹاؤن
+92 321 7603507

ڈھڈیاں شریف: خانقاہ گلشن قادریہ نزد جھاوریاں
ضلع سرگودھا، پنجاب۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اللّٰھُمَّ

بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عرضِ مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

میرے جد امجد حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل پر مشتمل مجموعہ ''کلیات انوری'' کے نام سے 2018ء میں شائع ہوا تھا جس میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے دس رسائل شامل تھے اور 2019ء میں ''کلیات انوری'' کی جلد دوم شائع ہوئی جس میں والد محترم حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے چار رسائل اور میرے پردادا حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کے دو نایاب رسائل شامل تھے۔ اب ان دونوں جلدوں کو یکجا کر کے ''مجموعہ رسائل انوری'' کے نام سے ایک ہی جلد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ نیز تینوں شخصیات کا مختصر تعارف بھی اُن کے رسائل سے قبل شامل کر دیا گیا ہے۔ تمام رسائل کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ کروا دیا گیا ہے اور تخریج کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اتباعِ سنت کے ساتھ اپنے اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محمد راشد انوری

ابن حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

نبیرہ حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ / 28 نومبر 2020ء

اجمالی فہرست

رسائل حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

رسائل حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

رسائل حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

مختصر تعارف

قطب الاقطاب عالم ربّانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

(خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الھند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ)

آپ مشرقی پنجاب کے ضلع جالندھر موضع اوگی میں ۶ صفر ۱۳۱۹ ھ بروز ہفتہ بمطابق 1901ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد گرامی حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ اور اجلّہ خلفاء میں سے تھے اسی وجہ سے رشیدی ان کے نام کا جز بن گیا۔ نیز حضرت گنگوہی کی طرح حضرت مولانا فتح الدین رشیدی بھی شرک و بدعات کے خلاف سیف بے نیام تھے،

ردّ بدعات پر آپ کا تحریر کردہ رسالہ عظیمہ بنام ''ختم مرسومۃ الھند'' ہے، جو حضرات علمائے کرام کیلئے سرمایہ گرانمایہ ہے۔آپ نے دارالعلوم دیوبند کے نام اپنی جائیداد کا بہت بڑا حصہ وقف کردیا تھا۔ چنانچہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے پاکیزہ ماحول میں آنکھ کھولی جو خالصتاً دینی اور علمی خوشبوؤں سے معطر تھا۔

مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے محمد انوری کی تعلیم وتربیت بڑے استغنا سے فرمائی یعنی جس مدرسے میں بھی داخل کروایا ان کے کھانے کا انتظام ذاتی طور پر کیا۔ مدرسہ پر کبھی بوجھ نہیں بننے دیا۔ فالحمد للہ علی ذلک

اورنصیحت فرمائی کہ دین کو ذریعہ معاش نہ بنایا جائے جو اعلیٰ درجہ کا تقویٰ ہے۔ حضرت انوری نے تا حیات مسجد اور مدرسے سے تنخواہ نہیں لی کیونکہ

آپ صاحبِ ثروت تھے۔

مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد:

آپ کے تین نکاح تھے جن سے آپ کے تین صاحبزادے:(1)مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ (2)مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ (3)عبداللہ (جن کا ہندوستان ہی میں انتقال ہوگیا تھا) اور تین بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی کی شادی مولانا محمد سلیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، دوسری بیٹی کی شادی اوگی چک ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک بڑے زمیندار گھرانے میں چوہدری جان محمد کے ساتھ ہوئی جبکہ تیسری بیٹی کی شادی مولانا محمد خلیل اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ الرشید کراچی والوں کے بڑے بھائی تھے۔

(حضرت مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ہیں، یہ عزیز داری مزید قربت میں یوں بدل گئی کہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے مولانا سعید الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے مولانا قاری محمد حنیف جالندھری داماد بنے)

حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے لوگوں کو دین کی محنت پر لگایا جن میں حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ الحدیث خیرالمدارس ملتان) شامل ہیں۔ جب انہوں نے 1944ء میں مڈل پاس کیا تو مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ہی آپ کو مدرسہ رائے پور گجراں میں داخل کروایا۔

حضرت انوری نے موقوف علیہ تک علوم اسلامیہ کی تعلیم مدرسہ رائپور گجراں میں حاصل کی۔ جون 1920ء میں سالارِ کارواں جہاد آزادی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ یورپ کے جزیرہ مالٹا کی قید سے رہائی پا کر واپس تشریف لائے۔ چونکہ حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ والہانہ مراسم تھے جس کی وجہ سے مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیس سالہ جواں بیٹے کو ہمراہ لے کر دیوبند پہنچے تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت

سے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف کے چاروں سلاسل میں بیعت کرلیا۔ آپ کو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے تحریک جہاد آزادی کے راہنما و رفقاء علماء وغیرہ مہمانوں کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوتا۔ نیز حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی اصلاح و تربیت پر خاص توجہ مبذول فرمائی اور اجازت وخلافت سے بھی نواز دیا۔ (چنانچہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں بیعت فرماتے تھے) شوال المکرم ۱۳۳۸ھ میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے عظیم استاذ التفسیر والحدیث حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی صف میں بیٹھ گئے، مگر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کبرسنی اور مسلسل اسفار کے باعث اسباق نہ پڑھا سکے تو آپ کے مایہ ناز شاگرد امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے تشنگانِ علوم نبوت کو سیراب کیا جن میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست تھے۔ رجب ۱۳۳۹ھ بمطابق 1921ء میں دورہ حدیث مکمل کیا۔ فراغت کے بعد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے تدریسی، تحریری، تقریری میدانوں میں خوب کام کیا۔ نیز حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم یافتہ بھی تھے آپ نے مولوی فا ضل، منشی فاضل کا دو سالہ کورس اورنٹیل کالج لاہور سے کیا تھا۔ تدریس میں آپ نے دورہ حدیث تک کے اسباق کئی سال پڑھائے اور تحریری سلسلہ میں مختلف موضوعات پر رسائل لکھے اور تقریری سلسلہ میں آپ نے کئی مناظروں میں قادیانی اور شیعہ مبلغوں کو عبرتناک شکست دی۔ عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کی تحریک میں جید علماء متکلمین کی صف میں شمار کئے گئے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ گرفتار ہو کر جیل بھی گئے آپ کو قید تنہائی دی گئی جیل کی پہلی رات ہی آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

آپ کا تبحر علمی اور مشائخ حق سے روحانی کسبِ فیض کی تکمیل ہی تھی کہ

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے خلاف مشہور مقدمہ بہاولپور 1932ء میں اپنے خاص معاون کے طور پر آپ کو اپنی معیت کا شرف عطا فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کو مقدمہ بہاولپور کا مختار مقدمہ بنا دیا تو پورا مقدمہ ان کی قیادت میں طے پایا۔ زہے نصیب۔

اس عظیم استاذ و شیخ امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب کے گھرانہ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی تھی بحمدللہ اس خدمت کو تادمِ آخر نبھایا، نیز حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے حضرت انوری کو بہت صدمہ ہوا تا آنکہ خواب میں بار بار اپنے مرشد علمی و روحانی کی زیارت ہوئی تو آپ نے مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے رفیق ہیں آپ ان کی خدمت میں تشریف لے جائیں چنانچہ آپ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ علمی و روحانی نسبتوں کی برکات ظاہر ہوئیں اور آپ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم قرار پائے۔ قیام پاکستان کے بعد لائل پور (فیصل آباد) میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ جب بھی تشریف لائے تو انوری مسجد اور مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر حضرت کا قیام ہوتا۔ بعد ازاں اسی گھرے تعلق کی برکت تھی کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ (ڈھڈیاں شریف سرگودھا) کو حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فرزندی میں لے لیا یعنی مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد بنے۔

یہ رشتہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہوا اس سے قبل رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد بنے یہ رشتہ بھی حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہی ہوا تھا۔

1967ء تک مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ہی پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کے محسن خاص اور انتظامی نمائندے تھے۔ اس مادرِ علمی اور مرکز رشد و ہدایت کے معاونین، حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے ہی اپنے عطیات دیوبند بھجوایا کرتے تھے۔ اسی خدمت گزاری میں مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کل 69 برس عمر پاکر دار فناء سے دار بقاء کی طرف ۱۳ ذیقعدہ بروز جمعرات ۱۳۸۹ھ بمطابق 22 جنوری 1970ء میں رحلت فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

پسماندگان میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ تھے۔

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام:

1)...... ابن الانور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (دیوبند انڈیا)

2)...... حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)

3)...... حضرت مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ (ڈھڈیاں شریف، سرگودھا)

4)...... حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ (ڈھڈیاں شریف، سرگودھا)

5)...... حضرت مولانا حافظ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ (کمالیہ)

6)...... حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

7)...... حضرت مولانا سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ (ڈونگا بونگہ، بہاولنگر)

8)...... حضرت صوفی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ (قصبہ جلپانہ شاہ پور صدر، سرگودھا)

9)...... حضرت قاری فضل کریم مدرسہ تجوید القرآن رنگ محل (لاہور)

10)...... حضرت مولانا عبدالعزیز فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ

11)......حضرت مولانا عبدالقادر فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ
12)......حضرت مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ فاضل مظاہر العلوم سہارنپور (شاہ پور صدر، سرگودھا)
13)......حضرت حافظ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (چک 306 ٹوبہ ٹیک سنگھ)

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان:

1)...... مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ
2)...... مولانا سعید الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ
3)...... مولانا مسعود الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ
4)...... مولانا مقبول الرحمٰن انوری
5)...... مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف:

1)...... سیرت خاتم الانبیاء (اردو)
2)...... العجالہ (داڑھی کے متعلق شرعی فیصلہ)
3)...... احادیث الحبیب المتبرکہ
4)...... اربعین من احادیث النبی الامین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
5)...... الصلوٰۃ یعنی نماز مترجم
6)...... فضائل مکہ مکرمہ مترجم
7)...... مکتوبات بزرگاں
8)...... ملفوظات حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری (رحمۃ اللہ علیہ)
9)...... انوار انوری (مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وکمالات کا تذکرہ)
10)......السنن الآثار لسید الابرار (اردو)
11)......البشارات فی حل الاشارات

12)......الحج المقبول

13)......البدور الطالعہ اعنی الشّمس البازغۃ

14)......نفحات الطیب للنبی الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (عربی)

15)......حیاتِ انور (سوانح مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) یہ کتاب تقسیم ہند کی وجہ سے رائے کوٹ لدھیانہ ہی رہ گئی تھی۔

16)......نطق الانور (علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ترمذی) (قلمی)

17)......ترجمہ کتاب، خاتم النبیین (قلمی)

18)......مکتوبات وملفوظات (قلمی)

19)......مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (قلمی)

20)......تقلید کیا ہے؟ (قلمی)

21)......ردقادیانیت (قلمی)

حضرت کی مشہور تصنیف ''انوار انوری'' اور باقی تمام تصانیف ''مجموعہ رسائل انوری'' کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مشائخ و اساتذہ کی قبور مبارکہ کو نور سے بھر دے اور مغفرت کے ساتھ جنت الفردوس میں درجات عالیہ بھی نصیب فرمائے۔آمین

نوٹ: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل سوانح ''حیاتِ انوری'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

محمد راشد انوری

ابن حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

نبیرہ حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

عکس سندِ فراغت درالعلوم دیوبند

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ



تاریخ دورۂ حدیث رجب ۱۳۳۹ھ بمطابق 1921ء

سند پر جن اساتذہ کرام کے دستخط موجود ہیں ان میں سے چند نام یہ ہیں:

مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

مجموعہ رسائل انوری

(حصہ اوّل)

رسائل حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

تمام رسائل کے شروع میں تفصیلی فہرست موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالۂ سیرت

یعنی

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان کو میرے بعد نشانہ مت بنائیو، جو ان سے محبت کرتا ہے وہ میری ہی وجہ سے کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میری ہی وجہ سے بغض رکھتا ہے، جو ان کو ایذا پہنچاتا ہے وہ مجھے ایذا پہنچاتا ہے اور جو مجھے ایذا پہنچاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ جلدی پکڑ لے گا۔ یہ روایت ترمذی میں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، پھر کسی کو کیا حق ہے کہ کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری سنت کا اتباع کرو اور میرے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کا اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ میرے راستے میں ستائے گئے پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سب کا ادب چاہئے۔

مستدرک حاکم جلد ثالث میں صفحہ ۱۰۳ پر روایت ہے کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس رات کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ اے عثمان! ہمارے پاس روزہ کھولنا، تو اگلے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

روزے سے تھے، یہ آپ کے لئے بڑی ہی بشارت ہے، بدور سافرہ میں ایک حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق بغض ہوگا، وہ دجال کے فتنہ سے قبر میں بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ اَلْعِیَاذُبِاللہِ۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے سر کے تاج ہیں۔

رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

احباب کے بار بار کے اصرار سے کہ رسالہ مختصر سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھو جب احباب کا اصرار زیادہ ہی بڑھا تو احقر نے مختلف کتابوں سے اس مختصر سیرت کو تالیف کیا، آج موضع ٹل ضلع کوہاٹ سے مولانا غلام نبی صاحب کا خط آیا اس میں اصابہ ج ۱ ص ۱۸ پر ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت لکھی ہے کہ ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم دیکھو کہ کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی بے ادبی کر رہا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ محض اسی کے فضل سے یہ ایک مختصر سیرت تیار ہوگئی، اب تو میں بوجہ ہجوم آلام ناتواں ہوگیا حتیٰ کہ اب تو لکھنے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ مدت سے شوق تھا کہ ''مواہب لدنیہ'' اور اس کی شرح زرقانی اور سیرت کی مختلف کتب سے جو کہ چھوٹی بڑی متوسطہ سینکڑوں ہی مطالعہ سے گزریں ایک مختصر سی سیرت ان میں سے انتخاب کر کے لکھوں، شاید کہ یہ وسیلہ آخرت کا ہو جائے، اور کتاب مفت شائع کروں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ دیرینہ آرزو پوری کر ہی دی۔ وہ بڑی ہی مجیب الدعوات ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا

اس کے انعامات بندوں پر بکثرت ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ اس کا احصا مشکل ہے، اس مختصر سی سیرت میں حضور اکرم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چیدہ چیدہ واقعات منتخب کئے گئے ہیں تاکہ

بچے انہیں یاد کریں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بچپن ہی سے تعلق پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

یہ سیرت علماء کے لئے نہیں بلکہ عوام اور بچوں کے لئے ہے اس لئے تمام واقعات کا احصا نہیں ہو سکا، ویسے بھی مجھے اپنی بے بضاعتی کا اقرار ہے۔ کیا بعید ہے کہ باری تعالیٰ محض اپنی رحمت سے اسے قبول فرمالیں اور بخش دیں۔ آمین یارب العالمین

نوٹ: یہ سیرت لکھتے وقت کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میرے پیشِ نظر رہی۔

محمد عفا اللہ عنہ

انوری قادری لائل پوری

۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ مطابق 27 اپریل 1967ء

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے پاک رسول ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب ہے،[۱] عبدالمطلب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ہیں، ان کے والد کا نام ہاشم بن عبدمناف ہے، عبدمناف قصی کے بیٹے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نبی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کہلاتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد بھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان پر میرا نام احمد اور زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی نسل سے ہیں۔[۲]

پیدائش:

ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسم بہار میں دوشنبہ (پیر) کے دن ۹/ربیع الاول کو پیدا ہوئے،[۳] جس سال یمن کی طرف سے حبشہ کے بادشاہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا اور اس کی فوج تباہ ہوگئی تھی۔ انگریزی سال کے حساب سے 22/ اپریل 571ء مکہ معظّمہ میں فجر کی نماز کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش

---

(۱) نور الیقین فی سیرۃ المرسلین ص ۱۱

(۲) فتح الباری ج ۷ ص ۱۲۵

(۳) نور الیقین فی سیرۃ المرسلین ص ۱۴، سیرت ابن ہشام ص ۱۱۴

مبارکہ ہوئی،(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے، والد بزرگوار کا انتقال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے کچھ دن پہلے ہوگیا تھا، عبدالمطلب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا نے اپنے پیارے بیٹے عبداللہ کی اس یادگار کی پیدائش کی خبر سنتے ہی بڑی خوشی ظاہر کی، اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ شریف میں فوراً حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے گئے اور دعا مانگ کر واپس لائے، ساتویں دن عقیقہ کیا اور تمام قریش کو دعوت دی۔(۲) دعوت کھا کر لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بچے کا کیا نام رکھا، عبدالمطلب نے کہا ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام رکھا ہے، آپ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا(۳) دو برس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دودھ چھڑایا گیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف چار برس کی ہوئی تو مائی حلیمہ رضی اللہ عنہا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ لا کر چھوڑ گئیں۔ (مائی حلیمہ رضی اللہ عنہا مکہ شریف سے کئی میل دور اپنے خاندان میں رہا کرتی تھیں)۔(۴)

والدہ کا انتقال:

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہے،(۵) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب چھ برس کی ہوئی تو والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔(۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے فرمائی،

---

(۱) زرقانی ج ۱ ص ۱۳۳

(۲) خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۰، فتح الباری ج ۷ ص ۱۲۴

(۳) البدایہ والنھایہ ج ۲ ص ۲۷۵

(۴) سیرت ابن ھشام ج ۱ ص ۱۵۳

(۵) روض الانف ج ۱ ص ۱۱، نور الیقین ص ۱۷

(۶) نور الیقین ص ۱۷

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوئی دادا صاحب کا بھی 82 سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ (۱)

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پرورش میں لے لیا اور ہر طرح نگرانی کرتے رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ابوطالب کے گھر بے شمار برکتیں ظاہر ہوتی رہیں۔ (۲)

جوانی اور تجارت:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوان ہوئے تو آپ کا خیال پہلے تجارت کی طرف ہوا، مکہ شریف میں نہایت شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں، وہ بہت مالدار تھیں، اپنا روپیہ تجارت میں لگائے رکھتی تھیں، انہوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں سن کر اور سچائی، دیانت داری اور پاک دامنی کا حال معلوم کر کے خود درخواست کر دی کہ اس کے روپے سے تجارت کریں۔ (۳) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا مال لے کر تجارت کو چلے گئے اس تجارت میں بہت نفع ہوا۔ (۴)

نکاح:

اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ تھا، اس نے ان خوبیوں اور بزرگیوں کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سنایا جو سفر میں خود دیکھی تھیں۔ ان اوصاف کو سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے درخواست کر کے

---

(۱) خصائص کبری ج ۱ ص ۱۸۱

(۲) سیرت ابن ہشام ص ۱۶۹

(۳) فتح الباری ج ۷ ص ۱۰۰

(۴) نور الیقین ص ۱۷

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کرلیا۔[۱] جب نکاح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کی تھی۔[۲] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں وہ پچیس سال تک زندہ رہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نکاح کے بعد سارا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور لوگوں کی خیر خواہی میں لگاتے تھے۔[۳]

امن قائم کرنے والی انجمن کا قیام:

انہی دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلوں کے سردار اور سمجھدار لوگوں کو ملک کی بدامنی دور کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ایک انجمن قائم فرمائی، جس میں قریش کے بڑے بڑے خاندان شامل تھے اس انجمن کے ممبروں سے یہ اقرار لیا جاتا تھا:

(۱) ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے۔

(۲) ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے۔

(۳) ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔

(۴) ہم طاقتوروں کو کمزوروں پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔

اس تدبیر سے لوگوں کی جان اور مال اور آبرو کی حفاظت ہوگئی تھی۔

صادق اور امین کا لقب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملنا:

ایسے ہی نیک کاموں کی وجہ سے تمام لوگوں کے دلوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کا اتنا اثر تھا کہ وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نہیں بلاتے تھے بلکہ آپ صادق اور امین کے لقب سے جانے جاتے تھے۔

---

(۱) روض الانف ج ۱ ص ۱۱

(۲) سیرت ابن ہشام ص ۱۷۴

(۳) نور الیقین ص ۲۲

کعبہ شریف کی تعمیر اور حجر اسود کا رکھنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف 35 سال کی ہوئی تھی جب قریش نے کعبہ شریف کی عمارت نئے سرے سے بنانا شروع کی کیونکہ سیلاب کی وجہ سے دیواریں کمزور ہوگئی تھیں، عمارت کے بنانے میں تو سب ہی شامل تھے مگر جب حجر اسود کے رکھنے کا وقت آیا تو آپس میں سخت اختلاف ہوگیا ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ یہ کام اس کے ہاتھ سے سرانجام ہو۔ پھر طے ہوا کہ کسی کو فیصلہ کرنے والا بنا کر یہ کام پورا کرنا ضروری ہے اور قرار پایا کہ جو شخص صبح سب سے پہلے حرم شریف میں آئے گا بس وہی سب کا فیصلہ دینے والا مان لیا جائے گا۔

اتفاقاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھنا تھا کہ سب نے خوشی سے کہا کہ آپ امین ہیں، ہم سب راضی ہیں جو آپ فیصلہ دیں، اس کے نعرے لگانے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عمدہ تدبیر فرمائی کہ اپنی چادر مبارک بچھا کر اپنے ہاتھ مبارک سے پتھر اس میں رکھ دیا، پھر ہر ایک قبیلے کے سردار کو فرمایا کہ چادر کو پکڑ کر لائیں۔ اس طرح اس پتھر کو وہاں تک لائے جہاں اسے قائم کرنا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر اسے اٹھا کر بیت اللہ کے کونے پر لگا دیا۔ [۱] اسی گوشہ (کونے) سے طواف شروع کیا جاتا ہے اور وہیں ختم کیا جاتا ہے۔

بعثت اور نبوت:

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال [۲] کی ہوئی تو ۹ ربیع الاول سن ۴۱ میلادی دوشنبہ (پیر) کے روز مطابق 12 فروری 610ء اللہ تعالیٰ کا

(۱) نور الیقین ص ۲۳، سیرت ابن ھشام ج ۱ ص ۱۷۸، فتح الباری ج ۶ ص ۲۸۵

(۲) بخاری ج ۲ ص ۱۴۱

فرشتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء میں تھے، یہ غار کعبہ شریف سے ٹھیک مشرق کی طرف مکہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے، پہاڑ پر ایک کوس کی چڑھائی چڑھ کر یہ غار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت فرمایا کرتے تھے، فرشتے نے آکر کہا:

''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت قبول کیجیے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔''

فرشتے نے سورۃ العلق کی شروع کی آیات پڑھ کر سنائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کہا کہ آپ پڑھیں، چنانچہ آپ نے بھی یہ آیات تلاوت فرمائی (۱) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار سے اتر کر گھر تشریف لائے اور لیٹ گئے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ جب ذرا طبیعت کو سکون ہوا تو گھر والوں کو غار کا قصہ سنایا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو رشتہ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچا زاد بھائی لگتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے آنے، بات کرنے کا واقعہ بیان فرمایا، ورقہ فوراً بول اٹھا:

''یہی ہے وہ ناموس محترم جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا، کاش! میں جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب قوم آپ کو نکال دے گی۔''(۲)

نماز کا آغاز:

اس کے بعد روح الامین فرشتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دامن کوہ میں لایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خود وضو کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وضو فرمایا، پھر

---

(۱) زرقانی ج ۱ ص ۲۱۸

(۲) نور الیقین ص ۳۵

دونوں نے مل کر نماز پڑھی، روح الامین نے پڑھائی۔[1]

تبلیغ کا آغاز:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر پہنچ کر تبلیغ شروع کردی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا[2]، حضرت علی رضی اللہ عنہ (عمر آٹھ سال)، ابوبکر رضی اللہ عنہ، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پہلے ہی دن مسلمان ہوگئے۔[3] ان اشخاص کا ایمان لانا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چالیس سالہ ذرا ذرا سی حرکات وسکنات کے واقف تھے۔[4] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ صداقت کی دلیل ہے، تھوڑے ہی دنوں میں بیس سے زائد مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا، ان دنوں میں مسلمان پہاڑ کی گھاٹی میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابتدائی تین سال چپکے چپکے تبلیغ فرماتے تھے، پتھروں، درختوں، چاند، سورج کی پوجا سے ہٹا کر خدا کی بندگی سکھایا کرتے تھے۔

اعلانیہ تبلیغ:

جب سورت ''المدثر'' نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانیہ تبلیغ شروع فرمائی اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسالت اور یوم آخرت پر ایمان لانا ذہن نشین فرمایا یعنی اللہ ایک ہے، بے مثال ہے، وہی عبادت کے لائق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ تعالیٰ کی کتابیں سچی ہیں، جو اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائیں، فرشتوں کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام رسولوں تک پہنچایا، دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم اور اندازے سے ہوتا ہے مرنے کے بعد ایک دوسرا جہان ہے

---

(۱) دلائل ابی نعیم ج ۱ ص ۷۰

(۲) عیون الاثر ص ۹۳

(۳) نور الیقین ص ۳۵

(۴) سیرت ابن ھشام ص ۲۱۶

اس کو آخرت کہتے ہیں۔ (۱)

نبوت کی تعلیم کا مقصد:

(۱) اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی ذہن نشین کرنا۔

(۲) لوگوں کو ظاہری اور باطنی نجاستوں سے پاک رہنے کی تعلیم دینا۔

(۳) پاک دامن رہنا سکھانا۔

(۴) الٰہی تعلیم (دینی تعلیم) مفت دینا، نہ ان پر احسان جتانا، نہ ان سے کسی فائدے کی امید رکھنا۔

(۵) اس راستے میں جس قدر تکلیفیں آئیں سب برداشت کرنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت ہی کمال خوبی سے ان مقاصد کو پورا فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعظ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے غالب کی اولاد! تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟ سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط جھوٹی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے نہیں سنی، ہم آپ کو صادق اور امین یقین کرتے ہیں، فرمایا کہ یقین کرلو کہ موت تمہارے سر پر آرہی ہے اور تمہیں خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسا کہ دنیا پر تمہاری نظر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعظ کی بڑی بڑی باتیں یہ تھیں: جوا نہ کھیلو، اپنے جسم کو نجاست سے پاک رکھو، زبانوں کو گندی باتوں سے، دل کو جھوٹے اعتقادوں سے پاک وصاف رکھو، کسی سے لین دین میں دغا نہ کرو، اللہ کی ذات کو عیب سے پاک سمجھو، اس بات کا یقین رکھو کہ زمین اور آسمان، چاند اور سورج چھوٹے بڑے سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں، سب اسی کے محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے بغیر کوئی بھی کچھ

---

(۱) نور الیقین ص ۴۴، سیرت ابن ھشام ج ۱ ص ۲۲۶

نہیں کرسکتا۔

قریش کی مخالفت:

قریش مغرور تھے ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعظ پسند نہ آیا کیونکہ وہ نبوت کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھے، وہ سمجھتے تھے کہ یہ بعید ہے کہ انسانوں کو سمجھانے کے لیے اللہ کی طرف سے کوئی انسان آئے، وہ مرنے کے بعد قیامت کو اٹھنے کے قائل نہ تھے، ان کو اسلام کا قانون اپنی پرانی عادات کے خلاف معلوم ہوتا تھا، اس لیے انہوں نے اسلام کے مٹانے پر کمر باندھ لی، اس لیے اسلام لانے والوں کو ستانا شروع کردیا تاکہ اسلام کو چھوڑ کر اپنے جھوٹے دین میں واپس آجائیں۔

ظلم وستم:

(۱) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو امیّہ بن خلف نے بُری طرح تکالیف دینا شروع کردیں کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس کے غلام تھے، اس نے گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کے حوالے کردیا، وہ مکہ کی پہاڑیوں پر انہیں لیے پھرتے، مکہ کی گرم گرم ریت پر لٹایا جاتا، چھاتی پر گرم گرم پتھر رکھے جاتے، مشکیں باندھ کر ان کو پیٹا جاتا، بھوکا رکھا جاتا، دھوپ میں بٹھایا جاتا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس حال میں "اَحد اَحد" کے نعرے لگاتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کردیا۔[۱]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں 63 سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی۔[۲]

(۲) حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والد یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سمیّہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوگئے تھے ان کو کفار طرح طرح کی ایذائیں دیتے تھے، ایک دن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس حالت میں دیکھ لیا فرمایا: اے یاسر کے گھر

---

(۱) سیرت ابن ھشام ص ۲۸۳

(۲) طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۷

والو! صبر کرو تمہارا وعدہ جنت ہے، کمبخت ابوجہل نے عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بے عزتی کی، ان کے پردے کے مقام پر نیزہ مار کر شہید کر دیا، یہ اسلام میں پہلی شہید تھیں۔ (۱)

(۳) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے بال کھینچے جاتے، گردن مروڑی جاتی، گرم پتھروں پر لٹایا جاتا۔ (۲)

(۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کا چچا کھجور کی صف میں لپیٹ کر چھت سے باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں کر دیتا، غرض اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طرح طرح کی ایذائیں دیا کرتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قریش کا سلوک:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز کعبہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط کافر نے چادر کو لپیٹ دے کر رسی جیسی بنایا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں گئے تو چادر کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک میں ڈال دیا اور پیچ دینے شروع کئے، گردن مبارک بہت بھینچ گئی تھی، تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی اطمینان قلب سے سجدے میں پڑے ہوئے تھے اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے دھکے دے کر عقبہ کو ہٹایا اور قرآن پاک کی آیت سنائی، چند شریر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لپٹ گئے اور آپ کو بہت زدوکوب کیا غرض اس طرح روزانہ قریش مکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکالیف پہنچاتے رہے، نماز کے وقت شور مچاتے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ میں کانٹے بچھاتے، لوگوں کو ایمان لانے سے روکتے،

---

(۱) سیرت ابن ہشام ص ۲۸۴

(۲) طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۱۷

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید کرنے کی تجاویز پاس کرتے۔

ہجرتِ حبشہ:

جب کفار نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ بارہ مرد اور چار عورتوں کا قافلہ رات کے وقت ہجرت کر کے حبشہ کو روانہ ہوگیا۔ اس قافلہ کے سردار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ہمراہ تھیں۔[۱] حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان کی اہلیہ تھیں،[۲] اس کے بعد ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں مکہ سے حبشہ کو روانہ ہو گئے،[۳] ان میں نبی کریم کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی تھے، حبشہ کا بادشاہ عیسائی تھا۔ مکہ کے کافر بھی اس کے پاس تحفے لے کر پہنچے اور کہا کہ ان لوگوں کو جو ہمارے شہر سے بھاگ کر آ گئے ہیں، ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔ مسلمان دربار میں بلائے گئے تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے دربار میں تقریر فرمائی۔[۴]

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اسلام پر تقریر:

اے بادشاہ! ہم جہالت میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے تھے، نجاست آلودہ رہتے تھے، مردار کھاتے تھے، بے ہودہ کام کرتے تھے، ہم میں سچی مہمانداری کا نام ونشان نہ تھا، ہمسایہ کی رعایت نہ تھی، ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک بزرگ کو مبعوث فرمایا جس کے حسب ونسب، سچائی، دیانتداری،

---

(۱) عیون الاثر ج ۱ ص ۱۱۵

(۲) نور الیقین ص ۶۲

(۳) نور الیقین ص ۶۶

(۴) سیرت ابن ھشام ص ۲۸۶

پرہیزگاری، امانت، پاکیزگی سے ہم خوب واقف ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہوں، انہوں نے ہمیں توحید کی دعوت دی اور سمجھایا کہ اللہ کے سوا ہم کسی کو پوجا نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانیں، پتھروں کی عبادت سے روکا، ہمیں سچ بولنے، وعدہ پورا کرنے، برائیوں سے بچنے کا حکم دیا، فرمایا کہ ہم نماز پڑھا کریں، صدقہ دیا کریں، روزے رکھا کریں، ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑ گئی، ہمیں ستایا کہ ہم اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت چھوڑ دیں، لکڑی اور پتھروں کی مورتیوں کو پوجا کریں، ہم نے ان کے ہاتھوں بہت تکلیفیں اٹھائیں، جب مجبور ہو گئے تب تیرے ملک میں پناہ لینے کے لیے آئے ہیں، بادشاہ نے یہ سن کر کہا کہ ہمیں قرآن سناؤ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اسے سورۂ مریم سنائی، بادشاہ پر ایسی تاثیر ہوئی کہ وہ رونے لگ گیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہی رسول ہیں جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔(۱) پھر بادشاہ نے مکہ کے کفار کو نکال دیا(۲) اور مسلمان اطمینان کے ساتھ ملکِ حبشہ میں رہنے لگے۔(۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر طائف:

۱۰ نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا،(۴) ابوطالب گو ایمان نہ لایا تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد خدمت کی تھی اور برابر مددگار رہتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے انتقال سے صدمہ ہوا، تین یوم

---

(۱) دلائل ابی نعیم ج ۱ ص ۸۱

(۲) عیون الاثر ج ۱ ص ۱۱۶

(۳) سیرت ابن ھشام ج ۱ ص ۲۹۵

(۴) زرقانی ج ۱ ص ۲۹۱

بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہوگیا،[۱] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد صدمہ ہوا کیونکہ انہوں نے اپنا سارا مال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی پر قربان کردیا تھا، اور راہِ خدا میں خرچ کیا تھا اور سب سے پہلے ایمان لائی تھیں، حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا سلام ان کو پہنچایا تھا، اب قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ ستانا شروع کردیا، ایک دفعہ ایک شریر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیچڑ پھینک دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح گھر میں داخل ہوئے، صاحبزادی اٹھیں اور سر مبارک دھلاتی تھیں اور رو رہی تھیں، فرمایا!

''اے میری بیٹی! تو کیوں رو رہی ہے؟ تیرے والد کی
حفاظت اللہ تعالیٰ فرمانے والے ہیں۔''

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظّمہ سے باہر قبائل کی جانب نکلے، ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے، قبائل کو تبلیغ فرماتے ہوئے طائف کا قصد فرمایا،[۲] پاپیادہ (پیدل) طائف پہنچے وہاں بنو ثقیف آباد تھے، سرسبز ملک اور سرد پہاڑوں پر رہنے کی وجہ سے وہ لوگ بڑے پُرغرور ہو رہے تھے، عبد یالیل اور اس کے دونوں بھائی وہاں کے سردار تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ان سے ملے اور ان کو اسلام کی دعوت دی، لیکن انہوں نے بڑے تکبر سے جواب دے دیا پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو وعظ فرمانا شروع فرمایا، ان لوگوں نے لڑکوں کو سکھادیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک پر اتنے پتھر پھینکے کہ سارا بدن مبارک لہولہان ہوگیا۔ خون بہہ کر جوتے مبارک میں جم گیا، وضو کے وقت پاؤں مبارک نکالنے مشکل ہوگئے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مکان کے احاطہ میں

---

(۱) سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۳۶۵

(۲) سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۳۶۶

تشریف لے گئے، وہاں دو بھائی تھے عتبہ اور شیبہ، یہ دراصل مکہ کے تھے، انہوں نے اپنے غلام عداس کو طشتری میں انگور رکھ کر دیئے کہ اس شخص کو دے آؤ، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع فرمائے، عداس حیران رہ گیا کہ بسم اللہ اس علاقہ کے لوگ تو بولتے نہیں ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ تمہارا مذہب کیا ہے؟ عداس نے کہا: میں عیسائی ہوں اور نینوی کا باشندہ ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مردِ صالح یونس بن متیٰ کے شہر کے باشندے ہو؟ عداس نے کہا: آپ کو ان کی کیسے خبر ہوئی؟ فرمایا کہ وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں، وہ میرا بھائی ہے، عداس یہ سنتے ہی جھک پڑا اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور قدموں کو بوسہ دیا، عداس جب واپس گیا تو عتبہ اور شیبہ نے پوچھا کہ تم اس شخص کے قدموں کو کیوں بوسہ دے رہے تھے، اس نے کہا کہ جناب روئے زمین پر اس جیسا کوئی شخص موجود نہیں ہے، انہوں نے مجھے ایسی بات بتلائی جو نبی کے سوا کوئی بتلا نہیں سکتا۔ اس سفر میں اتنی تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے بھرپور تھا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں خوب خوب گڑگڑا کر دعا فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ میں ان لوگوں کے لیے بددعا کیسے کروں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو ان کی نسلیں ضرور ایمان لائیں گی۔ (۱)

ضماد ازدی کا قبول اسلام:

ان ہی ایام میں ضماد ازدی مکہ میں آیا۔ (۲) یہ یمن کا باشندہ تھا اور عرب کا مشہور منتر جاننے والا تھا، جب اس نے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنات کا اثر ہے تو

---

(۱) نور الیقین ص ۷۲

(۲) الاصابہ ج ۲ ص ۲۱۰، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۶

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں آیا اور کہا اے محمد! آؤ آپ کو منتر سناؤں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پہلے مجھ سے سن لو، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ!

ضماد نے اسی قدر سنا تھا کہ بول اٹھا، میں نے بہت کاہن دیکھے، ساحر دیکھے اور شاعر سنے لیکن ایسا کلام تو میں نے کسی سے بھی نہ سنا، ان کلمات کو پھر دہرایئے، دو تین بار ان ہی کلمات کو سننے کے بعد بے اختیار بول اٹھا، یہ کلمات تو ایک اتھاہ سمندر کی طرح ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے لیے اپنا ہاتھ مبارک بڑھاؤ کہ میں اسلام کی بیعت کرلوں۔ [۱]

معراج:

۱۰ نبوی ۲۷ رجب کو معراج ہوئی۔ [۲] اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی، اول بیت اللہ سے مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے، وہاں امام بن کر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی، پھر آسمانوں کی سیر فرمائی، جنت کی سیر فرمائی، دوزخ کو دیکھا، بیت المعمور اور سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا، مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگنے کی حالت میں اپنے بدن مبارک کے ساتھ تشریف لے گئے اور عجائباتِ قدرت کو دیکھا، قرآنِ عزیز میں سورہ بنی اسرائیل اور سورۃ النجم میں صاف یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ [۳]

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۵۲۵، سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۳۳۱

(۲) زرقانی ج ۶ ص ۵۵

(۳) نور الیقین ص ۷۷، سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۳۴۷

اسبابِ ہجرت:

۱۱ نبوی کے موسم حج کا ذکر ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کی تاریکی میں شہر مکہ سے تین میل کے فاصلے پر عقبہ کے مقام پر لوگوں کو باتیں کرتے سنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے گئے، یہ چھ آدمی تھے اور یثرب سے آئے تھے، (۱) ان کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کو بیان فرمایا، اللہ کی محبت سے ان کو گرمایا، بتوں سے نفرت دلائی، قرآنِ عزیز کی تلاوت فرما کر ان کے دلوں کو روشن فرمایا، یہ لوگ اگرچہ بت پرست تھے لیکن انہوں نے یثرب کے یہود سے بارہا سنا تھا کہ عنقریب ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے اس تعلیم سے وہ اسی وقت ایمان لے آئے، جب اپنے وطن کو لوٹ کر گئے تو دین اسلام کے سچے مبلغ بن گئے، وہ ہر ایک کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق خوشخبری سناتے تھے کہ جس نبی برحق کا انتظار تھا ہمارے کانوں نے ان کا کلام سنا ہے اور آنکھوں نے ان کا دیدار کیا ہے۔ (سبحان اللہ! کیسی مبارک تھیں وہ آنکھیں، کیا ہی مبارک تھے وہ کان)۔ (۲)

انہوں نے ہمیں اللہ وحدہ لاشریک سے ملا دیا ہے، دنیا کی زندگی اور موت اب ہمارے سامنے ہیچ ہے یثرب میں گھر گھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا ہونے لگا، اگلے سال ۱۲ آدمی حاضر ہوئے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر ایمان لے آئے، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ان کے ہمراہ مبلغ بن کر تشریف لے گئے (۳) اور مدینہ منورہ میں اسلام کی تبلیغ شروع

---

(۱) البدایہ والنھایہ ج ۳ ص ۱۴۸

(۲) سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۳۷۷

(۳) سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۳۷۸

فرمادی، یہ بڑے امیر گھرانے کے آدمی تھے، قیمتی پوشاک پہنتے تھے، اسلام کی دولت نے ان کو ان سب نمائشوں سے الگ کردیا۔ صرف ایک کمبل اوڑھتے تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ کے وعظ سے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بڑے متاثر ہوئے اور ایمان لے آئے ان دونوں سرداروں کے اثر سے ان کا سارا خاندان مرد عورتیں سب ہی ایمان لے آئے،(۱) اگلے سال ۱۳ نبوی میں مدینہ سے ۷۳ آدمی، ۲ عورتیں یثرب کے قافلہ میں مل کر مکہ آئے، یثرب کے ایمان والوں کو اس لیے بھیجا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یثرب تشریف لانے کی دعوت دیں، چنانچہ یہ لوگ اسی مقامِ عقبہ پر رات کے اندھیرے میں پہنچ گئے۔(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو قرآن مجید سنایا، سنتے ہی وہ لوگ ایمان کے نور سے بھر گئے اور یثرب تشریف لے چلنے کا عرض کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے شرطیں طے فرمائیں کہ وہ لوگ دین اسلام کی اشاعت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امداد کریں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ کبھی نہ چھوڑیں گے، اس کا معاوضہ جنت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرا جینا مرنا آپ لوگوں کے ساتھ ہوگا وہ لوگ یہ سن کر خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔(۳)

ہجرت:

جب مکہ میں مسلمان گنتی کے رہ گئے اور مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی باقی رہ گئے اس لیے کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کی اجازت فرمادی تھی اور خود ابھی

---

(۱) سیرت ابن ھشام ص ۳۸۱

(۲) زرقانی ج ۱ ص ۳۱۷، طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۵

(۳) نور الیقین ص ۸۰، سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۳۸۴

اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار فرما رہے تھے، غرض جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کم رہ گئی تو قریش نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے مشورے شروع کئے، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کا حکم دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم فرمایا کہ تم بے فکر ہو کر میری چادر اوڑھ کر سو رہو اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی تاریکی میں دشمنوں کے درمیان سے سورۃ یٰسٓ کی تلاوت فرماتے ہوئے اطمینان سے تشریف لے گئے۔[۱] یہ واقعہ 12/ستمبر 622ء جمعرات کے روز ۱۳ نبوی ۲۷ صفر کا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیارے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا انہوں نے فوراً سامان سفر درست کیا اسی وقت روانگی فرمائی، غار ثور تین میل کے فاصلہ پر مکہ سے ساحل کی طرف کو ہے، اس کی چڑھائی سرتوڑ ہے، نکیلے پتھروں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک زخمی ہو رہے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا، غار تک پہنچے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اندر جا کر غار کو صاف کیا، سوراخوں میں بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اندر آنے کی آواز دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے، اور آرام فرمایا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے انگوٹھے پر ایک زہریلے سانپ نے ڈنگ مارا، سخت تکلیف ہوئی لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام میں خلل پڑنے کے خیال سے ذرا بھی اُف نہ کی، جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پوچھا تو عرض کیا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے انگوٹھے پر لگا دیا، فوراً زہر اتر گیا،[۲] ادھر قریش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

(۱) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۵۲

(۲) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۵۴

تلاش میں نکلے، رات کی تاریکی میں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما گھر سے کھانا دے جاتی، عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما مکہ والوں کی باتیں سنا جاتے، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا غلام تھا شام کو بکریاں وہاں لے آتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقدر ضرورت دودھ لے لیتے۔(۱)

غار سے روانگی:

چوتھے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے دو اونٹنیاں آگئیں جن کو اسی سفر کے لیے کِھلا کر خوب فربہ کرلیا گیا تھا ایک پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اُریقط سوار ہوئے اس عبداللہ کو ہجرت کے لیے رہبر رکھ لیا تھا تاکہ راستہ بتاتا جائے، غرض یکم ربیع الاول اتوار کے روز 16 ستمبر 622ء کو روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف ساحل ساحل چلے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رابغ کے موجودہ قلعہ اور ساحل بحر کے درمیان سے گزر رہے تھے تو سراقہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا۔ عبدالرحمٰن بن مالک مُدلجی نے بیان کیا ہے کہ سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور سراقہ گر پڑا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے گھوڑا زمین سے نکلا اور سراقہ واپس ہوگیا،(۲) (سراقہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امان کا کاغذ عامر بن فہیرہ سے لکھوا کر دے دیا سراقہ جنگ احد کے بعد ایمان لائے تھے) اُمّ معبد کے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چلتے چلتے آرام فرمایا، پھر آگے تشریف لے گئے، اُمّ معبد کے گھر میں برکات کا ظہور رہا، سوکھے تھنوں والی بکری نے خوب دودھ دیا اور مدت تک دودھ دیتی رہی۔(۳) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راہ میں بریدہ اسلمی ملا، یہ اپنی قوم کا سردار تھا، حضرت

---

(۱) نور الیقین ص ۸۳

(۲) فتح الباری ج ۷ ص ۱۸۷

(۳) البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۸۹

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلا تھا کہ قریش سے اونٹ انعام حاصل کر سکے لیکن جو نہی سامنے حاضر ہوا گفتگو سنتے ہی ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہوگیا۔ رضی اللہ عنہ (۱)

قُبا میں داخلہ:

۱۳ نبوی ۸ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) 23 ستمبر 622ء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا پہنچ گئے قبا ایک بستی ہے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر، وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو ہفتے مقیم رہے، درمیان میں ایک دفعہ تشریف لے جا کر مدینہ منورہ کے محلہ بنی سالم میں نماز جمعہ ادا فرما کر واپس قبا تشریف لے آئے، اسی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی پیدل چل کر مکہ مکرمہ سے خدمت مبارکہ میں پہنچ گئے۔ قُبا میں پہلا کام یہ کیا کہ ایک مسجد کی بنیاد رکھی تا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک جگہ جمع ہو کر کی جائے، دو ہفتہ قیام کے بعد پیر کے روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، مدینہ کے لوگ اشتیاق میں سراپا چشم بن رہے تھے۔ آج ہی سے یثرب کا نام مدینۃ النبی ہوگیا گلی کوچے اللہ تعالیٰ کے شکر اور حمد سے گونج رہے تھے، مرد، عورت، بچے، بوڑھے نور خدا کا جلوہ دیکھنے کے لیے سراپا چشم بن رہے تھے، لوگ خوشی کے مارے تکبیر کے نعرے بلند کر رہے تھے، بائبل میں ہے کہ سلع کے باشندے گیت گائیں گے، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے، سلع پرانے زمانہ میں ''مدینہ'' کا نام تھا، سلع پہاڑ مدینہ منورہ کے بالکل قریب ہے، انصار کی معصوم بچیاں اس وقت یہ اشعار گا رہی تھیں!

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاعِی

''جنوب کی جانب پہاڑوں سے چودھویں کا چاند ہم پر طلوع

---

(۱) نور الیقین ص ۸۷، سیرت ابن ھشام ج ۳ ص ۴۱۵

ہوا۔ کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے شکر واجب ہے ہمیں
اللہ تعالیٰ کا۔"

ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی
بھیجنے والا ہے تیرا کبریا

امن کو مضبوط بنانے کے لیے معاہدہ:

مدینہ منورہ میں مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے، ان کے مذاہب بھی الگ الگ تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا کہ تمام قوموں سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول پر کرلیا جائے، نسل اور مذہب کے اختلاف میں بھی وحدت قومی قائم رہے اور سب کو تمدّن وتہذیب میں ایک دوسرے سے مدد ملتی رہے، اس معاہدے میں خصوصی طور پر یہ تحریر کیا گیا کہ یہ تحریر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے مسلمانوں کے درمیان جو قریشی یا یثرب کے باشندے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے اور کاروبار میں ان کے ساتھ شامل ہیں، یہ سب لوگ ایک قوم سمجھے جائیں گے۔ بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے باہر کی اقوام میں خود تشریف لے جاکر ان کے سرداروں کے اس معاہدہ پر دستخط کروالیے، اس سے دنیا پر واضح ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوار چلانے کے لیے نہیں بلکہ دنیا میں امن وصلح پھیلانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ (۱)

قریش کی مسلمانوں کے خلاف سازش اور جنگ بدر:

قریش مکہ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں امن وچین سے بیٹھا دیکھ کر آپس میں سازش کر کے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو لکھا کہ آپ نے

---

(۱) سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۴۳۱

مسلمانوں کو اپنے شہر میں ٹھہرالیا ہے، اب لازم ہے کہ یا تو تم ان سے لڑو یا اب ہم حملہ کریں گے، ابن ابی نے مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود جا کر ان کو فرمایا کہ تم لوگ اگر مسلمانوں سے لڑو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے کیونکہ مدینہ منورہ کے مسلمان تمہارے ہی بھائی ہیں، یہ قریش کی چال ہے، ان لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تقریر خوب سمجھ میں آگئی، تمام مجمع منتشر ہوگیا۔ عن عبدالرحمٰن بن کعب باب فی خبر النفیر۔ (۱)

پھر یہود سے سازش کرلی اور چھیڑ چھاڑ شروع کردی، کرز بن جابر مدینہ پہنچ کر مسلمانوں کے مویشی لوٹ کرلے گیا، پھر ماہ رمضان سن ۲ ہجری میں ابوجہل نے مشہور کردیا کہ مسلمان قریش کا تجارتی قافلہ جو شام سے مکہ مکرمہ کو آرہا ہے، لوٹ لینے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس طرح اس نے قریش کی فوج مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے کے لیے تیار کرلی، ایک ہزار جنگجو آدمی، سات سو اونٹ، تین سو گھوڑے سامان سے آراستہ ہو کر روانہ ہوئے، حالانکہ تجارتی قافلہ امن وامان کے ساتھ مکہ میں پہنچ گیا تھا مگر ابوجہل برابر بڑھتا آیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک زبان ہو کر جان ومال قربان کرنے کا وعدہ کیا، چونکہ یکایک تیاری کی تھی جیسا کہ قرآن عزیز سے پتہ چلتا ہے مسلمانوں کو جنگ کا اتنا گمان بھی نہ تھا، غرض تین سو تیرہ ایسے نکلے جو جنگ میں جاسکیں اور بِاِذنِ خداوندی مسلمانوں کے لیے ضروری ہوا کہ وہ باوجود بے سروسامانی اور تعداد میں قلیل ہونے کے ان حملہ آوروں کو مدینہ سے دور سے روکیں۔ رمضان ۲ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی یہ فوج لے کر بدر کی جانب نکلے، تمام لشکر میں دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے، بدر پہنچ کر جنگ سے ایک روز قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱) ابوداود، زرقانی ج ۱ ص ۳۹۶، عیون الاثر ج ۱ ص ۲۲۷

نے میدان جنگ کا ملاحظہ فرمایا، اور فرمایا کہ کل ان شاء اللہ تعالیٰ فلاں دشمن اس جگہ اور فلاں فلاں اس جگہ قتل ہوں گے۔

۱۷ر رمضان کو جمعہ کے روز[۱] جنگ ہوئی، جنگ سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت تضرع اور خشوع سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی کہ یا اللہ! اگر یہ چھوٹی سی جماعت مسلمانوں کی میدان جنگ میں ماری گئی تو دنیا پر توحید کی منادی کرنے والا کوئی نہ رہے گا، مسلمانوں نے بھی دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ کی امداد سے مکہ والوں کو شکست ہوئی، ان کے ستر آدمی قید ہوئے اور ستر بہادر میدان میں کھیت رہے (مارے گئے) اور ابوجہل بھی مارا گیا۔ یہ سب کو چڑھا کر لایا تھا جو چودہ سردار مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا مشورہ کررہے تھے ان میں سے گیارہ مارے گئے، تین جو بچ گئے وہ بعد میں مسلمان ہوگئے۔ الحمد للہ علی ذلک[۲]

غزوہ اُحد:

اگلے سال ۷ر شوال[۳] یوم سبت (ہفتہ) سن ۳ھ قریش مکہ پھر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے، پانچ ہزار بہادروں کا لشکر جس میں تین ہزار اونٹ سوار اور دوسو گھڑسوار، سات سو زرہ پوش پیادہ (پیدل) تھے، لشکر مدینہ شریف تک بڑھتا چلا آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے مبارکہ یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر مدافعت کی جائے لیکن کثرت رائے پر فیصلہ ہوا کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے چنانچہ اُحد پہاڑ پر مقابلہ ہوا، اسلامی لشکر میں ایک ہزار مرد تھے لیکن منافقین تین سو نے دھوکہ دیا، اسلامی لشکر سات سو رہ گیا، مسلمانوں نے ابتداء میں کفار کو شکست فاش دی، لیکن

---

(۱) زرقانی ج ۱ ص ۴۰۶، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۵۶، بخاری ج ۲ ص ۵۲۴

(۲) سیرت ابن ھشام ج ۲ ص ۵۵۰

(۳) البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۹، زرقانی ج ۲ ص ۲۰

جو پچاس تیر انداز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ [1] کی ماتحتی میں پہاڑ کے درہ پر مقرر فرمائے تھے، کفار کی شکست دیکھ کر انہوں نے درہ کو خالی چھوڑ دیا، حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور دس آدمی آپ کے ساتھ قائم رہے، دشمن نے موقعہ پا کر مسلمانوں پر دَرے میں سے حملہ کر دیا، دونوں طرف سے مسلمان گھر گئے اور مسلمان لشکر کو سخت نقصان ہوا، ابتری پھیل گئی، ابن قمیہ کے پتھر سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک زخمی ہوئی، ابن ہشام کے پتھر سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بازو مبارک زخمی ہوا اور عتبہ کے پتھر پھینکنے سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے چار دندان مبارکہ میں سے ایک شہید ہو گیا، خبر اڑ گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت بارہ صحابہ کرام میں ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ وغیرہم تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ [2] نے دشمنوں کے تیروں کو اپنے ہاتھ پر لیا جس سے ان کا ہاتھ چھلنی ہو گیا اور بازو شل ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر مدینہ منورہ سے محترم خواتین دوڑی آئیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں کو دھویا، حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی بھر کر لاتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا زخمیوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں، مشکیزے بھر بھر کر پھرتی تھیں، میدان جنگ میں ستر صحابہ شہید ہوئے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ [3] جو مدینہ منورہ والوں

---

(۱) زرقانی ج ۲ ص ۳۱

(۲) زرقانی ج ۲ ص ۳۸

(۳) سیرت ابن ھشام ج ۳ ص ۱۸

کے استاذ تھے، اوس وخزرج جن کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے تھے ان کی بیوی کا نام حمنہ بنت جحش تھا اسی روز اس کا بھائی[۱] اور ماموں بھی شہید ہوئے تھے۔ پہلے بھائی کی شہادت کی خبر ملی اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور بھائی کے حق میں دعا کی، پھر شوہر کے شہید ہونے کی اطلاع ملی، یہ سنتے ہی اس نے بے اختیار چیخ ماری۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔[۲]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھائی کو دیکھنے آئیں، زبیر رضی اللہ عنہ نے دور سے والدہ کو روکا، فرمانے لگیں، بیٹا! مجھے معلوم ہے کہ میرے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کی بے حرمتی کی گئی ہے لیکن میں ان کی نعش کو دیکھ کر دعا کر کے چلی جاؤں گی، نہ روؤں گی، نہ چلاؤں گی۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ،[۳] حضرت عمارۃ بن زیاد رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے، بنو دینار کی ایک عورت تھی جس کا باپ، بھائی، شوہر اس جنگ میں شہید ہوئے تھے، وہ کہتی تھی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بتاؤ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح سالم دیکھ لیا تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمبلی مبارکہ کو پکڑ کر کہا کہ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح وسالم ہیں تو ہر مصیبت برداشت ہوسکتی ہے۔ بہر حال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوراً جمع ہو گئے اور دشمن میدان چھوڑ کر نکل گیا۔

کفار عرب کی شرارتیں:

جنگِ اُحد کے بعد بھی کفار ومشرکین نے شرارتوں کا سلسلہ جاری رکھا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلاء صحابہ کو دھوکہ دے کر شہید کیا، چنانچہ حضرت

---

(۱) زرقانی ج ۲ ص ۵۱

(۲) فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۲

(۳) زرقانی ج ۲ ص ۴۹

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت معلم بنا کر کفار کے ہمراہ بھیجی لیکن ان ظالموں نے دوسو جوانوں کے ذریعہ ان کو زندہ قید کرنے کی کوشش کی، آٹھ صحابی مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے، دو بزرگوں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ زندہ گرفتار کر کے لے گئے۔ سفیان ہذلی نے ان کو لے جا کر مکہ میں فروخت کر دیا، مکہ والوں نے ان کو کئی روز بھوکا پیاسا رکھا اور نہایت بے دردی سے شہید کر دیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (۱) اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستر صحابی جو بڑے قاری اور فاضل تھے دھوکہ سے کفار نے ساتھ لے جا کر بئر معونہ پر شہید کر دیئے۔ (۲)

غزوہ خندق:

سن ۵ ھ کا مشہور واقعہ (۳) جنگ خندق ہے۔ یہود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شرارتوں کے باعث خیبر کی طرف جلا وطن فرما دیا تھا، بنو نضیر نے پھر بھی شرارتوں کا سلسلہ جاری رکھا، ان کی کوشش سے تمام عرب کے قبائل متفق ہو کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے، یہ یہود کی زبردست شرارت تھی، چنانچہ

(۱) ابو سفیان بن حرب کے زیر کمان قریش بنو کنانہ اہل تہامہ آئے

(۲) بنو فزارہ عقبہ بن حصین کی زیر کمان

(۳) بنو مرہ حارث بن عوف کی زیر کمان

(۴) بنی اشجع اور اہلِ نجد مسعود بن دخیلہ کی زیرِ کمان۔

یہ لشکر بارہ ہزار سے بھی زیادہ تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے کا

---

(۱) طبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۳۹

(۲) زرقانی ج ۲ ص ۷۴، طبری ج ۳ ص ۳۵

(۳) زرقانی ج ۲ ص ۱۰۳، بخاری ج ۲ ص ۵۸۸

حکم دیا چنانچہ دس دس آدمیوں نے شہر کے اردگرد چالیس چالیس گز خندق تیار کرلی، خندق کھودنے، مٹی ہٹانے، پتھر توڑنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدد فرمارہے تھے، مسلمان صرف تین ہزار تھے، خندق کو سامنے رکھ کر مسلمانوں نے مورچے قائم کئے، بنوقریظہ یہودی جو مدینہ منورہ میں آباد تھے خفیہ طور پر بنو نضیر کے اکسانے سے معاہدہ توڑ کر کفار سے مل گئے اور امداد پہنچانے لگے اور شہر کے امن میں خرابی ڈالنے لگے، محاصرہ بیس یوم رہا، کبھی کبھی اِکّے دُکّے کا مقابلہ بھی ہوجاتا تھا، عرب کفار کے بڑے بڑے شاہ زور جوان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ایک رات آندھی چھوڑ دی، محاصرہ والوں کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا، قریش بالکل ناکام ہوکر محاصرہ اٹھا کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے، اللہ تعالیٰ کا غیب سے فضل ہوا، اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود بنوقریظہ کو بلایا کہ اپنی اس شرارت کی وجہ بیان کریں کہ انہوں نے معاہدہ توڑ کر مشرکین عرب کی کیوں امداد کی، یہود قلعہ بند ہوکر جنگ کے لیے تیار ہوگئے، نبی اکرم نے بار ہا یہود کو معاف فرمایا تھا لیکن وہ باز نہ آتے تھے، مجبوراً مسلمانوں کو یہود سے لڑائی کرنا پڑی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے ان کا ۲۵ روز تک محاصرہ فرمایا، تنگ آکر بنوقریظہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث منظور کیا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار تھے، انہوں نے تورات شریف کے مطابق فیصلہ دیا کہ بنوقریظہ کے جنگجو جوان مارے جائیں چنانچہ اسی پر عمل ہوا۔ (۱)

غزوہ خیبر ۷ھ:

مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر خیبر ایک مقام ہے، یہودیوں کی خالص آبادی کا قصبہ تھا، آبادی کے اردگرد تین مضبوط قلعے بنا رکھے تھے،

---

(۱) زرقانی ج ۲ ص ۱۲۶

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حدیبیہ کے سفر سے واپس آئے ہوئے ابھی ایک ماہ ہی گذرا تھا کہ سننے میں آیا کہ خیبر کے یہودی مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور جنگ احزاب کا بدلہ لینے اور اپنی کھوئی ہوئی عزت وقوت کو بحال رکھنے کے لیے خونخوار جنگ کی تیاری کر چکے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کفار حملہ آوروں کو آگے بڑھ کر لینے کا فیصلہ فرمالیا۔ (۱)

چنانچہ وہی فوج ساتھ لی جو صلح حدیبیہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قرآن مجید میں تعریف فرمائی ہے، یہ حضرات چودہ سو تھے جن میں دوسو گھڑ سوار تھے۔ لشکر اسلام خیبر کے متصل رات کو پہنچ گیا تھا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ رات کو حملہ نہ فرماتے تھے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے لشکر کے پڑاؤ کے لیے جو میدان منتخب کیا۔ وہ بنو غطفان اور یہودِ خیبر کے درمیان پڑتا تھا، بنو غطفان بھی یہود کی امداد کو نکلے تھے، ان کی تعداد پانچ ہزار تھی، جب انہوں نے لشکر اسلام کو دیکھا، چپ چاپ اپنے گھروں کو واپس ہو گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے فوج کا بڑا حصہ کیمپ میں رہا، فوجی دستے جنگ کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے جایا کرتے تھے، کیمپ میں مسجد کا بھی انتظام فرمایا گیا اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی جاری فرما دیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کیمپ کے ذمہ دار افسر تھے، خیبر والوں کے دس قلعے تھے، جن میں دس ہزار فوج تھی، محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (۲) کو فوج کا سردار بنایا گیا، انہوں نے قلعہ نطاۃ پر حملہ کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حملہ آور فوج میں شامل ہوئے تھے، باقی ماندہ فوجی کیمپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیر نگرانی

---

(۱) زرقانی ج ۲ ص ۲۱۷، بخاری ج ۲ ص ۶۰۴

(۲) سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۴۴۰

تھا، محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ پانچ یوم تک حملہ کرتے رہے، ایک روز محمود ذرا ستانے کے لیے قلعہ کی دیوار کے سایہ میں لیٹ گئے، ایک یہودی نے اوپر سے پتھر مارا جو سر پر لگا اور حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ فوج کی کمان فوراً ان کے بھائی نے لی، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ان کا نام ہے، شام تک کمال شجاعت سے لڑتے رہے، اگلے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا[1] ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب مبارک آنکھوں کو لگایا فوراً سرخی اور درد کافور ہو گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر یہود کا ایک جوان مرحب نکلا جو ایک ہزار بہادروں کے برابر اپنے آپ کو کہا کرتا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میدان میں نکلتے ہی اس کو للکارا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ لڑائی سے قبل دعوتِ اسلام دینا، اگر تمہارے ہاتھ پر ایک کافر بھی مسلمان ہو جائے تو یہ کام بھاری غنیمتوں کے حاصل ہونے سے بہتر ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ ناعم پر جنگ کی طرح ڈالی، اس سے پہلی شب کی پاسبانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی، حضرت نے ساری رات فوج کا پہرہ دیا اور ایک یہودی کو گرفتار کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی نماز میں تھے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اس یہودی سے گفتگو فرمائی، اس نے عرض کی کہ اگر میرے بال بچوں سمیت مجھے امان مل جائے تو میں یہودیوں کے قلعوں کے سامان جنگ وغیرہ سے مطلع کر دوں گا، اس کو امان دیا گیا تو اس نے خوب راز کھولے جس سے بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا۔

غرضیکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ مرحب سے ہوا۔ اس نے اپنی شجاعت کے اشعار پڑھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اشعار پڑھے:

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۶۰۵، فتح الباری ج ۷ ص ۳۵۹

''میں وہ ہوں کہ میری والدہ نے میرا نام غضب ناک شیر رکھا ہے، میں اپنی تلوار کی سخاوت سے تمہیں بڑے بڑے پیمانے عطا کروں گا، میں بن کے شیروں کی طرح سخت حملہ آور ہوں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کا ایک ہی ہاتھ ایسا مارا کہ مرحب کی لوہے کی خَود کاٹتا ہوا اس کی پگڑی اور سر کو چیرتا ہوا گردن تک جا پہنچا۔ مرحب کا بھائی نکلا، اس کو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے خاک میں سلا دیا، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عام حملہ سے قلعہ ناعم فتح ہو گیا۔(۱) اسی روز حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ نے قلعہ صعب فتح کر لیا۔(۲) اس قلعہ سے جو کھجور چھوہارے، مکھن، روغن زیتون، چربی، ڈھیر کپڑوں کے نکلے مسلمانوں کو رسد کی تکلیف ہو رہی تھی سب دور ہو گئی۔ قلعہ توڑنے والے سامان جنگ بھی برآمد ہوئے، وہ یہودی جاسوس ان کی خبر دے چکا تھا، اگلے روز ''قلعہ نطاۃ'' بھی فتح ہو گیا، پھر ''قلعہ زبیر'' بھی باوجود یہود کی شرارت کے اللہ تعالیٰ نے فتح کرا دیا۔ پھر ''قلعہ ابی'' پر حملہ ہوا اور آسانی سے فتح ہو گیا، کیونکہ یہود مرعوب ہو گئے تھے اور باہر نکلنے سے رک گئے۔(۳)

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نعرہ تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے، مسلمانوں نے ساتھ دیا قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے، قلعہ والے بھاگ نکلے، خیبر سے فارغ ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کعبہ کے کنجی بردار مدینہ پہنچ کر ایمان لے آئے، ایسے بہادروں کا ایمان لانا اسلام کا کھلا معجزہ تھا۔

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۴۰۴

(۲) عیون الاثر ج ۲ ص ۱۳۴

(۳) زاد المعاد ج ۳ ص ۳۲۲

بادشاہوں کے نام خطوط:

۷ھ کے ماہ محرم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شاہان عالم کے نام خطوط مبارک اپنے سفیروں کے ہاتھ روانہ فرمائے اور چاندی کی مہر بنوائی اس پر "محمد رسول اللہ" کندہ تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مہر لگوا کر تمام خطوط روانہ فرمائے۔

(۱) حبشہ کے عیسائی بادشاہ کے نام بھی خط ارسال فرمایا، حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ والا نامہ لے کر گئے، وہاں کے بادشاہ کو نجاشی کہتے تھے، نجاشی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا والا نامہ پڑھتے ہی مسلمان ہوگیا اور جواب میں عریضہ لکھا۔[۱]

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منذر بن ساویٰ شاہ بحرین کے نام بھی والا نامہ بھیجا، حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سفیر بن کر گئے۔ یہ بھی مسلمان ہوگیا۔ اور اس کی رعایا کا اکثر حصہ بھی اسلام لایا۔[۲]

(۳) جَیفَرْ اور عَبْدْ فرزندان جلندی عمان کے بادشاہ کے نام عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ خط بھیجا گیا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پہلے عَبْدْ سے ملے، یہ سردار تھا، اور اپنے بھائی کی نسبت زیادہ نرم دل تھا، خوش خلق تھا، ان سے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سفیر ہوں، آپ دونوں بھائیوں کے پاس آیا ہوں، طویل گفتگو کے بعد بادشاہ سے بھی ملاقات ہوئی، دو دن سوچ لینے کے بعد دونوں بھائی مسلمان ہو گئے اور رعایا کا اکثر حصہ بھی ایمان لے آیا، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کھلا معجزہ تھا۔[۳]

(۴) منذر بن حارث دمشق کا حاکم اور شام کا گورنر تھا، حضرت شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ بطور سفیر خط مبارک لے کر گئے پہلے تو والا نامہ پڑھ کر بہت بگڑا بالآخر

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۳۵۱

(۲) زاد المعاد ج ۳ ص ۶۰

(۳) زاد المعاد ج ۳ ص ۶۱

سفیر کو باعزاز رخصت کیا لیکن مسلمان نہ ہوا۔ (۱)

(۵) ہوذہ بن علی یمامہ کا حاکم عیسائی تھا سُلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ نامہ پاک لے کر اس کے پاس گئے اس نے کہا کہ اگر اسلام پر میری آدھی حکومت تسلیم کرلی جائے تو میں مسلمان ہوجاؤں گا پھر تھوڑے دنوں بعد ہلاک ہوا۔ (۲)

(۶) جُرَیج بِن مَتّٰی مقوقس شاہ اسکندریہ ومصر عیسائی مذہب رکھتا تھا (۳) حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس سفیر ہوکر گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والا نامہ کے آخر میں یہ الفاظ تھے کہ اگر کوئی مسلمان ہونے سے انکار کرگیا تو تمام مصر (قبط) کے مسلمان نہ ہونے کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نبی نے جس قوم کا زمانہ پایا وہ قوم اس نبی کی امت ہوتی ہے لہٰذا آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کریں، دین مسیح کی اطاعت اسی میں آگئی، اس نے کہا میں غور کروں گا، پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط مبارک کو ہاتھی دانت کے ڈبہ میں رکھوا کر مہر کرکے خزانہ میں رکھوادیا کہ بے ادبی نہ ہو، پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحفے ارسال کئے اور خط کا جواب لکھوایا کہ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی کا ظہور باقی ہے مگر میں سمجھتا رہا کہ وہ رسول ملک شام میں ہوں گے۔ دُلدُل بھی ان تحفوں میں تھا (خچر کا نام ہے)۔

(۷) ہِرَقل شاہ روم کے نام والا نامہ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ لے کر گئے اور بادشاہ سے بیت المقدس کے مقام پر ملے، ہرقل نے سفیر کے اعزاز میں بڑا شاندار دربار سجایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق باتیں پوچھتا رہا، پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ

---

(۱) زادالمعاد ج ۳ ص ۶۳، زرقانی ج ۳ ص ۳۵۶

(۲) زادالمعاد ج ۳ ص ۶۳

(۳) خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۱۲، زرقانی ج ۳ ص ۳۴۸

سے جو مکہ سے تجارت کے لیے آیا ہوا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تفصیلی حالات پوچھے، پھر کہنے لگا وہ نبی اس جگہ کا جس جگہ میں بیٹھا ہوا ہوں مالک ہوجائے گا، کاش میں ان کی خدمت میں پہنچتا اور پاؤں مبارک دھوکر پیتا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والا نامہ پڑھا گیا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دل میں اسی روز سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت بیٹھ گئی۔ (۱)

(۸) خسرو پرویز کسریٰ شاہ فارس کے نام حضرت عبداللہ بن حُذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والا نامہ لے کر گئے یہ نصف مشرقی دنیا کا بادشاہ تھا، نامہ مبارک میں اس کو دعوت اسلام دی گئی تھی، یہ سن کر بہت غضب ناک ہوگیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والا نامہ کو چاک کردیا۔ خسرو نے باذان کو جو اس کا یمن میں نائب السلطنت تھا، پیغام بھیجا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیج دو، باذان نے ایک فوجی دستہ جس کا افسر خسرو تھا، معہ ایک ملکی افسر بانویہ نامی کے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ مدینہ پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کل کو ہم جواب دیں گے۔ دوسرے روز فرمایا کہ جاؤ تحقیق کرو تمہارے بادشاہ کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کردیا ہے، وہ لوگ یمن لوٹ گئے، باذان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سن کر تحقیقات کرنے کے بعد مسلمان ہوگیا اور اس کے درباری اور رعایا کا اکثر حصہ بھی ایمان لایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خسرو پرویز کے متعلق یہ سن کر اس نے نامہ پاک چاک کردیا ہے فرمایا کہ اس نے اپنا ملک ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی تھی جو حرف بحرف سچی نکلی اور ایرانی سلطنت تباہ ہوگئی، اور اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا۔

(۹) ساباتک نامی راجپوت راجہ قنوج میں سلطنت کرتا تھا، اس زمانہ میں یہ

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۳۰

مرکزی حکومت تھی، ابن اثیر جزری لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والا نامہ لے کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سُورت کی بندرگاہ سے اتر کر راجہ کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے گئے ساباتک نے بڑا اکرام کیا اور مہمانوں کو باعزت رخصت کیا اور ہندوستان کے تحفے دربار رسالت میں ارسال کئے، ان میں پائجامہ بھی تھا، بہرحال یہ ناممکن تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والا نامہ ہندوستان میں نہ آتا جہاں کروڑوں کلمہ گو پیدا ہونے والے تھے۔ بہت سے حکمران اور بھی مسلمان ہو گئے تھے مثلاً ثمامہ نجد کا حکمران ۶ ھ میں مسلمان ہوا۔

(۱) ثمامہ نے مسیلمہ کذاب کے فتنہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بہت خدمات انجام دیں۔

(۲) جبلہ غسّان کا حکمران ۷ ھ میں اسلام لایا۔

(۳) فروہ بن عمرو خزاعی علاقہ شام پر قیصر روم کی طرف سے گورنر تھا، مسلمان ہوگیا، قیصر نے اس کو اسلام چھوڑنے کا حکم دیا لیکن اُس نے انکار کردیا، قیصر نے ان کو شہید کرادیا۔ اللہ کے پیارے بندے نے دولت، حکومت، عزت اور جان سب پر اسلام کو ترجیح دی۔

(۴) اکیدر دومۃ الجندل کا حاکم تھا، ۹ ھ میں مسلمان ہوگیا۔

(۵) ذی الکلاع حمیری یمن اور طائف کے بعض اضلاع پر حکمران تھا اور زبردست قبیلہ حمیر کا بادشاہ تھا، یہ اپنے آپ کو خدا کہلایا کرتا تھا، جب مسلمان ہوا تو ایک دن میں اٹھارہ ہزار غلام آزاد کردیئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آکر فقیرانہ زندگی گزارتا تھا۔

فتح مکہ:

صلح حدیبیہ میں معاہدہ دس سال کا قرار پایا تھا لیکن قریش نے دو ہی

سال میں معاہدہ کو توڑ دیا۔ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا، قریش نے بھی بنو بکر کو امداد دی، بنو خزاعہ نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر بنو بکر اور قریش سے امان مانگی لیکن ان ظالموں نے یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ آج اللہ موجود نہیں ہے، ان مظلوموں کے بچے کھچے چالیس آدمی جنہوں نے بھاگ کر جان بچائی تھی، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں مدینہ منورہ آئے اور اپنی مظلومی کی داستان سنائی۔ ٦ھ میں جب قریش نے خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیبیہ کے مقام پر معاہدہ کیا تھا تو اس میں طے ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے پر حملہ نہیں کریں گے اور نہ ایک دوسرے کے حلیفوں سے لڑیں گے۔ بنو خزاعہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیف تھے یعنی آپس میں صلح رکھنے کا معاہدہ تھا باہمی امداد کا معاہدہ تھا جب بنو بکر نے ظلماً بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے بھی امداد کی تو قریش نے معاہدہ صلح توڑ دیا، بنو خزاعہ نے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اس کا خلاصہ یہ ہے:(١)

(١) قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ خلافی کی۔

(٢) انہوں نے اس مضبوط معاہدہ کو توڑ دیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا۔

(٣) ہمیں خشک گھاس کی طرح پامال کر دیا۔

(٤) وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری امداد کو کوئی نہیں آئے گا۔

لہٰذا ان مظلوموں کی دادرسی معاہدہ کی پابندی کی حفاظت کی خاطر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک ٨ھ میں اضطراراً مکہ پر فوج کشی فرمائی، دس ہزار کی جمعیت ہمراہ تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش تھی کہ اس آمد کی مکہ والوں کو خبر نہ ہو، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے قریب خیمہ زن ہو گئے اور آگ روشن کرنے کا حکم فرمایا تو ان کو خبر ہوئی، دوسرے دن حکم دیا

---

(١) فتح الباری ج ٧ ص ٣٩٩، زرقانی ج ٢ ص ٢٩٢

کہ فوج مختلف راستوں سے مکہ میں داخل ہو اور ان احکام کی پابندی کرے:

(۱) جو شخص خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۲) جو کوئی ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۳) جو کوئی اپنے گھر بیٹھ رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۴) جو کوئی ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۵) جو شخص حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۶) بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

(۸) قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

صرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستہ سے کچھ کچھ مقابلہ ہوا جس میں مکہ والوں کو بھاگنا پڑا، باقی ساری فوج بلا مقابلہ داخل شہر ہوئی، اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۰ ؍ رمضان المبارک کو شہر میں داخل ہوا اس وقت سر مبارک جھکائے سورہ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے داخلہ ہوا، اونٹ پر سوار بیت اللہ شریف کو تشریف لے جا رہے تھے وہاں پہنچ کر اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کیا، پھر حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا، مدت سے ان کے خاندان میں چابی کعبہ شریف کی چلی آ رہی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چابی لے کر کعبہ شریف کا دروازہ کھولا، اندر جا کر نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر ایک گوشہ میں شکرانہ کے نفل ادا فرما کر نہایت ہی عجز و نیاز مندی سے دربارِ خداوندی میں سجدۂ شکر بجا لائے۔ ابتداء اسلام میں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیت اللہ کی کنجی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب فرمائی تھی تو عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اچھا تم دیکھ لینا ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی جسے چاہوں گا دوں گا،

چنانچہ آج وہ دن آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دوبارہ اپنی مرضی سے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ چابی عنایت فرمائی۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بیت اللہ شریف کی چابی بنی ہاشم کو عطا فرمائی جائے۔ فرمایا کہ آج کا دن حسنِ سلوک کرنے کا ہے، پھر حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو کوئی تم سے چابی چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔

قریش سے خطاب:

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے سامنے تقریر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا غرور توڑ دیا۔ سچ یہ ہے کہ سب لوگ آدم کے فرزند ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے، پھر قرآن پاک کی آیت تلاوت فرمائی۔

اور آخر میں یہ ارشاد فرمایا: جاؤ تم سب آزاد ہو، تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں ہے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہ صفا پر بیٹھ کر مسلمان ہونے والوں کی بیعت قبول فرمائی، اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ایک شخص کو پیش کرتے تھے، اسلام لانے والے بیعت کرتے وقت یہ اقرار کرتے:(۱)

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک اور استحقاق عبادت اور استحقاق اعانت میں نہ کروں گا۔

(۲) میں چوری نہ کروں گا، زنا نہ کروں گا، خون ناحق نہ کروں گا، لڑکیوں کو جان سے نہ ماروں گا، کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا۔

عورتوں سے مزید عہد یہ ہوتا تھا کہ ماتم نہ کریں گی، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، چہرہ پیٹنا، گریبان پھاڑنا، سیاہ کپڑے ماتمی پہننا یہ سب امور کفار کی

---

(۱) زاد المعاد ج ۳ ص ۲۴۴، سیرت ابن ھشام ج ۴ ص ۳۵، زرقانی ج ۲ ص ۳۲۷، البدایہ ج ۴ ص ۳۰۱

رسمیں نہ کریں گی۔ (۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں داخلہ کے وقت فرمایا تھا کہ کسی کو قتل نہ کیا جائے لیکن چار مرد دو عورتیں جو اپنے پہلے جرموں کے باعث واجب القتل تھے ان کے قتل کا اعلان فرمایا گیا۔

(۱) ابن خطل، یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد مدینہ منورہ سے اپنے غلام کو معمولی قصور پر قتل کر کے مرتد ہو کر بھاگ کر مکہ آ گیا، اس کو قتل کیا گیا۔ ایک تو قصاص میں دوم مرتد ہونے کے باعث۔ (۲)

(۲) عکرمہ بن ابی جہل پہلے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا دشمن تھا، پھر بنوخزاعہ کو اسی نے تباہ کرایا تھا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیف تھے، یہ بھاگ گیا تھا، پھر مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصور معاف فرما دیا۔

(۳) ہبار بن اسود نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جب وہ مکہ سے مدینہ جارہی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہودج مبارک پر نیزہ مارا جس سے کجاوہ گر گیا۔ اس حملہ سے ان کو بہت ہی سخت تکلیف پہنچی، بالآخر اسی صدمہ سے مدینہ منورہ میں وصال ہو گیا۔

(۴) عبداللہ بن ابی سرح کہتا تھا کہ وحی تو میرے پاس آتی ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو مجھ سے سن کر لکھوا دیتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو معاف فرما دیا، اللہ اکبر ایسے مجرموں کو معاف فرمانا رحمۃ للعالمین ہی کا کام ہے، اس قصہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وحی کا جھوٹا دعویدار اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے، یہ سب لوگ تائب ہو کر مسلمان ہو گئے تھے، بعض عورتیں بھی واجب القتل تھیں، معافی نامہ میں

---

(۱) الکامل لابن الاثیر ج ۲ ص ۶۶

(۲) الصارم المسلول لابن تیمیہ ص ۱۳۴

آ گئیں (۱) چنانچہ ہندہ ابوسفیان کی بیوی جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر چبایا اور کان ناک کاٹ کر دھاگے میں پرو کر گلے کا ہار بنالیا تھا وحشی کو بھی معافی دی گئی، جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے قتل کیا تھا، اور نعش کی بے حرمتی کی تھی، فتح مکہ کے بعد بہت کثیر تعداد کفار کی اسلام میں داخل ہوئی، ہر طرف سے لوگ فوج درفوج داخل ہوتے گئے۔ (۲)

مکہ مکرمہ فتح ہو جانے کے بعد شوال ۸ ھ ہوازن اور ثقیف قبائل نے جو مکہ کے متصل تھے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، انہوں نے بنی مضر اور بنی ہلال کو اپنے ساتھ ملایا اور چار ہزار بہادر لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور وادئ حنین میں آ اترے اور اپنے عورتیں، بچے مال مویشی کو بھی ساتھ لیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ کو نکلے، دو ہزار نو مسلم اور نئے معاہدہ کرنے والے بھی شامل تھے، دشمن تنگ اور دشوار گذار درہ میں گھات لگائے بیٹھے تھے، بعض نو مسلم لشکر کی کثرت پر فخر کر رہے تھے، یہ امر بارگاہ الٰہی میں پسند نہیں، دشمنوں نے تیر اس زور شور سے برسائے کہ لشکر کا اگلا حصہ پریشان ہو کر بھاگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد ایک سو صحابی تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُلدُل پر سوار تھے ایسی بے مثال شجاعت دکھائی اور یہ فرمانا شروع کیا:

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔

"میں نبی ہوں اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔"

مطلب یہ ہے کہ میں سچا نبی ہوں، کفار کی فوج کا ہجوم مجھے شکست نہیں

---

(۱) سیرۃ مصطفیٰ ج ۳ ص ۴۹

(۲) البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۲۹۹

دے سکتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین سے کنکریاں اٹھائیں اور کفار کی طرف پھینکیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز پر صحابہ مہاجرین وانصار سب جمع ہو گئے، فوج کو نئے سرے سے ترتیب دے کر حملہ کیا گیا، کفار کو شکست ہوئی، ان کا سردار اپنے ساتھیوں کو لے کر طائف جا ٹھہرا اور دوسرا گروہ اوطاس کی گھاٹیوں میں جا چھپا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے اوطاس والوں کے مال وزر اہلِ وعیال پر قبضہ کر لیا اوطاس میں ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۰ ہزار بکریاں، ۴ ہزار اوقیہ چاندی (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، ایک درہم سوا تین ماشہ کا) اور ۶ ہزار عورتیں، بچے مسلمانوں کے ہاتھ لگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے محاصرہ کا بھی حکم فرمایا، جب اوطاس کا نتیجہ معلوم ہوا تو محاصرہ اٹھا دینے کا حکم فرمایا، ابھی تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان جنگ ہی میں قیام فرما تھے کہ ہوازن قبیلہ کے چھ سردار حاضر خدمت ہوئے اور رحم کی درخواست کی، ان میں وہ لوگ تھے جنہوں نے طائف حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر برسائے تھے، جب تبلیغ کے لیے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے طائف تشریف لے گئے تھے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غشی کی حالت میں اٹھا کر لائے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کا انتظار کر رہا تھا، دو ہفتہ ہو گئے، مال غنیمت بھی تقسیم نہیں کیا، انہوں نے عرض کیا کہ مال غنیمت کا ہم مطالبہ نہیں کرتے وہ تو آپ حضرات کی ملک ہو چکا، ہاں قیدیوں کو رہا فرمائیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنے اور اپنے خاندان کے حصہ کے قیدیوں کو با آسانی چھوڑ سکتا ہوں، اگر صرف مہاجرین اور انصار ہی ساتھ ہوتے تو بھی معاملہ آسان تھا، لیکن اس فوج میں نومسلم لوگ بھی بہت ہیں، اچھا تم لوگ کل نمازِ فجر کے بعد آنا عام مجمع میں درخواست کرنا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے روز بعد نماز فجر ان کی درخواست پر اپنے

تمام قیدی بلا معاوضہ رہا فرما دیئے اور اپنے خاندان کے بعد تمام قیدی رہا فرما دیئے مہاجرین اور انصار نے بھی اپنے تمام قیدی بلاعوض رہا کر دیئے، نومسلموں نے اس میں توقف کیا لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جانب سے تمام قیدیوں کی قیمت ادا فرما کر سب کو آزاد کروا دیا اور سب کو عمدہ لباس اپنے پاس سے پہنا کر رخصت فرما دیا۔[1] ان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی بھی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھائی، چونکہ ان کا خیال اپنی قوم میں رہنے کا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعزاز کے ساتھ رخصت فرما دیا، مال غنیمت تمام اسی جگہ تقسیم فرما دیا، بڑے بڑے حصے ان لوگوں کو بطور عطیات عنایت فرمائے، جو ابھی نومسلم تھے، انصار کو کچھ نہ دیا، فرمایا لوگ اپنے اپنے گھروں کو مال لے کر جائیں گے اور انصار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ ساتھ لے کر جائیں گے، انصار اس فرمان پر اتنے خوش تھے کہ مال والوں کو یہ مسرت حاصل نہ تھی۔

عیسائیوں سے جنگ:

موتہ شام کے ایک قصبہ کا نام ہے، یہاں کے ایک سردار شرجیل بن عمرو غسانی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو جو دعوت اسلام کا خط لے کر روانہ ہوئے تھے قتل کروا دیا تھا، اس سے سفیروں کی جانیں خطرے میں پڑ گئی تھیں، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین ہزار کی فوج روانہ فرمائی۔[2] دشمنوں کی تعداد ایک لاکھ تھی، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ اور نہایت عزیز تھے اس فوج کے کمان افسر تھے، شہید ہو گئے، حضرت

---

(۱) عیون الاثر ج ۲ ص ۱۹۲، فتح الباری ج ۸ ص ۳۴

(۲) فتح الباری ج ۷ ص ۳۹۲، طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۹۳

جعفر طیار رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا لیا وہ بھی ۹۰ زخم کھا کر شہید ہوئے، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کمان افسر ہوئے وہ بھی شہید ہوئے، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کمان سنبھال لی اور ڈیڑھ دن کی سخت جنگ کے بعد دشمن کی چالیس گُنا فوج کو بھاگ جانے پر مجبور کردیا۔ اس جنگ میں ۹ تلواریں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارتے مارتے ٹوٹ گئی تھیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ہی ان بزرگوں کے شہید ہونے اور جنگ کے آخری انجام کا حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسی روز بیان فرمادیا تھا، اسی جنگ کے بعد خالد رضی اللہ عنہ کو ''سیف اللہ'' کا خطاب عطا ہوا تھا، یہ جنگ جمادی الاولیٰ ۸ ھ میں پیش آئی۔ (۱)

غزوۂ تبوک:

رجب سن ۹ ھ ایک قافلہ شام سے آیا، انہوں نے ظاہر کیا کہ قیصر روم ہرقل کی فوجیں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے لیے جمع ہورہی ہیں، گویا وہ غزوۂ موتہ کی شکست کا بدلہ لینا چاہتی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب میں داخل ہونے سے قبل ہی ان افواج کا مقابلہ کرنا، مناسب خیال فرمایا تاکہ اندرون کے امن میں خلل نہ پڑے، یہ مقابلہ ایسی سلطنت سے تھا جو نصف دنیا پر حکمران تھی، اور ابھی ایرانی قوم کو شکست دے چکی تھی، سفر دور دراز کا تھا۔ (۲) بے سروسامانی، تنگی کا زمانہ، عرب کی مشہور گرمی خوب زوروں پر تھی، مدینے میں میوے (کھجوریں) پک چکے تھے، سایہ میں بیٹھنے اور میوے کھانے کے دن تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی تیاری کے لئے عام چندہ کی فہرست کھولی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے

(۱) فتح الباری ج ۷ ص ۳۹۲، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۸

(۲) طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۱۹

۹۰۰ اونٹ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار چندہ میں دیئے۔ ان کو فاقہ زدہ لشکر کا سامان بنا دینے والے کا خطاب ملا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گھر کے تمام اسباب کا نصف جو کئی ہزار کا تھا پیش کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ لائے وہ تمام گھر کا اثاثہ تھا، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے سوا اور کچھ بھی باقی نہ چھوڑ کر آئے تھے۔ حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ صرف دو سیر چھوہارے لائے تھے، عرض کی کہ رات بھر پانی نکال کر کھیت کو سیراب کر کے چار سیر مزدوری میں لایا تھا، دو سیر بیوی بچوں کے لیے چھوڑ کر باقی دو سیر لایا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان چھوہاروں کو تمام قیمتی مال اور متاع پر بکھیر دو، عبداللہ بن ابی منافق نے مشہور کر دیا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھی واپس مدینہ نہ آسکیں گے، غرض اللہ کا برحق نبی تیس ہزار کی جمعیت سے تبوک کو روانہ ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل بیت کی ضروریات پر مامور فرمایا، لشکر میں سواریوں کی قلت تھی، ۱۸ شخصوں کے لیے ایک اونٹ مقرر تھا، رسد کی کمی کے باعث اکثر جگہ درختوں کے پتے کھاتے تھے، ابھی تبوک کے راستے ہی میں تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے، منافقوں نے بعد میں چڑانا شروع کیا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نکما سمجھ کر چھوڑ گئے، کوئی کہتا تھا، ترس کھا کر چھوڑ دیا، ان باتوں پر شیر خدا کو غیرت آئی، دو منزلہ سہ منزلہ طے کرتے ہوئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے، لمبے لمبے سفر اور سخت گرمی کی تکلیف کی وجہ سے پاؤں متورم ہو گئے اور چھالے پڑ گئے تھے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کیا تم اس امر پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ویسے ہی ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ ہاں! ''میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر خوش ہو کر مدینہ واپس تشریف لے گئے، تبوک

پہنچ کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ قیام فرمایا، اہلِ شام پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے حملہ کا خیال چھوڑ دیا۔ (۱) تبوک میں ایک نماز کے بعد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مختصر اور جامع وعظ فرمایا:

(۱) فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ۔ ''ہر ایک کلام سے صدق میں بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔''

(۲) وَاَوْثَقُ الْعُرٰی کَلِمَۃُ التَّقْوٰی۔ ''سب سے بڑھ کر بھروسے کی بات پرہیز گاری کا کلمہ ہے۔''

(۳) وَخَیْرُ الْمِلَلِ مِلَّۃُ اِبْرَاھِیْمَ۔ ''سب ملتوں سے بڑھ کر حضرت ابرہیم علیہ السلام کی ملت ہے۔''

(۴) وَخَیْرُ السُّنَنِ سُنَّۃُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ''سب طریقوں سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔''

(۵) وَاَشْرَفُ الْحَدِیْثِ ذِکْرُ اللّٰہِ۔ ''سب باتوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو شرف ہے۔''

(۶) وَاَحْسَنُ الْقَصَصِ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ۔ ''سب بیانات سے پاکیزہ تر بیان یہ قرآن ہے۔''

(۷) خَیْرُ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُھَا۔ ''بہترین کام اولوالعزمی کے کام ہیں۔''

(۸) وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا۔ ''سب کاموں سے بدترین وہ کام ہے جو نیا نکالا گیا ہو یعنی ثواب سمجھ کر وہ کام کیے جائیں جو اپنی طرف سے نئے بنا لئے گئے، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں ان کا ثبوت نہ ہو۔''

(۹) وَاَحْسَنُ الْھُدٰی ھُدَی الْاَنْبِیَاءِ۔ ''انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت سب

---

(۱) طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۱۹، عیون الاثر ج ۲ ص ۲۱۵، زرقانی ج ۳ ص ۹۴

سیرتوں سے اعلیٰ تر ہے۔''

(۱۰) وَاَشْرَفُ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَآءِ۔ ''سب موتوں سے بڑھ کر شہیدوں کی موت ہے۔''

(۱۱) وَاَعْمَى الْعَمِىِ الضَّلَالَةِ بَعْدَ الْهُدٰى۔ ''سب سے بڑھ کر اندھا پن وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو جائے۔''

(۱۲) وَخَيْرُ الْاَعْمَالِ مَا نَفَعَ۔ ''اعمال میں وہ عمل اچھا ہے جو نفع بخش ہو۔''

(۱۳) وَخَيْرُ الْهُدٰى مَا اتُّبِعَ۔ ''بہترین سیرت وہ جس پر لوگ چل سکیں۔''

(۱۴) وَشَرُّ الْعَمٰى عَمَى الْقَلْبِ۔ بدترین گمراہی دل کی گمراہی ہے۔''

(۱۵) وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى۔ ''بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔''

(۱۶) مَا قَلَّ وَ كَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى۔ ''تھوڑا اور کافی مال اس بہتات سے اچھا ہے جو غفلت میں ڈال دے۔''

(۱۷) شَرُّ الْمَعْذِرَتِ حِيْنَ يَحْضُرُ الْمَوْتُ۔ ''بدترین معذرت وہ ہے جو جان کنی کے وقت کی جائے۔''

(۱۸) وَشَرُّ النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ ''بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کے روز ہوگی۔''

(۱۹) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يَأْتِى الصَّلٰوةَ اِلَّا دَبَرًا۔ ''بعض لوگ نماز کو آتے ہیں مگر دل پیچھے گئے ہوتے ہیں۔''

(۲۰) وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَذْكُرُ اللهَ اِلَّا هَجَرًا۔ ''ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کبھی کبھی کیا کرتے ہیں۔''

(۲۱) وَاَعْظَمُ الْخَطَايَا اللِّسَانُ الْكَذُوْبُ۔ ''سب گناہوں سے عظیم تر جھوٹی

زبان ہے۔“

(۲۲) وَخَيْرُ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ۔ ”سب سے بڑی تونگری (مال داری) دل کی تونگری ہے۔“

(۲۳) وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى۔ ”سب سے عمدہ توشہ پرہیزگاری ہے۔“

(۲۴) وَرَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ۔ ”سب سے اونچی دانائی یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔“

(۲۵) وَخَيْرُ مَا وُقِّرَ فِي الْقُلُوْبِ الْيَقِيْنُ۔ ”دل نشین ہونے کے لیے سب سے وزنی چیز یقین ہے۔“

(۲۶) وَالْاِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ۔ ”شک پیدا کرنا کفر میں سے ہے (دین کے معاملات میں شک ڈالنا)۔“

(۲۷) وَالنِّيَاحَةُ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ۔ ”بین (چلّا کر رونا) سے رونا جاہلیت کے کام میں سے ہے۔“

(۲۸) وَالْغُلُوْلُ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ۔ ”غنیمت کا مال چرانا عذاب جہنم کا سامان ہے (غلول مطلق چوری پر بھی بولا جاتا ہے)۔“

(۲۹) اَلسُّكْرُ كَيٌّ مِنَ النَّارِ۔ ”اور نشہ والی چیز سے بدمست ہونا آگ میں پڑنا ہے۔“ (بعض روایات میں کنز کا لفظ ہے یعنی خزانہ جوڑنا اور راہ خدا میں خرچ نہ کرنا عذاب کا باعث ہے)

(۳۰) وَالشِّعْرُ مِنْ مَزَامِيْرِ اِبْلِيْسَ۔ ”اور راگ گیت تو ابلیس کا باجا ہے۔“

(۳۱) وَالْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ۔ ”شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔“

(۳۲) وَشَرُّ الْمَاٰكِلِ اَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ۔ ”بدترین روزی یتیم کا مال کھانا ہے۔“

(۳۳) وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ۔ ”سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے

نصیحت پکڑتا ہے۔''

(۳۴) وَشَرُّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرِّبٰوا۔ ''بدترین کمائی سود لینا ہے۔''

(۳۵) وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ۔ ''اصل بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہے۔''

(۳۶) وَشَرُّ الرَّوَايَا رَوَايَا الْكَذُوْبِ۔ ''بدترین روایت جھوٹی روایت ہے۔''

(۳۷) وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيْبٌ۔ ''جو بات ہونے والی ہے وہ قریب ہے۔''

(۳۸) وَسِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ۔ ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔''

(۳۹) وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ۔ ''مومن کو قتل کرنا کفر کے کاموں میں سے ہے۔''

(۴۰) وَاَكْلُ لَحْمِهٖ مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ۔ ''مومن کا گوشت کھانا (اس کی غیبت کرنا) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔''

(۴۱) وَمَنْ يَتَاَلّٰى عَلَى اللهِ يُكَذِّبْهُ۔ ''جو اللہ تعالیٰ پر قسم کھاتا ہے اللہ اسے جھٹلاتا ہے۔''

(۴۲) وَمَنْ يَغْفِرْ يُغْفَرْ لَهٗ۔ ''جو عیب چھپاتا ہے اللہ اس کے عیب چھپاتا ہے۔''

(۴۳) وَمَنْ يَعْفُ يَعْفُ اللهُ عَنْهُ۔ ''جو معافی دیتا ہے اللہ اسے معافی دیتا ہے۔''

(۴۴) وَمَنْ يَكْظِمُ الْغَيْظَ يَاْجُرُهُ اللهُ۔ ''جو غصہ پی جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اجر دیتا ہے۔''

(۴۵) وَمَنْ يَصْبِرْ عَلَى الرَّزِيَّةِ يُعَوِّضُهُ اللهُ۔ ''جو نقصان پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر دیتا ہے۔''

(۴۶) وَمَنْ يَتَّبِعُ السُّمْعَةَ يُسْمِعُهُ اللهُ۔ ''جو چغلی کو پھیلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے۔''

(۴۷) وَمَنۡ یَّصۡبِرۡ یُضۡعِفُ اللّٰهُ لَهٗ۔ ’’جو صبر کرتا ہے اللہ اسے بڑھاتا ہے۔‘‘

(۴۸) وَمَنۡ یَعۡصِ اللّٰهَ یُعَذِّبُهُ اللّٰهُ۔ ’’جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب دیتا ہے۔‘‘

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار استغفار فرمایا۔

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ مقرب بارگاہ نبوت ہیں اور محبوب درگاہ کبریائی کے ہیں، ابتداءِ ظہور نبوت میں جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے، یہ بزرگ اپنے وطن میں تھے، ان کے دل میں یکا یک نور توحید چمکا اور بت پرستی سے نفرت ہوئی سنا کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو لوگوں کو توحید کی طرف بلاتا ہے اور بتوں کی عبادت سے منع کرتا ہے، مکہ میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم خداوندی دن کو کم باہر تشریف لاتے تھے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے کہا انہوں نے نئی رسم نکالی ہے، وہ رات کو نکلتے ہیں اور گرد کعبہ کے پھرتے ہیں، عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ آدھی رات کو نکلے اور کعبہ کے پردہ میں چھپ گئے، اچانک ایک بزرگ کو دیکھا کہ سب آدمی اس کے آستانہ کی خاک ہیں، تشریف لائے اور کعبہ شریف کا طواف شروع فرمایا، اور ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کا ذکر کرتے رہے، عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نکلے، سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں اور آپ کا دین کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، میرا دین ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ ہے، عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فوراً ایمان لے آئے۔ آپ ایمان لانے میں چوتھے نمبر پر ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو رخصت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک وعدہ فرمایا ہے جب وہ پورا ہوا تو میرے پاس آنا، پھر عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے، اور کمال کو پہنچے بہت حدیثوں کے راوی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کا بڑا

لحاظ فرماتے تھے۔

فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ ایک قافلہ یثرب کا آنکلا، میں نے حالات پوچھے، معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما چکے ہیں، میں خبر سنتے ہی چل دیا اور مدینہ منورہ پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں تم وہی شخص ہو جو مکہ میں میرے پاس آئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ، سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے اور بہت سے تابعین نے ان سے روایت کی ہے، عبدالرحمٰن بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص کی جوانی اسلام میں گزری، قیامت کے دن اس کے لیے ایک نور ہوگا اور جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر بھی مارے خواہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے اس کو ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جو شخص ایک مسلمان غلام آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے ایک عضو اس آزاد کرنے والے کا آگ سے بچائے گا۔ (۱)

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

ابراہیم بن حارث تیمی نے بیان کیا کہ عبداللہ قبیلہ مزینہ کے ایک شخص تھے، ان کا لقب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالبجادین رکھا تھا یتیم تھے اپنے چچا کی گود میں پرورش پاتے تھے، وہی ان کو ضرورتوں کی چیزیں دیتے تھے، عبداللہ نے اسلام کے متعلق سنا تو دل میں توحید کا ذوق پیدا ہوا لیکن چچا کے ڈر کے باعث اظہار نہ کیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے تو ایک عرصہ کے بعد چچا کو خبر پہنچی کہ انہوں نے دین اسلام قبول کرلیا ہے تو کہا اگر واقعی اسلام قبول کرلیا

(۱) اُسد الغابہ

ہے تو میرا سب کچھ واپس کرو، آپ نے فرمایا کہ ہاں بے شک میں نے اسلام قبول کرلیا ہے، آپ جو چاہیں کرلیں، چچا نے سب دی ہوئی چیزیں واپس کرلیں، بدن کے کپڑے بھی اتروالئے، یہ اپنی والدہ کے پاس گئے، والدہ نے ایک کمبل دے دیا، عبداللہ نے اس کے دو حصے کر کے نصف کا تہہ بند بنالیا اور دوسرا نصف چادر کی طرح کندھے پر ڈال لیا، والدہ سے رخصت ہوکر اس ہیئت میں وہاں سے روانہ ہوکر علی الصباح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر تمام لوگوں پر نظر ڈالی کہ کوئی نیا شخص تو نہیں آیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ فجر کے بعد ایسا کیا کرتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم کون ہو، تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ ایک مسافر ہوں، میرا نام عبدالعزیٰ ہے، عاشق جمال اور طالب ہدایت ہوکر دربار میں حاضر ہوگیا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا نام عبداللہ ہے، لقب ''ذوالبجادین''، تم ہمارے پاس ہی ٹھہرو اور میرے دروازے پر رہا کرو، عبداللہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں شامل ہوگئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سیکھتے اور بڑے ذوق وشوق سے بلند آواز سے پڑھتے رہتے، رات دن عجب ذوق وشوق میں قرآن مجید، تسبیح ''اللہ اکبر'' بہت ہی بلند آواز سے پڑھتے۔ ان کے بلند آواز سے ذکر کرنے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا یہ شخص ریاکار ہے۔ فرمایا: اے عمر! یہ تو اواہین میں سے ہے ان کی وفات کا واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح ذکر فرمایا کہ رات کے وقت ہم نے دیکھا کہ عبداللہ ذوالبجادین کی قبر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کی نعش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے رہے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کو میرے قریب کرو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے یہ بھی فرمایا، اَدَباً لِاَخَاکُمْ اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔ (۱)

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نعش کو قبلہ کی جانب سے لے کر لحد میں رکھ دیا اور قبر سے باہر تشریف لے آئے باقی کام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا، جب وہ اس سے فارغ ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ کی جانب متوجہ ہو کر ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں اس سے راضی تھا، اب تو بھی راضی ہو جا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ لطف وکرم دیکھ کر میں نے تمنا کی کہ کاش ان کی جگہ میں ہوتا حالانکہ میں ان سے پندرہ برس پہلے ایمان لا چکا تھا۔ (۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق:

نبی اکرم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن مجید ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی اور خوشنودی قرآن کے موافق تھی، اپنی وجہ سے کسی پر ناراضگی نہ فرماتے تھے اور نہ بدلہ لیتے تھے لیکن جب حقوق خداوندی ضائع کئے جاتے تو محض اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے (۳) اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ فرماتے تھے کوئی شخص غصہ کی تاب نہیں لا سکتا تھا اور ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ شجاع اور سب میں زیادہ سخی تھے، کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ آپ سے سوال کیا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد فرما دیا ہو اور رات کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

---

(۱) مدارج النبوۃ

(۲) اُسد الغابہ، مدارج النبوۃ وغیرھما

(۳) مسند احمد ج ٦ ص ٣١، مصنف ابن ابی شیبہ ج ٨ ص ٣٦٨، شمائل ترمذی ص ٥٩٦

خانۂ مبارک میں کوئی درہم اور دینار باقی نہیں رہتا تھا اور اگر کبھی کچھ باقی رہ جاتا تھا اور مستحق نہیں آتا تھا تو خانۂ اقدس میں داخل نہ ہوتے تھے جب تک مستحقین کو نہ پہنچا دیتے تھے۔

اور عطیۂ الٰہی یعنی بیت المال سے اہلِ بیت کے لیے ارزاں ترین اجناس مانند خرما وجو وغیر کے ایک سال کے خرچ سے زیادہ کبھی قبول نہیں فرمایا اور اس میں اس قدر ایثار فرماتے تھے کہ سال ختم ہونے سے پیشتر بعض اوقات نادار ہوجاتے تھے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات کہنے میں تمام انسانوں سے زیادہ راست گو یعنی سچے اور سب سے زیادہ پابند وفا اور خصلتوں میں سب سے زیادہ نرم اور محبت میں بہترین اور انتہائی بردبار اور کنواری پردہ دار لڑکی سے زیادہ باحیا تھے اور نیچی نظریں رکھتے تھے اور زیادہ تر گوشۂ چشم سے اشخاص پر نظر ڈالتے تھے، اور نہایت متواضع تھے اور ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ، آزاد اور غلام کی دعوت قبول فرمالیتے تھے اور مخلوق کے لیے سب سے زیادہ شفیق، بلّی کے لئے پانی کا برتن ٹیڑھا فرما دیتے تھے اور جب تک وہ سیراب نہ ہوجاتی برتن ٹیڑھا کئے رہتے اور سب سے زیادہ پاک دامن تھے اور شہوات ولذات نفسِ نفیس پر غالب نہ تھیں۔

اور اپنے دوستوں کی سب سے زیادہ عزت فرماتے تھے اور اصحاب کے درمیان پاؤں مبارک کو دراز نہیں فرماتے تھے، جس مجلس میں اژدھام ہوجاتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوسروں کی طرح تنگ زانو ہوکر بیٹھتے اور اصحاب اور ذات اقدس میں کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا، جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دور سے دیکھتا رعب اور دبدبہ محسوس کرتا اور جو صحبت حاصل کرتا مخزنِ انس پاتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں جمع رہتے تھے اور جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ ارشاد

فرماتے اس کے سننے کے لیے سرتا پا گوش ہو جاتے اور جب کوئی حکم صادر فرماتے ہر ایک اس کی تعمیل میں سبقت ڈھونڈتا تھا اور جس سے ملاقات کرتے ابتداءً سلام خود کرتے۔

اور احباء سے ملاقات کے وقت عمدہ لباس اختیار فرماتے تھے اور احوال اصحاب دریافت فرماتے تھے اور اگر کوئی بیمار ہو جاتا اس کی عیادت فرماتے تھے اور اگر کوئی سفر میں جاتا اس کے لیے دعا فرماتے تھے اور جو کوئی وفات پا جاتا، اس کے لیے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھتے اور دعا فرماتے تھے اور غمگین اور آزردہ اصحاب کی دلداری کے لیے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے تھے اور اپنے احباب کے باغوں میں تشریف لے جاتے اور ان کی دعوتیں قبول فرماتے تھے اور سردارانِ قوم وقبیلہ کی تسلی فرماتے اور اہلِ کمال کی نہایت عزت فرماتے۔ اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے اور عذر خواہ کا عذر قبول فرماتے تھے، اور ہر ایک ادنیٰ واعلیٰ راست گفتاری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے برابر تھا اور کسی شخص کو اپنے پیچھے نہ چلنے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری پشت فرشتوں کے لیے خالی رہنی چاہیے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ہمراہی جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر چل رہے ہوں پیدل نہیں چل سکتا تھا بلکہ اس کو ضرور سوار فرما دیتے تھے اور اگر سوار نہ ہونے پر اصرار کرتا تو فرما دیتے کہ اپنی منزل کی طرف مجھ سے آگے چلے جاؤ اور اپنے خدام کی خدمت فرماتے تھے حتیٰ کہ اپنے غلام اور کنیزوں سے کھانے اور پینے میں امتیاز نہ رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تقریباً دس سال رہا، اللہ کی قسم! سفر اور حضر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بہت زیادہ میری خدمت فرماتے تھے اور کبھی اس درمیان میں مجھ سے اف نہیں فرمایا

اور نہ کبھی تنگ دلی کا کوئی کلمہ فرمایا، اور جو کام میں نے کرلیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور جو نہیں کیا اس پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے ایک بکری پکانے کے لیے حکم فرمایا، اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے دوسرے نے کھال نکالنے اور تیسرے نے پکانے کے لیے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ ہے، اس جماعت نے عرض کیا کہ بجائے آپ کے ہم لوگ اس کام کو انجام دیں گے، ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے بجائے تم لوگ انجام دے سکتے ہو لیکن کسی امتیازی اور خصوصی نشان کو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اس عادت کو ناپسند فرماتے ہیں کہ وہ اپنے احباب کے ساتھ شان امتیازی رکھتا ہو چنانچہ تشریف لے گئے اور خود لکڑیاں جمع فرمائیں۔

دوسری روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں اونٹنی پر سوار تھے، ایک مقام پر نماز کے لیے اونٹ سے نیچے اترے اور پھر اونٹ کی جانب تشریف لے چلے، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ فرمایا کہ اپنے اونٹ کے پاؤں باندھنے جارہا ہوں۔ اصحاب نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم اس خدمت کو انجام دے لیں گے، ارشاد فرمایا کہ تمہارے میں سے کوئی شخص دوسرے سے ادنیٰ مدد کی خواہش نہ رکھے، خواہ وہ ایک ٹکڑا مسواک ہی کیوں نہ ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ فرماتے تھے اور جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تھے جس موقع پر جگہ دیکھتے بیٹھ جاتے، صدر مجلس کا قصد نہ فرماتے اور مسلمانوں کو اسی کا حکم فرمایا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہم نشینوں کے ساتھ ہر ایک کے درجہ کے موافق

توجہ مبذول فرماتے تھے، کوئی دوسرے کو یہ نہیں سمجھتا تھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک زیادہ معروف ہے یعنی ہر ایک کے ساتھ اس بشاشت سے پیش آتے تھے کہ ہر کس وناکس اپنا زیادہ مہربان خیال کرتا تھا، جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا جس وقت تک وہ خود اٹھ کر نہ چلا جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس سے تشریف نہ لے جاتے اور اگر اتفاقاً کوئی ضرورت پیش آجاتی تو صاحب مجلس کی اجازت سے تشریف لے جاتے۔

اور کسی کے سامنے کوئی ایسی بات نہ فرماتے تھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو اور کسی شخص کی بے ادبی اور بدخوئی کا جواب بے ادبی اور بدخوئی سے نہ دیتے تھے بلکہ درگذر فرماتے تھے، بیمار پرسی فرماتے تھے اور فقیروں کو بہت دوست رکھتے تھے اور ان کی ہم نشینی فرماتے تھے اور ان کے جنازوں پر تشریف لے جاتے تھے اور کسی فقیر کو اس کے افلاس کی وجہ سے حقیر نہ سمجھتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے مرعوب نہ ہوتے تھے اور نعمتِ خداوندی کو خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو قدر کی نظروں سے دیکھتے تھے اور اس کو کسی حیثیت سے برا نہ فرماتے تھے اور کسی کھانے کا عیب نہ نکالتے تھے اگر مرغوبِ طبع ہوتا تو تناول فرمالیتے ورنہ دست کش ہوجاتے۔ (ہاتھ روک لیتے)

ہمسایوں کی دست گیری فرماتے اور مہمانوں کے بے حد تکریم کرتے تھے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ ہنس مکھ اور خندہ پیشانی والے تھے۔ اور کوئی وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبادتِ خداوندی یا حاجت ضروریہ کے سوا بسر نہیں ہوتا تھا۔

اور اگر کسی دو کاموں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دے دیا جاتا تو آپ سہل ترین عمل کو اختیار فرماتے تھے لیکن اگر سہل میں قطع رحم ہوتا تو اس سے عمدہ

طریقے پر اصرار فرمالیتے۔ پاپوش مبارک خود اپنے دست اقدس سے سی لیا کرتے اور اپنے کپڑوں میں پیوند بھی خود ہی لگا لیا کرتے تھے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے اور خچر اور دراز گوش (گدھے) پر سواری فرمائی ہے، اپنے غلاموں یا کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ سوار فرمالیتے تھے، آستین مبارک یا چادر مبارک سے اپنے گھوڑے کے چہرے کو صاف فرمادیا کرتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیک فالی سے خوش ہوتے اور بدفالی کو ناپسند فرماتے تھے، نیک فالی سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی شخص کوئی کام کرنے پر آمادہ ہو کوئی کلمہ خیر اس کے کان میں پہنچے مثلاً کوئی کہے اے راہ راست پر چلنے والے، اے سلامت رہنے والے اور اس کے سننے سے خوش ہو اور فال بد یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کے وقت کوئی آواز نامناسب سنی جائے مثلاً حیوانات کا دائیں یا بائیں جانب سے گذرنا یا کوے کا بولنا وغیرہ، جب کوئی شے مرغوب طبع پاتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فرماتے اور جب ناپسندیدہ پیش آتی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ارشاد فرماتے اور جب کھانا تناول فرمانے کے بعد کھانے سامنے سے اٹھایا جاتا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ فرماتے تھے۔[۱]

اور اکثر قبلہ رو بیٹھتے تھے اور ذکر بہت زیادہ کرتے اور لغو باتیں بالکل نہ کرتے تھے، نمازیں طویل اور خطبہ مختصر فرماتے تھے اور ایک مجلس میں سو سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے درخواست مغفرت فرماتے تھے، نماز میں اس قدر زاری فرماتے تھے کہ سینۂ مبارک سے تانبے کی دیگچی کے جوش جیسی آواز سنائی دیتی تھی۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر اور جمعرات کا اکثر روزہ رکھتے تھے اور ہر

---

(۱) شمائل ترمذی ص ۵۸۱، حصن حصین ص ۲۵۵، زرقانی ص ۳۴۸

ماہ میں تین روزے (ایامِ بیض یعنی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ) اور یوم عاشورہ (یعنی دسویں محرم) کا بھی روزہ رکھتے تھے اور شاید ہی ایسا ہوا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کا روزہ نہ رکھا ہو اور شعبان المعظم کے مہینہ میں سوائے رمضان المبارک کے مہینہ سے زیادہ روزے رکھتے تھے۔

ایک بڑی خصوصیت ذات اشرف کی یہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محوِ خواب ہوتے تھے تو آنکھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بند رہتی تھی، لیکن قلب مطہر انتظار وحی میں بیدار مشغول بذاتِ خداوندی رہتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سونے کے وقت سانس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ لیکن خراٹا جو ایک مکروہ آواز بعض سونے والوں سے سنائی دیتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا گیا۔

اور اگر کوئی ناپسند خواب دیکھتے تو ھُوَ اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ارشاد فرماتے اور جس وقت سونے کے لیے قصد فرماتے تو رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ فرماتے اور جب بیدار ہوتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ فرماتے تھے(۱) اور صدقہ نہیں کھاتے تھے اور ہدیہ تناول فرماتے تھے (صدقہ یہ ہے کہ طلب ثواب کے لیے فقیروں کو دیا جائے اور خصوصیت اس شخص کی جس شخص کو صدقہ دیا گیا ہو، مطلوب نہ ہو اور ہدیہ یہ ہے کہ جس شخص کو دیا گیا ہو اس کی عظمت ملحوظ خاطر ہو)۔

اور جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہتر یا اس جیسا ہی اس شخص کو ہدیہ مرحمت فرماتے اور کھانے کی چیزوں میں قطعاً تکلف نہ فرماتے تھے بھوک کی شدت اور فاقہ کے وقت ضعف سے بچنے کے لیے شکم مطہر پر پتھر باندھ لیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۷۶، شمائل ترمذی ص ۵۸۷

کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول نہ فرمائیں اور آخرت کو قبول فرمالیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی سرکہ سے تناول فرمائی اور سرکہ کو اچھا سالن ارشاد فرمایا ہے اور کدّو کو پسند فرماتے تھے اور بکری کی دستی کا گوشت کو بھی پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ اور بدن پر ملو چونکہ وہ مبارک درخت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگشت مبارک سے کھانا تناول فرماتے تھے اور بعد کھانے کے ان انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے اور جَو کی روٹی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خشک اور تر کھجور اور خربوزہ کے ساتھ تناول فرمائی ہے اور ککڑی یا کھیرا تر کھجور کے ساتھ اور کھجور کو مسکہ (مکھن) کے ساتھ اور شیرینی اور شہد سے زیادہ رغبت رکھتے تھے۔

اور پانی بیٹھ کر تین سانس لے کر پیتے تھے اور (ہر سانس میں) پانی کے برتن کو منہ سے جدا فرماتے تھے اور جب بچا ہوا پانی اصحاب رضی اللہ عنہم کو عنایت فرماتے تو دائیں جانب سے ابتداء فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ جس وقت کھانے کی چیزوں میں سے کوئی چیز پاؤ تو اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا خَیْرًا مِّنْہُ کہو لیکن جب دودھ پیو تو اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْہُ کہنا چاہیے اور فرمایا کہ کھانے کی چیزوں میں سے سوائے دودھ کے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پانی کے قائم مقام بن سکے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پشمینہ (کھدر) پہنتے تھے۔ زیادہ تر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوتی کُرتا پسند تھا۔[1] اور پاؤں میں پیوند زدہ جوتے بھی استعمال فرماتے تھے اور

(۱) زاد المعاد ج ۱ ص ۵۶

پہننے کی چیزوں میں قطعاً تکلف نہیں فرماتے تھے اور سب سے بہتر کپڑا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کرتا تھا۔ (۱)

اور جس وقت نیا کپڑا استعمال فرماتے تھے یہ دعا پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ۔ اور سفید رنگ کے کپڑے کو بہت پسند فرماتے تھے اور گاہے گاہے ایک چادر سے (کہ سوائے اس چادر مبارک کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ تھی) دوکونے اپنے شانوں کے درمیان باندھ کر نماز ادا فرماتے تھے اور دستار مبارک کا ایک سرا جس کو شملہ کہتے ہیں دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ کر فراق مبارک (مانگ کی سیدھ) پر عمامہ باندھتے تھے۔

جمعہ کے دن چادر سرخ اوڑھتے تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اس چادر پر سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں اور داہنے ہاتھ کی کن انگلی (سب سے چھوٹی انگلی) میں چاندی کی انگوٹھی جس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کندہ تھے، (۲) پہنتے تھے اور کبھی یہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی کن انگلی میں بھی پہن لیتے تھے اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور بدبو سے ناخوش ہوتے تھے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری (دنیاوی لذت) عورت (یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) اور خوشبو میں عطا فرمائی ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں مرحمت کی اور خوشبوؤں میں سے غالیہ کو جو ایک مرکب خوشبو ہوتی ہے، استعمال فرماتے تھے، (۳) نیز مشک کو خالص بھی استعمال فرمایا ہے اور کافور اور عود کی دھونی دیتے تھے اور اثمد جو کہ اعلیٰ قسم کا سرمہ ہے

---

(۱) شمائل ترمذی ص ۵۷۲، مستدرک حاکم ج ۴ ص ۱۹۲، بیہقی ج ۲ ص ۲۳۹

(۲) شمائل ترمذی ص ۵۷۴

(۳) شمائل ترمذی ص ۵۷۱، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۹

استعمال فرماتے تھے اور کبھی سرمہ داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں میں دوسلائی استعمال فرماتے تھے اور کبھی روزہ کی حالت میں بھی سرمہ استعمال فرماتے تھے اور روغن زیتون کو روئے اور ریش مبارک پر بکثرت ملتے تھے[۱] اور استعمال روغن زیتون ایک روز کے ناغہ سے فرماتے تھے اور سرمہ ڈالنے میں عدد طاق کی رعایت فرماتے تھے اور دائیں جانب سے ہر کام کی ابتداء کرتے مثلاً کنگھا کرنے اور جوتا پہننے اور وضو کرنے بلکہ تمام کاموں میں پسند فرماتے تھے اور آئینہ بھی دیکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں چند چیزیں ساتھ رکھتے تھے مثلاً تیل کی شیشی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھا، قینچی، مسواک اور سوئی دھاکہ وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے، تہجد میں اٹھنے کے وقت، فجر کی نماز کے وقت تین مرتبہ مسواک فرماتے تھے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھنے (حجامہ) بھی لگوایا کرتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن:

سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مہر پانچ سو درہم تھا[۲] سوائے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے یہی قول صحیح ہے، ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا عقد کے وقت حبشہ میں تھیں اور ان کا مہر چار سو دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نجاشی شاہ حبشہ نے ادا فرما دیا اور ان کے نکاح کے متولی حبشہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور ایک قول میں حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ تھے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں غزوہ خیبر میں اسیر ہوئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد فرما دیا اور

---

(۱) شمائل ترمذی ص ۵۷

(۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۳۰۴

آزاد کرنا ہی ان کا مہر ہوا اور ۵۰ ھ میں انتقال فرمایا۔

فائدہ: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی، امت کے لیے محض آزادی کو مہر بنانا جائز نہیں، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد:

(۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ایک حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم آپ ہی کے نام سے تھی۔[۱]

(۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کے دو لقب طیب اور طاہر ہے۔

چار صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں اور صاحبزادیوں میں سے سب سے چھوٹی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔[۲]

صاحبزادوں کا انتقال بچپن ہی میں قبل از اسلام ہوگیا تھا لیکن صاحبزادیوں نے زمانہ اسلام پایا، اور تمام اسلام لائیں۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ اَجْمَعِیْن۔

اور تمام اولاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھیں، البتہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تولد ہوئے، جو سات ہی دن کے تھے راہی دار بقاء ہو گئے اور ایک قول میں سات ماہ کے ہوکر اور ایک قول میں اٹھارہ ماہ کے ہوکر انتقال فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد کا انتقال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہی ہوگیا تھا سوائے فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا انتقال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے بعد ہوا۔

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۱۹۴

(۲) زرقانی ج ۳ ص ۱۹۴

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عقد ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جن سے ایک فرزند علی نامی تولد ہوئے اور لڑکپن ہی میں انتقال فرما گئے اور ایک صاحبزادی اُمامہ نامی جن کے جوان ہونے پر، بعد انتقال حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عقد فرمایا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا تو مغیرہ بن نوفل ابن الحارث رضی اللہ عنہ سے ان کا عقد ہوا جن سے ایک صاحبزادے یحییٰ نامی تولد ہوئے۔ (۱)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جن کے بطن مبارک سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت محسن رضی اللہ عنہ تین فرزند اور رقیہ، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں اور حضرت محسن رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں انتقال کر گئے اور حضرت رقیہ کا بھی بلوغ سے قبل ہی انتقال ہوگیا، اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عقد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ علی، عون، عباس، محمد پیدا ہوئے اور ایک بیٹی ام کلثوم تولد ہوئی اور شوہر کے سامنے ہی انتقال فرما گئیں۔ (۲)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے ایک فرزند زید نامی تولد ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا اور ان کے بعد محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ان کے بعد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا (۳) اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جن کے بطن سے عبداللہ نامی فرزند تولد ہوئے اور بچپن ہی میں داغ جدائی دے گئے۔

جس روز حضرت زید بن الحارثہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے فتح ہونے کی خوشخبری

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۱۹۵

(۲) زرقانی ج ۳ ص ۲۰۲

(۳) زرقانی ج ۳ ص ۱۹۹، الاصابہ ج ۴ ص ۳۰۴

لے کر مدینہ منورہ پہنچے، اسی روز حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے عقد فرمالیا اور ان کا انتقال بھی ماہِ شعبان ۹ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے ہی ہوگیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد سے پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عتبہ بن ابولہب کے عقد میں اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا عتیبہ بن ابولہب کے عقد میں تھیں۔

فائدہ: اوائل اسلام میں مسلمانوں اور مشرکین کی باہم مناکحت جائز تھی، بعد میں آیت لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ نازل ہوگئی جس نے مسلمان عورت کا نکاح کافر سے حرام کردیا اور یہی حکم ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیارہ چچا تھے: (۱) حارث، (۲) قثم، (۳) زبیر، (۴) حمزہ، (۵) عباس، (۶) ابوطالب، (۷) عبدالکعبہ، (۸) حجل، (۹) ضرار، (۱۰) غیداق، (۱۱) ابولہب۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں: (۱) صفیہ، (۲) عاتکہ، (۳) اروی، (۴) ام حکیم، (۵) برہ، (۶) امیمہ۔ ان میں سے صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تین مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۲۷ غلام تھے: (۱) حضرت زید بن الحارثہ رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، (۴) حضرت ابوکبشہ رضی اللہ عنہ اور یہ جنگ بدر میں موجود تھے اور جس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے وفات پائی، (۵) انیہ، (۶) شقران، ایک روایت ہے کہ شقران کو اپنے والد ماجد سے وراثت میں پایا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ شقران کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا، (۷) رباح، (۸) یسار، ان کو قبیلہ عرینہ

کے بعض باغیوں نے قتل کر دیا تھا، (۹) ابورافع، ان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمایا تھا، انہوں نے جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد فرمادیا اور اپنی باندی سلمیٰ سے ان کا عقد فرمادیا، ان سے عبداللہ نامی فرزند تولد ہوئے جو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محررّ (منشی) تھے۔ (۱۰) ابوموہیبہ، (۱۱) فضالہ، فضالہ کا شام میں انتقال ہوا، (۱۲) رافع، ان تمام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمادیا، (۱۳) مدعم، جن کو رفاعہ جذامی نے پیش فرمایا تھا۔ یہ وادی القریٰ میں شہید ہوئے، (۱۴) کرکرہ، ان کو ہوذہ بن علی یمانی نے پیش فرمایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بھی آزاد کردیا۔ (۱۵) زید جد ہلال بن یسار، (۱۶) عبیدہ، (۱۷) طہمان، (۱۸) بالور قبطی، جن کو شاہ مقوقش نے ہدیۃً دیا تھا۔ (۱۹) واقد یا ابوالواقد، (۲۰) ہشام، (۲۱) ابوضمیر، جو مال فئی سے تھے، غزوۂ حنین میں ان کو آزاد کردیا، (۲۲) ابوعسیب احمر، (۲۳) ابوعبید، (۲۴) سفینہ، یہ پہلے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے انہوں نے ان کو آزاد کردیا اور یہ شرط لگائی کہ جب تک زندہ رہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں، انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ شرط نہ بھی کی جاتی تب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مفارقت اختیار نہیں کرسکتا تھا، (۲۵) ابوہند، (۲۶) انجشہ، جو اونٹوں پر حدی کہتے تھے، (۲۷) ابوامامہ، یہ کل ستائیس نفر ہیں بعض اہلِ سیر نے اس سے زیادہ تعداد بتائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندیاں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سترہ باندیاں تھیں: (۱) سلمیٰ، (۲) ام رافع، (۳) رضوی، (۴) امیمہ، (۵) ام ضمیر، (۶) ماریہ، (۷) شیریں، (۸) ام ایمن رضی اللہ عنہن جس کا نام برکہ تھا جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش فرمائی تھی اور چھ عورتیں

بنی قریظہ کی (۹ تا ۱۴) اور میمونہ بنت سعد اور فضہ اور خویلہ رضی اللہ عنھن۔ (۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیارہ خادم تھے: (۱) انس بن مالک، اور حارثہ کی دولڑکیاں (۲) ہند، (۳) اسماء، (۴) ربیعہ بن کعب اسلمی، (۵) عبد اللہ بن مسعود، (۶) عقبہ بن عامر، (۷) ہلال، (۸) سعد، (۹) ذومخمر یا ذومخبر جو کہ نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے تھے، (۱۰) بکیر بن شداخ لیثی (۱۱) ابوذر غفاری رضی اللہ عنھم تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی کرنے والے:

غزوہ بدر میں (۱) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی فرمائی اور غزوۂ احد میں (۲) ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ، (۳) محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اور غزوہ خندق میں، (۴) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اور غزوۂ وادی القریٰ میں (۵) عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ، (۶) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، (۷) ابو ایوب رضی اللہ عنہ، (۸) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے، اور جب آیت وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نگہبانی اٹھادی گئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد:

(۱) عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کے پاس بھیجا (۲) (نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے) جس کا نام اَصۡحَمَہُ تھا جس کے معنی عربی میں عطیہ اور بخشش کے ہیں، جس وقت خط مبارک نجاشی کے پاس پہنچا، اس نے اِسے دونوں آنکھوں پر رکھا اور (تعظیماً) تخت سے نیچے اتر گیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام لے آیا، ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی میں انتقال ہوا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۲۷۱

(۲) زاد المعاد ج ۳ ص ۶۰، زرقانی ج ۳ ص ۳۴۳، زرقانی ج ۳ ص ۳۴۳

غائبانہ نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔

فائدہ: یہ غائبانہ نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی، امت کے لیے جائز نہیں، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

(۲) دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ [۱] کو شاہ روم کے پاس بھیجا جس کا نام ہرقل تھا اس نے دلائل سننے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت تسلیم کرلی اور اسلام لانا چاہا لیکن قوم راضی نہ ہوئی، یہ اس خوف سے کہ اگر قوم کی خلافِ مرضی اسلام لے آیا تو سلطنت جاتی رہے گی، اسلام نہ لایا۔

(۳) عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ شاہ فارس کے پاس بھیجا اس بے ادب نے نامۂ مبارک پارہ پارہ کردیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کردے گا چنانچہ بہت جلد ہی مار ڈالا گیا۔

(۴) حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس کے پاس [۲] (مقوقس مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ کا لقب ہے) مقوقس نے اسلام قبول کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہ اور شیریں کنیزیں اور ایک خچر سفید دُلدُل نامی ہدیہ بھیجا اور ایک روایت ہے کہ ہزار دینار اور بیس کپڑے بھی ہدیہ بھیجے۔

(۵) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جیفر اور عبداللہ پسران جلندی عمان کے بادشاہوں کے پاس بھیجا [۳] دونوں نے اسلام قبول کیا اور عمرو رضی اللہ عنہ کو رعایا سے زکوٰۃ لینے اور ان کے معاملات حل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ چنانچہ عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔

---

(۱) فتح الباری ج ۱ ص ۳۵

(۲) زرقانی ج ۳ ص ۳۳۸، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲

(۳) زاد المعاد ج ۳ ص ۶۲

(٦) سُلیط بن عمرو کو ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کے پاس بھیجا، [1] اس نے حضرت سُلیط کی تعظیم کی اور خدمت اقدس میں پیغام دیا کہ جس طرف آپ مجھ کو بلا رہے ہیں۔ مبارک چیز ہے لیکن میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں۔ اس لیے مجھ کو امر خلافت میں کچھ تصرفات عنایت کئے جائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ فرمایا اور یہ مسلمان بھی نہ ہوا۔

(٧) شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو شاہ بلقا حارث عنانی [٢] کی جانب روانہ فرمایا، (بلقا شام کے علاقوں میں سے ایک شہر کا نام ہے) حارث نے نامۂ مبارک کی کچھ عظمت نہ کی اور کہا کہ مع لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب روانہ ہوتا ہوں، شاہ روم نے اس کو اس حرکت سے باز رکھا۔

(٨) مہاجر بن امیہ کو یمن میں حارث حمیری کی جانب روانہ فرمایا۔

(٩) علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے بادشاہ منذر بن ساویٰ کی جانب بھیجا یہ مسلمان ہوگیا۔

(١٠) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور (١١) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ فرمایا وہاں کے بادشاہ اور رعایا بغیر جنگ وجدل کے مسلمان ہو گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتبین:

(١) حضرت ابوبکر صدیق، (٢) حضرت عمر فاروق، (٣) حضرت عثمان غنی، (٤) حضرت علی المرتضیٰ، (٥) حضرت عامر بن فہیرہ، (٦) حضرت عبداللہ بن ارقم، (٧) حضرت ابی بن کعب، (٨) حضرت ثابت بن قیس بن شماس، (٩) حضرت خالد بن سعید، (١٠) حضرت حنظلہ بن ربیع، (١١) حضرت زید بن ثابت،

---

(١) زاد المعاد ج ٣ ص ٦٣

(٢) زرقانی ج ٣ ص ٣٥٦

(۱۲) حضرت معاویہ، (۱۳) حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیرہ کاتبین تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقربین:

وہ اصحاب کہ جو زیادہ عنایت سے مخصوص تھے:(۱) حضرت ابوبکر صدیق، (۲) حضرت عمر فاروق، (۳) حضرت عثمان غنی، (۴) حضرت علی المرتضیٰ، (۵) حضرت حمزہ، (۶) حضرت جعفر، (۷) حضرت ابوذر، (۸) حضرت مقداد، (۹) حضرت سلمان فارسی، (۱۰) حضرت حذیفہ، (۱۱) حضرت عبداللہ بن مسعود، (۱۲) حضرت عمار اور (۱۳) حضرت بلال رضی اللہ عنہم تھے۔

اسمائے عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس میں دس صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ خوشخبری دی تھی کہ وہ جنتی ہیں اس کے علاوہ بعض اور صحابہ کے لیے بھی یہ بشارت مذکور ہے مگر وہ اس مجلس میں نہ تھے اس لیے وہ اس شمار میں نہیں،(۱) حضرت ابوبکر صدیق، (۲) حضرت عمر فاروق، (۳) حضرت عثمان غنی، (۴) حضرت علی المرتضیٰ، (۵) حضرت سعد بن ابی وقاص، (۶) حضرت زبیر بن العوام، (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، (۸) طلحہ بن عبید اللہ، (۹) ابوعبیدہ بن الجراح، (۱۰) سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواریاں اور مویشی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں دس گھوڑے تھے اس عدد میں اختلاف بھی ہے،(۱) سکب، جس پر غزوۂ احد میں سوار تھے اس کا رنگ کمیت (سرخ مائل بہ سیاہی) تھا لیکن پیشانی اور تین پاؤں سفید تھے اور ایک داہنا پاؤں ہم رنگ جسم تھا، اس کی فربہی مناسب جسم کے تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر گھوڑ دوڑ فرمائی

اور بازی لے گئے اور مسرور ہوئے۔ (۲) مرتجز، یہ وہی گھوڑا ہے کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جس کے لیے گواہی دی تھی۔ (۳) لزاز یہ، مقوقس کے ہدایا میں سے تھا۔ (۴) لحیف، یہ ربیعہ نے ہدیہ پیش فرمایا تھا۔ (۵) ظرب، جو فروہ جذامی نے پیش کیا تھا۔ (۶) ورد، جو تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ پیش فرمایا تھا۔ (۷) خریس، (۸) ملاوح، (۹) سُبحہ، جو یمن کے تاجروں سے خریدا تھا اور تین مرتبہ اس پر دوڑ فرمائی اور دست اقدس اس کے چہرہ پر پھیرا اور مَا اَنْتَ اِلاَّ بَحْرٌ ارشاد فرمایا اور ''بحر'' قدم باز تیز رو گھوڑی کو کہتے ہیں اور تین خچر (۱) دلدل نامی جو مقوقس کے ہدایا میں سے تھا اور یہ پہلا خچر ہے کہ اسلام میں اس پر سواری ہوئی۔ (۲) فضہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیش فرمایا تھا۔ (۳) ایلیہ، شاہ ایلہ نے پیش کیا تھا۔

اور سرور کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں ایک دراز گوش (گدھا) بھی تھا جس کا نام یعفور تھا اور گائے بھینس کا ہونا سرکار والا میں ثابت نہیں ہے، اور بیس اونٹنیاں شِیر دار موضع غابہ جو مدینہ طیبہ کے قریب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت تھیں اور ایک شیر دار اونٹنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھی جو بنی عقیل کے مویشی میں سے تھی، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک قصویٰ نامی اونٹنی بھی تھی اور اسی پر ہجرت فرمائی تھی، جس وقت وحی نازل ہوتی تھی۔ سوائے قصویٰ کے کوئی چیز اس کا وزن برداشت نہیں کر سکتی تھی اور قصویٰ کو عضباء اور جدعاء کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی کے اونٹ کے ساتھ دوڑ لگی اور اعرابی کا اونٹ بازی لے گیا۔ یہ بات مسلمانوں پر شاق گذری، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے بمقتضائے حکمت یہ لازم کر دیا ہے کہ دنیا میں جس چیز کو غالب کیا جاتا ہے اس کو کسی نہ کسی وقت مغلوب بھی کیا جاتا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں سو بکرے بکریاں بھی تھیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار اور آلات:

سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نو تلواریں تھیں، ان میں سے ایک کا نام ''ذوالفقار'' تھا جو غزوۂ بدر میں بنی الحجاج کے مال غنیمت سے دستیاب ہوئی تھی ایک مرتبہ نبی اکرم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا کہ اس تلوار کی دو جانب کچھ دندانے پڑ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعبیر یہ لی کہ مسلمانوں کو ایک گونہ ہزیمت پیش آئے گی چنانچہ غزوۂ احد میں اس کی تعبیر واقع ہوئی۔

اور تین تلواریں قلعی، تبار اور حتف بنی قینقاع (ایک یہودی قبیلہ) سے مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں اور دو تلواریں مخذم اور رسوب تھیں اور ایک تلوار جو والد ماجد سے میراث میں پائی تھی اور ایک تلوار جس کا نام عضب تھا جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پیش فرمائی تھی اور ایک تلوار قضیب تھی یہ سب سے پہلی تلوار ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمائل فرمائی اور ذات اقدس کے قبضہ میں چار نیزے تھے جن میں سے ایک نام مثنیٰ تھا اور بقیہ تین نیزے بنی قینقاع سے غنیمت میں دستیاب ہوئے تھے اور ایک چھوٹا نیزہ تھا جو عیدین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے (بغرض سترہ) کھڑا کیا جاتا تھا اور ایک لاٹھی سرکج (یعنی مڑی ہوئی مٹھ) کی ایک ہاتھ لمبی تھی اور ایک نیم عصا تھا جس کو عرجون کہا جاتا تھا اور ایک پتلی چھڑی جس کا نام ممشوق لیا جاتا تھا اور چار کمان اور ترکش تھے اور ایک ڈھال تھی جس پر کرگس (گدھے) کی تصویر بنی ہوئی تھی اور بطور ہدیہ آئی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر رکھ دیا وہ تصویر غائب ہوگئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعل اور قُبضہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلواروں کا چاندی کا تھا[1] اور نعل اور قبیعہ کے درمیان بھی چند حلقے چاندی کے تھے، قبیعہ

---

(۱) جمع الوسائل ص ۱۵۷، دارمی ج ۲ ص ۱۶۶، بیہقی ج ۴ ص ۱۳۴

وہ چیز ہے جو قُبضَہ تلوار کے قریب چاندی وغیرہ سے بنائی جاتی ہے، اور اسی طرح نعل وہ چیز ہے جو تلوار کی بائیں جانب میں چاندی وغیرہ سے بنائی جاتی ہے، اور دو زرہیں جو بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے دستیاب ہوئی تھیں ایک کا نام سعدیہ اور دوسری کا فضہ تھا اور زرہ جو غزوہ حنین میں پہنی تھی اس کا نام ذات الفضول تھا۔

اور روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی (جو انہوں نے جالوت کے قتل کرنے کے وقت پہنی تھی) بھی موجود تھی اور ایک خُود تھا جس کا نام ذوالسبوغ لیا جاتا تھا اور پٹکا چمڑے کا تھا جس میں تین کڑے چاندی کے پڑے ہوئے تھے جھنڈا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفید رنگ کا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ:

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی حسب ذیل اشیاء چھوڑیں:

دو عدد حِبرَہ (یمنی چادر کو کہتے ہیں) اور تہبند یمنی اور کپڑے صحاری اور ایک کرتہ صحاری اور ایک کرتہ سحولی اور ایک جبہ یمنی اور چادر منقش اور تین چار کوفیہ یعنی چھوٹی پست ٹوپیاں اور ایک لحاف ورس کا رنگا ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چمڑے کی تھیلی تھی جس میں آئینہ، ہاتھی دانت کا کنگھا، سرمہ دانی، قینچی اور مسواک رکھا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا گودا بھرا ہوا تھا۔

اور ایک پیالہ تھا جس میں تین پترے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور ایک پیالہ پتھر کا تھا اور ایک برتن کانسی کا تھا جس میں مہندی اور وسمہ بناتے تھے اور اس کو سر اقدس پر رکھ لیتے تھے جس سے مہندی اور وسمہ جلد رنگ چھوڑ دیتے تھے اور کانچ کا پیالہ تھا اور برتن کانسی کا غسل کے لیے تھا اور ایک بادیا تھا اور ایک پیمانہ تھا اور ایک (برتن) چوتھائی صاع کا جس سے صدقہ فطر ناپ کر دیا کرتے تھے

اور انگوٹھی چاندی کی جس کا نگینہ چاندی ہی کا تھا اور جس پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کندہ تھا موجود تھی اور ایک روایت ہے کہ انگوٹھی لوہے کی تھی اور نگینہ چاندی سے جوڑا گیا تھا۔ نجاشی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو موزے سادہ پیش کئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو استعمال فرماتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سیاہ کمبل تھا اور ایک عمامہ تھا، جس کا نام سحاب لیا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس علاوہ استعمالی کپڑوں کے دو اور کپڑے بھی تھے جو نماز جمعہ میں استعمال فرماتے تھے اور ایک رومال تھا جس سے بعد وضو روئے انور پونچھتے تھے۔

معجزات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، کوئی شخص قرآن کی ایک سورت کے مصداق پر قادر نہیں، جس میں صحیح حالات گذشتہ اور آئندہ کے بیان کئے گئے ہیں۔

(۲) ایک شق صدر کا معجزہ ہے جس میں ملائکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپنے کے زمانے میں سینۂ مبارک کو شق کر کے ایمان اور علم سے مالا مال کیا۔[۱]

(۳) ایک معجزہ معراج کا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج اور بیت المقدس تشریف لے جانے کو ظاہر فرمایا تو کفار نے تکذیب کی اور بیت المقدس کے بعض ان مقامات کو جن پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی تھی، استفسار کئے، اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف فرمادیا اور جو کچھ وہ سوال کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح صحیح اظہار فرماتے تھے۔[۲]

---

(۱) سیرت ابن ھشام ج ۱ ص ۵۶، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۲۱، زرقانی ج ۶ ص ۲۴

(۲) خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۸

(۴) ایک معجزہ شق القمر ہے۔

(۵) ایک معجزہ یہ ہے کہ قریش نے آپس میں عہد کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کردیں لیکن جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، سب کی نظریں نیچی ہوگئیں اور گردنیں جھک گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لائے اور ان کے سر پر کھڑے ہوکر ایک مٹھی خاک کی اٹھائی اور شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فرما کر پھینک دی۔ جس جس شخص پر ان سنگریزوں کا اثر پہنچا وہ غزوہ بدر میں ہلاک ہوا۔

(۶) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حنین میں ایک مٹھی خاک دشمنوں پر پھینک دی، اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست نصیب فرمائی۔ (۱)

(۷) ایک معجزہ یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں جا کر چھپے تو مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ غار کے اندر کوئی نہیں ہے۔ (۲)

(۸) ایک معجزہ یہ ہے کہ ہجرت کے وقت سراقہ بن مالک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کرنا چاہا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں سخت زمین میں دھنس گئے۔ (۳)

(۹) ایک معجزہ یہ ہے کہ ہرنی کا ایک بچہ مادہ جو ابھی تک جوان نہیں ہوا تھا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی پشت پر دست مبارک پھیرا وہ دودھ دینے لگا۔

---

(۱) مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۴۳

(۲) مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۵۱

(۳) مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۴۰

(۱۰) ایسے ہی اُمّ معبد کی بکری نے دودھ دیا حالانکہ وہ دودھ دینے کے قابل نہ تھی۔ (۱)

(۱۱) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئیں اور رونق اسلام بنیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۱۲) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چشم مبارک آشوب کررہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن مبارک ان کی آنکھ میں ڈال دیا اور دعا کی۔ اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا فرمائی اور فوراً شفاء پائی پھر کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آشوب چشم کی تکلیف پیش نہیں آئی۔ (۲)

(۱۳) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین قرآن دانی اور فہم دین عطا فرمائے پس یہ بات ان کو حاصل ہوگئی۔

(۱۴) ایک معجزہ یہ ہے کہ قتادہ ابن النعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں زخم پہنچا اور آنکھ نکل کر رخسار پر آگئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن بن گئی۔

(۱۵) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کے لیے جو نہایت قلیل مقدار میں تھیں، برکت کی دعا فرمائی، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مدارات مہماناں کی، پھر بھی تیرہ وسق باقی رہ گئیں۔

(۱۶) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ جو سب سے پیچھے رہتا تھا آپ کی دعا سے سب سے آگے چلنے لگا۔

---

(۱) مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۵۳

(۲) فتح الباری ج ۷ ص ۳۶۵

(۱۷) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے طویل عمر اور کثرت مال واولاد کی دعا فرمائی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۱۸) ایک معجزہ یہ ہے کہ بارش کے لیے دعا فرمائی، برابر ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی، پھر رفع بارش کے لیے دعا فرمائی، فوراً بارش موقوف ہوگئی۔

(۱۹) ایک معجزہ یہ ہے کہ عتبہ بن ابی لہب کی ہلاکت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدعاء فرمائی اس کو مقام زوراء علاقہ شام میں شیر نے ہلاک کردیا۔

(۲۰) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کو دعوت اسلام دی، اعرابی نے کہا جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اس پر کوئی گواہ بھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ درخت گواہ ہے پس درخت کو بلایا درخت سامنے آیا اور تین مرتبہ گواہی دے کر واپس چلا گیا۔ [۱]

(۲۱) ایک معجزہ یہ ہے کہ دو درختوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اکٹھا ہوجائیں پس جمع ہوگئے۔

(۲۲) ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کھجور کے چند درختوں سے کہہ دو کہ وہ جمع ہوجائیں انہوں نے درختوں سے جا کر کہا تو وہ جمع ہوگئے اور جب قضائے حاجت سے فارغ ہوگئے تو فرمایا کہ ان سے کہہ دو اپنی جگہ واپس چلے جائیں چنانچہ درخت واپس چلے گئے۔

(۲۳) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تھے کہ ایک درخت زمین کو چیرتا پھاڑتا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آکر کھڑا ہوگیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واقعہ عرض

---

(۱) مشکوٰۃ

خدمت کیا ارشاد فرمایا کہ اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے میرے سلام کی اجازت چاہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمادی تھی۔

(۲۴) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطائے نبوت کی شب میں پتھروں اور درختوں نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہہ کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجا۔

(۲۵) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے لیے جب ایک منبر بنادیا گیا تو جس ستون سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگا کر پہلے خطبہ دیا کرتے تھے اس ستون سے گریہ وبکا (رونے) کی آواز سنی گئی۔[۱]

(۲۶) ایک معجزہ یہ ہے کہ کنکریوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی اور کھانے نے بھی تسبیح پڑھی۔

(۲۷) ایک معجزہ یہ ہے کہ کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا اس گوشت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر کی خبر دی۔

(۲۸) ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک اونٹ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ اس کے مالک اس کو گھاس کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں۔

(۲۹) ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک ہرنی نے جو مقید تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو آزاد کردیں اور میں بچہ کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو آزاد کردیا اور اس نے کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا۔

(۳۰) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر میں خبر دی کہ فلاں کافر اس جگہ مارا جائے گا اور فلاں اس جگہ، پس کوئی شخص معینہ جگہ

---

(۱) مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۴۵

سے متجاوز نہ ہوا اور اسی جگہ مارا گیا۔

(۳۱) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے دریا میں کفار سے جنگ کرے گی اور ام حرام رضی اللہ عنہا اسی جماعت میں سے ہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳۲) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت مصیبت پیش آئے گی چنانچہ ایسا ہوا اور اسی حادثہ میں شہید ہوئے۔

(۳۳) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ میرے بعد تم کو یہ چیز پیش آئے گی کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دیں گے، چنانچہ یہ صورت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئی۔

(۳۴) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور عنقریب یہ دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳۵) اور ایک معجزہ یہ ہے کہ جس رات اسود عنسی کذاب مدعی نبوت صنعا شہر میں جو یمن کے علاقہ میں ہے، مارا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل اور اس کے قاتل کی صحیح اطلاع دی۔

(۳۶) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: يَعِيْشُ حَمِيْدًا وَيُقْتَلُ شَهِيْدًا یعنی زندگی عیش سے گذاریں گے اور شہید مارے جائیں گے چنانچہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(۳۷) ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہو گیا اور کفار میں مل گیا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے انتقال کی خبر پہنچی، ارشاد فرمایا کہ زمین اس کو قبول نہ کرے گی، چنانچہ ہر دفعہ اس کو دفن کرتے تھے، اور زمین اس کو

باہر ڈال دیتی تھی۔

(۳۸) ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے بہانہ کیا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو توفیق ہی نہ ہو۔ اس کے بعد وہ اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔

(۳۹) ایک معجزہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے ان بتوں پر کہ جو حوالی کعبہ میں معلق تھے ایک لکڑی سے جو دست اقدس میں تھی اشارہ کرتے جاتے تھے اور زبان مبارک سے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ فرماتے جاتے تھے اور وہ بت گرتے جاتے تھے۔

(۴۰) ایک معجزہ یہ ہے کہ زمان بن عضوبہ کا واقعہ ہے جس کا قصہ اس طرح ہے کہ اس نے ایک بت کے اندر سے چند کلمات سنے، جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اے قبیلۂ زمان! سنو کہ تم خوش ہو گے ایک بڑی خبر ظاہر ہوئی ایک بڑا شر چھپ گیا قبیلہ مضر سے ایک نبی اللہ کا دین اکبر لے کر مبعوث ہوئے، پس تم کو چاہیے کہ گھڑے ہوئے پتھروں (بتوں) کو چھوڑ دو تا کہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہو، اور دوسرے مرتبہ کلمات سنے، میری سنو میری سنو، تم ایسی خبر سنو گے جس سے جاہل رہنا مناسب نہیں، یہ ایک نبی مرسل ہیں جو وحی منزل لے کر آئے ہیں تم ان پر ایمان لاؤ تا کہ تم بھڑکنے والی آگ سے بچے رہو جس کے انگارے پتھروں کے ہیں اس واقعہ سے وہ اسلام لانے پر مجبور ہو گئے۔

(۴۱) ایک معجزہ یہ ہے کہ سواد بن قارب کا قصہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ

شخص زمانۂ جاہلیت میں کاہن تھا اور واقعاتِ مستقبلہ کی جنات اس کو اطلاع دیا کرتے تھے ایک جن تین رات برابر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خبر دیتا رہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ضروری ہے، اس خبر کے موافق وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے۔

(۴۲) ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک سوسمار (گوہ) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی۔

(۴۳) ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں ایک صاع جَو سے ہزار آدمیوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور کھانا پہلی اصل مقدار سے زیادہ بچ گیا۔

(۴۴) ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسد (راشن) ختم ہوگیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ راشن باقی تھا اس کو جمع فرمایا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی اور اس کو لشکر میں تقسیم فرمایا، تمام لشکر کو کافی ہوگیا۔

(۴۵) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مٹھی کھجوریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمایئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو ایک تھیلی میں رکھ دیا جس قدر میں ان میں سے خرچ کرتا تھا، ختم نہیں ہوتی تھیں، بہت سی مقدار راہِ خدا میں خرچ کی اور ہمیشہ اسی میں سے خود کھاتا اور دوسروں کو کھلاتا تھا، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک یہ برکت موجود رہی، آپ رضی اللہ عنہ کے بعد جاتی رہی۔

(۴۶) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل صفہ کی ایک پیالہ ثرید سے دعوت کی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بار بار سامنے آتا تھا

کہ مجھ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلائیں، جب وہ جماعت رخصت ہوگئی تو اس پیالہ میں کچھ باقی نہیں تھا، البتہ کچھ کناروں پر لگا ہوا رہ گیا تھا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو جمع فرمایا تو وہ ایک لقمہ ہوا، اس کو انگشتان مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ اللہ کے نام کی برکت سے کھاؤ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں اس سے سیر ہوگیا۔

(۴۷) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگشتان مبارکہ سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا، چودہ سو آدمیوں نے وہ پانی پیا اور اس سے وضو وغیرہ کیا۔

(۴۸) ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کا لشکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ تھا اور پیاس کی شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گذر اس قدر پانی پر ہوا، جو ایک شخص کے لیے کافی ہوسکتا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ترکش سے ایک تیر مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اس تیر کو اس پانی میں ڈال کر ہلائیں جائیں، پانی نے ہلانے جلانے سے اس قدر جوش مارا کہ تیس ہزار آدمیوں کا لشکر سیراب ہوگیا۔

(۴۹) ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک قوم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ پانی ان کے کنوئیں کا کھاری ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور اس کنوئیں پر کھڑے ہوکر لعاب مبارک اس کنوئیں میں ڈال دیا، اس کنوئیں سے آب شیریں اس قدر جاری ہوا کہ جس قدر نکالا جاتا تھا کم نہ ہوتا تھا۔

(۵۰) ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا جس میں کسی قدر پانی تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چاہا کہ اس میں انگشتان

مبارک ڈالیں لیکن اس پیالہ میں نہ سما سکیں، پس چار انگلیاں اس میں رکھ کر اصحاب کو بلایا چنانچہ ستر اسی آدمیوں نے وضو کر لیا۔

(۵۱) ایک معجزہ یہ ہے کہ عورت اپنے کم عمر بچہ کو جو گنجا تھا لے کر حاضر ہوئی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا اس کا سر درست ہو گیا اور اس کی بیماری جاتی رہی، اہل یمامہ نے یہ واقعہ سنا تو ان میں سے ایک عورت اپنے تندرست بچے کو لے کر مسیلمہ کذاب کے پاس پہنچی اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو وہ گنجا ہو گیا اور یہ بیماری اس کی نسل میں باقی رہی۔

(۵۲) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار غزوۂ بدر میں ٹوٹ گئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لکڑی ان کو عطا فرما دی، وہ لکڑی تلوار بن گئی اور ان کے پاس رہی۔

(۵۳) ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں ایک سخت پتھروں کی چٹان خندق کھودتے ہوئے برآمد ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر چند کوشش کی اور کدالیں چلائیں مگر وہ ٹوٹ نہ سکی، دست مبارک کے ایک وار سے پاش پاش ہو گئی۔

(۵۴) ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کا پاؤں ٹوٹا ہوا تھا۔[1] حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر دست مبارک پھیر دیا ان کا پاؤں درست ہو گیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس میں کوئی عیب ہی نہ تھا۔

معجزات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قدر ہیں کہ وہ کتاب یا کسی دفتر میں سمانے کی گنجائش نہیں رکھتے۔

---

(۱) مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۴۱

ذکر وفات شریف:

بارھویں ربیع الاول پیر کے دن دوپہر کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں آفتاب رسالت غروب ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ (۱)

اس کے علاوہ بھی روایات ہیں، چودہ روز تک بیمار رہے اور وفات کے تیسرے روز چہار شنبہ (بدھ) کو مدفون ہوئے، نزع مبارک کے وقت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا اس میں دست مبارک ڈال ڈال کر روئے انور تر فرمارہے تھے اور زبان مبارک سے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی سَکَرَاتِ الۡمَوۡتِ۔

''اے اللہ! موت کی مشقت سے میری مدد فرما۔''

فرماتے جاتے تھے، جب مقبوض ہوگئے، حاضرین نے جسد مبارک کو چادر یمنی سے ڈھانپ دیا ایک روایت ہے یہ چادر فرشتوں نے ڈالی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بعض اصحاب انتہائی غم کی وجہ سے اس قدر بے خود تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا یقین ہی نہ آتا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دم بخود کھڑے رہ گئے۔ جملہ اصحاب میں سے کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثابت قدم نہیں رہا۔ (۲)

وفات کے بعد لوگوں نے حجرۂ مبارک کے دروازے کے پاس سے ایک آواز سنی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل نہ دیا جائے اس لیے کہ آپ طاہر ہیں اور مطہر ہیں، اس کے بعد آواز آئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل ضرور دیا جائے اور پہلی

---

(۱) فتح الباری ج ۸ ص ۱۱۴

(۲) اتحاف شرح احیاء العلوم ج ۱۰ ص ۲۹۷

آواز شیطان رجیم نے دی تھی اور میں خضر ہوں، اور خضر علیہ السلام نے اصحاب کی تعزیت ان الفاظ سے کی:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ عِزَاءً مِّنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ، وَخَلَفًا مِّنْ کُلِّ ھَالِكٍ، وَدَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ، فَبِاللّٰہِ فَثِقُوْا وَاِلَیْہِ فَارْجِعُوْا فَاِنَّ الْمُصَابَ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ۔

’’اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کا دلاسا ہیں اور ہر وفات پانے والے کا عوض اور بدلہ ہیں، اللہ کا بھروسہ کرو اور اسی کی طرف رجوع کرو اور حقیقت میں مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہو جائے۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس باب پر اختلاف ہوا کہ آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جسم مبارک کے کپڑوں ہی میں غسل دیا جائے یا ان کو نکال دیا جائے، خدائے برتر نے ان پر نیند کا غلبہ فرما دیا اور کہنے والے (جس کو انہوں نے نہیں پہچانا کہ وہ کون تھا) کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے پہنے ہوئے کپڑوں ہی میں غسل دیا جائے، اس کے بعد سب بیدار ہو گئے اور ایسا ہی کیا گیا۔

اور متولی غسل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور فرزند عباس یعنی حضرت فضل رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ اور دو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام شقران رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ تھے اور اوس انصاری رضی اللہ عنہ بھی وہاں حاضر تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس وقت ہاتھ شکم انور پر پھیرا تو کوئی شئے خارج نہ ہوئی، اس وقت فرمایا: صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْكَ لَقَدْ طِبْتَ حَیًّا وَمَیِّتًا یعنی آپ پر اللہ کی رحمت کہ آپ کی موت اور زندگی (دونوں حالتوں میں) پاک وصاف ہیں۔

اور جسد انور کو تین سحولی (جو علاقہ یمن میں ایک گاؤں ہے) چادروں

میں کفنایا گیا جس میں کفنی اور عمامہ نہ تھا اور کوئی کپڑا سلا ہوا نہ تھا اور نماز باجماعت ادا نہ کی گئی بلکہ تنہا تنہا ہر شخص نے ادا کی اور قبر مبارک میں چادر سرخ حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے بچھائی جس کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات مبارک میں اوڑھا کرتے تھے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی جس کو نو عدد خام اینٹوں سے بنایا گیا، لحد اور شق کھودنے کے معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا، کوئی شق کے اور کوئی بغلی کے لیے کہتا تھا، آخر اس پر اتفاق ہوگیا کہ پہلے جو شخص بھی یعنی شق بنانے والا یا بغلی کھودنے والا آجائے وہی رکھی جائے چنانچہ پہلے بغلی کھودنے والا پہنچا اور بغلی ہی کھودی گئی اور قبر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں بنائی گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی یہیں سپرد خاک ہیں۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق سے یہاں تک ہم نے ''سرور المحزون'' ترجمہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیا ہے۔

الحمد للہ

کہ

رسالۂ سیرت

یعنی

سیرت خاتم الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلفہ

محمد عفا اللہ عنہ وعن والدیہ وعن مشائخہ واحبابہ

شائع گشت

۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ ۴ مئی ۱۹۶۷ء

یہ کتاب سب سے پہلے اس ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوئی تھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْعُجَالَہ

فِیْ مَسْئَلَۃِ اللِّحْیَۃِ وَ السُّبَالَہ

داڑھی کے متعلق شرعی فیصلہ

مؤلف

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ و کفٰی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی!

بعد حمد وصلوٰۃ اللہ اللہ زمانے کے شعبدوں (کھیل) نے مسلمانوں کو اسلام سے کس قدر غافل بلکہ بیگانہ بنادیا ہے، نوجوان کیسے کچھ حیران نظر آتے ہیں، خدا ہی جانے کیا کیا وسوسے اور خطرات دلوں کو بہکاتے اور ستاتے ہیں، اگرچہ شکوک سے ایمان ڈگمگاتے ہیں۔ تاہم غنیمت ہے کہ عقیدۃً اور ادباً اسلام ہی کی خیر مناتے ہیں۔ حیف صد حیف (افسوس) کتاب مبین اور سنتِ نبی ﷺ کے ہوتے ہوئے یوں محروم رہیں۔ کہاں ہیں وہ صادقین جو صدق کی شمعیں لے کر گروہ کے گروہ ظلمات (اندھیرے) سے نکال لاتے اور حقیقت کی ترنگ (آواز) میں سفل سے اٹھا کر علو تک پہنچا دیتے تھے، کہاں ہے وہ جذبِ الٰہی کے پھندے، کہاں ہیں وہ اللہ پاک کے بندے۔

اللہ اکبر حقیقت کے انوار کیا ہی جگمگا رہے ہیں مگر آنکھیں چندھیائی اور نگاہیں تلملائی ہیں۔ حیران اور مایوس کیوں ہوں، طالب حق کو اللہ جل شانہٗ خود امید دلاتا ہے:

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ

(سورۃ العنکبوت:۶۹)

”جو لوگ ہمارے لیے کوشش کرتے ہیں انہیں ہم ضرور اپنی راہیں یقیناً دکھاتے ہیں۔“

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی یہ شان اور یہ احسان کہ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ کہ آپ ﷺ مؤمنوں پر نہایت درجہ مہربان اور شفیق ہیں۔

وائے برحال ما (افسوس ہمارے حال پر) کہ اپنی غفلت اور پس ہمتی سے ہمیشہ ہمیشہ کورچشم (اندھا) رہیں۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگر نہ طبیب ہست

''وہ کیا عاشق ہے جس کے حال پر یار نظر نہ کرے اے خواجہ
درد نہیں ورنہ طبیب ہے۔''

یورپ کے الحاد وزندقہ کی بادِ سموم (زہریلی ہوائیں) ایسی چلی کہ مسلمانوں کے روشن دماغ بھی ماؤف ہوگئے۔ ہر (چھوٹا بڑا) اس رو میں بہتا جارہا ہے بلکہ یورپین وضع وقطع (رہنا سہنا) سے ایسے مرعوب ہوگئے بلاتحقیق وتدقیق اور فلسفہ دریافت کئے بغیر اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ اٹھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی سے عار آنے لگی بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل تو درکنار پھبتیاں اڑانے لگیں۔ داڑھیاں رکھنے والے سائن بورڈ کے حامی کہلانے لگے الغرض یورپین لباس ووضع پسند خاطر ہونے لگی اور اس میں عزت قومی سمجھی جانے لگی!

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم
''بدن سارا داغوں سے بھرا ہے روئی کہاں کہاں رکھوں''

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ذرا یورپین فاضلوں کے اقوال ہی ملاحظہ فرمایئے، مسٹر ایلٹ واربرٹن اپنی مشہور کتاب ''مشرق زریں میں چند ایام'' ترکوں کی موجودہ مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر لکھتے ہیں: ترک اب مجبور ہوگئے ہیں کہ فرنگستانیوں کے طور وطریقے اختیار کریں، لباس میں بھی یورپ والوں کی پیروی کریں اور جنگ کا ڈھنگ بھی مغرب والوں ہی کی طرح ڈھالیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نفرت وحقارت جو

ترکوں کے دلوں میں یورپ والوں کی نسبت سمائی ہوئی تھی، اب خوف میں بدل گئی ہے اور ترک یورپ والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

> ''انہوں نے (ترکوں نے) اس غرور اور تمکنت کو بھی ترک کر دیا ہے جو ان کے لیے ایک بڑا اسہارا تھی انہوں نے اپنی قومیت کے احساس کو بھی خیر باد کہا اور انہوں نے اس حرارت دینی اس جوش مذہبی کو بھی کھو دیا جسے بعض لوگ تعصب کے نام سے یاد کرتے ہیں حالانکہ یہی وہ چیزیں تھیں جو ان کے جذبہ حب الوطنی اور ان کے دین اور مذہب کو کچھ اس طرح ایک دوسرے میں حل کر دیتی تھیں کہ ایک حیرت انگیز تعشق ایک تعجب خیز ولولے کی سی کیفیت نظر آتی تھی۔''

یہ عبارت اپنی تشریح آپ کر رہی ہے کہ ایک انگریز کی نظر میں مسلمانوں کا مغربی وضع اختیار کرنا کیا حقیقت رکھتا ہے اس کے نزدیک مغرب والوں کی پیروی کرنا ان سے مرعوب ہونا ہے اور حرارت دینی اور جوش مذہبی کو کھونا ہے۔ اس کے نزدیک ایسا کرنا اپنی قومیت کے احساس کو خیر باد کہنا ہے یعنی وہ یہ کہتا ہے کہ مسلمان پستی کی طرف جبھی جا رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے جذبہ دینی کو چھوڑ دیا۔ میرے نوجوان دوست دیکھ لیں کہ مغربی وضع کی حقیقت خود انگریزوں کی نظروں میں کیا ہے یہی فاضل انگریز اپنی اسی کتاب میں داڑھی کی نسبت لکھتا ہے:

> ''مسلمان اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ لوگ داڑھی مونچھیں منڈائیں، میں ان کے اس جذبہ حقارت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں، جب چہرہ کو بارُعب اور شاہانہ آن بان والی داڑھی کی

عادت ہو جاتی ہے اور جب یہی چہرہ داڑھی مونچھ کی صفائی کے سبب ان قدرتی آرائش سے محروم کر دیا جاتا ہے تو یقیناً آدمی کم حیثیت اور سفلہ (نالائق کمینہ) سا معلوم ہونے لگتا ہے۔‘‘

ہم اس عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں:

(۱) مسلمان مِنْ حَیْثُ الْقَوْم داڑھی منڈانے سے نفرت کرتے ہیں (دیکھئے اس فاضل انگریز نے داڑھی تمام مسلمانوں کا امتیازی نشان قرار دیا)۔

(۲) داڑھی سے چہرہ بارعب رہتا ہے۔

(۳) داڑھی میں شاہانہ آن بان ہے۔

(۴) داڑھی ایک قدرتی آرائش اور زینت ہے۔

(۵) داڑھی منڈوانا سفلہ پن ہے۔

یہ ایک انگریز کا تجزیہ ہے۔اب ہم خود آپ کو یورپین لوگوں کا حال ہی کا عمل دکھانا چاہتے ہیں۔ اخبار ’’الجمعیۃ‘‘ دہلی 24/ اپریل 1933ء صفحہ ا کالم ۴ میں ہے: انگلستان میں اس خبر سے سنسنی پھیلی ہوئی ہے کہ بعض نوجوانوں نے اپنی داڑھیاں بڑھانی شروع کر دی ہیں، ایک نوجوان جو داڑھی بڑھانے کا بڑا حامی ہے، کہتا ہے کہ میں چند روز میں داڑھیوں کے معاملہ میں ماہر ہو جاؤں گا، میں نے چار داڑھیاں بڑھوائی ہیں، پانچویں داڑھی میری ہے، جو برابر ترقی کر رہی ہے، اخبار سنڈے ڈِسْپیچ میں آنریبل میناڈ لکھتے ہیں کہ داڑھی بڑھانے کے دلائل میرے نزدیک حسب ذیل ہیں:

(۱) داڑھی بڑھانے سے تمام لوگوں میں (خواہ کسی عمر کے ہوں) عزت ہوتی ہے۔

(۲) داڑھی کے باعث کوئی داڑھی والے کو فراموش نہیں کر سکتا اور اس کا چہرہ

شناخت کرلیا جاتا ہے۔

(۳) داڑھی بڑھانے سے ہر شخص اپنی قومیت تبدیل کرسکتا ہے اور ناشائستہ حالت سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔

(۴) روزانہ دو دفعہ داڑھی درست کرنے سے انسان وحشت اور بربریت سے آزادی اور اطمینان کی طرف ترقی کرسکتا ہے۔

(۵) داڑھی رکھنے سے چھچھوری عورتوں کے پھندوں سے نجات مل جائے گی۔

(٦) انگلستان کے باشندوں کے لیے داڑھی رکھنا نہایت مناسب ہے، خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ انگلستان اپنی عظمت کا دعویدار ہے۔

مینارڈ گر بوائل لکھتے ہیں کہ: ''داڑھی والے اور بغیر داڑھی والے سے جو دنیا سلوک کرتی ہے اس سے بھی ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے اگر میں بغیر داڑھی کے کسی ہوٹل میں چلا جاؤں تو مجھے نہایت خراب کمرہ ملے گا اور ہوٹل والوں کا سلوک بھی اچھا نہ ہوگا اس کے برخلاف داڑھی والوں کا نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا جائے گا اور ہوٹل کا اسٹاف ان کی خدمت کے لیے وقف ہوجائے گا۔''

مسلمانو دیکھیے! انگریزوں کی تحقیقات اور اپنے دین سے نفرت۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ (سورۃ الحشر: ۲)

آیات قرآنی ......رستہ ابراہیمی

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ط (سورۃ البقرۃ: ۱۲۴)

''اوّل جب امتحان لیا ابراہیم علیہ السلام کا ان کے پروردگار نے چند باتوں میں پس وہ ان کو پورے طور پر بجالائے۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ موطا میں فرماتے ہیں کہ دس چیزوں میں امتحان لیا گیا (۱) قَصِّ اَظْفَار، ناخن کٹوانا (۲) نَتْفُ الْاِبِطْ، بغلوں کے

بال صاف کرنا (۳) حَلْقُ الْعَانَة، زیر ناف بال صاف کرنا (۴) اِسْتِنْشَاق، ناک میں پانی ڈالنا (۵) مَضْمَضَه، کلی کرنا (۶) استنجاء کرنا (۷) غَسْلُ الْبَرَاجِمْ، اعضاء دھونا یا جوڑوں کی جگہ دھونا (۸) مسواک کرنا (۹) قَصُّ الشَّارِب، موچھیں کٹوانا (۱۰) اِعْفَاُ لِحْیَة، داڑھی بڑھانا۔

اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝۱۲۳ (سورۃ النحل: ۱۲۳)

''اور پیروی کر ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی جو کہ حنیف تھے اور مشرک نہ تھے۔''

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم ہے اور بصیغہ امر حکم دیا گیا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مطلق امر وجوب کے لیے ہوتا ہے تو اتباع ملت ابراہیمی واجب ہوا۔ مؤطا میں ہے:

وَقَدْ وَرَدَ الْاَمْرُ بِاتِّبَاعِ اِبْرَاهِیْمَ وَاَنَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ اُمِرَ بِهَا اِبْرَاهِیْمُ وَكُلُّ شَیْءٍ اَمَرَ اللهُ فَهُوَ عَلَی الْوُجُوْبِ۔(۱)

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کی نسبت حکم دیا گیا ہے اور خصال مذکورہ کا حکم ابراہیم علیہ السلام کو ہوا اور ہر وہ چیز کہ جس کے اتباع کی نسبت اللہ تعالیٰ حکم دے اس سے مراد وجوب ہوتا ہے۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَصَحَّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْكَلِمٰتِ الَّتِیْ اُبْتُلِیَ بِهِنَّ اِبْرَاهِیْمُ فَاَتَمَّهُنَّ هِیَ خِصَالُ الْفِطْرَةِ ...... وَالْاِبْتِلَاءُ

(۱) فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۵۰

غَالِبًا اِنَّمَا يَقَعُ بِمَا يَكُونُ وَاجِبًا۔ (۱)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ جن کلمات کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش ہوئی، یہی خصال فطرت ہیں اور آزمائش واجب چیز پر واقع ہوا کرتی ہے۔ انتہٰی''

قرآن مجید میں ہے:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ (سورۃ الروم: ۳۰)

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

''وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو، یہی ہے دین سیدھا''، یعنی وہ خصال فطرت جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا مت بدلو یہی راہ سیدھی ہے۔''

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاضُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ۔ (۲)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس چیزیں فطرت سے ہیں یعنی دین کی باتیں، کم کرنا لبوں کا یعنی کترانا، اور بڑھانا داڑھی کا اور مسواک کرنا اور

(۱) فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۴۲

(۲) مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۵

ناک میں پانی ڈالنا، تراشنا ناخنوں کا اور دھونا جگہ جوڑوں کی اور دور کرنے بال بغلوں کے اور مونڈنے بال زیر ناف اور استنجاء کرنا۔"(۱)

هٰكَذَا فِي الْمَعَالِمِ مَذْكُورَةٌ وَهٰذَا قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُفَسِّرِيْنَ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْفِطْرَةِ الدِّيْنُ۔ (۲)

"دین فطرت پر سچے دل سے چلنے والے کے لیے یہی ایک آیت اور مذکورہ حدیث کافی ہے جس سے صاف ثابت ہوا کہ مذکورہ خصائل فطرت کو چھوڑ دینا دین نہیں بلکہ بے دینی ہے۔"

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے:

وَاَغْرَبَ الْقَاضِي اَبُوْبَكْرِ بْنُ الْعَرَبِي رحمۃ اللہ علیہ فَقَالَ عِنْدِي اِنَّ الْخِصَالَ الْمَذْكُورَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ كُلُّهَا وَاجِبَةٌ فَاِنَّ الْمَرْأَ لَوْ تَرَكَهَا لَمْ تَبْقَ صُوْرَتُهٗ عَلٰى صُوْرَةِ الْاٰدَمِيِّيْنَ فَكَيْفَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (۳)

"قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات بیان کی فرمایا کہ میرے نزدیک اس حدیث میں جتنی فضیلتیں مذکور ہیں سب واجب ہیں کیونکہ جو شخص ان کو چھوڑ بیٹھے اس کی صورت انسانوں کی صورتوں جیسی نہیں رہتی تو پھر مسلمانوں جیسی اس کی صورت کہاں رہے گی۔" فَافْهَمْ

---

(۱) تفسیر خازن ج ۵ ص ۱۷۲

(۲) معالم التنزیل ج ۳ ص ۴۱۵ بیروت

(۳) فتح الباری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۳۴۰ کتاب اللباس

قرآن عزیز میں ہے کہ شیطان نے کہا تھا:

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ (سورۃ النساء:۱۱۹)

''یعنی میں انسانوں کو حکم دوں گا اور سکھاؤں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق کو تبدیل کر دیں گے۔''

اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ جینے کی امید سے ناک کان چھیدتے تھے اور عورتیں تزئین کے لیے بالوں اور دانتوں کو باریک اور مہین کرتی تھیں اس میں داڑھی منڈانا بھی آ گیا۔ (۱)

ثابت ہوا کہ داڑھی منڈانا خدا کی بنائی ہوئی شکل کو بگاڑنا ہے، یہی شیطانی کام ہے۔

داڑھی کا رکھنا متواتراتِ دین اسلام اور بدیہات (واضح بات جو کسی دلیل کی محتاج نہ ہو) میں سے ہے اس کا انکار بداہت کا انکار ہے، تواتر کا انکار ہے، تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ مبارکہ ہے، سلف صالحین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم داڑھی رکھتے آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریش مبارک رکھی اور اس کا بے شمار حکم فرماتے رہے۔

علماء امت رحمۃ اللہ علیہم اس کا حکم فرماتے آئے ہیں، اس پر مستقل ابواب میں مفصل بحثیں فرماتے آئے ہیں، رسائل لکھتے آئے، محدثین اور فقہاء اُمت صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم غرض عوام وخواص سبھی اس طریقہ مسلوکہ فی الدین پر عمل درآمد کرتے آئے ہیں، اور یہ واضح امر ہے کہ داڑھی کا رکھنا تو اصل ہے جو داڑھی رکھتا ہے وہ تو اصل فطرت پر عامل ہے، جو لوگ داڑھی میں کتربیونت کرتے ہیں، منڈاتے اور مقدار شرعی سے کم رکھ کر باقی کٹواتے ہیں وہ ایک زائد چیز کے مدعی

---

(۱) تفسیر حقانی ج۳ ص۲۵۱

ہیں، دلیل ان کو پیش کرنا چاہیے کیا وہ پیش کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں داڑھی منڈانا یا فرینچ فیشن کا حکم ہے؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا امر فرمایا ہے؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حکم دیا یا اس پر عمل فرمایا، کیا آئمہ دین رحمۃ اللہ علیہم نے اس پر کوئی تقریری، عملی حکم نامہ پیش فرمایا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کَثُّ اللِّحْیَةِ تَمْلَأُ الصَّدْرَ (۱) یعنی ریش مبارک بہت گھنی تھی سینہ مبارک کو ڈھانپتی تھی، قرآن عزیز نے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرض قرار دیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانبردار ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ (سورۃ النور:۵۶)

"اے مسلمانو! تم نماز کی پابندی کرتے رہو اور میرے رسول برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے۔"

دیکھئے رسول برحق کی اطاعت اسی شان سے فرض ہے جیسے اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ﴿۳۶﴾

(سورۃ الاحزاب:۳۶)

"جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے پس وہ گمراہی میں دور جا پڑا۔"

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ

(۱) کتاب الشفاء قاضی عیاض ص ۳۹

اَبَدًا ﴿٢٣﴾ (سورۃ الجن: ۲۳)

”جس شخص نے حکم عدولی کی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی، اس کے لیے نارِ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رکھا جائے گا۔“ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ)

داڑھی کا قرآن سے صریح ثبوت:

جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے تو آپ نے بنی اسرائیل کو بگڑے ہوئے پایا، غصے میں حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی مبارک پکڑ لی تو حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا:

یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ ۚ (سورۃ طٰہٰ: ۹۴)

”اے میرے اماں جائے بھائی! تُو میری داڑھی اور سر کو مت پکڑ۔“

اس آیت مبارکہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

(۱) حضرت ہارون علیہ السلام کے داڑھی تھی۔

(۲) داڑھی تمام نبیوں کا طریقہ مبارک ہے۔

(۳) داڑھی کی مقدار قبضہ (مٹھی) کے برابر ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی قبضہ (مٹھی) کے برابر تھی ورنہ موسیٰ علیہ السلام کیسے ہاتھ میں پکڑ سکتے۔

پس اس آیت سے داڑھی کا ثبوت اور مقدار یعنی کم از کم چار انگشت معلوم ہوا، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

قرآن پاک میں ہے:

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سورۃ الحشر: ۷)

”جس چیز کا تم کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیں اس کو پکڑ لو اور جس سے

روکیں اور منع کریں اس سے رک جاؤ۔"

یہ آیت قرآنی صحیح نص ہے، اس بارے میں کہ جس چیز کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیں لوگوں کو اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور یہی حکم الٰہی ہوتا ہے، اور جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا تو یہ منع کرنا اللہ تعالیٰ کا منع کرنا ہے، دوسری جگہ ارشاد ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (سورۃ النساء:۸۰)

"جس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔"

احادیث مبارکہ

آؤ ہم دیکھیں کہ داڑھی کی نسبت بھی شارع علیہ السلام نے کوئی احکام صادر فرمائے ہیں، چنانچہ دیکھئے۔ بخاری میں ہے:

حدیث اوّل: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَوْفِرُوْا اللُّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔ (۱)

حدیث دوم: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْهِکُوا الشَّوَارِبَ۔ (۲)

حدیث سوم: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوْا اللُّحٰی۔ (۳)

بعض روایات میں اَرْخُوْا اللُّحٰی ہے اور بعض میں اَرْجُوْا ہے۔

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۸۷۵

(۲) بخاری ج ۲ ص ۸۷۵ حدیث ۵۸۹۳

(۳) نسائی حدیث ۵۲۲۸

حاصل ان روایات کا یہ ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی خوب بڑھاؤ یعنی زیادہ کرو اور مونچھیں خوب باریک کرو۔

مجمع البحار میں جو حدیث کی لغت ہے اس میں اَعْفُوا اللُّحٰی کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

اُمِرَ بِاِعْفَاءِ اللُّحٰی هُوَ اَنْ يُّوَفَّرَ شَعْرُهَا وَلَا يُقَصَّ كَالشَّوَارِبِ مَنْ عَفَا الشَّيْئُ اِذَا كَثُرَ ...... وَ رُوِیَ اَرْخُوْا بِقَطْعِ الْهَمْزَةِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَ رُوِیَ اَرْجُوْا بِجِيْمٍ بِمَعْنَى الْاَوَّلِ وَاَصْلُهٗ اَرْجِئُوْا بِهَمْزَةٍ فَخُفِّفَتْ ...... وَمَعْنَى الْكُلِّ تَرْكُهَا عَلٰى حَالِهَا۔ (۱)

یعنی حدیث میں اِعْفَاءُ لِحْيَة کا حکم ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ داڑھی کے بال خوب زیادہ کئے جائیں اور بڑھائے جائیں کاٹے نہ جائیں، (چہ جائیکہ سرے سے مونڈ ہی دیئے جائیں) عرب بولتے ہیں عَفَا الشَّيْئُ جب وہ بہت زیادہ ہو جائے، آگے فرماتے ہیں کہ حدیث کے کل الفاظ سے مراد یہ ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے، اور اس میں تغیر وتبدل نہ کیا جائے، نہ کترائی جائے، نہ منڈائی جائے، نہ اس کی شکل بگاڑی جائے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

وَيُكْرَهُ حَلْقُهَا وَقَصُّهَا وَتَحْرِيْفُهَا۔

''مکروہ تحریمی ہے منڈانا، کاٹنا اور اس کی شکل بگاڑنا۔''

مسلم میں پانچ لفظ آئے ہیں پس مذکورہ احادیث میں تمام صیغے امر کے ہیں اور امر وجوب کے واسطے آتا ہے چنانچہ نور الانوار میں ہے:

---

(۱) مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۶۳۳ طبع کوئٹہ

وَمُوْجِبُهُ الْوُجُوْبُ لَا النُّدُبُ وَلَا الْاِبَاحَةُ وَالتَّوَقُّفُ
يَعْنِي مُوْجِبُ الْاَمْرِ الْوُجُوْبُ وَقَطْ عِنْدَ الْعَامَّةِ۔ (۱)

یعنی جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امر کا حکم وجوب کا ہے یعنی بلا قرینہ صارفہ اباحت اور توقف اور استحباب مراد نہیں ہوتا، پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی کے اپنی حالت پر چھوڑنے اور زیادہ بڑھانے کا امر فرمارہے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہ امر وجوبی ہے اور بالخصوص جبکہ قرآن کریم تصریح فرماتا ہو کہ جس چیز کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیں اس کو پکڑلو اور عمل کرو تو نتیجہ یہ نکلا کہ درحقیقت داڑھی کا حکم قرآنی حکم ہے اور جو شخص حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر عمل نہ کرے وہ درحقیقت خدائی حکم کا منکر ہے، اطاعت خداوندی کے یہ معنی ہیں کہ اس کے نبی کا اتباع کیا جائے جس کو اس نے اپنا پیام رساں بنا کر بھیجا ہے اس کو خوب سمجھ لینا چاہیے یہی جگہ ہے کہ جہاں عموماً ہمارے روشن خیال حضرات پھسلتے ہیں اور فوراً کہہ اٹھتے ہیں کہ صاحب داڑھی کی نسبت قرآن میں کوئی حکم نہیں، اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ بادشاہ اپنی رعایا کو حکم دے کہ جو کچھ میرے افسر لوگوں کو حکم دیا کریں تم پر لازم ہے کہ ان کی تعمیل کرو پس جو شخص بادشاہ کے مقرر کردہ افسر کا حکم یہ کہہ کر نہیں مانتا کہ بادشاہ نے تو براہ راست اس چیز کا حکم نہیں دیا سو ہم کیوں تعمیل کریں تو ذرا انصاف سے آپ ہی فرمائیں کہ کیا وہ شخص بادشاہ کا باغی اور سرکش نہیں ہے، ہر شخص جانتا ہے کہ اس نے صرف اس افسر ہی کی حکم عدولی نہیں کی بلکہ وہ بادشاہ ہی کا نافرمان ہے:

وَالْمَذْهَبُ عِنْدَنَا اَنَّ السُّنَّةَ مُبَيِّنَةٌ لِلْكِتَابِ مُفَسِّرَةٌ لَّهُ
هٰذَا اَمْرٌ مُّجْمَعٌ عَلَيْهِ، اَلسُّنَّةُ قَاضِيَةٌ عَلَى الْقُرْآنِ اَىْ

---

(۱) نور الانوار ص ۲۷ مکتبہ ایچ ایم سعید

تُفَسِّرُہٗ۔ (۱)

''اور ہمارا مذہب ہے کہ سنت قرآن کو بیان کرنے والی ہے یعنی اس کی تفسیر کرتی ہے اس بات پر اجماع ہے کہ سنت قرآن کی تفسیر کرتی ہے۔''

بخاری میں حدیث ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُتَغَيِّرَاتِ لِخَلْقِ اللهِ۔ (۲)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ائمہ حدیث اپنی مسندوں اور صحاح میں روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو گوندنے والی اور گوندوانے والی ہیں اور منہ کے بال نوچنے والی ہیں اور سجاوٹ کی خاطر اپنے دانتوں میں فاصلہ بنانے والیاں ہیں۔ انہوں نے اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑا ہے یہ سن کر ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ سنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایسا فرماتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کیوں ان پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی اور جس کا حکم قرآن میں ہے اس عورت نے کہا کہ ہم نے تو اوّل سے آخر تک قرآن میں یہ ذکر نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

(سورۃ الحشر:۷)

---

(۱) الْاِعْتِبَارُ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ مِنَ الْآثَارِ ص ۱۷

(۲) بخاری، حدیث ۴۸۸۶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی ہیں بڑے جلیل القدر۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ثابت فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان درحقیقت اللہ کا حکم ہے اور آیت قرآنی سنئے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ (سورۃ الاحزاب:۲۱)

''تمہارے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک بہترین نمونہ ہے۔''

لہٰذا اس سے بڑھ کر پیروی کسی کی نہیں ہوسکتی، اس سے ثابت ہوا کہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیروکار نہیں بلکہ اپنی ہوائے نفس اور خواہشات کا پیرو ہے اور یہ مسلمان کی شان نہیں ہوسکتی کہ مؤمن کہلا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ چھوڑ بیٹھے، قرآن میں ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔

(سورۃ آل عمران:۳۱)

''اگر تم اللہ سے دوستی رکھنا چاہتے ہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع کرو، تو اللہ تم کو دوست رکھے گا۔''

سو داڑھی چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے اور نبی اکرم نے بارہا اس کی نسبت احکام صادر فرمائے، نہ صرف داڑھی رکھنے کی نسبت حکم دیا بلکہ اس کو خوب بڑھانے کا حکم دیا تو جو شخص داڑھی منڈاتا ہے اور جو اس میں قطع برید کرتا رہتا ہے بموجب آیت مذکورہ نہ اللہ کا دوست ہے، نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا متبع، اسے بھی خوب سمجھو!

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز نخواہد بہ منزل رسید

''جو پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کرتا ہے کبھی بھی وہ منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔''

قرآن پاک میں ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ (سورۃ النور: ٦٣)

''جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں تو ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے یا ان پر کوئی عذاب دردناک نہ نازل ہو۔''

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَشَاعَ الِاسْتِدْلَالُ بِالْآيَةِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ لِلْوُجُوبِ فَإِنَّهُ تَعَالَى أَوْجَبَ فِيهَا...... عَلَى مُخَالَفَةِ الْأَمْرِ وَهُوَ دَلِيلُ كَوْنِ الْأَمْرِ لِلْوُجُوبِ إِذْ لَا تَهْدِيدَ عَلَى تَرْكِ غَيْرِ الْوَاجِبِ۔ (١)

یعنی آیت مذکورہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مخالفتِ امر پر عذاب سے ڈرنے کو واجب کیا اور یہ سخت وعید اور دھمکی اس بات کی دلیل ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے لہٰذا داڑھی بڑھانا واجب قرآن سے ثابت ہوا اور منڈانا یا کترانا حرام اور مرتکب اس کا باعث وعید شدید ہوا۔

تنبیہ ضروری

حسن وقبح اشیاء کا (کسی چیز کا اچھا ہونا یا برا ہونا) عقلی نہیں (عقل سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ شریعت نے جس عمل کو اچھا کہا وہ اچھا اور جس عمل کو برا کہا وہ برا ہے) بلکہ شرعی ہے یعنی جس چیز کو شریعت حسن کہے وہ حسن ہے اور جس کو بری

---

(١) تفسیر روح المعانی ج ٩۔١٠ ص ٤١٦ طبع بیروت

کہے وہ بری۔ پس ہماری عقل اور تجربہ کو کسی چیز کو اچھا برا ثابت کرنے میں دخل نہیں اور یہ بھی سمجھو کہ وجوب عمل ہمارے علم پر موقوف نہیں، اگر ایسا ہوا تو پھر احکام، جن کا علم عوام کو نہیں واجب العمل نہ رہیں۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ کے طفیل صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم ہیں پس یہ محض مہمل (بے فائدہ) بات ہے کہ جس کا ہم کو بذات خود قرآن وحدیث سے علم ہو اس پر عمل کریں گے اور بزرگوں اور ماہروں کے سمجھانے سے نہ سمجھیں گے۔ الحاصل شریعت ہماری عقول کے تابع نہیں بلکہ ہمیں احکام شرعیہ کی پابندی کرنا ہوگی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دین کا معاملہ عقلی اور قیاسی ہوتا تو میں موزوں کے اوپر مسح کرنے کی بجائے نیچے مسح کیا کرتا، لہٰذا آپ کی ماہریت قرآنی ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں:

لَوْ شِئْتُ لَاَوْقَرْتُ مِنْ تَفْسِيْرِ الْفَاتِحَةِ سَبْعِيْنَ بَعِيْرًا۔ (۱)

''اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھروا دوں۔''

خود قرآن میں موجود ہیں:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (سورۃ العنکبوت: ۴۳)

یہ کہاوتیں ہیں جو سب لوگوں کے لیے بیان ہوتی ہیں مگر ان کو صرف عالم ہی سمجھ سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر حدیث شریف ہے اور حدیث کی تفسیر فقہ ہے، قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾

(سورۃ النحل: ۴۳)

---

(۱) مرقات ج ۱ ص ۲۹۶

جب تم نہیں جانتے تو علماء و مجتہدین سے دریافت کرو کیونکہ وہی روح قرآنی سے واقف ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط (سورۃ النساء: ۸۳)

جن میں مادہ استخراج واستنباط مسائل کا ہے وہ اس کو جانتے ہیں۔

داڑھی سنت انبیاء کرام علیہم السلام ہے اور اس کی تحدید:

قبل ازیں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ داڑھی انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ مبارک ہے اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کے خوب بڑھانے کا حکم صادر فرمایا ہے چنانچہ آیات واحادیث بقدر حاجت مذکور ہوئیں، اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک سے متعلق ارشادات حدیثیہ سنئے:

(۱) جمع الفوائد میں حدیث ہے:

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ تَوَضَّأَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ۔ (۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا پس اپنی ریش مبارک کا خلال کیا، خلال کے شرعی معنی ہیں وضو میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو داڑھی کے اندر کی جانب سے باہر کو نکالنا، كَمَا فِيْ كُتُبِ الْفِقْهِ۔

(۲) عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَيُدْخِلُهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ وَيُخَلِّلُ بِهٖ اِذَا تَوَضَّأَ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرمایا کرتے تو پانی کی ایک لپ لے کر ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس سے داڑھی کا خلال کرتے تھے، اس سے

---

(۱) جمع الفوائد ج۱ ص۲۵۶

ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک دراز ہوتی تھی ورنہ ایک دو انگشت یا تین انگشت کی مقدار میں خلال کے کیا معنی۔ وہاں تو پانی خود بخود جلد تک پہنچ جائے گا اور جو پہلے ایک دو انگشت ہو اس میں انگلی کدھر سے داخل ہوگی اور اس کی ضرورت ہی کیا پڑے گی۔

(۳) عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَہٗ۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے داڑھی کا خلال فرمایا کرتے تھے۔

(۴) عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ ھَلْ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَءُ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْنَا بِمَ کُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذَاکَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (۲)

”عبداللہ بن سجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب سے پوچھا، کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قراءۃ کرتے تھے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ میں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءۃ کا تمہیں کس طرح پتہ چلتا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کی حرکت سے۔“

عینی شرح بخاری میں ہے:

کَانُوْا یَرَوْنَ اِضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ مِّنْ جَنْبَیْہِ۔ (۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اضطراب اور حرکت کرنا نماز میں

---

(۱) ترمذی، حدیث ۳۱

(۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۵ باب ماجاء فی القرأۃ الظہر

(۳) عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۰۴

دیکھا کرتے تھے جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کا حرکت کرنا دیکھتے تو سمجھتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت فرما رہے ہیں۔

یہ حدیث بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کی درازی کی بیّن دلیل ہے۔ مقصر اللحیہ کی داڑھی کیا حرکت کرے گی، اضطراب ریش تو وہاں متصور ہی نہیں، اس واسطے کہ آیت قرأت پڑھنے والے کا حال پیچھے کھڑے ہونے والے کو سوائے ریش کے بالوں کی حرکت کے معلوم ہی نہیں ہوسکتا اور جب بال ہی نہ ہوں گے یا چھوٹے چھوٹے ہوں گے تو وہ کیا حرکت کریں گے کیونکہ وہ تو جڑوں کے تابع ہیں اور ان کی حرکت چارفٹ پیچھے کھڑے ہونے والے کو معلوم نہیں ہوسکتی۔ ہاں خوب دراز ریش کے بال ادھر ادھر سے حرکت کرتے دکھائی دے سکتے ہیں۔ فَافْهَمْ

(۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَانَ لَا يُفَارِقُ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاكُهٗ وَمِشْطُهٗ وَكَانَ يَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ إِذَا سَرَّحَ لِحْيَتَهٗ۔ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مبارک سے دو چیزیں علیٰحدہ نہیں ہوتی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھی۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب داڑھی مبارک میں کنگھی کیا کرتے تھے تو شیشہ دیکھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کی درازی میں اس سے بڑھ کر روشن دلیل اور کیا ہوسکتی ہے، چھوٹی چھوٹی داڑھی میں کنگھی کرنے کے کیا معنی۔ کنگھی کرکے بال درست کرنا جب ہی متصور ہے کہ داڑھی کے بال لمبے اور طویل ہوں، بھلا ایک دو انگشت میں کیا کنگھی کی جاسکتی ہے (سرح لُغت میں الجھے ہوئے

(۱) المعجم الاوسط ج ۶ ص ۲۶۴

بالوں کو درست اور سیدھا کرنے کو کہتے ہیں کما فی الصحاح للجوھری۔ چھوٹے چھوٹے بالوں میں تو الجھاؤ ہو ہی نہیں سکتا)

(٦) وَفِي الْبُخَارِيِّ وَأَبِي دَاوُدَ وَجَمْعِ الْفَوَائِدِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ اَنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا كَلَّمَهُ اَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ وَالْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَا اَهْوٰى عُرْوَةُ بِيَدِهٖ اِلٰى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهٗ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ اَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (١)

صلح حدیبیہ کے وقت کفار مکہ کی جانب سے عروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت کرنے کے لیے سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بات کرتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک پکڑ لیتا تھا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ صحابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے تھے تو جب عروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک پکڑنے کا ارادہ کرتا اور ہاتھ بڑھاتا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے پھل کو اس کے ہاتھ پر زور سے مارتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک سے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹاؤ۔

فائدہ: یہ عروہ رضی اللہ عنہ بعد میں ایمان لے آئے تھے ان کو ان کی قوم نے شہید کر دیا تھا۔

یہ حدیث آفتاب نصف النہار کی مانند بتلا رہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

(١) بخاری ج ١ ص ٣٧٩، ابوداؤد، جمع الفوائد

ریش مبارک اتنی دراز تھی کہ قبضے میں آسکتی تھی، قبضہ عربی زبان میں مٹھی بھر جانے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے: فَاَخَذَ قَبْضَةً۔ صاحبِ مجمع البحار فرماتے ہیں: هِيَ بِالضَّمِّ مِلأُ الْكَفِّ وَ رُبَمَا يُفْتَحُ (انتہی)[1] یعنی قُبضہ قاف کی پیش سے ہاتھ کی ہتھیلی کے بھر جانے کو کہتے ہیں اور قاف کے فتح کے ساتھ بھی آتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ داڑھی کے بالوں سے ہتھیلی تب ہی بھرے گی جبکہ ہتھیلی کی مقدار یعنی چار انگشت کے برابر بلکہ زائد ہو۔ فَافْهَمْ

(۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمَطَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ وَ لِحْيَتِهٖ ...... وَ كَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ۔ [2]

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش اور سر مبارک کے صرف چند بال سفید تھے سر اور داڑھی مبارک کے اگلے حصے سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک بہت گھنی تھی۔''

(۸) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ سَاَلْتُ خَالِيْ هِنْدَ بْنَ اَبِيْ هَالَةَ (التَّمِيْمِيْ) رضی اللہ عنہ وَ كَانَ وَصَّافاً عَنْ حُلْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنَا اَشْتَهِيْ اَنْ يَّصِفَ اِلَيَّ شَيْئًا اَتَعَلَّقُ بِهٖ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَؤُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُأَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ اَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِيْمَ الْهَامَّةِ رَجِلَ

---

(۱) مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۱۹۴

(۲) صحیح مسلم حدیث ۲۳۴۴

الشَّعْرِ............ اِذَا هُوَ وَفْرَهٗ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ قَرْنٍ بَيْنَهُمَا............ اَقْنَى الْعِرْنِيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ............ كَثَّ اللِّحْيَةِ۔(۱)

یہ بہت طویل حدیث ہے، ہم نے اختصار کے ساتھ چند شروع کے جملے ذکر کر دیئے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میرے سامنے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک ــــ اور ذاتی اوصاف بیان فرمائیں تا کہ میں ان پر عمل کروں اور دل کا تعلق جوڑوں، فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک بھرا تھا، اعضاء گوشت سے پُر، چہرہ مبارک یوں چمکتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند، قد مبارک نہ زیادہ پست نہ زیادہ طویل، بلکہ میانہ قد اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ بال مبارک سر کے ایسے جیسے کنگھی کی ہوئی ہو، کانوں کی لو تک لٹکتے ہوئے، روشن چمکتا ہوا رنگ، کشادہ پیشانی، بھویں نہایت باریک اور کمان کی مانند بھری ہوئیں اور ان دونوں میں باہمی اتصال نہ تھا، ستواں کھڑی ناک، اس پر نور چمکتا تھا، نہایت بھاری اور گھنی ریش مبارک، سیاہ بڑی بڑی آنکھیں، یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک ہے کہ ریش مبارک نہایت بھاری اور گھنی تھی اور دنیا جانتی ہے کہ بھاری اور گھنی داڑھی کسے کہتے ہیں۔ ہمارے نیو فیشن جوانوں بلکہ تمام مُقَصِّرُ اللِّحْيَةِ کا حلیہ یوں ہونا چاہیے مُحَلِّقُ اللِّحْيَةِ اور مُقَصِّرُ اللِّحْيَةِ اور مُخْتَصِرُ اللِّحْيَةِ یعنی داڑھی منڈانے والے، مختصر داڑھی والے، داڑھی کو خشخشی یا چھوٹی چھوٹی کرنے والے ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

''تفاوت کو دیکھے کہاں سے کہاں تک ہے۔''

---

(۱) شمائل ترمذی ص ۲

سبحان اللہ مسلمانو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو داڑھیاں بڑھانے کا شوق اور ہم کو داڑھی منڈانے اور کترانے کا شوق، حدیث میں ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے صرف داڑھی کا ایک بال تھا، میں جنگ بدر میں گیا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے گھنی داڑھی عطا فرمائی۔ (۱)

داڑھی کی حد شرعی احادیث

(۱) كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى اللِّحْيَةِ فَمَا فَضُلَ اَخَذَهٗ۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صحابی حج یا عمرہ سے فارغ ہو کر جب حجامت بنواتے تو اپنی داڑھی مبارک کو پکڑ لیتے تھے پس جو قبضہ یعنی مٹھی سے زائد بال ہوتے تھے ان کو کاٹ لیتے تھے۔

(۲) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

وَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَيَأْخُذُ مَا فَضُلَ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهٗ۔ (۳)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں لے لیتے تھے جو بال زائد تھے مٹھی کے نیچے سے ان کو کاٹ دیتے تھے۔''

(۳) اسی عینی شرح بخاری میں حدیث ہے:

وَرُوِیَ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا قَدْ تَرَكَ لِحْيَتَهٗ حَتّٰى كَبُرَتْ فَاَخَذَ ...... ثُمَّ قَالَ اِيْتُوْنِيْ بِجِلْمَتَيْنِ ثُمَّ اَمَرَ

(۱) النھایۃ لابن الاثیر، مجمع بحار الانوار

(۲) شرح السنۃ للبغوی ج ۱۲ ص ۳۰۹، مسند احمد ج ۲ ص ۶

(۳) نصب الرایہ ج ۲ ص ۴۵۸، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۷ طبع بیروت

رَجُلاً فَجَزَّ مَا تَحْتَ یَدِہٖ۔ (۱)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کی داڑھی بہت ہی طویل اور لمبی ہوگئی تھی پس آپ نے قینچی منگائی اور اس شخص کی داڑھی کو ہاتھ میں پکڑ لیا پھر ایک آدمی کو حکم دیا اس نے آپ کے ہاتھ مبارک کے نیچے نکلتے ہوئے بالوں کو کاٹ دیا۔''

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ذَھَبَ قَوْمٌ اِلٰی ظَاھِرِ الْحَدِیْثِ فَکَرِھُوْا تَنَاوُلَ شَیْئٍ مِّنَ اللِّحْیَۃِ مِنْ طُوْلِھَا وَعَرْضِھَا وَقَالَ قَوْمٌ اِذَا زَادَ عَلَی الْقَبْضَۃِ یُؤْخَذُ الزَّائِدُ ثُمَّ سَاقَ بِسَنَدِہٖ اِلَی ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ فَعَلَ ذٰلِکَ وَاِلٰی عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ فَعَلَ ذٰلِکَ بِرَجُلٍ وَمِنْ طَرِیْقِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ فَعَلَہٗ۔ (۲)

ایک جماعت علماء کی ظاہر حدیث کی طرف گئی ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے: احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ کہ مونچھیں خوب باریک کرو داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہی محمول ہے، پس ان کے نزدیک داڑھی کے طول وعرض سے تھوڑا سا کٹانا بھی خواہ قبضہ سے زائد ہو جائز نہیں اور علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ جب قبضہ سے زائد ہو جائے تو زائد حصہ کاٹنا جائز ہے پھر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے عبداللہ بن عمر اور عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کا فعل نقل کیا ہے کہ وہ قبضہ سے زائد کاٹ لینا جائز قرار دیتے تھے۔

---

(۱) عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۶

(۲) فتح الباری لابن حجر ج ۱۰ ص ۳۵۰

نہایہ شرح ہدایہ میں ہے:

وَكَانَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ وَيَقْطَعُ مَا وَرَاءَ الْقَبْضَةِ وَذَكَرَهٗ فِي الْاٰثَارِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ وَبِهٖ اَخَذَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رحمۃ اللہ علیہم وَهٰكَذَا ذَكَرَهٗ اَبُوْيُسْرٍ ......الخ۔ (۱)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قبضہ سے زائد کاٹ لیا کرتے تھے اسے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الآثار میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ اسی پر عمل ہے، امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کا اور ہمارا...... الخ۔''

وَقَدْ اَخَذَ مَا تَحْتَ الْقَبْضَةِ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَجَمَاعَةٌ مِّنَ التَّابِعِيْنَ رحمۃ اللہ علیہم وَاسْتَحْسَنَهٗ شَعْبِيٌّ رحمۃ اللہ علیہ وَابْنُ سِيْرِيْنَ رحمۃ اللہ علیہ۔

''یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی مقدار قبضہ سے زائد بال کاٹ لیا کرتے تھے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو عمدہ خیال کیا ہے۔''

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ۔ (۲)

مخالفت کنید مشرکاں را پس ازاں بیان مخالفت کرد بقول خود اوفروا اللحی واوفروا دراز کنید ریشہارا واحفو الشوارب وکوتاہ و پست کنید بروتہارا وفی روایۃ وآمدہ است در روایتے بجائے احفوا الشوارب انہکوا

(۱) تفسیر طبری

(۲) شرح السنۃ للبغوی ج ۱۲ ص ۳۰۹، مسند احمد ج ۲ ص ۶

الشوارب وانہاك مبالغہ در چیزی کردن ومراد از اینجا مبالغہ در کوتاہ کردن است وبجائے اوفروا اللحی واعفوا اللحی واعفاء بمعنی ارسال وفروگذاشتن است۔(۱)

’’مخالفت کرو مشرکین کی اپنے اس قول سے کہ داڑھی خوب لمبی کرو اور کم کرو مونچھوں کو اور ایک روایت میں اَحْفُوا الشَّوَارِبَ کی بجائے اَنْہِکُوا الشَّوَارِبَ کے الفاظ آتے ہے اور اِنْہَاكْ کاٹنے میں مبالغہ کرنے کو کہتے ہیں اور اَوْفِرُوا اللُّحٰی کے بجائے وَاَعْفُوا اللُّحٰی آیا ہے کہ کھلا چھوڑنا۔‘‘

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَأْخُذُ مِنْ لِحْیَتِہٖ عَرْضًا وَطُوْلاً۔(۲)

بود آنحضرت کہ مے گرفت از لحیہ مبارک خو......د از پہنائے وے ودرازی وے یعنی از ہر جانب لحیہ اصلاح مے داد وتسویہ مے کرد بگرفتن موئے کہ دراز مے شد وبیروں مے افتاد وایں منافاۃ ندارد باعفاء توفیر لُحی کہ در احادیث امر بداں واقع شدہ چہ نہی از قص لحیہ وکوتاہ کردن است چنانچہ فعل اعاجم است وگرفتن از طول برائے تسویہ واصلاح نہ منافی آں است۔(۳)

’’کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی کو طول وعرض ہر جانب سے اصلاح

(۱) اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۶۹ باب الترجّل

(۲) ذکرہ ابن عدی فی الکامل ج ۵ ص ۱۶۸۹، ذکرہ الذہبی فی میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۲۹

(۳) اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۷۴ باب الترجّل

فرمایا کرتے تھے اور برابر کیا کرتے تھے جو بال لمبے ہوا کرتے اس کو کاٹ لیتے تھے اور اعفوا اللحی اور اوفروا اللحی کے منافی نہیں ہے جس کا احادیث میں امر آیا ہے کہ اس میں داڑھی کے کم کرنے سے منع آیا ہے اور داڑھی کو مٹھی سے کم کرنا عجمیوں کا عمل ہے اور طول وعرض سے کاٹنا برابر کرنے کے لیے ہے یہ اس کے منافی نہیں ہے۔''

اعفاء اللحیۃ حکم فروگذاشتن ووافر گردانیدن ریش است، ومشہور قدر یک مشت است چنانکہ کمتر ازیں نہ باید واگر زیادہ ازاں بگزارد نیز جائز است، بشرطیکہ از حد اعتدال نگزرد واگر دراز گشت بعد از دراز گشتن کوتاہ کردن نزد بعضے مکروہ است، مذہب حسن بصری وقتادہ ایں است ونزد بعضے مستحسن وایں مذہب شعبی وابن سیرین است۔(۱)

''مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اعفاء اللحیہ میں ایک مٹھی مشہور ہے ایک مٹھی سے کم مناسب نہیں البتہ مٹھی سے بڑھانا جائز ہے اس شرط پر کہ اعتدال سے زیادہ لمبا نہ ہو البتہ مٹھی سے زائد کو کاٹنا پسندیدہ ہے یہ شعبی اور ابن سیرین کا مذہب ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم پوری داڑھی رکھنا ہے حدیث کی مشہور کتاب تنویر میں ایک حدیث جس کو شرح شرعۃ الاسلام سے علامہ محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے بیاض میں نقل کیا ہے یوں ہے:

---

(۱) اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۷۴

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْخُذُ مِنْ لِحْیَتِہٖ طُوْلاً وَعَرْضًا اِذَا زَادَ عَلَی الْقَبْضَۃِ کَذَا فِی التَّنْوِیْرِ۔ (۱)

’’عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے باپ محمد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی مبارک طول وعرض سے کچھ ترشوایا کرتے تھے جبکہ وہ ایک قبضہ سے زیادہ ہو جاتی تھی۔‘‘

یہ حدیث ترمذی میں بھی آئی ہے، (۲) مگر اس میں اِذَا زَادَ عَلَی الْقَبْضَۃِ کا لفظ نہیں، یہ خیال کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ سے کم بھی کٹوانا جائز ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اور چودہ سو سال کے اجماع اور تواتر کے خلاف ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

اَخْذُ اللِّحْیَۃِ طُوْلاً وَعَرْضًا وَلٰکِنَّہٗ مُقَیَّدٌ بِمَا زَادَ عَلَی الْقَبْضَۃِ۔

مرقات صفحہ ۴۵۷ جلد ۴، پھر صفحہ ۳۹۲ پر ترمذی کی حدیث کی شرح یوں کرتے ہیں:

وَقِیْلَ الْحَدِیْثُ فِیْ شَرْحِ الشِّرْعَۃِ بِقَوْلِہٖ اِذَا زَادَ عَلٰی قَدْرِ الْقَبْضَۃِ وَجَعَلَہٗ فِی التَّنْوِیْرِ عَنْ نَفْسِ الْحَدِیْثِ۔ (۳)

(۱) اَللِّحْیَۃُ اِذَا کَانَتْ بِقَدْرِ الْمَسْنُوْنِ وَھُوَ مِقْدَارُ الْقَبْضَۃِ

---

(۱) شرح شرعۃ الاسلام ص ۱۹۸، الکامل لابن عدی ج ۵ ص ۱۶۸۹

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۱۰۵ باب ماجاء فی اخذ اللحیۃ

(۳) کتب فقہ، درمختار و شامی

وَصَرَّحَ فِي النِّهَايَةِ يُوْجِبُ مَا زَادَ عَلَى الْقَبْضَةِ وَاَمَّا الْاَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُوْنَ ذٰلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ الْمَغَارِبَةُ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهَا اَحَدٌ وَاَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ هُنُوْدِ الْهِنْدِ۔ (۱)

’’حاصل یہ کہ داڑھی کی مقدار مسنون مقدار قبضہ ہے اور نہایہ میں تصریح کی ہے کہ قبضہ سے زائد لے لینی چاہیے لیکن مقدار قبضہ سے کم کر لینا کترانا یا منڈانا جیسا کہ مغرب کے لوگ اور ہیجڑے کرتے ہیں اس کو تو کسی نے بھی مباح نہیں کیا اور تمام داڑھی رگڑانا تو ہندوستان کے ہندوؤں کا فعل ہے۔‘‘

(۲) قَصُّ اللِّحْيَةِ مِنْ صُنْعِ الْاَعَاجِمِ وَهُوَ الْيَوْمَ شِعَارُ كَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ كَالْاَفْرَنْجِ وَالْهُنُوْدِ وَمَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الدِّيْنِ مِنَ الْفِرَقِ الْمَوْسُوْمَةِ بِالْقَلَنْدَرِيَّةِ طَهَّرَ اللّٰهُ حَوْزَةَ الدِّيْنِ عَنْهُمْ وَكَرِهَ الْعُلَمَاءُ نَتْفَ جَانِبَي الْعَنْفَقَةِ۔

’’داڑھی کا کٹانا عجم کے کفار کا فعل ہے اور وہ آج کل بے شمار مشرکین کا شعار ہے یعنی مخصوص علامت ہے جیسے کہ فرنگی اور ہنود اور ان لوگوں کا شعار ہے جن کو دین اسلام میں سے کوئی حصہ نہیں ملا مثلاً وہ فرقے جو قلندریہ کے نام سے مشہور ہیں اللہ تعالیٰ دین اسلام کے احاطے کو ان سے پاک رکھے اور رِیش بچہ کے دونوں جانب سے بال اکھاڑنے مکروہ ہیں۔‘‘

سبحان اللہ! اس بزرگ کے کلام میں کس قدر جامعیت اور نور ہے، صاف صاف فرمایا کوئی شبہ باقی نہیں رکھا کہ داڑھی مقدار قبضہ سے کم کٹانا بے

(۱) درمختار، شامی، ج ۲ ص ۱۲۳

دینوں کا کام ہے۔ فَافْہَمْ

(۳) قَطَعَتْ شَعْرَهَا لَعَنٌ وَلَوْ بِاِذْنِ الزَّوْجِ لِاَنَّهٗ لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ وَكَذَا حَرُمَ عَلَى الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْيَتِهٖ هٰكَذَا فِيْ فَتَاوٰى الْبَزَّازِيَّةِ۔ (۱)

''اگر کوئی عورت اپنے بال کٹائے تو ملعونہ ہے اگر چہ اپنے خاوند ہی کے اذن سے کرے کیونکہ خدا کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ چاہیے اور ایسے ہی حرام ہے آدمی کو داڑھی کٹانا یا منڈانا، اسی طرح بزازیہ میں ہے۔''

(۴) اِنَّ اللِّحْيَةَ فِيْ وَقْتِهَا جَمَالٌ وَفِيْ حَلْقِهَا تَفْوِيْتُهٗ عَلَى الْكَمَالِ فَتَجِبُ الدِّيَةُ۔

''یعنی داڑھی اپنے وقت میں انسانی جمال اور خوبصورتی ہے اور اس کے منڈانے میں اس تمام خوبصورتی کا ضائع کرنا ہے پس کاٹنے والے پر دیت (تاوان) واجب ہے۔''

دیکھئے فقہاء امت تو شریعت کا مسئلہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ جو کسی کی داڑھی جبراً مونڈ دے اس پر تاوان واجب ہے کیونکہ اس نے ایک مومن کی خوبصورتی کو ضائع کر دیا مگر ہم ہیں کہ خود پیسے دے کر داڑھی منڈاتے ہیں اور اسی کو خوبصورتی یقین کئے ہوئے ہیں۔ وَقُلُوْبٌ لَا يَفْقَهُوْنَ بِهَا... قرآن میں ہے کہ ان کے دل ایسے ہیں کہ سمجھتے نہیں۔

(۵) ''کتاب مالا بد منہ'' میں ہے ''وتراشیدن ریش پیش از قبضہ حرام است۔'' قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مقدار قبضہ سے کم کرانا داڑھی کا

---

(۱) فتاوٰی بزازیہ

خواہ منڈانا ہو یا کٹانا حرام ہے۔

(۶) حاشیہ ہدایہ میں ہے:

قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً تَسْبِیْحُھُمْ سُبْحَانَ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی۔ (۱)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتوں کی یہی تسبیح ہے کہ پاک اور منزہ ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھیوں سے زینت اور جمال دیا۔"

(۷) مراقی الفلاح میں ہے:

اَلْاَخْذُ مِنَ اللِّحْیَۃِ وَھِیَ دُوْنَ الْقَبْضَۃِ کَمَا یَفْعَلُہٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَۃِ وَمُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَمْ یَحِلَّ اَحَدٌ وَاَخْذُ کُلِّھَا فِعْلُ الْمَجُوْسِ الْاَعَاجِمِ وَالْیَھُوْدِ وَالْھُنُوْدِ وَبَعْضِ اَجْنَاسِ الْاَفْرَنْجِ۔ (۲)

"مقدار قبضہ سے کم داڑھی کا لینا جیسا کہ بعض مغربی یا مخنّث کیا کرتے ہیں کسی نے حلال نہیں کیا، سو یہ حرام ہے اور کل داڑھی کا منڈانا مجوسیوں اور یہودیوں اور ہندوؤں اور بعض مغربیوں کا فعل ہے۔"

(۸) لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّقْطَعَ لِحْیَتَہٗ۔ (۳)

"مرد کو حلال نہیں کہ داڑھی کاٹے۔"

---

(۱) البنایہ ج۱۶ ص۲۶ مکتبہ حقانیہ ملتان

(۲) مراقی الفلاح ص۱۸۱ المکتبۃ العصریۃ

(۳) وجیز للامام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) مولانا عبدالحیؒ نے نوازل ظہیریہ اور مجمع البرکات سے نقل کیا ہے:

كَمَا لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَقْطَعَ لِحْيَةً فَكَذَا لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَقْطَعَ شَعْرَهَا۔ (۱)

''جیسا کہ مرد کو جائز نہیں کہ اپنی داڑھی کاٹے، ایسے ہی عورت کو حلال نہیں کہ اپنے سر کے بال کٹوائے۔''

عرف الشذی تقریر ترمذی حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ میں ہے:

(۱۰) اَمَّا تَقْصِيْرُ اللِّحْيَةِ بِحَيْثُ تَصِيْرُهٗ قَصِيْرَةً مِّنَ الْقَبْضَةِ فَغَيْرُ جَائِزٍ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَكَذٰلِكَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ فِي الصِّيَامِ وَتُرَدُّ شَهَادَةُ مُرْتَكِبِ هٰذَا الْفِعْلِ۔ (۲)

''لیکن داڑھی کا اس طرح کاٹنا کہ مقدار قبضہ سے کم ہو جائے یہ چاروں مذاہب میں ناجائز ہے۔ جیسا کہ درمختار کے کتاب الصیام میں یہ مسئلہ موجود ہے اور ایسا فعل کرنے والے کی شہادت رد کی جائے یعنی اس کی شہادت مقبول نہیں۔''

اتباع سنت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقتداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

الحاصل: جبکہ ہم نے قرآن وحدیث آثار صحابہ واقوال ائمہ مجتہدین تابعین وفقہاء امت رحمۃ اللہ علیہم سے واضح طور پر ثابت کردیا کہ داڑھی سنت انبیاء علیہم السلام ہے اور تمام بزرگان دین کا یہی عمل ہے تو مسلمان دیکھ لے کہ اسے کس لائن پر چلنا چاہیے، آیا سنتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم کا اتباع یا فرنگیوں اور کفار، یہود وہنود کا اتباع، ذرا اس کے متعلق بھی تھوڑا سا سنئے:

---

(۱) فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ

(۲) درمختار، کتاب الصیام، العرف الشذی شرح سنن الترمذی ج ۴ ص ۱۶۲

(۱) مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو ایسے وقت میں میری سنت پر مضبوط رہے اور عمل کرے جبکہ میری امت میں خرابی اور بے دینی پیدا ہوگی تو اس کو سو شہید کا ثواب ہے (بھلا اس زمانہ سے بڑھ کر خرابی اور فساد اور امت کے بگڑنے کا اور کونسا زمانہ ہوگا)

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔ (۲)

''لازم پکڑو تم میری اور میرے خلفاء کی سنت کو جو ہدایت یافتہ تھے اس کو مضبوط پکڑ لو۔''

(۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ .... اُولٰئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبَرَّهَا قُلُوْباً اَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهُمْ تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ وَاَعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْا عَلٰى اٰثَرِهِمْ تَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَ سِيَرِهِمْ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ۔ (۳)

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۳۱

(۲) مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۳۰ مکتبہ رحمانیہ

(۳) مشکوٰۃ ص ۳۲، جمع الفوائد ج ۱ ص ۸۱

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اس امت میں سب سے افضل ہیں تمام امت میں سے ان کے قلوب زیادہ صاف، پاک اور نیک تھے اور تمام امت سے ان کے علوم گہرے تھے اور سب امت سے کم تھے تکلف میں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے لیے چن لیا اور پسند فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے قائم رکھنے کے لیے ان کو چنا تھا۔ پس تم ان کی بزرگی کو پہچانو اور ان کے آثار کا اتباع کروں جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق کو مضبوط پکڑو کیونکہ وہی صراط مستقیم پر تھے۔''

اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

(۴) اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔ (۱)

''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی ان میں سے پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔''

(۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (۲)

مجمع بحار میں ہے:

اَیْ مَنْ تَشَبَّهَ بِالْکُفَّارِ فِی اللِّبَاسِ وَغَیْرِهٖ اَوْ بِالْفُسَّاقِ اَوْ بِاَهْلِ التَّصَوُّفِ اَوْ بِالصُّلَحَاءِ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (۳)

---

(۱) مشکوٰۃ باب فضائل صحابہ ص ۵۵۴

(۲) مشکوٰۃ ص ۳۷۵ کتاب اللباس

(۳) مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۱۷۸ طبع کوئٹہ

''یعنی جو شخص کفار کے ساتھ لباس وغیرہ میں یا فاسقوں یا صوفیوں یا صالحین کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کے ساتھ تشبّہ کرے وہ ان میں سے ہے، یہ ظاہر ہے کہ داڑھی منڈانا کفار افرنگی ملاحدۂ یورپ، یہود وہنود، مجوس کا شعار اور فعل ہے۔ پس جو شخص اتباع سنتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم چھوڑ کر اپنی وضع قطع میں دوسروں کے ساتھ تشبّہ حاصل کرتا ہے اور ان کے طرزِ طریق کو پسند کرتا ہے اسی کے لیے یہ وعید ہے۔

مسلمانو! ایک دن مرنا ہے اور دربار خداوندی میں پیش ہونا ہے پس کیا کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کا حشر کفار اور دشمنان رسول کے ساتھ ہو۔ نعوذباللہ من ذٰلك، اللہ تعالیٰ بچائے۔ اکبر نے سچ فرمایا ہے:

کر دیا کرزن نے زن مردوں کی صورت دیکھیے
آبرو چہرے کی سب فیشن بنا کر پونچھ لی
حق یہ ہے انسان کو یورپ نے ہلکا کر دیا
ابتداء داڑھی سے کی اور انتہاء میں مونچھ لی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خدا کا فرمان ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا هَلْ عَسٰی رَجُلٌ یُبَلِّغُهُ الْحَدِیْثَ عَنِّیْ وَهُوَ مُتَّکِیئٌ عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ فَیَقُوْلُ بَیْنَنَا

وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللہِ فَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ حَلَالًا اِسْتَحْلَلْنَاہُ وَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ حَرَامًا حَرَّمْنَاہُ وَاَنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللہِ کَمَا حَرَّمَ اللہُ۔ (۱)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا ہوگا کہ کسی آدمی کے پاس میری حدیث پہنچی گی تو وہ کہے گا بس جی! قرآن مجید میں جو حلال ہے وہ ہمارے نزدیک حلال ہے اور جو قرآن مجید نے حرام کی وہ ہمارے نزدیک حرام ہے، حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کی وہ بھی اسی طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کی۔ اسے خوب یاد رکھنا چاہیے۔ ایسا کہنے والے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین اور مغرور و متکبر فرمایا ہے۔''

صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (۲) جب داڑھی بڑھے، (یعنی نکلے) تو ایک قبضہ کی مقدار رکھے اور باقی کو تراش دے، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی جماعت نے ایسا ہی کیا ہے اور علماء کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ چھوڑنا چاہیے، شیخ عارف باللہ محدث کامل شیخ الاسلام علامہ محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ مجمع البحار میں فرماتے ہیں:

قَصُّھَا کَالْاَعَاجِمِ اَوْ جَعْلُھَا کَذَنَبِ الْحَمَامِ وَالْاَخْذُ مِنَ الْاَطْرَافِ لَایَکُوْنُ مِنَ الْقَصِّ فِیْ شَیْءٍ۔ (۳)

---

(۱) ترمذی، ابوداود، مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۳۰ مکتبہ رحمانیہ

(۲) کیمیائے سعادت

(۳) مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۲۵۰

''یعنی منع ہے داڑھی کا کٹانا عجمیوں کی طرح یا اس کو کبوتر کے پر کی مانند بنانا لیکن مقدار قبضہ سے زائد بالوں کا اطراف سے لے لینا کاٹنے میں شامل نہیں۔''

دوسری جگہ اس مسئلہ کو خوب واضح کیا ہے۔ (۱) بعض لوگ داڑھی کو ادھر ادھر سے کاٹ کر ڈبچی سی ٹھوڑی کے نیچے رکھ لیا کرتے ہیں، بعض فرنچ فیشن رکھتے ہیں شیخ محمد طاہر فرماتے ہیں کہ یہ سب منع ہے، انواع مولانا عبداللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ میں ہے!

مٹھ برابر حضرت داڑھی عمر تریسٹھ ورہے
وچ جماعتاں اچے دسدے عظمت نال کھڑے
مٹھ تھیں چھوٹیاں داڑھیاں جنہاں بجھ کرایاں
سنت اسدا حکم ہے ترک کیتی روستائیاں
سنت جان رسول دی ترک کریسی کو
روز قیامت ویہڑے شرمندہ ہوسی سو

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی ایک مٹھی کے برابر تھی اور جماعت میں لوگوں میں جب بھی کھڑے ہوتے تھے تو سب سے بلند معلوم ہوتے تھے اتنی عظمت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی تھی جو لوگ مٹھی سے کم داڑھیاں کرواتے ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے تارک ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو جو ترک کرے گا، قیامت کے دن شرمندہ ہوگا۔ اس لئے عزت اسی میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۴۰۳

کی سنت کے مطابق زندگی گزاری جائے۔"

ضروری تنبیہ:

آپ نے دیکھ لیا کہ داڑھی منڈانا یا قبضہ سے کم رکھنا اور کٹانا سب امور فسقیہ ہیں اور تشبہ بالکفار ہے، علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ایسے شخص کو فاسق فرمایا ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، دیکھو درمختار اور شامی اور کبیری شرح منیۃ المصلی میں ہے:

لَوْ قَدَّمُوْا فَاسِقًا يَأْثِمُوْنَ بِنَاءً عَلٰى اَنَّ كَرَاهَةَ تَقْدِيْمِهٖ كَرَاهَةُ تَحْرِيْمٍ۔

اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو وہ اس بناء پر گناہ گار ہوں گے کہ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت ہے۔ (۱)

داڑھی مونڈے کے پیچھے نماز:

فتویٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ: ریش کا قطع کرانا شرعی حد سے زیادہ حرام ہے مرتکب اس کا فاسق، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم (۲)

داڑھی منڈانے کے باعث اقتصادی نقصان

افسوس اے مسلمان بھائیو! ہم نے اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اور سنت کی اتنی بھی وقعت اور قدر نہ کی جتنی سکھوں نے اس مسئلہ میں گورونانک اور گوروگوبند سنگھ کی اطاعت وفرمانبرداری میں نمایاں حصہ لیا بلکہ اپنے

---

(۱) کبیری ص ۴۷۹

(۲) عزیز الفتاویٰ ص ۲۱۸ طبع دارالاشاعت

گوسوؤں کے اقوال پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ داڑھی کے ایک ایک بال پر مر مٹنے اور جان دینے کو تیار، اللہ اکبر۔ جو قوم دنیا کو تہذیب وتمدن، شائستگی سکھانے آئی تھی، جس کے اسلاف نے رسول اللہ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ پر عمل پیرا ہو کر تمام دنیا کو اپنا شاگرد بنایا، آج وہی قوم دربار نبی کو چھوڑ کر دوسروں کی تہذیب وتمدن پر شیدا، اپنے بزرگوں کے اسوۂ حسنہ کو ترک کر کے غیروں کے دامن میں پناہ لینا اپنے لیے باعث فخر سمجھے!

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

علاوہ اس کے اے بے حس وغافل مسلمانو! تم نے کبھی سوچا بھی کہ تمہاری اس تفریح طبع سے ہندوستان کا کتنا روپیہ برباد ہوتا ہے داڑھی منڈانے اور سر کا فیشن رکھنے کے شوق میں کتنا وقت ضائع کرتے ہو۔ آپ کو علی الصبح بجائے یاد خدا کے یہی فکر دامن گیر ہوتی ہے اور ایک گھنٹہ اس میں برباد ہوتا ہے، نہ کوئی قومی نہ ملی کام کیا، یاد خدا تو درکنار تم یورپیوں کی نقل کرنا چاہتے ہو۔ ان کی سلطنت شہنشاہی، روپیہ، دولت، افسری، تم غلام، اپاہج، مفلس، تنگدست، پھر اس شوق کو پورا کرنے کے لیے مکمل سامان خریدا جاتا ہے، بہت بڑا آئینہ ہو، ولایتی استرا ہو، کھال کو نرم کرنے والا ولایتی صابن ہو، ولایت کا بنا ہوا عمدہ برش ہو جس سے چہرہ پر صابن ملا جائے، یہ تو ہر ایک نوجوان کے دربار میں موجود رہتا ہے۔ پھر بعض تو دن میں کئی کئی بار صفائی لیتے ہیں یہ عجیب تمدن ہے بھلا بتائیے یہ روپیہ کہاں جاتا ہے، یہ تمام اشیاء کہاں سے آتی ہیں، جہاں سر کے بال منڈانے اور کترانے میں صرف دو منٹ اور دو پیسے خرچ ہوتے ہوں وہاں ہمارے فیشنوں کے سر اور داڑھی کے فیشن کے لیے کئی آنے برباد ہوں۔ روزانہ کتنے لاکھ روپیہ برباد ہوتا ہے۔

اے مردہ دل ہندوستانیو! تمہیں یورپ کا اصطلاحی جنٹلمین بننے کا اس قدر شوق ہے کہ اپنے ملک کے کروڑوں یتیموں، بیواؤں اور محتاجوں کی آہیں تمہیں سنائی نہیں دیتیں۔ اپنے تنگ دست، فاقہ مست، مصیبت زدہ بھائیوں اور ان کی معصوم اولاد کی افلاس نما صورت میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑے بھی تمہاری روشن خیالی میں اضافہ نہیں کرتے۔ میرے بھائیوں کی اپنے دردِ دل کی داستان گفتنی نہیں، تمہاری اقتصادی حالت کہاں تک گر گئی ہے۔ کچھ سوچو اور خیال کرو، سر کے بال بموجب فرمان خداوندی تمام کے تمام منڈانے چاہئیں یا برابر کٹوانے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مُحَلِّقِيْنَ رُؤُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ۔

"یعنی اپنے سروں کو یا منڈاؤ یا کتراؤ۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِحْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوْ ذَرُوْا كُلَّهٗ۔ (۱)

"یعنی یا سارا سر منڈاؤ یا سارا سر رکھو۔"

ہمارے جنٹلمین سر کے بالوں میں کتنا تکلف کرتے ہیں، دائیں بائیں اور پچھلی جانب سے قطع و برید ہوتی ہے۔ بیچارہ حجام بھی تنگ آ جاتا ہے، اگر رکھنے کا ہی شوق ہے تو سارا ہی سر رکھو اور کانوں کے نیچے تم سر کے بال چھوڑو، پھر اس میں غور کرو تو روزانہ کا تجربہ آپ کو بتائے گا کہ نوعمر لڑکے جب بالوں کا فیشن بنا کر تیل لگا کر مانگ پٹی کر کے باہر نکلتے ہیں تو کس قدر اخلاق سوز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مسلمانو! ان فیشنوں نے اخلاقیات پر ایسا ڈاکہ ڈالا ہے کہ ساری متاع دین و دنیا لٹ گئی۔

---

(۱) بخاری ج ۲ ص...... کتاب اللباس

داڑھی کا فلسفہ

داڑھی مسلمانوں کا شعار قومی ہے، شعار قومی کے معنی ایک علامت ونشان خاص کے ہیں۔ جسے کوئی قوم اپنے لیے مخصوص کر لے تاکہ دیگر اقوام سے امتیاز حاصل ہو۔ دین کامل اور ملت طاہرہ نے ان اشیاء (داڑھی رکھنا، مونچھیں کٹوانا) کو محض امتیازی شعار نہیں بنایا بلکہ دیگر منافع سے بھی بنی نوع انسان کی خدمت کی ہے اس نے شعار کے لیے چند اصول مقرر کیے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقی امتیاز کی تکمیل کے لیے تین چیزوں کی اشد ضرورت ہے:

(۱) مَا كَثُرَ وُجُوْدُهٗ "جس کا وجود بہت زیادہ ہو۔"

(۲) مَا تَكَرَّرَ وُقُوْعُهٗ "جو واقعہ بھی بکثرت ہو سکتے ہوں۔" (جس کا وقوع بار بار ہو)

مقصد یہ ہے کہ بسا اوقات کسی قوم کا کوئی فرد بوجہ طغیان وسرکشی یا بوجہ صحبتِ اغیار کے اپنے قومی نشان کو چھوڑ بیٹھتا ہے پھر اکثر ایسا ہوا ہے کہ تھوڑے دن کے بعد اس کی حالت درست ہو جاتی ہے۔ اب اس کا دل ہر قومی چیز اور مذہبی علامت کو پیار کرتا ہے، وہ مضطر ہو کر پھر ٹھیٹھ قومی شعار حاصل کرنا چاہتا ہے تو فرض کرو کہ جس شعار کو اس نے چھوڑا تھا اگر وہ دوبارہ حاصل نہ ہو سکتا ہو تو وہ شخص کیسے دوبارہ اس کو حاصل کر سکتا ہے مثلاً کوئی شخص امریکہ پہنچ کر اپنے اگلے دانت وہاں کی رسم کے مطابق نکلوا دے تو واپس ہندوستان آ کر اپنی قومی اور ملکی رسم یعنی دانت رکھنے کو کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ بخلاف داڑھی کہ جو شخص اسے برا سمجھ کر منڈاتا ہے اسے جب کبھی مذہبی جوش اس شعار کے حاصل کرنے پر ابھارے گا تو وہ چند ہفتوں میں حاصل کر سکتا ہے۔

(۳) وَيَكُوْنُ ظَاهِرًا "اس کا تعلق ظاہر سے ہو۔"

یعنی جس چیز کو شعار قومی مقرر کیا گیا ہے وہ ظاہر ہو، پوشیدہ اور باطن سے اس کا تعلق نہ ہو، داڑھی اس معیار پر بھی پوری اترتی ہے کہ اس کا تعلق ظاہر سے ہے یہ تین چیزیں تو وہ ہیں جن سے نفس حقیقت امتیاز کی مکمل ہوتی ہے۔ جو اصول شعار کی پہلی اصل ہے فوائد کی نسبت حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِيْهِ فَوَائِدُ جُمَّةٍ يَقْبَلُهُ اَذْهَانُ النَّاسِ اَشَدَّ قُبُوْلٍ۔ (۱)

اور اس میں ایسے فوائد اور منافع ہوں کہ لوگوں کی طبیعتیں اچھی طرح قبول کر لیں۔

الحاصل شعار قومی سے محض امتیاز ہی مقصود نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر وہ صرف نشان قومی ہوں اور ان میں فوائد نہ ہوں جیسے گلے میں دھاگا ڈال لینا یا ماتھے پر ٹکا لینا۔ اس میں بجز امتیاز اور کوئی فائدہ حاصل نہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت شارع علیہ السلام نے جن چیزوں کو مسلمانوں کے مذہبی نشان ''قومی شعار'' قرار دیا ان میں یہ باتیں پائی بھی جاتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس پر بحث فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حدیث شعار میں پہلی چیز قَصُّ الشوارب مونچھیں کٹوانا ہے، اس میں پہلی تینوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ سب کو میسر آسکتی ہیں۔ اس کا وقوع بھی بکثرت ہوسکتا ہے ہر مکلف ان کے کٹانے پر قادر ہے۔ تیسری بات یہ تھی کہ وہ ظاہر ہو تو تراشی ہوئی مونچھوں سے بڑھ کر اور کیا چیز محسوس اور ظاہر ہوگی۔ اب رہے منافع سو ان کے کٹانے میں جتنے منافع ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کوئی وجہ نہیں کہ اس سے اعراض کریں جن کی مونچھیں بڑھ جاتی ہیں تو پانی، غذا وغیرہ ان کے بالوں میں پھنس کر متعفن مادے، زہریلے کیڑوں کو پیدا کرتے ہیں پھر چونکہ وہ ٹھیک اسی

---

(۱) حجۃ اللہ البالغہ ص......

گذرگاہ پر واقع ہوتے ہیں جن سے انسان سانس لیتا ہے اس سے پھیپھڑے اور قلب اور بسا اوقات دماغ کو نقصان پہنچتا ہے۔ پھیپھڑے تو آئے دن اکثروں کے خراب ہوجاتے ہیں جسے آئے دن سل کی صورت میں ہم دیکھتے ہیں۔ اخیر میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شعار ہے، دوسرا اجزا عفاء اللحیہ داڑھیاں بڑھانا ہے، اس میں بھی تمام اصولی خصائص بوجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ بآسانی اکثروں بلکہ سبھی کو میسر بھی آسکتی ہے۔ اگر منڈ گئی تو بآسانی فوراً حاصل بھی ہوسکتی ہے تو اس کا وقوع بھی بکثرت ہوا اور چونکہ داڑھی چہرے پر ہے تو اس کا ظہور بھی یقیناً اور تمام چیزوں کے ظہور سے زیادہ ہے۔ آیا یہ کہ داڑھی کے منافع کیا ہیں تو ہم حضرت شاہ صاحب کی توضیحات وکنایات پر بنظر اختصار اکتفا کرتے ہیں ورنہ مرتبہ تفصیل میں اس کے لیے ایک طولانی دفتر درکار ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

(۱) اپنی ہستی کا احساس گو ایک بدیہی علم ہے، ہر شخص جو زندہ ہے جانتا ہے کہ میں موجود ہوں تاہم بسا اوقات اس کے صفات وکمالات جن احساسات کے مقتضی ہوتے ہیں اس سے اکثر اشخاص غافل ہوجاتے ہیں بلکہ اس غفلت اور جمود کے باعث قوموں کی قومیں ایسی حالت میں پہنچ جاتی ہیں کہ وہ نہیں سمجھتے کہ میں کون ہوں؟ کہاں ہوں؟ کس مرتبہ پر مجھے رہنا چاہیے؟ اور آج میں کس مرتبہ پر ہوں؟ اس طرح اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک شخص جب جوان ہوتا ہے اس پر کبر سنی طاری ہوتی ہے تو فطری طور پر اس کا اقتضاء ہونا چاہیے کہ وہ سمجھے میں بڑا ہوگیا ہوں۔ مجھ پر وہ فرائض عائد ہوگئے ہیں جو ایام طفلی میں نہ تھے۔ میری تمام حرکات نشست وبرخاست بات چیت معاملات مخاصمات کے قوانین اب بچپن کے ضوابط سے بالکل الگ ہیں لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا بسا اوقات انسان

اپنے مراتب و مدارج سے غافل ہو جاتا ہے اور اپنی ہستی کی خصوصیات بھلا دیتا ہے حتیٰ کہ بعض پیر نا بالغی کے مدعی ہوتے ہیں، بہت سے جوان جنھوں نے تیس چالیس سال کی مسافت قطع کرلی۔ وہ طفل آشتی کے پورے مصداق بنے رہتے ہیں۔ ان کے ہر فعل، طرز، ادا، رفتار، گفتار سب ہی سے طفلگی کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔ وہ بالکل نہیں سمجھتے کہ میرے فرائض کے یہ چیزیں خلاف شان ہیں پس اس وجہ سے تمدن اور عمران کی اجتماعی ایوان کو بسا اوقات سخت صدمہ پہنچتا ہے اماں بھوکی مرتی ہے اور چہل سالہ صاحبزادے اپنے آپ کو چار سالہ خیال فرماتے ہیں جبکہ ایک خوابیدہ امت سوئی ہوئی قوم کے لیے مصلح (ریفارمر) ملّی کی ضرورت ہے کہ وہ وعظ و تذکیر، تقریر و تحریر کے اسلحہ سے اپنی قوم کو اس کی ہستی کا احساس کرائے تو ٹھیک اسی طرح کبرسنی کے احساس کے لیے بھی واجب ہونا چاہیے کہ کوئی چیز ہو جو ہمیشہ اس کو ہستی کے احساس پر ابھارے کہ تم اب بچے نہیں رہے، تمہاری عمر زیادہ ہوگئی ہے، تمہارے اعمال کی نوعیتیں اب بدل جانی چاہئیں، غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی جس طرح انسانوں کو اس مسئلہ کی طرف اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، غرض ہر آن میں تنبیہ کرسکتی ہے شاید کسی اور چیز سے ممکن نہیں۔ علی الخصوص جبکہ وہ ایک زبردست شعار بھی ہے، یہی مقصد ہے شاہ صاحب کی اس عبارت کا فَهِيَ الْفَارِقَةُ بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ داڑھی صغیر اور کبیر میں فرق قائم کردیتی ہے۔ روزانہ تجربہ کی بات کہ داڑھی والے کو صرف اس کی داڑھی کا حوالہ زبردست تازیانہ ہوتا ہے، وہ شرماتا ہے کہ میں داڑھی والا ہو کر اب ایسے کام کروں، یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ داڑھی منڈے کو جب کہا جائے کہ شرم کرو منہ پر داڑھی ہے تو جواب ملتا ہے کہ ہم نے رکھی ہی نہیں جو شرم کرنی پڑے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں بہت سے دقائق

مضمر ہیں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ داڑھی بچے اور جوان میں امتیاز پیدا کرتی ہے بلکہ صغیر اور کبیر کا لفظ فرمایا۔ جس سے ایک معاشرتی مسئلہ بھی حل کر گئے کہ فلسفہ تہذیب وتمدن ومعاشرت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ چھوٹوں کو بڑوں کی عزت کرنی چاہیے۔ شریعت نے بھی اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ حدیث میں ہے:

عَظِّمُوْا كُبَرَائَكُمْ ''عظمت دو اپنے بڑوں کو۔''

بہرحال جب یہ مسلّم ہے تو فرض کرو کہ تمہارے پاس ایسا شخص آیا جو تم سے عمر میں بڑا ہے مثلاً تم بیس برس کے ہو وہ تیس پینتیس کا، لیکن چونکہ اس کے چہرے پر داڑھی نہیں اس لیے بمشکل اس کا امتیاز ہوتا ہے کہ وہ تمہارے برابر ہے یا تم سے بڑا ہے، لہٰذا تم اس کی حیثیت کے موافق تعظیم نہ کرسکو گے جس کی وجہ سے بسا اوقات نقصان اٹھانا پڑتا ہے، الغرض تمدن کے اس قاعدہ کی نگہداشت داڑھی کی صورت میں بخوبی ہوسکتی ہے اور وہی اس کی کھلی نگہبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اس کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَهِيَ جَمَالُ الْفُحُوْلِ اور وہ (داڑھی) مردوں کی خوبصورتی اور زینت ہے۔ پہلے جس قدر باتیں ہوئیں ان کی بنیاد دو باتوں پر تھی:

(۱) داڑھی منڈانے یا کترانے میں کوئی فائدہ نہیں۔

(۲) اور اس کے رکھنے میں بہت منافع ہیں۔

اس کے برخلاف آج کل داڑھی منڈانے کا فائدہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے حسن بڑھتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب اس معارضے کا جواب دے رہے ہیں کہ داڑھی مردوں کی خوبصورتی ہے پس اگر تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کرلیا جائے کہ داڑھی منڈانے سے خوبصورتی پیدا ہوتی ہے لیکن یہ بے انصافی ہے کہ

اس کے صرف ایک پہلو پر نظر ڈالی جائے۔ضرورت ہے کہ اس کے خطرات ونقصانات پر توجہ کی جائے۔جیسا کہ بعض باتیں اوپر گذر چکیں۔علی الخصوص جبکہ رخسار کی صفائی عورتوں کی فطری زینت ہے تو مردوں کا بھی اس سے زینت حاصل کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مرد کانوں میں بالیاں، ناک میں برق (کوکا/نتھلی) وغیرہ ڈال کر اپنے کو خوبصورت بنائے۔حالانکہ اس کو کوئی مرد تجویز نہیں کرسکتا۔تو بتاؤ ایک غیور حیا پرور کس طرح تجویز کرے گا کہ جو زینت عورتوں کی ہے ان سے چھین کر خود استعمال کرنے لگے اور جبکہ صورت حال یہ ہے کہ اس کے لیے خوبصورتی بھی باقی رہے، اور عورتوں سے مشابہت بھی نہ ہو اور ان نقصانوں سے بچا رہے جو داڑھی کے منڈانے میں ہیں تو اس کے سوا اور کیا صورت ہوسکتی ہے کہ داڑھی رکھی جائے اور اس کی درستی کا خیال رکھا جائے۔جیسا کہ حضرت شارع علیہ السلام نے خود فرمایا کہ داڑھی کی تعظیم کرو یعنی اس کو تیل لگاؤ، کنگھی کرو۔اگر کسی کو شریعت کے احکام کی خوبیاں سمجھ میں نہ آئیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے نابالغ بچے کو نکاح کی خوبیاں اور لذت جماع سمجھ میں نہ آئے، پس اگر کوئی بچہ نکاح کی خوبیوں پر اعتراض کرے تو اس کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ تم ابھی نابالغ ہو، جب بالغ ہوگے تو خود بخود سمجھ جاؤ گے۔یا مثلاً ایک مریض عمدہ پکے ہوئے کھانے کو بد ذائقہ اور بے مزہ کہتا ہو تو اسے یہی جواب دیا جائے گا کہ تمہاری حس ذائقہ معتدل نہیں جب تندرست ہوجاؤ گے تو یہی طعام بامزہ خوش ذائقہ معلوم ہوگا، ٹھیک اسی طرح احکام شرعیہ پر اعتراض کرنے والے خواہ گریجویٹ یا اور ڈگری یافتہ ہی کیوں نہ ہو چونکہ احکامِ شرعیہ کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی تو شریعت کی اصطلاح میں وہ نابالغ ہی ہیں یا قوۃ ممیزہ مریض ہے جب تک احکام شرعیہ کا کورس پورا نہ کریں اور کسی طبیب روحانی کی صحبت نصیب نہ ہو بالغ نہیں ہوسکتے۔

لہٰذا پہلے انسان بالغ ہو اور تندرست ہو پھر دیکھے کہ دین کے احکام میں کتنی خوبیاں ہیں۔

ہم نے اپنی بساط کے موافق مختصر طور پر مختلف پہلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے داڑھی کا مسئلہ لکھ دیا ہے، اب آخر میں گذارش ہے کہ یہ تو مقام عشق و محبت ہے پس جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کی ہر ادا اس کے دل کو کھینچتی ہے پس جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہوگی ضرور داڑھی رکھے گا۔ اے اللہ! تو اپنے فضل سے مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور دونوں جہانوں کی سرخروئی مسلمانوں کو نصیب ہو۔

ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ۔

وانا الاحقر الافقر محمد لائلپوری دیوبندی حنفی غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ ومشائخہ

خادم حضرت قطب زماں شیخ المحدّثین قدوۃ العارفین مقدام العلماء حضرت علامہ محمد انور شاہ قدّس سرہٗ وحضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر رائے پور رحمۃ اللہ علیہ

تقریظات

حضرت مولانا نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ

فاضل مصنف نے اس رسالہ میں مسئلہ شرعیہ کو ایسے طریق پر تحریر فرمایا ہے کہ ادلہ شرعیہ سے مزین ہے اور خیر للخلائق ہے اور عامل کے لیے باعث نجات اور عزت ہے حق تعالیٰ علامہ موصوف کی سعی جمیل کو مقبول فرمائے اور تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بندہ ناچیز نیاز احمد مدرس اول مدرسہ خلیلیہ نکودر (ضلع جالندھر)

حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

کے مسئلہ میں مسلمانوں کے شکوک رفع کرنے کے لیے یہ رسالہ بے حد مفید ہے اب بھی اگر کوئی مسلمان داڑھی رکھنے میں شک کرے تو حیف ہے۔

احقر عبداللہ مدرس مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر شہر

حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

لاریب یہ رسالہ نہایت عمدہ چیز ہے اور دلائل قاطعہ سے مزین کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائے اور اہل اسلام کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

محمد علی مدرس خیر المدارس جالندھر شہر

حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

فاضل مصنف نے اپنے رسالہ کو دلائل شرعیہ کی بنا پر تالیف فرما کر اسلام کی اعلیٰ خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور اہل اسلام کے لیے اس کو دلیلِ راہ بنائے۔ آمین

ابوالقاسم محمد حسین عفا اللہ عنہ مولوی فاضل سکنہ کولوتارڑ (ضلع) حافظ آباد

حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

اشعۃ اللمعات کشوری میں ہے وحلق کردن لحیہ حرام است۔ وروش افرنج وہنود وجوالقیان کہ ایشاں راقلندریہ گویند وگذاشتن آں بقدر قبضہ واجب است وآنکہ آزاں سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوک در دین است یا بجہت آنکہ ثبوت آں از سنت است چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند۔(۱)

''اور داڑھی کا کٹوانا حرام ہے اور (داڑھی منڈوانا) انگریزوں، ہندوؤں اور جوالقیان جن کو قلندریہ کہتے ہیں کا طریقہ ہے اور داڑھی کا ایک مُشت چھوڑ دینا واجب ہے اور اس کو سنت اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دین کا مسلوک طریقہ ہے یا اس وجہ سے کہ یہ سنت سے ثابت ہے جیسا کہ نمازِ عید کو سنت کہتے ہیں۔''

اور یہ اعمال فسقیہ سے ہے جیسے داڑھی منڈانا بدن گودانا یعنی چھدوانا وغیرہ۔(۲)

حاشیہ ترمذی اصح المطابع میں ہے:

وَقَالَ ابْنُ هُمَامٍ رحمۃ اللہ علیہ اَمَّا الْاَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهَا اَحَدٌ هٰكَذَا قَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمْعَاتِ۔(۳)

---

(۱) اشعۃ اللمعات کشوری ص ۲۲۸

(۲) تفسیر بیان القرآن ج ۲ ص ۱۵۷

(۳) فتح القدیر ج......ص......

''یعنی ابن ہمام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ داڑھی مقدار قبضہ سے کم رکھنا اور کٹانا کسی کے نزدیک جائز نہیں۔''

از حضرت مولانا فقیر اللہ

مدرس مدرسہ رشیدیہ رائے پور ضلع جالندھر

حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک دیکھا یہ مسلمانوں کے لیے شاہراہ مقصود کا پتہ دینے والا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

احقر محمد یوسف غفر لہٗ ولمشائخہٖ واحبابہٖ

یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء

خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

فائدہ: 27، 28، 29 ستمبر 1932ء کو بنگہ ضلع جالندھر میں ایک زبردست مناظرہ قادیانیوں سے ہوا تھا بہت کامیاب مناظرہ تھا جس میں بہت سے قادیانی تائب ہوئے تھے، اس میں یہ سب حضرات جمع تھے وہاں یہ رسالہ ان کو مطالعہ کے لیے پیش کیا گیا، احقر بھی رائے کوٹ سے بلایا گیا تھا۔

فائدہ: جب ملک تبدیل ہوا تو احقر نے لائل پور سنت پورہ میں قیام کیا، یہ قیام حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے حکم سے تھا، یہاں پر جڑانوالہ سے ایک بی۔اے کے طالب علم کا والا نامہ آیا کہ آج کل میرا نکاح ہونے والا ہے، میرے والدین مجھے مجبور کرتے ہیں کہ داڑھی منڈا دے، مگر میں انکار کرتا ہوں۔ گذشتہ شب میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ تو

ہرگز نہ داڑھی منڈانا، میں تیری شفاعت کروں گا۔ اب میں آپ کا مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

میں نے جواب دیا کہ جب آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرما رہے ہیں پھر میرے مشورے کی کیا ضرورت ہے۔ نکاح تو آپ کا ہو ہی جائے گا۔ داڑھی نہ منڈانا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی بشارت کو غنیمت جانو۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ چنانچہ بعد میں پتہ چلا کہ ان کا نکاح ہو گیا اور انہوں نے داڑھی بھی نہیں منڈائی۔

محمد انوری قادری لائل پوری عفا اللہ عنہ

۷/ جمادی الآخر ۱۳۸۶ھ / 24/ ستمبر 1966ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ وبہ وتتم الصالحات والنعمۃ

کہ رسالہ

موسومہ بہ

اَلعُجالَہ

فی مسئلۃ اللحیۃ والسبالۃ

داڑھی کے متعلق شرعی فیصلہ

۱۵ را کتوبر ۱۹۶۶ء ۲۵ ر جمادی الآخر ۱۳۸۶ھ

مولفہ

احقر محمد لائلپوری حنفی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ !

یہ کتاب سب سے پہلے اس ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ وَ المنّۃُ کہ
رسالہ مُتبرّکہ

اَحَادِیثُ الحَبِیبِ المُتَبَرَّکَہ

مؤلف

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ
تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِہَا بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیْہًا وَ کُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَّشَہِیْدًا۔

سچے مؤمن کی نشانی:

حدیث ۱ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔(۱)

”نہیں مومن ہوتا تم میں سے کوئی جب تک کہ مجھے اپنے والد اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ دوست نہ رکھے۔“

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا۔

یہ حدیث صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور مشکوٰۃ کی کتاب الایمان فصل اوّل میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کی علامت یہ ہے کہ جو کام پیش آئے رنج وغم اور روز مرّہ کے تمام کاموں میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے خلاف کسی کا کہنا نہ مانے، اور ایک محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہے کہ آپ کے اصحاب واہل بیت رضی اللہ عنہم اور ہر چیز سے جس کو کچھ بھی لگاؤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو محبت رکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ”سنن عادیہ“ لباس اور کھانا پینا اٹھنا، بیٹھنا لیٹنا سب کو عملاً واعتقاداً محبوب رکھے، ”سنن الھدی“ یعنی جو کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور عبادت کیے ان کا التزام کرے یعنی اپنے اوپر ضروری جان کر عمل کرے،

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۷ باب حب الرسول

حجامت وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع نہ کرنا اور اُس حالت کو محبوب نہ رکھنا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محبوب تھی اور اس کا امر تاکیدی طور پر فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کی دلیل نہیں، بلکہ صراحتاً مخالفت ہے، اور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علانیہ بغاوت ہے، توبہ۔ اَسْتَغْفِرُ اللہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے درود پڑھتے رہنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت یعنی ساری مخلوق سے زیادہ بزرگ، اعتقاد رکھنا اسی محبت میں داخل ہے۔

قیامت میں آدمی کس کے ساتھ ہوگا:

حدیث ۲ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ (۱)

"آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔"

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (مشارق الانوار) ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! قیامت کب ہوگی، فرمایا، قیامت کے لیے تو نے کیا سامان کر رکھا ہے، اس نے عرض کیا بہت سے روزے اور نمازیں تو میرا سامان نہیں ہے (مطلب یہ ہے کہ نفلی نماز اور روزے کم ادا کیے ہیں) مگر میں اللہ اور اس کے رسول کو بہت دوست رکھتا ہوں، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ حدیث فرمائی۔

کتاب الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ ایک صحابی عاشق زار جو ہمیشہ زیارت مبارکہ سے مشرف ہوتے تھے، ایک دن انہیں خیال آیا کہ بعد موت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو بہت اونچے مقام میں ہوں گے، اور مجھے حق تعالیٰ اگر جنت عطا کرے گا تو میں عام مؤمنین کے درجہ میں ہوں گا، تو زیارت اور صحبت مبارکہ کہاں نصیب ہوگی، گھبرائے اور حاضر ہوکر عرض کیا تو آیت: وَمَنْ یُّطِعِ اللہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۶ باب الحب فی اللہ، جامع ترمذی ج ۲ ص ۶۴

وَالصّٰلِحِيْنَ (سورۃ النساء:۶۹) آخر تک نازل ہوئی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ آیت سنائی اور فرمایا کہ تم میرے ساتھ جنت میں ہوگے۔

(فائدہ) مسلمانوں کو خیال رکھنا چاہیے کہ کفار اور بے دینوں سے محبت کا نتیجہ یہی ہوگا کہ ان کے ساتھ حشر ہوگا۔ العیاذ باللہ

تکمیلِ ایمان کی نشانی:

حدیث ۳ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔ (۱)

''جو شخص دوستی رکھے اللہ تعالیٰ کے لیے اور دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ کے لیے اور دے اللہ تعالیٰ کے لیے اور نہ دے اللہ تعالیٰ کے لیے تو بلاشبہ اس نے خوب ایمان کو مکمل کرلیا۔''

یہ بہت بڑا مرتبہ ایمان کا ہے کہ جو کام کرے اللہ تعالیٰ کے لیے کرے، اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی یہ ہے کہ جس مسلمان سے دوستی رکھے اس سبب سے رکھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور علماء اور بزرگوں سے محبت ان کے علم وصلاح وتقویٰ کے سبب سے کرے۔ کفار اور بے دینوں سے اس وجہ سے بغض رکھے کہ وہ کافر اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں۔ جس کو دے اللہ تعالیٰ کے لیے دے یعنی اس کی رضامندی کے لیے دے، اگر بیوی اور اولاد کو دے تو اس لیے دے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا حق ذمہ پر رکھا ہے، فقیروں کو اس لیے دے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اگر روکے رکھے تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دینے کا حکم نہیں دیا، مثلاً کسی شخص کے متعلق معلوم ہے کہ صدقہ لے کر شراب پیئے گا، یا کسی اور حرام

---

(۱) مشکوۃ ص ۱۴ کتاب الایمان فصل ثانی

کام پر صرف کردے گا، تو کسی نیک کو دے، غرض یہ ہے کہ کسی کے ساتھ محبت اور بغض میں نفسانیت کو دخل نہ دے۔

عمل کا دارومدار نیت پر ہے:

حدیث ۴ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (۱)

''یقیناً عملوں کا پھل نیت کے مطابق ملتا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ اعمال صالحہ صرف جوارح سے متعلق نہیں، بلکہ نیت نیک ہو، تو ثمرہ اچھا اور اگر نیت بد ہے تو یہی وبال ہوگا، دکھانے کو کام کیا تو حاصل کچھ نہیں، خوب سمجھ لینا چاہیے کہ جن کاموں کو شریعتِ حقہ نے ناجائز فرمایا ہے مثلاً زنا، چوری، شراب وغیرہا کسی نیت سے حلال نہیں ہوسکتے، نیت کی مثال بیج کی ہے اور اعمال کی مثال درخت کی ہے اور پھل عمل کا ثمرہ ہے جو نیت پر منحصر ہے جیسے پھل گٹھلی پر منحصر ہے۔ مشہور ہے کہ بیج جب ٹہنی کے اوپر ظاہر ہوتا ہے اس کا نام پھل ہے۔

نماز اور ماتحتوں کا خیال:

حدیث ۵ اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ (۲)

''بہت دھیان رکھو نماز کا اور اپنے ماتحتوں (بیوی، بچے اور ملازم وغیرہ) کا۔''

یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصال سے پہلے فرمائی، یعنی آخری وقت میں نماز کی تاکید فرمائی اور اس کا اہتمام فرمایا اور ماتحتوں سے نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی، نماز کو پابندی اوقات اور تعدیل ارکان کے ساتھ باجماعت ادا کرنا

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱

(۲) مشکوٰۃ ص ۲۹۱

اس لیے مؤکد فرمایا عموماً لوگ اس میں کوتاہی کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت نماز میں ترتیل سے کرے، منافق نہ بنے، ماتحتوں کو زدوکوب نہ کرے، کھانے اور لباس میں تنگ نہ رکھے۔ دینی امور میں ان کے لیے آسانی کرے۔

مسجد بنانے کا اجر:

حدیث ۶ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ (۱)

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے گھر جنت میں بنا دیتا ہے۔

مسجد اگر نام و نمود کے لیے بنائے تو یہ ثواب نہ ہوگا گو اِس کو حکم مسجد کا ہوگا، اس میں خلوص نیت ضروری ہے، یہ حدیث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں روایت کی گئی ہے۔

اندھیرے میں مسجد جانا:

حدیث ۷ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (۲)

”خوشخبری دے ان لوگوں کو جو اندھیروں میں مساجد کی طرف جاتے ہیں کہ ان کو پورا نور قیامت کے دن ملے گا۔“

ایک حدیث میں نماز کو نور فرمایا گیا ہے، نماز کی برکت سے حشر کے اندھیرے دور ہو جائیں گے۔

قرآن سیکھنا اور سکھانا:

حدیث ۸ خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ۔ (۳)

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۶۸

(۲) ترمذی ج ۱ ص ۵۳

(۳) صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۵۲

”تم میں بہتر وہ ہے جو سیکھے قرآن اور اس کو سکھائے۔“

دونوں جہان میں عالی شان کتاب قرآن عزیز ہے، جو اس سے تعلق پڑھنے پڑھانے کا رکھے گا ضرور عالی شان ہوگا، محبوب کا اثر محب پر پڑتا ہے، قرآن نور ہے جو اس سے اشتغال رکھے گا وہ بھی نورانی ہوجائے گا۔

دعا کی اہمیت:

حدیث ۹ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔(۱)

”دعا مغز ہے عبادت کا۔“

دعا میں بندہ عاجزی اور درماندگی اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کرتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو یہ عمل محبوب ہے، ایک حدیث میں ہے: اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃ (۲) یعنی دعا عبادت ہی ہے۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے اس پر جو دعا نہیں کرتا۔ (۳)

روزہ کی فضیلت:

حدیث ۱۰ اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ۔(۴)

”روزہ ڈھال ہے۔“

آخرت میں تمام اعمال جواہر اور صورتیں بن جائیں گے۔ عمل دنیا میں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ فنا ہوگیا، وہ آخرت میں اپنی اصل شکل میں نظر آجائے گا، قرآن مجید میں روزہ کے متعلق فرمایا گیا ہے: لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی روزے سے

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۹۴

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵

(۳) مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵

(۴) بخاری ج ۱ ص ۲۵۵

تم عذاب سے بچنے کا سامان کرلو گے، حدیث میں فرمایا گیا کہ روزہ ڈھال ہے ڈھال بھی بچاؤ کا سامان ہے۔ حدیث میں ہے کہ قبر میں روزہ بائیں جانب سے حفاظت کرے گا، (ڈھال بائیں ہاتھ میں ہوتی ہے)۔

جب روزے کی برکت سے دن میں حلال اور طیب خواہشات (کھانا پینا بیوی سے قربت) سے بچتا رہا گناہوں سے بچنے کی بھی توفیق ان شاء اللہ ملے گی، تو روزہ دنیا میں بھی ڈھال ہے۔

شبِ قدر کی فضیلت:

حدیث ۱۱ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔[۱]

''جو کوئی قیام کرے قدر کی رات ایمان اور ثواب سمجھ کر تو بخشے جائیں گے اس کے تمام پہلے گناہ۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رمضان المبارک کی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انتیسویں رات بہت زیادہ گمان ہے کہ لیلۃ القدر ہو، لہٰذا چاہیے کہ آخری عشرہ میں خوب کوشش سے رات کو عبادت کرے، نماز میں لگا رہے، ذکر اور تلاوت میں رات گذارے۔

تراویح کی فضیلت:

حدیث ۱۲ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔[۲]

''جو کوئی قیامِ رمضان کرے یعنی تراویح پڑھے ایمان سے اور ثواب سمجھ کے بخشے جائیں گے اس کے پہلے سب گناہ۔''

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۲۵۵

(۲) بخاری ج ۱ ص ۱۰

تراویح سنت مؤکدہ ہے، اس حدیث سے اس کی تاکید اور فضیلت معلوم ہوئی۔ معلوم ہوا کہ رمضان کی شب عبادت میں گذار دینی چاہیے۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل:

حدیث ۱۳ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔ (۱)

''بہت پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔''

یعنی تلاوت قرآن، درود شریف اور ذکر اللہ جو اعمال صالحہ ووظائف ہمیشہ کئے جائیں، موجب برکات اور انوارات ہوتے ہیں، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں، اگر ایک ایک قطرہ پتھر پر گرتا رہے تو اس میں نشان ہو جائے گا اور اگر ایک بار ہی بہت سا پانی اس پر ڈالا تو کچھ نہ ہوگا، حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسجد کے جس پتھر کے ساتھ سہارا لگا کر سالہا سال تک بیٹھے رہے اس میں شگاف پڑ گیا تھا۔

صدقہ کی فضیلت:

حدیث ۱۴ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ (۲)

''بچو اس آگ سے اگرچہ ایک چھوہارے کے ٹکڑے سے ہو۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، اس سے صدقات کی فضیلت معلوم ہوئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت:

حدیث ۱۵ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي۔ (۳)

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۹۵۷

(۲) بخاری ج ۱ ص ۱۹۰

(۳) کشف الغمہ للشعرانی ج ۱ ص ۲۷۴

''جو کوئی حج کرے بیت اللہ کا اور میری (قبر کی) زیارت نہ کرے، تو اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔''

سعادت اس کی جو حج بیت اللہ کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت سے مشرف ہو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس عاصی محمد لائلپوری عفا اللہ عنہ کو اور اس کی اولاد و گھر والی کو اور جمیع مؤمنین کو یہ نعمتِ عظمیٰ نصیب فرمائیں۔ آمین

ایک روایت میں ہے: "مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ"[(۱)]۔ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی میری شفاعت اس کے حق میں ضروری ہوگئی۔

حج کے بعد مدینہ منورہ حاضری:

حدیث ۱۶ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔[(۲)]

فرمایا جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میری موت کے بعد تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے زیارت کی میری زندگی میں۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ۱۳۷۷ھ۔ 1957ء میں مع اہل وعیال یہ نعمت بخشی۔

عمدہ اخلاق کی فضیلت:

حدیث ۱۷ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ لِنِسَائِهِمْ۔[(۳)]

''ایمان میں سب مومنوں سے زیادہ کامل وہ ہیں جو سب سے زیادہ عمدہ اخلاق والے ہیں اور تم میں بہتر وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے لیے بہت

---

(۱) شفاء السقام ص ۳

(۲) مشکوٰۃ ص ۲۴۱

(۳) مشکوٰۃ ص ۲۸۲

اچھے ہوں۔‘‘

یعنی اخلاق کا اچھا ہونا کامل ایمان کی علامت ہے۔

اخلاق کا اچھا ہونا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق عظیمہ کا اتباع کرے، گھر کے لوگوں کو خوش رکھنا یعنی بیوی سے عمدہ سلوک کرنا، اس کی عزت آبرو کی حفاظت اور حقوق ادا کرنا شرع کے موافق اس کی خاطر داری کرنا بہت اچھی خصلت ہے۔

آسانی اور خوشخبری:

حدیث ۱۸ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔(۱)

’’آسانی کرو اور تنگی نہ کرو اور خوشخبری دو اور نفرت نہ دو۔‘‘

عالم دین کو چاہیے کہ امور دینی کو اس طریقہ پر بیان کرے کہ آسان معلوم ہوں، تنگی نہ پکڑے کہ لوگ گھبرا جائیں، خوشخبری اور تسلی کی باتیں سنائے اور رحمتِ الٰہی کو بیان کرے۔

توبہ کی فضیلت:

حدیث ۱۹ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ۔(۲)

’’جو گناہ سے توبہ کرے وہ ایسا ہے گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔‘‘

توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے گناہ پر خدا کے لیے نادم ہو اور آئندہ عہد کرے کہ گناہ نہ کروں گا، اور اللہ تعالیٰ سے گناہ کی معافی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے وہ بخش دیتا ہے اور گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے، یہ حدیث ابن ماجہ، بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کسی اللہ

---

(۱) مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶

(۲) مشکوٰۃ ص ۲۰۶

والے نے خوب کہا ہے!

گرچہ میں بدکار ونالائق ہوں اے شاہِ جہاں
پر بتا اب تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں

مخلوق پر رحم کرنا:

حدیث ۲۰ مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ۔ (۱)

''جو رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا اس کی رحمت کو کھینچتا ہے۔

لوگوں کا شکریہ ادا کرنا:

حدیث ۲۱ مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللہَ۔ (۲)

''جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔''

مشورہ امانت ہے:

حدیث ۲۲ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ (۳)

''جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امانت دار ہوتا ہے۔''

یعنی مشورہ نیک دے فریب نہ کرے، یعنی خیر خواہی سے بتائے اور دوسروں پر اس کا راز ظاہر نہ کرے، ورنہ خائن ہے۔''

سو شہیدوں کا اجر:

حدیث ۲۳ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ۔ (۴)

---

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۱۳

(۲) مشکوٰۃ ص ۲۶۱، ترمذی ج ۲ ص ۱۷

(۳) مشکوٰۃ ص ۴۳۰

(۴) مشکوٰۃ ص ۳۵

"جو شخص مضبوط رہے میری سنت پر جب میری امت میں خرابی پڑے گی تو اس کو اجر سو شہید کا ملے گا۔"

یعنی جس وقت بری رسمیں اور عادتیں خلاف شرع رائج ہو جائیں اور سنت کا مذاق اڑایا جا رہا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔ کہ سنت کو بُرا جانتے ہیں، سنت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ مبارک کو کہتے ہیں۔ (عبادات کے ساتھ دنیاوی امور میں بھی سنت پر قائم رہے)

امانت اور وعدہ کی اہمیت:

حدیث ۲۴ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ۔ (۱)

"ایمان نہیں اس شخص کا جو امانت دار نہیں اور دین نہیں اس شخص کا جو عہد پورا نہ کرے۔"

یعنی ایسا شخص کامل الایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ جو امانت میں خیانت کرے اور وعدہ کی خلاف ورزی کرے۔

تقویٰ کی فضیلت:

حدیث ۲۵ لَا یَعْدِلُ بِالرَّعَۃِ۔ (۲)

"پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں سمجھی گئی۔"

دو شخصوں کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا گیا کہ ایک عبادت نوافل بہت کرتا ہے، اور دوسرا ایسی نفلی عبادت تو نہیں کرتا لیکن متقی ہے، ممنوعات وشبہات سے بچنے کی بہت سعی (کوشش) کرتا ہے، تب آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا (کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد) گناہوں سے بچنا مقدم ہے اور

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۵

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۷۸

اس کی زیادہ تاکید فرمائی گئی ہے۔

دنیا کی حقارت:

حدیث ۲۶ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِنْھَا شَرْبَۃً۔ (۱)

''اگر (دنیا کی حیثیت) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی پینے نہ دیتا۔''

کفار کو دنیا میں جو کچھ مل رہا ہے اس بات کی دلیل نہیں کہ خدا ان سے راضی ہے بلکہ دنیا کی حقیقت اس دربار میں پَر کے برابر بھی نہیں ہے، ورنہ کفار کو دنیا میں کچھ نہ ملتا۔

خاموشی میں نجات:

حدیث ۲۷ مَنْ صَمَتَ نَجٰی۔ (۲)

''جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔''

طبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمے آید
خموشی معنیٔ دارد کہ در گفتن نمے آید

''میرے اندر کا مضمون زبان سے بیان نہیں ہوسکتا جو معنی خاموشی سے ادا ہوسکتا ہے وہ زبان سے ادا نہیں ہوسکتا۔''

بعض بزرگ فرماتے ہیں خاموشی ہتھیار ہے کمزوروں کا، شیوہ ہے بزرگوں کا، آرام ہے کراماً کاتبین کا، حدیث میں ہے: بات وہ کر جو ضروری ہو ورنہ چُپ رہ۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۴۱

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۱۳

جنت کی ضمانت:

حدیث ۲۸ مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ۔[۱]

''جو کوئی ضامن ہو میرے لیے اس چیز کا جو اسکے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور اس چیز کا جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔''

زبان سے بہت گناہ سرزد ہوتے ہیں کلمہ کفر وشرک، گالی گلوچ، ماں باپ کی یا استاد کی بے ادبی یا کسی واجب التعظیم شخص کی غیبت یعنی مسلمان کا ذکر ان کی عدم موجودگی میں ایسا کرنا کہ اگر سامنے ہو تو بُرا مانے اگرچہ سچ ہو ورنہ بہتان ہے، لوگ عموماً اس میں مبتلا ہیں، کیا عوام کیا خواص بلکہ علماء اور مشائخِ زمانہ اس میں زیادہ مبتلا ہیں، غیبت حقوق العباد میں سے ہے، اور ہم لوگ اس کو شہد کا حلوہ سمجھتے ہیں، جھوٹ بولنا، دوغلا پن ہونا، جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی، شر میں زیادہ مشغول رہنا، مسلمانوں کو کافر کہنا، چغلی کھانا، فضول بحث ومباحثہ رکھنا، اور جو گناہ عضوِ مخصوص سے سرزد ہوتے ہیں۔ زنا، لواطت، جلق، مساحقت وغیرہ ان کے ملحقات ہیں، ناچ دیکھنا شہوت کو برانگیختہ کرنے والے کھیل دیکھنا، راگ سننا، (فلمیں اور ڈرامے دیکھنا)، بے ریش لڑکے کو شہوت کی نظر سے دیکھنا۔

یاد رکھو کہ تہمت کی جگہوں سے بچنا فرض ہے، اے اللہ! جب تو کسی قوم کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرے تو مجھے دنیا سے اپنی طرف اٹھا لے ایسے حال میں کہ میں فتنہ میں نہ ڈالا جاؤں۔

جھگڑالو کی مذمت:

حدیث ۲۹ اَبْغَضُ الرِّجَالِ عِنْدَ اللهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔[۲]

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۱۱، بخاری ج ۲ ص ۹۵۹

(۲) بخاری ج ۲ ص ۶۴۹

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں زیادہ دشمن وہ ہے جو بہت جھگڑالو ہو۔یعنی اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ناراض ہے۔“

لایعنی سے پرہیز:

حدیث ۳۰ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ۔ (۱)

”آدمی کے اسلام کی خوبی ایک یہ ہے کہ وہ چھوڑ دے ایسے کاموں کو جو بے مقصد ہوں۔“

غیر اللہ کی قسم شرک ہے:

حدیث ۳۱ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (۲)

”جس شخص نے قسم کھائی غیر اللہ کی تو اس نے بلاشبہ شرک کا کام کیا۔“

اللہ تعالیٰ شرک سے بچائے، غیر اللہ کی قسم کھانے والا مشرک نہیں ہوجاتا لیکن یہ کام مشرکین والا کیا ہے۔

کتا اور تصویر کی مذمت:

حدیث ۳۲ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ۔ (۳)

”نہیں داخل ہوتے فرشتے رحمت کے جس گھر میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں، تصاویر ہی بُت پرستی کا ذریعہ بنی ہیں اس لیے شوقیہ تصاویر کی لعنت سے بچیں۔“

ولی سے دشمنی اللہ سے دشمنی:

حدیث ۳۳ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔ (۴)

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۱۳

(۲) مشکوٰۃ ص ۲۹۶

(۳) بخاری ج ۲ ص ۸۸۰، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۸

(۴) بخاری ج ۲ ص ۹۶۳

''جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے (بزرگوں کی بے ادبی سے اللہ تعالیٰ بچائے)۔''

بعض روایات میں مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنَنِیْ بِالْحَرْبِ ہے جس نے میرے ولی کو ایذا پہنچائی تو اس نے مجھ سے اعلان جنگ کیا۔ (۱)

مبارک کون:

حدیث ۳۴ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَ مَلْعُوْنٌ مَّا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ اَوْعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ۔ (۲)

بلاشبہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے، وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جس چیز کو اللہ دوست رکھے، اور عالم دین اور دین کا علم سیکھنے والا یہ سب مبارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین

ترمذی، ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (ہمیشہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے)۔ (۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور بلند مرتبہ کون لوگ ہونگے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والے ہیں۔ (۴)

مشکوٰۃ میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی چمکانے کا ذریعہ ہے

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۹۶۳

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۴۱

(۳) ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵

(۴) مسند احمد، ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵

اور دلوں کے چمکانے کا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے یعنی دلوں کو منور کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اور اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دینے والا اللہ کا ذکر ہے۔ (۱)

ایک بزرگ نے سادہ سی نظم میں درد سے فرمایا ہے!

ہر ایک شے ذکر حق کرتی ہے تو بھی کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ
تیری ہر بات لکھی جا رہی ہے کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ
تیرے سانسوں کی گنتی ہو رہی ہے کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ
تجھے اس واسطے پیدا کیا ہے کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ
مزہ پاتی ہیں آنکھیں عاشقوں کی
نظر کے سامنے رکھ نام اَللہ

بعض روایات میں ہے: لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ قَسْوَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَاَنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو کیونکہ ذکر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کثرت کلام دل کو سخت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید (بہت دور) وہ آدمی ہے جو سخت دل ہو۔

بے عمل عالم:

حدیث ۳۵ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمٌ لَمْ یَنْتَفِعْ بِعِلْمِہٖ۔ (۳)

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۹۹

(۲) مشکوٰۃ ص ۱۹۸، ترمذی ج ۲ ص ۶۶

(۳) شعب الایمان حدیث ۱۶۴۲، مشکوٰۃ ص ۳۸۷

سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن ایسے عالم کو ہوگا جو اپنے علم سے نفع نہ اٹھائے۔علم سے مراد علم دین ہے۔

غصہ مت کر:

حدیث ۳۶ لَا تَغْضَبْ۔ (۱)

''غصہ مت کر۔''

غصہ ہی انسان کو دین و دنیا میں تباہ و برباد کرتا ہے، ہاں! اللہ تعالیٰ کے احکام کی بے حرمتی ہو رہی ہو تو اس سے بیزاری کا اظہار غصہ کی صورت میں عین دین ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے نصیحت فرمائے، فرمایا غصہ نہ کر، اس نے بار بار اس سوال کو دہرایا، ہر بار یہی جواب ارشاد فرمایا: لَا تَغْضَبْ یہ حدیث بھی جوامع کلم میں سے ہے تہذیب نفس اور اخلاق فاضلہ کی تعلیم اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے، سبحان اللہ! کیسا جامع کلمہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے: اَلشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ طاقت ور وہ آدمی ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو تھام لے۔ (۲)

ہر نشہ آور چیز حرام ہے:

حدیث ۳۷ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ۔ (۳)

''ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔''

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۹۰۳

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۳۳

(۳) مشکوٰۃ ص ۳۱۸

نشہ والی اشیاء کا استعمال اور لین دین تجارت سب آخرت کے وبال کا باعث ہے۔ ایک روایت میں لَا تَشْرَبُوْا مُسْکِرًا وارد ہوا ہے کہ کوئی نشہ آور چیز نہ پیو، مومن کا کام نہیں کہ ایسی چیز کھائے اور پیئے جس سے اس کے قویٰ یعنی اعضاءِ جسم برباد ہوجائیں، نشہ آور چیزیں اعضاء رئیسہ دل، دماغ، جگر، معدہ کو تباہ کردیتی ہیں، خصوصاً دماغ جو تمام بدن کو کنڑول کرتا ہے، تباہ ہوجاتا ہے، انسانی بدن میں قلب بادشاہ ہے، اور دماغ وزیر ہے، وزارت برباد تو حکومت برباد، رعیت کا نظم نہیں رہ سکتا، تمام اعضا رعایا کی طرح ہیں، شریعت مقدسہ بدن کو اعتدال سے گرانا نہیں چاہتی۔

ظلم کی مذمت:

حدیث ۳۸ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (۱)

"ظلم تاریکیاں ہیں قیامت کے روز۔"

ظالم ظلم کرتے وقت کچھ نہیں دیکھتا۔ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے لہٰذا محشر میں نور سے محروم رہے گا۔

یہ روایت مسلم، بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ظلم کرنے والا دماغی روشنی کھو بیٹھتا ہے، جزا جنس عمل سے ہوتی ہے جیسا کروگے ویسا بھروگے، محدثین کے شیخ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس اللہ اسرارھم فرماتے ہیں!

دانہ خلافِ تخم نے ہر چہ بودز جبر وقدر
آنچہ کہ کشتۂ در وحنطہ بحنطہ جو ز جو
"دانہ بیج کے خلاف نہیں ہوتا تقدیری طور پر جو کاشت

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۳۴

کریں وہی ہوگا یعنی گندم سے گندم جَو سے جَو۔''

کوئی اپنے کو مجبور محض سمجھے یا خدا کا انکار کر کے قادر مطلق سمجھے (العیاذ باللہ) لیکن دانہ اور غلہ بیج کے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا، جو کچھ بویا ہے اسی کو کاٹ گندم سے گندم، جَو سے جَو۔

گندم از گندم بروید جَو ز جَو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

''گندم سے گندم اُگتا ہے اور جَو سے جَو۔ عمل کے بدلے سے غافل مت ہو۔''

شہید اور قرض:

حدیث ۳۹ یُغْفَرُ لِلشَّهِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنُ۔ (۱)

''شہید کا ہر گناہ بخشا جاتا ہے مگر قرض (نہیں)۔''

بزرگوں کی مجرّب دعا پڑھا کریں:

اَللّٰهُمَّ اقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔

''اے اللہ! جو حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے ہمارے قرض کو ادا کروادے۔''

درود شریف کی فضیلت:

حدیث ۴۰ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا۔ (۲)

''جو شخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرماتا ہے دس بار۔''

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۲۵۲

(۲) مسلم ج ۱ ص ۲۱۳

یہ روایت مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نیز ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، سبحان اللہ! درود شریف بڑی فضیلت کی چیز ہے، بکثرت درود شریف کا ورد رکھنا چاہیے، بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ ملا درود شریف ہی کی برکت سے ملا، ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ قیامت میں میرے قریب تر وہ آدمی ہوگا جو درود شریف کی کثرت رکھتا ہے۔ درود شریف کے متعلق علماء امت نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، افضل ترین وہی درود شریف ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

محمد عفا اللہ عنہ لائل پوری

ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃُ وَبِہٖ تَتِمُّ
الصَّالِحَاتُ وَالنِّعْمَۃُ

متبرکہ چہل حدیث

مؤلف

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ!

اعمالِ شریعت کی فضیلت:

حدیث ۱ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِسۡبَاغُ الۡوُضُوۡءِ شَطۡرُ الۡاِيۡمَانِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ تَمۡلَأُ الۡمِيۡزَانَ وَالتَّسۡبِيۡحُ وَالتَّكۡبِيۡرُ مَلَأَ السَّمٰوَاتِ وَالۡاَرۡضَ وَالصَّلٰوةُ نُوۡرٌ وَالزَّكٰوةُ بُرۡهَانٌ وَالصَّبۡرُ ضِيَاءٌ۔(۱)

''وضو کا کامل کرنا نصف ایمان ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور تسبیح اور تکبیر آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتی ہے اور نماز نور ہے اور زکوٰۃ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے۔''

وضو کے اعضاء چمکیں گے:

حدیث ۲ قِيۡلَ يَا رَسُوۡلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ! كَيۡفَ تَعۡرِفُ مَنۡ لَمۡ تَرَ مِنۡ اُمَّتِكَ قَالَ غُرٌّ مُّحَجَّلُوۡنَ مِنۡ آثَارِ الۡوُضُوۡءِ۔(۲)

''عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کس طرح پہچانیں گے اپنی امت میں سے جن کو آپ نے دیکھا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ وضو کے آثار سے چمک رہے ہوں گے۔''

روزی اور مدد ملنے کا نسخہ:

حدیث ۳ بَادِرُوۡا بِالۡاَعۡمَالِ الصَّالِحَةِ قَبۡلَ اَنۡ تَشۡغَلُوۡا وَصِلُوۡا الَّذِىۡ

(۱) ابن ماجہ ص ۲۴

(۲) ابن ماجہ ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۴۰

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوا وَتُنْصَرُوا۔ (۱)

''اے لوگو! نیک اعمال میں سبقت کرو اور اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلق جوڑ لو، اس کے ذکر کی کثرت کر کے اور صدقہ دینے کی کثرت کر کے چھپے اور علانیہ، تم کو خوب روزی ملے گی اور مدد کئے جاؤ گے۔''

لعنتی مرد اور عورت:

حدیث ۴ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ النِّسَاءِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرِّجَالِ۔ (۲)

''لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی پر جو عورتوں والا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں والا لباس پہنے۔''

مردوں کی مشابہت پر لعنت:

حدیث ۵ قِيْلَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اِنَّ الْمَرْأَةَ تَلْبَسُ النَّعْلَ فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔ (۳)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ عورت مردوں والا جوتا پہنے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرے۔''

حدیث ۶ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ اَنَّ امْرَأَةً مَرَّتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَلِّدَةً قَوْسًا فَقَالَ لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ

(۱) ابن ماجہ ص ۷۵

(۲) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۲

(۳) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۲

بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔ (۱)

''ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذری، اس نے کمان لٹکائی ہوئی تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں۔''

حجامت کا درست طریقہ:

حدیث ۷ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاى صَبِيًّا قَدْ حَلَقَ بَعْضَ رَأْسِهٖ وَتَرَكَ بَعْضَهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ اِحْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ۔ (۲)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا بعض حصہ منڈا ہوا تھا، اور بعض حصہ چھوڑا ہوا تھا، فرمایا کہ یا تو سارا سر چھوڑ دو یا سارا سر منڈاؤ۔ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔''

فائدہ: بال برابر کٹوائیں کہیں سے بڑے کہیں سے چھوٹے کٹوانا درست نہیں۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ایک چیز میں بھی تشبہ سے منع فرمایا گیا پھر یہ کہنا کہ تشبہ مجموع من حیث المجموع میں ہوتا ہے، یعنی تمام کاموں میں کافروں کے ساتھ مشابہت کرو گے تو تشبہ ہوگا یہ غلط ہے، دین سے وہ شخص بے بہرہ ہے محض اتباع ہوائے نفس ہے کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے۔

تمام حاجتیں رب سے مانگو:

حدیث ۸ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْئَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ

---

(۱) صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۴ کتاب اللباس

(۲) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، کتاب الترجل

حَاجَتَهٗ كُلَّهَا۔ (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی تمام حاجتیں اپنے رب سے مانگو۔''

دعا بھی عبادت ہی ہے:

حدیث ۹ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔ (۲)

''حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دعا بھی عبادت ہی ہے۔''

دعا عبادت کا مغز ہے:

حدیث ۱۰ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ (۳)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فضل مانگو:

حدیث ۱۱ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (۴)

''حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔''

دعا مانگنے سے اکتانا نہیں چاہئے:

حدیث ۱۲ لَا تَعْجِزُوْا فِي الدُّعَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَهْلِكُ مَعَ الدُّعَاءِ اَحَدٌ۔ (۵)

---

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵ ابواب الدعوات

(۳) مشکوٰۃ ص ۱۹۴

(۴) ترمذی ج ۲ ص ۱۸۴، مسلم ج ۲ ص ۳۸۴

(۵) مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۶۴

''تم عاجز نہ ہو اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں کیونکہ دعا کرتے ہوئے کوئی ہلاک نہیں ہوا۔''

دعا مؤمن کا ہتھیار ہے:

حدیث ۱۳ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ۔ (۱)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے۔''

دعا سے رحمتِ الٰہی کے دروازے کھلنا:

حدیث ۱۴ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِحَ لَہٗ مِنْکُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ۔ (۲)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس آدمی کے لیے دعا کے دروازے کھولے گئے اس کے لیے اللہ کی رحمت کے دروازے کھل گئے۔''

اللہ بندے سے حیا کرتا ہے:

حدیث ۱۵ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَرُدَّھُمَا صِفْرًا۔ (۳)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارا اللہ زندہ ہے، سخی ہے، اللہ اپنے بندے سے حیا کرتا

---

(۱) مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۶۲

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۱۹۵

(۳) ترمذی ج ۲ ص ۱۹۶

ہے کہ جب وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے تو وہ انہیں خالی لوٹا دے۔''

دعا کے بدلے میں تین چیزیں:

حدیث ۱۶ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَلَا قَطِيْعَةٌ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدٰى ثَلَاثٍ اِمَّا اَنْ يُعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَ اِمَّا اَنْ يَّدَّخِرَهَا لَهٗ فِي الْآخِرَةِ وَ اِمَّا اَنْ يَّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا۔ (۱)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے ایسی دعا کرے کہ جس دعا میں گناہ نہ ہو نہ قطع رحمی ہو تو اللہ اس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور عنایت فرماتا ہے، یا تو اس کی دعا جلدی قبول کرتا ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ بنالیتا ہے اس کی دعا کو یا اس سے اس دعا کی مثل کوئی برائی دور کر دیتا ہے۔''

تین آدمیوں کی دعا ردّ نہیں ہوتی:

حدیث ۱۷ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ اَلصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الْغِمَامِ وَيُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِيْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ۔ (۲)

''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین آدمیوں کی دعا ردّ نہیں ہوتی، روزہ دار جب افطار کرے، امام، عادل اور مظلوم کی دعا بادلوں سے اللہ تعالیٰ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۹۶، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰

اوپر اٹھالیتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، قسم ہے میری عزت کی میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ زمانہ بعد ہو۔''

مسلمان بھائی کیلئے غائبانہ دعا:

حدیث ۱۸ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ۔ (۱)

''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے۔''

دعا کی قبولیت:

حدیث ۱۹ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔ (۲)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور تم یقین کرنے والے ہو کہ ضرور قبول ہوگی، جان لو کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا اس دعا کو جو غافل دل سے ہو۔''

دعا کا طریقہ:

حدیث ۲۰ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

---

(۱) ابوداؤد ص ۲۱۵ باب الدعاء

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۱۸۶

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهْ۔ (۱)

''حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھنے لگا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں فارغ ہوا تو میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا پھر اپنے لیے دعا کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تو سوال کر تو عطا کیا جائے گا۔''

دعا میں ہتھیلیوں کا رُخ:

حدیث ۲۱ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَاَلْتُمُ اللهَ فَاسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلاَ تَسْئَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ۔ (۲)

''حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے باطن سے سوال کرو، ہتھیلیوں کی پشت سے سوال نہ کرو، یہ بھی فرمایا کہ جب فارغ ہو جاؤ تو ہتھیلیوں کو اپنے منہ پر پھیر لو۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقۂ دعا:

حدیث ۲۲ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔ (۳)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں

---

(۱) ترمذی، مشکوٰۃ ص ۸۷

(۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۹ و مشکوٰۃ ص ۱۹۵

(۳) مشکوٰۃ ص ۱۹۶

کو اتنا اٹھاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔''

دعا اپنے سے شروع کرنا:

حدیث ۲۳ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَکَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَہٗ بَدَأَ بِنَفْسِہٖ۔ (۱)

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے لیے دعا فرماتے تھے تو اپنے آپ سے شروع کرتے تھے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی:

حدیث ۲۴ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ بَعْدِیْ اَئِمَّۃٌ لَا یَھْتَدُوْنَ بِھُدَایَ وَلَایَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِیْ وَسَیَقُوْمُ فِیْھِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الشَّیٰطِیْنِ فِیْ جُثْمَانِ اِنْسٍ۔ (۲)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایسے امام ہوں گے جو میری ہدایت کے مطابق نہیں چلیں گے، اور میرے طریقہ پر نہیں چلیں گے، اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے دل شیطانوں کے ہوں گے اور جسم انسانوں کے ہوں گے۔''

امانت کا ضائع ہونا:

حدیث ۲۵ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَۃُ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ۔ (۳)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب امانت ضائع ہونے لگے تو

---

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۱۷۶

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۶۲

(۳) مشکوٰۃ ص ۴۶۹

قیامت کا انتظار کرو۔"

نا اہلِ حکمران:

حدیث ۲۶ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ۔ (۱)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حکومت نا اہلوں کے سپرد ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔"

کسی قوم کی مشابہت:

حدیث ۲۷ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔ (۲)

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے پس وہ انہی میں سے ہے۔"

اس حدیث میں بڑی سخت وعید ہے ان لوگوں کے لیے جو کفار سے بڑے شوق کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں ان جیسی حجامتیں بناتے اور بنواتے ہیں ان جیسا لباس پہنتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع سے ان کو شرم آتی ہے، اس سے بُرے خاتمہ کا ڈر ہے۔ (مرقاۃ)

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند:

حدیث ۲۸ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ۔ (۳)

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۴

(۲) مشکوٰۃ ص ۳۷۵ کتاب اللباس، ابوداؤد ج ۲ ص ۵۵۹ کتاب اللباس

(۳) مشکوٰۃ ص ۵۵۴

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔''

نماز کے بعد کے اذکار:

حدیث ۲۹ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔ (۱)

''حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تھے اور سلام پھیر لیتے تھے تو یہ پڑھتے تھے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کُرتا مبارک:

حدیث ۳۰ عَنْ اَسْمَاءِ بِنْتِ یَزِیْدَ قَالَتْ کَانَتْ یَدُ کُمِّ قَمِیْصِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الرُّسْغِ۔ (۲)

''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُرتا مبارک کی آستین پہنچوں تک ہوتی تھیں (گُٹ یعنی کلائی تک)۔''

حدیث ۳۱ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَمِیْصًا فَوْقَ الْکَعْبَیْنِ مُسْتَوِی الْکُمَّیْنِ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِہٖ۔ (۳)

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۲۶۲، بخاری ج ۲ ص ۹۳۷

(۲) ابوداؤد ج ۲ ص ۵۵۸ کتاب اللباس

(۳) حافظ ابو شیخ الاصبهانی ۱۰۷

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کُرتا مبارک ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا اور اس کی آستین ہاتھ کی انگلیوں تک برابر ہوتی تھیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ٹوپی مبارک:

حدیث ۳۲ كَانَتْ كِمَامُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحًا وَالْمَعْنٰى كَانَتْ قَلَانِسُ رُسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحًا اَىْ لَاصِقَةً بِرَأْسِهِ الشَّرِيْفِ۔ (۱)

''حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ٹوپیاں سرمبارک کے ساتھ چمٹی رہتی تھیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑی ٹوپی (حضر میں) نہیں پہنتے تھے (البتہ سفر میں پہن لیتے تھے)۔''

تحیۃ المسجد:

حدیث ۳۳ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ۔ (۲)

''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔''

ران ستر ہے:

حدیث ۳۴ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ۔ (۳)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا حضرت جرھد رضی اللہ عنہ کو کہ تو جانتا نہیں کہ

---

(۱) حافظ ابوشیخ الاصبہانی ۱۰۸

(۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۷۴

(۳) مشکوۃ ص ۲۶۹

ران ستر ہے، یعنی اس کو چھپانا چاہیے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک:

حدیث ۳۵ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِمِنًى عَلٰى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ اَحْمَرُ وَعَلِيٌّ اَمَامَهٗ يُعَبِّرُ عَنْهُ۔ (۱)

"حضرت ہلال بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے والد عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے ہیں اور آپ اپنے خچر پر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سرخ چادر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جو بلند آواز سے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ مبارک) لوگوں کو سنا رہے تھے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی مبارک:

حدیث ۳۶ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ۔ (۲)

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور مشرکین میں فرق یہ ہے کہ ہم پگڑیاں ٹوپیوں کے اوپر باندھتے ہیں۔"

تہبند یا شلوار کی لمبائی:

حدیث ۳۷ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ (۳)

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے تہبند یا (شلوار وغیرہ) کو نصف

---

(۱) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۸

(۲) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۹

(۳) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۰

پنڈلی تک رکھو۔ یا کم از کم دونوں ٹخنوں سے اونچا ہونا چاہیے۔''

تہبند یا شلوار نیچے کرنے کا وبال:

حدیث ۳۸ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ۔ (۱)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تہبند یا (شلوار وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے ہوگا پس وہ آگ میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے۔

قطع تعلق کا گناہ:

حدیث ۳۹ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ۔ (۲)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک قطع تعلق رکھا تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس کا خون بہانے والا۔''

عورت کا لباس کیسا ہو:

حدیث ۴۰ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأْمُرْ اِمْرَأَتَكَ اَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا۔ (۳)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیری عورت جب اس کو پہنے تو اس کے نیچے کوئی اور کپڑا پہن لے تا کہ بدن نظر نہ آئے۔ (اگر باریک کپڑا ہو تو شمیز نیچے پہنے یا اسکے ساتھ اور کپڑا لگائے)۔''

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عورت کو کپڑا ایسا نہیں پہننا چاہیے جس

---

(۱) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۲

(۲) الترغیب ج ۳ ص ۳۰۶

(۳) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۴

سے بدن نظر آئے۔

بالآخر یہ عرض ہے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کا بڑا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی امت میں پیدا کیا اور آپ ﷺ کی امت بنایا، مستدرک حاکم میں ہے اور ابن سعد نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اور بھی بعض کتابوں میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً بے شک میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں پس ہمیں لازم ہے کہ ان حدیثوں کو حرزِ جان بنائیں اور ان پر عمل کی کوشش کریں تا کہ ہمارا حشر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِاسمائِہ المُبارکۃ
مِن حُجّۃ الاسلام الامام السیّد
محمد انور شاہ الکشمیری الدیوبندی
قدّس اللہ أسرارھم۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصیدہ اپنے رسالہ ''متبرکہ چہل حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے آخر میں اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ 29 ستمبر 1966ء کو شائع کیا تھا۔ اس قصیدہ میں اشعار کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہتّر (72) اسماء گرامی درج ہیں۔ اللہ کے شکر کے ساتھ انتہائی مسرت ہے کہ یہ نعتیہ قصیدہ دوبارہ شائع کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ؛

اس قصیدہ کو روزانہ پڑھنے کی تاثیر یہ ہے کہ عموماً پڑھنے والا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا رہتا ہے۔

شَفِیْعٌ مُّطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ	قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ بَسِیْمٌ وَّسِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک مکرم ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب جمال ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش قامت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوبصورت ہیں۔
شَفِیْعُ الْاَنَامِ مُطَاعُ الْمَقَامِ	کَرِیْمُ الْکِرَامِ نَبِیُّ الْاَنِیْمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام یہ ہے کہ سب آپ کی اطاعت کریں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریموں کے کریم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے نبی ہیں۔
اَسِیْلٌ رَسِیْلٌ کَحِیْلٌ جَمِیْلٌ	صَبِیْحٌ مَّلِیْحٌ مُّطَیِّبُ الشَّمِیْمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم بدن مبارک والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرمگیں آنکھوں والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوبصورت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمدہ خوشبو والے ہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔)
مَفَاضُ الْجَبِیْنِ کَبَدْرٍ مُّبِیْنٍ	بِثَغْرٍ بَسِیْمٍ کَدُرٍّ یَّتِیْمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ پیشانی والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن بدر کی طرح ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرمانے والے، ان دانتوں سے جو نایاب موتی کی مانند ہیں۔
شِفَاءُ الْعَلِیْلِ رَوَاءُ الْغَلِیْلِ	بِبِشْرِ الْمُحَیَّا وَنَشْرٍ لَخِیْمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار کے لیے باعث شفا ہیں۔ پیاسے کو سیراب کرنے کا ذریعہ ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش چہرے والے ہیں۔ (پیشانی) کی کشادگی کی رو سے اور خصائل نیک پھیلانے سے۔

رَسُوْلٌ وَّصُوْلٌ وَّلِیٌّ حَفِیٌّ	اَمِیْنٌ مَّکِیْنٌ عَزِیْزٌ عَظِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ملنسار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مددگار (دوست) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت مہربان ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب مرتبہ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزت والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند شان رکھنے والے ہیں۔
صَدُوْقٌ فَرُوْقٌ فَصِیْحٌ نَّصِیْحٌ	عَرُوْفٌ عَطُوْفٌ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی سچے ہیں، حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصیح اللسان ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے خیر خواہ مخلص ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عارف (بہت جاننے والے) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ نرم پہلو ہیں، بہت زیادہ ترس کھانے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔
شَفِیْقٌ رَقِیْقٌ خَلِیْقٌ طَلِیْقٌ	صَفُوْحٌ نَّصُوْحٌ عَفُوٌّ حَلِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق پر شفقت فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت نرم دل ہیں آپ خوش اخلاق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندہ پیشانی والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درگذر فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر خواہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب حلم (بُردبار) ہیں۔
مُجِیْبٌ مُّنِیْبٌ نَّقِیْبٌ نَّجِیْبٌ	حَسِیْبٌ نَّسِیْبٌ وَّنُوْرٌ قَدِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخواست قبول فرمانے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریف الاصل ہیں۔(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول وفعل لائق ستائش ہے)۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاندانی شرافت والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالی نسبت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سب سے پہلے ظاہر ہوا۔

بَشِیْرٌ نَّذِیْرٌ سِرَاجٌ مُّنِیْرٌ	خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ دَلِیْلٌ عَلِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشارت سنانے والے ہیں، ڈرانے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن چراغ ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ خبر رکھنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور بصیرت (فراست) والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہنما ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔
دَلِیْلٌ وَّهَادٍ سَبِیْلَ الرَّشَادِ	وَخَیْرُ الْعِبَادِ ثِمَالُ الْعَدِیْمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہبر و راہنما ہیں اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کرنے والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفلس کے غمخوار ہیں، غریبوں کے فریادرس ہیں۔
تَقِیٌّ نَّقِیٌّ صَفِیٌّ وَّ فِیٌّ	وَجِیْهٌ نَّبِیْهٌ مُّبِیْنٌ حَکِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقویٰ والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظافت پسند ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوراحق دینے والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند اللہ صاحب وجاہت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بلند ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ظاہر کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانشمند ہیں۔
هُدًی مُّقْتَدًی مُّصْطَفَی الْاَصْفِیَاءِ	صَبُوْرٌ شَکُوْرٌ مُّقَفًّ مُّقِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الشان ہادی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدا ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدوں کے برگزیدہ ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت متحمل (صابر) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت قدردان (شکر گزار) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کے لئے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراط مستقیم پر چلانے والے ہیں۔

مُزَّمِّلٌ ثُمَّ مُدَّثِّرٌ	سَعِیْدٌ رَشِیْدٌ خَلِیْلٌ کَلِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمبل اوڑھنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر اوڑھنے والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب سعادت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبِ رُشد ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیل (اللہ کے دوست) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلیم (اللہ سے ہم کلامی کرنے والے) ہیں۔
عَفِیْفٌ حَنِیْفٌ حَبِیْبٌ خَطِیْبٌ	هُوَ الْقُدْوَةُ الْاُسْوَةُ الْمُسْتَقِیْمُ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک دامن ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اللہ تعالیٰ کے ہو رہنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطیب الانبیاء ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اقتداء کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درست نمونہ ہیں۔
نَبِیُّ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ	وَطٰهٰ وَیٰسٓ فَیْضٌ عَمِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں کے نبی ہیں اور رسولوں کے بھی نبی ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طٰہٰ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاسین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض عام ہے۔
نَبِیُّ الْوَرٰی سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ	نَجِیُّ الْاِلٰهِ جَلِیْلٌ فَخِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوقات کے نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے باعظمت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑی ہے۔

إِمَامُ الْهُدٰى رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ	غِيَاثُ الْوَرٰى مُسْتَغَاثُ الْهَضِيْمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کے امام ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے فریاد رس ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظلوم کی فریاد سننے والے اور مددگار ہیں۔
اَحِيْدٌ وَّحِيْدٌ مَّجِيْدٌ حَمِيْدٌ	وَخَيْرُ الْبَرَايَا بِفَضْلٍ جَسِيْمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوقات میں بے مثال ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکتائے عالم ہیں۔ آپ بزرگ ہیں، تعریف کے لائق ہیں۔	ساری مخلوقات سے بہتر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔
وَاَسْرٰى بِهٖ رَبُّهٗ فِي السَّمَاءِ	كَنُوْرٍ تَجَلّٰى بِلَيْلٍ بَهِيْمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے رب نے راتوں رات آسمانوں میں سیر کرائی۔	ایسے جیسے کہ نور چمکتا ہو اندھیری رات میں۔
وَاٰتَاهُ مَا شَاءَ هٗ مِنْ عَلَاءٍ	وَ اَوْحٰى اِلَيْهِ بِوَحْيٍ رَقِيْمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند مراتب جو چاہا سو عطا فرمائے۔	اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی لکھی ہوئی محفوظ۔
فَاَكْرِمْ بِشَانٍ سَنِيٍّ بَهِيٍّ	وَ عِزٍّ عَزِيْزٍ وَّجَاهٍ قَوِيْمٍ
اور کس قدر بلند شان والے ہیں اور مکرم ہیں جمال اور عظمت والے نبی ہیں۔	اور کس قدر غالب ہے عزت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شان دار مرتبہ ہے۔
فَيَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ	مَتٰى فَاحَ طِيْبٌ وَّوَافٰى نَسِيْمٌ
سو اے میرے رب! درود اور سلام بھیج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔	جب تک خوشبو مہکتی رہے اور باد صبا چلتی رہے۔

وَ أَنْ عَافِنِيْ وَاعْفُنِيْ مِنْ اٰثَامِ	اِلٰهِيْ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ
اور یہ کہ مجھے عافیت بخش اور گناہوں کو معاف فرما۔	یا اللہ! بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1934ء میں جب ہم نے کتاب "نفحات الطیب النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" شائع کی تو قصیدہ متبرکہ بھی شائع کیا۔ بے حد مقبول ہوا۔ خصوصاً حضرت مولانا سید احمد رحمۃ اللہ علیہ برادر بزرگ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں کتاب ارسال کی تو علمائے مدینہ نے کتاب کو بے حد پسند فرمایا۔ اور حضرت مولانا کی خواہش پر ہم نے ساڑھے تین سو نسخے مدینہ طیبہ بھیج دیئے۔ مولانا موصوف نے علمائے مدینہ کی خدمت میں ایک ایک نسخہ تقسیم کر دیا۔ اور کتاب کو مدرسۃ العلوم الشریعہ میں داخل نصاب فرما لیا۔ اور عالیشان تقریظ سے نوازا۔ الحمدللہ علی احسانہٖ کہ دربار رسالت میں کتاب داخل نصاب ہوئی۔ اور کئی سال پڑھائی جاتی رہی۔ چنانچہ مدرسہ کی روئیداد سالانہ میں کتاب کا تذکرہ بھی آتا رہا۔ حسرت ہی رہ گئی کہ ملکی انقلاب کے وقت کتاب وہیں رائے کوٹ ضلع لدھیانہ رہ گئی۔ اب صرف احقر کے پاس ایک نسخہ تبرکاً باقی رہ گیا۔ اس قصیدہ کو روزانہ پڑھنے کی تاثیر یہ ہے کہ عموماً قاری زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتا رہتا ہے۔

والحمد للہ علی ذالک۔

(رسالہ متبرکہ چہل حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص 33 تا 39)

الحمد للہ والمنۃ وبہ تتم الصالحات والنعمۃ

کہ رسالہ

متبرکہ چہل حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

از

محمد (لائلپوری)

انوری، قادری عفا اللہ عنہ وعن والدیہ وعن مشایخہ

در احباب شائع گشت

۱۲ جمادی الآخرۃ ۱۳۸۶ھ، ۲۹ ستمبر ۱۹۶۶ء

یہ کتاب سب سے پہلے اس ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوئی تھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃُ وَبِہٖ تَتِمُّ
الصَّالِحَاتُ وَالنِّعْمَۃُ

اَرْبَعِیْن

مِنْ اَحَادِیْثِ النَّبِیِّ الْأَمِیْنِ

مؤلف

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

تقریظ: حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

للہ الحمد والمنة و علیٰ نبیّہ ذی الرأفة والرحمة۔ و علیٰ اٰلہ و صحبہ هُداة الامة الف الف صلاة و تحیة۔ اما بعد فلما شاع فی هذا الزمان تحریف الغالین و اتباع اهواء الغاوین والانحراف عن سبیل السلف الصالحین فانتصب الشاب البارع الذکی الالمعی سِمّی حبیب اللہ النبی الامی الفاضل مولانا محمد انوری الائلفوری صانہ اللہ عن شر کل غبی و غوی لجمع الاربعین من الاحادیث النبویة المفصحة لامهات العقائد والاحکام الفقیة ذبًّا عن المحسنین وردًّا علی الاخسرین و نفعًا للمسلمین فجعلہ اللہ سبحانہ خالصًا لوجهہ الکریم ووصلةً للتطرق الی دار النعیم۔

انا العبد الضعیف

خیر محمد الجالندھری الحنفی الاشرفی

۷ محرم الحرام ۱۳۴۸ ہجری

ترجمہ: ”حمد و ثنا اللہ کیلئے ہو اور لاکھوں درود وسلام اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو جو رحیم وکریم ہیں اور اسکے آل واصحاب پر جو رہبر ورہنما ہیں اس امت کے۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے پس جب عام ہوئی دین میں غلوّ کرنے والوں کی تحریف اور پیروی شروع ہوئی گمراہ لوگوں کی خواہشات کی اور سلف صالحین کے راستہ سے لوگ ہٹنا شروع ہوئے۔ تو ایک ماہر، ذہین، قیمتی نوجوان جو ہم نام ہیں اللہ کے حبیب نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی فاضل مولانا محمد انوری لائل پوری، اللہ حفاظت کرے اس کی ہر خراب اور گمراہ آدمی سے۔ چالیس احادیث نبویہ فصیحہ بنیادی عقائد اور فقہی احکام کے جمع کرنے کے سلسلہ میں۔ نیک لوگوں کے دفاع میں اور گمراہ لوگوں کے ردّ میں اور مسلمانوں کو نفع پہنچانے کے لیے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات جو پاک ہے وہ بنائے اس کو خالص اپنی ذات گرامی کے لیے اور ذریعہ بنائے اس کو جنت نعیم میں داخلے کا۔“

تقریظ: حضرت مولانا احد بخش رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ فیض محمدی جالندھر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللہ الذی کفٰی۔ والصلوٰۃ علی رسولہ الذی اصطفٰے و علٰے اٰلہٖ و صحبہٖ الذین ارتضیٰ۔ و بعد فقد طالعت الرسالۃ الاربعین التی الّفھا الذکی الفھیم۔ البارع السلیم۔ الادیب اللبیب مولانا محمد انوری۔ سلمہ اللہ الصمد۔ من اولھا الی آخرھا۔ فوجدتھاباحسن الترتیب مرتبۃ۔ و لمعظمات الاصول محتویۃ ولجل الفروع محتفلۃ نافعۃ للطلاب والعوام۔ قامعۃ للبدع المنکرۃ والمحدثات المستقبحۃ الشھیرۃ بین الانام۔ مصلحۃ عقائد المسلمین۔ ھادیۃ طریق المھتدین رافعۃ لاکثر الاختلافات قالعۃ لجم التنازعات۔ علی سبیل امام الائمہ رحمۃ الامۃ۔ و ینبغی فی ھذا الزمان ان تشاع۔ امثال ھذہ الرسائل و تذاع لتوقظ الناس عن الغفلۃ۔ و توعظ عن الوھلۃ و ارجو من الطلاب و محبی العلم ان یجعلوھا مشعلۃ للھدایۃ و ذریعۃ للدرایۃ۔ واسئل اللہ ان یجعلھا لثام المتحدثین و فدام المتعصبین۔ اللھم و فق مولفھا لما تحب و ترضی۔ واجعل اٰخرتہ خیر امن الاولیٰ۔آمین

نمقہ الاحقر الافقر احد بخش الجالندھری الحنفی الاشرفی

۱۱ محرم ۱۳۴۸ ھجری

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو کافی ہے اور رحمت نازل ہو آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو منتخب ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر جو برگزیدہ ہیں۔

بعد حمد وصلوٰۃ۔ تحقیق میں نے اس رسالہ اربعین کا مطالعہ کیا اول وآخر تک جس کو جمع کیا ذہین فہیم، ماہر سلیم العقل، ادیب عقیل مولانا محمد انوری سلّمہ اللہ الصمد نے تو میں نے اس رسالہ کو ترتیب میں عمدہ اور عظیم اصولوں پر مشتمل اور کثیر فروعی مسائل کا جامع پایا ہے، عوام اور طلباء کرام کے لیے برابر نفع بخش ہوگا اور عوام میں خطرناک بدعات کا خاتمہ کرنے والا ہوگا اور مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح کا باعث اور ہدایت یافتہ لوگوں کے راستہ کا راہنما ہوگا اور اکثر اختلاف کو ختم کرنے والا اور بہت سے جھگڑوں کو جڑ سے اکھاڑنے والا ہوگا۔

امام الائمہ رحمۃ الامۃ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی ترتیب وتحقیق کے مطابق ہے اور اس زمانہ میں ایسے رسائل کا شائع کرنا اور مشہور کرنا تاکہ ہوں طلباء اور علم سے محبت رکھنے والوں سے کہ وہ اسے ہدایت کا چراغ اور دین فہمی کا ذریعہ سمجھیں گے اور میں سوال کرتا ہوں، اللہ سے کہ نام نہاد اہلحدیثوں کے لئے نامرادی اور متعصب لوگوں کے لیے رکاوٹ کا باعث بنائے۔'' آمین

تقریظ: حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

صدر الا فاضل ومفتی اعظم مدرسہ عربیہ رائپور گوجراں (جالندھر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم۔ اما بعد فقد طالعت الاحاديث اللتی جمعها الفاضل العلام اخونا و مولانا المولوی محمد انوری و فّقه الله التزود لغد فرتبها باحسن ترتيب فابطل بدعات المتنبّئين الكذّابين الدّجّالين اوّلاً ثم ايّد مذهب اهل السنّة بترديد بدعات الغالين ثم ميزّ الصالحين عن الفسقة بشعار اعفاء اللحیٰ و احفاء الشوارب ثم هذّب الاحاديث اللتی وردت فی تائيد مذهب امام الائمة سراج الامة الامام الاعظم رحمة الله عليه ثم رد بدعة المفرطين المتجاوزين عن الحد ثم دلّ آخراً تبركاً علےٰ اسوة سيد المرسلين خاتم النبيين رحمة للعٰلمين صلی الله عليه وآله وسلم فاتٰی باسلوب جديد مفيد فلله درهٗ ثم لله درهٗ فالله يهدی بها المؤمنين و يجعلها ذخرًا العاقبة للجامع والمتاسين بها و آخر دعوٰنا ان الحمدلله رب العالمين و صلی الله علی خير خلقه سيدنا و مولانا محمد و آله و اصحابه اجمعين۔

رقم الحقير فقير الله عفا الله عنه

مدرس رائے پور گجراں

۲۶ شعبان ۱۳۴۶ هجری

ترجمہ: ''ہم حمد وثنا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور درود شریف بھیجتے ہیں آپ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ بعد حمد وصلوٰۃ۔

تحقیق میں نے مطالعہ کیا ان احادیث شریفہ کا جن کو جمع کیا فاضل اور بڑے عالم ہمارے بھائی اور دوست مولوی محمد انوری (وفّقه الله التزود لغد) لہٰذا اس نے بہت ہی خوبصورت انداز میں احادیث کو ترتیب دیا ہے اور رسالہ کے شروع میں جھوٹے مدعی نبوت دجّالوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا، پھر مذہب اہلسنت کی تائید میں غالیوں اور بدعتیوں کی بدعات کا رد کیا۔ پھر صالحین کو مونچھوں کے کٹوانے اور داڑھیوں کے بڑھانے کی علامت کے ساتھ فاسقوں سے جدا کیا۔ پھر ان احادیث کو ذکر کیا جو امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب حنفی کی تائید میں ہے پھر ان لوگوں کی تردید کی جو حد شرع سے نکل جانے والے ہیں اور آخر میں بطور برکت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو نئے اور مفید انداز میں ذکر کیا ہے پس اللہ ان کو خوب بھلائیاں عطا فرمائے اور مؤمنین کو اس کے ذریعہ ھدایت عطا کرے اور مرتب وناشرین کے لیے آخرت میں ذخیرہ بنائے۔'' آمین

عرضِ مؤلف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمدللہ الذی ھدانا لھٰذا و ما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ، فنعم النصیر و نعم الھاد، ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ الی الدین کلّہ، و بیّن لنا سبیل الرشاد، والصلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ محمد افضل المرسلین و اکرم العباد، الذی رفع اللہ لہ ذکرہ ولا یذکر الا ذکر معہ کما فی الاذان و التشھّد والخطب المجامع والاعیاد فلہ الوسیلۃ والفضیلۃ، والمقام المحمود ولواء الحمد الذی تحتہ کل حمّاد صلی اللہ علیہ واٰلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ واعلاھا و اکملھا و انماھا و ابرکھا واطیبھا وازکاھا صلوٰۃً وسلامًا دائمین الیٰ یوم التناد، باقین بعد ذلک ابدًا رزقًا من اللہ مالہ من نفاد۔

عجیب دور ہے، طرفہ طور ہے، نہ قرآن کی خبر، نہ احادیث پر نظر، گھر گھر مجتہد، شہر شہر نبی، جسے دیکھو محققِ دوراں، ہر فرد مسیح زماں، آیاتِ قرانی کا استہزاء ہونے لگا، احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر ومنزلت دلوں سے نکل گئی، فقہ کو توہین آمیز کلمات سے یاد کیا جانے لگا، الحاصل مسلمانوں کے ہاتھ میں دنیا و دین کی بربادی کے سوا کچھ نہ رہا۔

"تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم"

قانونِ شریعت کا تازیانہ نہیں، سلفِ صالحین کے اتباع سے عار ہے، ائمہ دین کی تغلیط پر دین کا مدار ہے، الغرض ہر شخص مئے پندار میں سرشار ہے، اس دور پُرفتن میں دینِ قیّم کی جس قدر بھی خدمت ہوسکے غنیمت ہے، اگر غور سے دیکھا جائے تو بجز احناف اہلِ سنت والجماعت کے جتنے فرق ضالہ ہیں، مرزائی

ہوں، رافضی ہوں، نیچری ہوں، چکڑالوی ہوں، ان کا ہر فرد، ہر بچہ، بوڑھا، جوان، سب کے سب روایاتِ مذہبی سے واقف نظر آتے ہیں، اپنے اپنے مذہب اور مسلک کے مستدلّات ان کو مستحضر ہیں، ساتھ ہی احناف کے خصوصی مہربان غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) کو بھی دیکھ لیجئے، ان کا ہر شخص جاہل ہو یا خواندہ روایاتِ مذہبی اس کے ازبر ہیں، جملہ انشائیہ کی تعریف نہ آئے، مگر بلوغ المرام حفظ سن لیجئے، ادھر ہمارے حنفی بھائی ہیں جن کو آپ باوجود کثرت تعداد کے مذہب سے نابلد پائیں گے، عوام تو درکنار بعض خواص بھی عندالامتحان مذہب سے کورے نکلتے ہیں، اگر کسی جاہل سے جاہل مرزائی یا رافضی یا غیر مقلد سے واسطہ پڑ جائے تو سوائے بغلیں جھانکنے کے کچھ بن نہیں پڑتا، ایسے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عمدۃ المحققین، زبدۃ المفسرین، قدوۃ العارفین، فخر المحدثین، زبدۃ الفقھاء، فرید الدھر وحید العصر، شیخ الاسلام والمسلمین، مجمع بحور الدنیا والدّین، قطب زمانہٖ جنید اوانہٖ شیخنا ومولانا السید محمد انور الکشمیری (نور اللہ مرقدہٗ) نے بارہا فرمایا تھا کہ اگر فقط چہل حدیث لکھ دی جائے جس میں احادیث مستدلّہ احناف ذکر کر دی جائیں اور تحقیق و تدقیق سے اس کو مبرا رکھا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک بڑا مفید کام ہوگا، مدارسِ اسلامیہ کے طلباء ان احادیث کو یاد کریں۔

احقر نے جب سے حضرت کی زبان سے یہ بات سنی تھی دل میں ''اربعین'' (چالیس احادیث شریفہ) لکھنے کا خیال تھا مگر من آنم کہ من دانم، اپنی ہیچمدانی اور کم مائیگی پر نظر کر کے دل ہی دل میں شرماتا تھا کہ تیرے پاس تو سرمایۂ علم و عمل کچھ بھی نہیں۔

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسبِ کمال
بے کمالی میں بھی افسوس میں کامل نہ ہوا

مگر ساتھ ہی دل نے یہ کہا کہ مانا تیرے پاس کچھ نہیں مگر شاید یہی زاد راہِ آخرت ہوجائے، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی ہی تیری زبان سے نکلے گا اور قلم سے لکھا جائے گا، درود شریف ہی لکھو گے، آخر یہ کیا تھوڑی نیکی ہے، بالآخر مستعیناً باللہ قلم اٹھایا اور اپنے دینی بھائیوں کے مفاد کے لئے یہ احادیث اپنی بساط کے موافق جمع کردیں۔

طلباء دین ان کو یاد کریں ان شاء اللہ مفاد سے خالی نہ ہوگا، قرأۃ حدیث کا ثواب ہوگا، اپنے مذہب کے مسائل کی دلیل یاد ہوجائے گی۔

سہولت کی غرض سے ترجمہ اردو میں کردیا گیا ہے بلکہ اسے خلاصۂ حدیث سمجھنا چاہئے، اگر علماء کرام نے نظر کرم سے دیکھا تو ان کا احسان ہوگا، ورنہ کوئی شکایت نہیں۔

اَلْفَہٗ

احقر محمد انوری غفرلہ دیوبندی حنفی

لائل پوری

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ ہجری

(1927ء)

نوٹ: یہ رسالہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ میں طبع ہوگیا تھا۔ حضرت نے اس کو بہت پسند فرمایا تھا۔ اور فرمایا کہ میں نے بارہا مولانا سید اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تھا کہ (اس سلسلہ میں) فقط چہل حدیث ہی لکھ دو۔ (انوار انوری حصہ دوم) از محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

ختم نبوت کا ثبوت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ

حدیث ۱ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَ مثَلَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ........فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے مکان بنایا اور اسے حسین و جمیل بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی...... پس میں نے آ کر اس کو بھی پورا کر دیا، اور میں تمام نبیوں میں سے آخری نبی ہوں۔‘‘

فائدہ: یہ حدیث کس شان سے ختم نبوت کو ثابت کرتی ہے، (تفصیل کیلئے کتاب ختمِ نبوت مصنفہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ ہو)۔

حدیث ۲ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔(۲)

’’حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’میری امت میں تیس جھوٹے نبوت کے دعویدار پیدا ہوں گے،

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، باب خاتم النبیین

(۲) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، اوائل کتاب الفتن

حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ نُزُوْلِ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ

حدیث ۳ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا، ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ وَ اقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ، الْاٰیَة۔ (۱)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق تم میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ حاکم عادل بن کر، پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے، (کیونکہ کوئی کافر نہ رہے گا) اور بہت مال ہوگا یہاں تک کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا (کیونکہ کوئی غریب نہ ہوگا) اور اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا، پھر فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اگر چاہو پڑھو یہ آیت کہ کوئی اہلِ کتاب نہیں مگر وہ ایمان لائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آپ کی موت سے پہلے۔

فائدہ: اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

(۱) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اترنا (۲) حاکم عادل ہونا

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ ابن مریم

(۳) صلیب کو توڑنا (۴) خنزیر کو قتل کرنا (۵) جزیہ اٹھا دینا (۶) مال کی کثرت۔
(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نزول من السماء کے الفاظ والی صریح و صحیح حدیث کتاب الاسماء والصفات للبیہقی، بیروت ص ۴۲۴ پر ہے)

مرتد واجب القتل ہے

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْمُرْتَدَّ یُقْتَلُ

حدیث ۴ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔(۱)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دین سے پھر جائے پس اس کو قتل کردو۔''

فائدہ: جہاں سلطنتِ اسلامی ہو وہاں یہ حکم (حاکم سے متعلق) ہے۔ (مرتد کا تفصیلی حکم معلوم کرنے کیلئے رسالہ ''الشھاب لرجم الخاطف المرتاب'' از حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ ہو)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا واجب القتل ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِی الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ عَلٰی شَاتِمِ الرَّسُوْلِ

حدیث ۵ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ یَهُوْدِیَّةً کَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ تَقَعُ فِیْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَاَطَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا۔(۲)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی، پس اس کا ایک شخص نے گلا گھونٹ دیا، یہاں تک

(۱) بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳، کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین
(۲) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۴، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحت اوائل کتاب الحدود

کہ وہ مرگئی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے خون کو ہدر (ضائع) قرار دیا، یعنی قاتل سے نہ قصاص لیا گیا نہ دیت۔"

فائدہ: حدیث نمبر ۴ کا فائدہ دیکھو۔(تفصیل کے لئے کتاب الصارم المسلول از علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ ہو)۔

ثبوت بیعتِ شیخ اہل اللہ

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْبَیْعَةِ

حدیث ۶ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ فِيْ مَجْلِسٍ تُبَايِعُوْنِّيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللهِ شَيْئًا وَ لَا تَسْرِقُوْا وَ لَا تَزْنُوْا وَ لَا تَقْتُلُوْآ اَوْلَادَكُمْ وَ لَا تَاْتُوْن بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ اَرْجُلِكُمْ وَ لَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللهِ وَ مَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا ...... الخ. فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (۱)

"حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو، اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو، اور نہ ہی بہتان باندھو، اور نہ ہی کسی نیکی کے کام میں میری نافرمانی کرو، پس جو شخص تم میں سے ان کو پورا کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا اور اگر کوئی ان میں سے کسی امر کا مرتکب ہوا تو دنیا میں اس کی وجہ سے سزا یاب ہوگا، پس ہم نے ان امور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔"

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۱، باب بیعۃ النساء

حدیث ۷ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔ (۱)

''حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔''

(فائدہ: عقائد و اعمال و امراضِ روحانیہ کی اصلاح کے لئے مُتّبع سنت شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے، یہ مستحب ہے واجب اور فرض نہیں ہے۔)

داڑھی مونچھوں کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قَصِّ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ

حدیث ۸ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْفُوا اللُّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔ (۲)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔''

حدیث ۹ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ شَارِبَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (۳)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص لبیں (مونچھیں) نہ کٹوائے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۳، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الدین النصیحۃ

(۲) نسائی ج ۲ ص ۲۷۴، اوائل کتاب الزینۃ

(۳) نسائی ج ۲ ص ۲۷۴

(فائدہ: مونچھیں نہ کٹوانا کافروں کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے بھی شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔ حاشیہ نمبر ۷ مشکوٰۃ ص ۳۷۵ کتاب اللباس)

فضائل ذکر

بَابٌ فِیْ فَضِیْلَةِ ذِکْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ

حدیث ۱۰ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِیْمِ۔ (۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں۔ زبان پر خفیف (آسان) ہیں، ترازوئے آخرت میں ثقیل (بھاری) ہیں، وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِیْمِ۔"

پانی کا بیان

کِتَابُ الطَّهَارَةِ.........بَابُ الْمِیَاهِ

حدیث ۱۱ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَاءِ الرَّاكِدِ۔ (۲)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

حدیث ۱۲ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۹، باب قول اللہ و نضع الموازین

(۲) مسلم ج ۱ ص ۱۳۸، باب النهی عن البول فی الماء الراكد

شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعًا رواہ الشیخان۔ (۱)

قَالَ محمد نیموی قال حافظ ابن حجر فی فتح الباری و فی الحدیث دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ حُکْمَ النَّجَاسَۃِ یَتَعَدّٰی عَنْ مَحَلِّھَا اِلٰی مَا یُجَاوِرُھَا بِشَرْطِ کَوْنِہٖ مَائِعًا وَ عَلٰی تَنْجِیْسِ الْمَائِعَاتِ اِذَا وَقَعَ فِیْ جُزْءٍ مِّنْھَا نَجَاسَۃٌ وَ عَلٰی تَنْجِیْسِ الْاِنَاءِ الَّذِیْ یَتَّصِلُ بِالْمَائِعِ وَ عَلٰی اَنَّ الْمَاءَ الْقَلِیْلَ یَنْجُسُ بِوُقُوْعِ النَّجَاسَۃِ فِیْہِ وَاِنْ لَّمْ یَتَغَیَّرْ۔ انتھٰی۔ (۲)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا کسی کے برتن میں پی جائے تو برتن کو سات بار دھونا چاہئے۔‘‘

یہ مستحب ہے ورنہ تین بار دھونا کافی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث سنن دار قطنی میں آیا ہے۔ (۳)

فائدہ: اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

۱)...... نجاست کا حکم اپنے محل سے متجاوز ہوجاتا ہے اپنے مجاور کی طرف بشرطیکہ وہ بہنے والی چیز ہو۔

۲)...... بہنے والی چیزوں میں اگر نجاست گرے تو ان کو نجس کردیتی ہے۔

۳)...... وہ برتن بھی نجس ہوجاتا ہے جس میں کوئی شئے مائع (بہنے والی) ہو۔

۴)...... قلیل پانی وقوعِ نجاست سے ناپاک ہوجاتا ہے، اگرچہ متغیر (رنگ، بو، ذائقہ کچھ بھی بدلا ہوا) نہ ہو۔

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۲۹، باب اذا شرب الکلب فی الاناء، مسلم ج ۱ ص ۱۳۷

(۲) آثار السنن ص ۳، باب المیاہ

(۳) سنن دار قطنی ج ۱ ص ۹۶

منی پلید ہے

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ نَجَاسَةِ الْمَنِیِّ

حدیث ۱۳ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِیِّ یُصِیْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ کُنْتُ اَغْسِلُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِهٖ۔ (۱)

”حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منی کی نسبت سوال ہوا، تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی دھویا کرتی تھی، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی طرف جاتے تھے تو ابھی دھونے کا اثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے پر ہوتا تھا۔“

وضو کی کیفیت کا بیان

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ کَیْفِیَّةِ الْوُضُوْءِ

حدیث ۱۴ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ رَأَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوْءِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاُتِیَ بِمِیْضَاةٍ فَاَصْغَاهَا عَلٰی یَدِهِ الْیُمْنٰی ثُمَّ اَدْخَلَ فِی الْمَاءِ فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَهُ الْیُمْنٰی ثَلَاثًا وَ غَسَلَ یَدَهُ الْیُسْرٰی ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاَخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَ اُذُنَیْهِ فَغَسَلَ بُطُوْنَهُمَا وَ ظُهُوْرَهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُوْنَ عَنِ الْوُضُوْءِ هٰکَذَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاءُ۔ (۲)

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۳۶، باب غسل المنی و فرکہ، مسلم ج ۱ ص ۱۴۰

(۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴، ۱۵

’’حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وضو کی نسبت سوال کیا گیا، تو آپ نے پانی منگا کر برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر جھکایا پھر ہاتھ کو پانی میں داخل کر کے تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا اور اپنا چہرہ تین بار دھویا، پھر دایاں ہاتھ (کہنیوں سمیت) تین بار دھویا پھر تین بار بائیں ہاتھ کو (کہنیوں سمیت) دھویا، پھر اپنے ہاتھ سے برتن میں سے پانی لے کر اپنے سر اور دونوں کانوں کا ایک بار مسح کیا، پھر اپنے پاؤں دھوئے، پھر فرمایا کہ وضو کی نسبت سوال کرنے والے کہاں ہیں؟ فرمایا میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔‘‘

گردن کے مسح کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ مَسْحِ الرَّقَبَةِ

حدیث ۱۵ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا تَوَضَّاءَ مَسَحَ عُنُقَهٗ وَ يَقُوْلُ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاءَ وَ مَسَحَ عُنُقَهٗ لَمْ يُغَلَّ بِالْاَغْلَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. نیل الاوطار للشوکانی۔ (۱)

’’ابن عمر رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو گردن کا مسح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وضو کرے اور گردن کا مسح کرے تو وہ قیامت کے دن عذاب کے طوق سے محفوظ رہے گا۔‘‘

فائدہ: اس حدیث کے مخالف کوئی حدیث صحیح مرفوع نہیں ہے، علماء محدثین اس حدیث کی اسناد میں قوت بیان فرماتے ہیں (عَنْ مُوْسٰى ابْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَنْ مَّسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهٖ وُقِیَ الْغَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، قَالَ ابْنُ حَجْرٍ هٰذَا وَ اِنْ كَانَ مَوْقُوْفًا فَلَهٗ حُكْمُ الرَّفْعِ لِاَنَّ هٰذَا لَا يُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّاْیِ۔ (التلخیص الحبیر

(۱) التلخیص الحبیر ج۱ ص ۹۳

ص ۲۴۲، حدیث: ۲۷۲) ''حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے سر کے ساتھ گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن گلے میں طوق پہنائے جانے سے بچا لیا جائے گا۔'' نیز علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ موقوف حدیث مرفوع حدیث کے حکم میں ہے، کیونکہ ایسی بات صحابی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا)۔

قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقَيْءِ

حدیث ۱۶ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّاءَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَ اَنَا صَبَبْتُ لَهٗ وَضُوْءَهٗ۔ (۱)

''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قے کی پس وضو کیا۔ (قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ منہ بھر ہو)۔ راوی کہتا ہے کہ میں جامع دمشق میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضو کا پانی ڈالا تھا۔''

(فائدہ: بلغم کی قے منہ بھر کر بھی آئے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ کھانا، پانی یا جمے خون کی قے منہ بھر ہو تو وضو ٹوٹے گا لیکن اگر خون پتلا بہنے والا ہو تو تھوڑا ہو یا منہ بھر ہر حال میں وضو ٹوٹے گا۔ منیۃ المصلی ص ۴۷)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا بیان

كِتَابُ الصَّلٰوةِ بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ

حدیث ۱۷ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ

---

(۱) ترمذی ج ۱ ص ۲۵

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (۱)

''حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے باندھتے تھے۔''

امام کے پیچھے ''الحمد'' نہ پڑھنی چاہئے

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْقِرَأْةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الْجَهْرِيَّةِ

حدیث ۱۸ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلْيَؤُمُّكُمْ اَحَدُكُمْ وَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ (۲)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سکھائی فرمایا کہ جب تم نماز کیلئے کھڑے ہوجاؤ تو تم میں سے ایک تمہارا امام بن جائے اور جب امام قرآن مجید پڑھے تو تم چپ چاپ ہوجاؤ۔''

حدیث ۱۹ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَ اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔ (۳)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۲۷، باب وضع الیمین علی الشمال، اسنادہ صحیح، آثار السنن ص ۷۷

(۲) مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۵، امام مسلم فرماتے ہیں: ھو عندی صحیح، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۴، باب التشھد فی الصلوٰۃ

(۳) مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۶، نسائی ج ۱ ص ۱۴۶، ھذا حدیث صحیح، آثار السنن ص ۱۱۱، مکتبہ امدادیہ ملتان

امام اس لئے بنایا گیا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب قرآن پڑھے تو تم خاموش ہو جاؤ۔''

امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت نہیں ہے

بَابُ تَرْكِ الْقِرَاْءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا

حدیث ۲۰ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاْءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاْءَةٌ۔ (۱)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے ہو تو امام کا پڑھنا اسی کا پڑھنا ہے (یعنی امام کی قرأت ہی کافی ہے، اس کو پڑھنے کی حاجت نہیں)۔''

حدیث ۲۱ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَلَطْتُّمْ عَلَيَّ الْقِرَاْءَةَ۔ (۲)

''لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھ پر قرأت کو خلط ملط کر دیا۔''

آمین آہستہ کہنے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّامِيْنِ

حدیث ۲۲ عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ

---

(۱) مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۹، ھذا اسناد صحیح متصل شرح مقنع للکبیر علی ھامش المغنی ج ۲ ص ۱۱ بیروت، آثار السنن ص ۹۰

(۲) طحاوی ج ۱ ص ۱۴۹ و اسنادہ حسن، آثار السنن ص ۱۱۳

وَ اَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ۔ (۱)

''حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی پس جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا تو آہستہ اور پست آواز سے امین کہی۔''

حدیث ۲۳ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ بْنَ جُنْدُبٍ وَ عِمْرَانَ رضی اللہ عنہ بْنَ حُصَیْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَیْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَ سَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَأَةِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ فَحَفِظَ سَمُرَةُ وَ اَنْكَرَ عَلَیْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَكَتَبَا فِیْ ذٰلِكَ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِیْ كِتَابِهٖ اِلَیْهِمَا اَوْ فِیْ رَدِّهٖ اِلَیْهِمَا اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ۔ (۲)

فائدہ: قَالَ مُحَمَّدٌ نیموی وَ فِی الْبُخَارِیْ فی ترجمة الباب اٰمِیْن هُوَ الدُّعَاءُ (ج ۱ ص ۱۰۷) وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً (سورۃ الاعراف: ۵۵) اَمَّا جَهْرَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَالتَّحْقِیْقُ اَنَّهٗ كَانَ تَعْلِیْمًا وَ یُؤَیِّدُهٗ مَا فِیْ اَبِیْ دَاوٗدَ من مجیئی وَائِلٍ عِنْدَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَرَّتَیْنِ فَلَعَلَّهٗ جَهَرَ لَهٗ تَعْلِیْمًا كَیْفَ وَ قَدْ صَرَّحَ وَائِلٌ بِنَفْسِهٖ مَا اَرَاهُ اِلَّا لِیُعَلِّمَنَا كَمَا فِیْ كِتَابِ الْاَسْمَاءِ وَالْكُنٰی لِاَبِی الْبِشْرِ الدَّوْلَابِیْ۔

''حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ میں مذاکرہ ہوا۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو سکتے یاد ہیں ایک بعد تکبیر

(۱) مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۶، ترمذی ج ۱ ص ۵۸، صحیح الاسناد، نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۶۹

(۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۳، باب السکتۃ عند الافتتاح۔

تحریمہ دوم بعد وَلَا الضَّآلِّیْنَ، حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا، پس ان دونوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے ٹھیک یاد رکھا ہے۔"

فائدہ: "ہم کہتے ہیں کہ چونکہ امین دعا ہے لہٰذا بحکم قرآن (تم دعا کرو عاجزی اور آہستہ سے) بھی امین کو آہستہ پڑھنا چاہئے، رہی حدیث سفیان جس میں جہر (اونچا پڑھنا) مذکور ہے سو تحقیق یہ ہے کہ وہ محض تعلیم کی غرض سے تھا جس طرح اور دعاؤں میں بھی اونچا پڑھنا تعلیماً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔"

رفع یدین نہ کرنے کا بیان

بَابُ تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِیْ غَيْرِ الْاِفْتِتَاحِ

حدیث ۲۴ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَلَا اُصَلِّیْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ۔ (قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔)(۱)

"حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پس آپ نے نماز پڑھی اور تکبیر اُولیٰ کے بعد رفع یدین نہ کیا۔"

التحیات میں انگلی سے اشارہ کرنا

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْاِشَارَةِ بِالسَّبَّابَةِ

حدیث ۲۵ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا

(۱) ترمذی ج ۱ ص ۵۹

قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَ عَقَدَ ثَلاَثًا وَّ خَمْسِيْنَ وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ۔ (۱)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشہد (التحیات) میں بیٹھتے تھے تو بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور دائیں کو دائیں گھٹنے پر اور ۵۳ کا عقد (انگلیاں سمیٹ کر ۵۳ کے عدد والی صورت) کرتے تھے اور سبابہ (شہادت والی انگلی) سے اشارہ کرتے تھے۔''

فائدہ: امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ اپنے مؤطا میں فرماتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

جماعت ثانیہ کی کراہت کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهَةِ تَكْرَارِ الْجَمَاعَةِ فِيْ مَسْجِدٍ

حدیث ۲۶ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِي الْمَدِيْنَةِ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا فَمَالَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَجَمَعَ اَهْلَهٗ فَصَلّٰى بِهِمْ۔ (۲)

''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے گرد ونواح سے تشریف لائے اور نماز کا قصد تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو پایا

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۲۱۶، باب صفة الجلوس فی الصلوٰة قال محمد فی مؤطاه ناخذو هو قول ابی حنیفه ص ۱۰۹، باب العبث بالحطی فی الصلوٰة

(۲) رواه الطبرانی فی معجمیه الکبیر والاوسط، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۴۵، قال الهیثمی رجاله ثقات، آثار السنن ص ۱۶۹

کہ نماز پڑھ چکے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور اہلِ بیت کو جمع کر کے جماعت کروائی۔''

(فائدہ: جس مسجد میں مستقل پانچ وقت کی جماعت ہوتی ہو اس میں دوسری بار جماعت کرانا شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔ جماعت ہونے کے بعد آئیں تو الگ الگ پڑھیں یا خارج مسجد جماعت کرائیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں رسالہ ''القطوف الدانیہ'' از حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو تالیفاتِ رشیدیہ ۲۹۷ پر چھپ چکا ہے۔)

تین وتر پڑھنے کا بیان

بَابُ الْوِتْرِ بِثَلَاثِ رَکْعَاتٍ

حدیث ۲۷ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ (۱)

''سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر میں سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور قُلْ یَآیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔''

حدیث ۲۸ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَءُ فِی الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَ فِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یَآیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَ فِی الثَّالِثَۃِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَ لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِ ھِنَّ وَ یَقُوْلُ یَعْنِیْ بَعْدَ التَّسْلِیْمِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثًا۔ (۲)

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی پہلی

---

(۱) ابن ماجہ ص ۸۲، واسنادہ حسن، آثار السنن ص ۲۰۱

(۲) نسائی ج ۱ ص ۲۴۹ واسنادہ حسن آثار السنن ص ۲۰۱

رکعت میں سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی دوسری میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتے تھے اور تین رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے تھے اور بعد سلام کے تین بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے تھے۔'' قال محمد نیموی وفی روایة عبد الله ابن عباس رضی اللہ عنہ اخرجه مسلم ثم اوتر بثلاث انتهی۔ (۱)

(فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر کی ایک رکعت کبھی بھی کافی نہیں ہوسکتی۔ موطا امام محمد ص ۱۵۰، لہٰذا وتر تین ہی پڑھیں۔)

دعائے قنوت رکوع سے پہلے

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ

حدیث ۲۹ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔ (۲)

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر پڑھتے تھے اور قنوت رکوع سے قبل پڑھتے تھے۔''

(نیز صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۸۶ و ۵۸۷ پر بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے پڑھی تھی۔)

فجر میں دائمی قنوت نازلہ نہیں

بَابُ تَرْكِ الْقُنُوْتِ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

حدیث ۳۰ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

---

(۱) آثار السنن ص ۲۰۱

(۲) ابن ماجہ ص ۸۳، نسائی ص ۲۴۸، اسنادہ صحیح، آثار السنن ص ۲۰۸

وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْا عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُوْلُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (۱)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک ماہ نمازِ صبح میں قنوت نازلہ پڑھی اور بددعاء کی قبیلہ رعل اور قبیلہ ذکوان پر اور فرماتے تھے قبیلہ عصیہ وہ نافرمان ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔''

(فائدہ: حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نماز فجر میں ہنگامی طور پر صرف ایک ماہ قنوت پڑھی گئی تھی، یہ کوئی دائمی عمل نہ تھا۔)

فجر کی سنتوں کا حکم

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهَةِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

حدیث ۳۱ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ (۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے اور سورج نکلنے سے پہلے نمازِ فجر کے بعد بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔''

حدیث ۳۲ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔ (۳)

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۲۳۷

(۲) مسلم ج ۱ ص ۲۷۵

(۳) ترمذی ج ۱ ص ۹۶

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سنت فجر (فرض سے پہلے) نہ پڑھ سکے تو وہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔''

بیس تراویح کا بیان

بَابُ التَّرَاوِیْحِ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً

حدیث ۳۳ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً...الخ (۱)

''حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔''

حدیث ۳۴ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔ (۲)

''حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں ۲۳ عدد رکعات پڑھتے تھے یعنی تین وتر اور بیس تراویح۔''

قَالَ مُحَمَّدٌ سُنَّةُ الصَّحَابَةِ هِیَ سُنَّةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت بعینہٖ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

---

(۱) مسند ابن الجعد ص ۴۱۳

(۲) موطا امام مالک ص ۹۸

جمعہ گاؤں والوں پر نہیں

بَابُ الْجُمُعَةِ فِی الْمُدُنِ

حدیث ۳۵ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِیْ۔ (۱)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ اردگرد کی چھوٹی بستیوں سے (مسجد نبوی کی طرف) جمعہ کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں باری باری آیا کرتے تھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱)...... محلِ اقامتِ جمعہ محض شہر یا قصبہ یا بڑی بستی (جس میں مرد و عورت، بچے بوڑھے جوان، کم ازکم بارہ سو(۱۲۰۰) ہوں۔ عزیز الفتاویٰ ص ۲۷۸ دارالاشاعت، کراچی) ورنہ اہلِ عوالی کو مدینہ میں آنے کی ضرورت نہ تھی۔

۲)...... چھوٹے گاؤں والوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ورنہ سب گاؤں والے مدینہ آیا کرتے۔

۳)...... جو لوگ ایک جمعہ کو آیا کرتے تھے وہ دوسرے جمعہ کو نہ مدینہ میں جمعہ کے لئے آتے تھے نہ اپنے گاؤں میں پڑھتے تھے، اگر جمعہ چھوٹے گاؤں والوں پر فرض ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور جمعہ قائم کرنے کا حکم ان کو فرماتے: اِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ۔

حدیث ۳۶ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ

---

(۱) بخاری ج۱ ص ۱۲۳، باب من این تؤتی الجمعة و علی من تجب

فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَیْسِ بِجُوَاثٰی مِنَ الْبَحْرَیْنِ۔(۱) قَالَ النِّیْمَوِیُّ اِنَّ ھٰذَا الْاَثَرَ یُسْتَفَادُ مِنْہُ اَنَّ الْجُمُعَۃَ تَخُصُّ بِالْمُدُنِ (وَالْقَصَبَاتِ) کَالْمَدِیْنَۃِ وَ جُوَاثٰی وَلَا تَجُوْزُ فِی الْقُرٰی۔(۲) وَ کَانَتْ بِجُوَاثٰی بعض آثار المدینۃ قلت منھا انھا کانت متجرۃ عظیمۃ۔(۳)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلا جمعہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو ادا کیا گیا وہ جُواثٰی (قصبہ) کی مسجد عبد القیس میں ادا کیا گیا تھا۔''

مدینہ کے بعد صرف جُواثٰی میں جمعہ کا ادا ہونا اس بات کی بیِّن (واضح) دلیل ہے کہ جُواثٰی شہر تھا، کیونکہ وفد عبد القیس نے واپس جا کر جمعہ ادا کیا ہے، حالانکہ ان دنوں میں اکثر قریٰ (بستیوں) میں اسلام پھیل چکا تھا، علاوہ ازیں جُواثٰی خود بڑی بھاری تجارت گاہ (منڈی) تھی اور وہاں مضبوط قلعہ تھا۔ اور جُواثٰی بحرین کی بستیوں میں سے ایک بڑی بستی تھی۔ (حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۱۶۲، طبع قدیمی)

حدیث ۳۷ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَا جُمُعَۃَ لَا تَشْرِیْقَ وَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ۔(۴)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نمازِ عید اور جمعہ سوائے مصر جامع کے جائز نہیں ہے۔''

فائدہ: یہ قول صحابی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس میں اجتہاد اور رائے کو دخل نہیں۔ کما قال بہ العراقی فی شرح الفیۃ الحدیث والسیوطی

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۲۲

(۲) آثار السنن ص ۲۹۱

(۳) آثار السنن ص ۲۸۲

(۴) رواہ عبد الرزاق ج ۳ ص ۱۶۷، وھو اثر صحیح، آثار السنن ص ۲۹۳

......والامام الرازی ......وغیر واحد من ائمة الحدیث۔ (۱)

وَ کَانَ اَنَسٌ فِیْ قَصْرِهٖ اَحْیَانًا یُجَمِّعُ وَ اَحْیَانًا لَا یُجَمِّعُ۔ (بخاری ج۱ ص۱۲۳) اَیْ کَانَ یُؤَدِّیْ الْجُمُعَةَ فِیْ بَصْرَةٍ مَرَّةً وَ لَا یُؤَدِّیْ فِی الْقَصْرِ اُخْرٰی وَ اَیْضًا مَا صَلّٰی ابْنُ عُمَرَ الْجُمُعَةَ فِی الْقَرْیَةِ حِیْنَ ذَهَبَ اِلٰی عِیَادَةِ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ رضی اللہ عنہ اِلٰی قَرْیَةٍ قَرِیْبِ الْمَدِیْنَةِ کَمَا فِی الْبُخَارِیْ ج۲ ص۵۶۹ وَ کَانَ ذٰلِكَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ۔

روضہ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا بیان

بَابٌ فِیْ زِیَارَةِ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حدیث ۳۸ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَ جَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ رواه الدارقطنی (۲) اسناده حسنٌ۔ (۳)

قال محمد نیموی اما حدیث شدّ الرّحال فلا تعلق له بهٰذا البحث۔ (۴)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔“

”قال محمد تَوَارُثُ السَّلَفِ حُجَّةٌ قَوِیَّةٌ لَا یُمْکِنُ اِنْکَارُهٗ سلف

---

(۱) آثار السنن ص ۲۹۳

(۲) سنن دار قطنی ج ۲ ص ۳۵۱

(۳) آثار السنن ص ۳۳۹

(۴) امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۸۱

صالحین کے عمل سے شرقاً غرباً یہ امر روشن وواضح ہوجاتا ہے کہ سلف صالحین محض برائے زیارۃ روضہ اطہر مدینہ جاتے تھے۔'' (فتح القدیر لابن ہمام)

رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْنَ............ اَلْاُسْوَةُ الْحَسَنَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش اخلاقی کا بیان

حُسْنُ الْعِشْرَةِ

حدیث ۳۹ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ قَطُّ وَ مَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَهٗ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهٗ لِمَ تَرَكْتَهٗ۔ (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کبھی اُف تک بھی نہیں کہا، اور اگر میں نے کوئی کام کیا ہوتو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا ہے؟ اور اگر کوئی کام مجھ سے رہ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں چھوڑا ہے؟''

حدیث ۴۰ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مَا كَانَ اَحَدٌ اَحْسَنَ خُلُقًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَعَاهُ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَلَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ اِلَّا قَالَ لَبَّيْكَ۔ (۲)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی اعلیٰ اخلاق والا نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱) شمائل ترمذی مع ترمذی ص ۵۴۹، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۲) الشفاء للقاضی عیاض ج ۱ ص ۱۲۱

کے اصحاب رضی اللہ عنہم یا اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بلاتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لبیک فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

احقر محمد انوری حنفی غفرلہ
۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶
(1927ء)

۷۸۶

الحمد للہ والمنۃ وبہ تتم الصالحات والنعمۃ
فقد طبعت الرسالۃ المسماۃ

ب

اربعین

من

احادیث النبی الامین

الفہ احقر العباد محمد لائل پوری۔ دیوبندی حنفی

غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ

ملنے کا پتہ

مولانا محمد ایوب الرحمٰن صاحب انوری
مکتبہ محمدیہ پی ۲۲۳ مین بازار۔ سنت پورہ
لائلپور

یہ کتاب سب سے پہلے اس ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوئی تھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ اللہُ تَعَالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

اَلصَّلٰوۃ

یعنی

نماز مترجم مع طریقہ

مؤلف

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

تقریظ

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا

اَمَّا بَعْدُ: فریضہ صلوٰۃ کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ مگر چونکہ بعض دفعہ شرعی طریقہ کو نظر انداز کر دینے سے انسان ''نیکی برباد گناہ لازم کا'' مصداق بن جاتا ہے اس لیے جامع معقول ومنقول فاضل وقت حضرت مولانا محمد صاحب حنفی لائل پوری نے رسالہ ''الصلوٰۃ'' جامع اور مختصر مشتمل بر ترکیب وآداب نماز وادعیہ ماثورہ موافق احادیث صحیحہ وروایات فقہیہ معتبرہ عندالحنفیہ تالیف فرما کر جماعت حنفیہ پر احسان عظیم فرمایا۔

حق تعالیٰ فاضل مؤلف کو فلاح دارین اور احناف کو توفیق عمل نصیب فرماوے۔ آمین

واللہ الموفق کتبہ احقر خیر محمد جالندھری

۶ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

عرض مؤلف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

حمد اور صلوٰۃ کے بعد گزارش ہے کہ علم دین کا سیکھنا اور سکھانا فرض ہے۔ قرآن وحدیث اس مسئلہ سے پُر ہیں۔ عالم کا فرض ہے کہ دین کی باتیں لوگوں کو سکھائے ہر مسلمان کا فرض یہ ہے کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سیکھے۔ اسلام کے رکن پانچ ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ ایمان میں دو چیزیں ہیں۔ تصدیق اور اقرار۔ ایمان کے معنی شرعی یہ ہیں۔ دل سے پختہ طور پر مان لینا کہ جو کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں سب سچ اور برحق ہے اور زبان سے ان سب باتوں کا اقرار کرنا ہے۔

پس مؤمن کا کام نہیں کہ جس چیز کی تصدیق کرتا ہے اس پر عمل نہ کرے۔ نماز اسلام کا ستون ہے جس نے نماز ادا کی اس نے دین اسلام کو قائم رکھنے کی کوشش کی اور جس نے نماز ترک کی اس نے دین اسلام کو ڈھانے اور گرانے کی کوشش کی۔ دین اسلام کی باتوں کو سچا مان کر عمل نہ کرنے والا بے ایمان اور کافر تو نہیں لیکن کام کافروں والے کرتا ہے پس تارک نماز کافروں کی موافقت کرنے والا ہے کیونکہ کافر نماز نہیں پڑھا کرتے۔ گو اس کو کافر نہ کہیں گے۔

یہ بھی سمجھو کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اسلام کا ظاہر سے۔ ایمان کا اثر دل سے باہر کی طرف آتا ہے اسلام کا اثر باہر سے دل میں جاتا ہے۔ راستہ دونوں کا ایک ہی ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ اعمال صالح کے لیے ایمان شرط ہے۔ اگر ایمان شرعی نہیں تو عمل کسی کام کی چیز نہیں خوب سمجھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے

معنی یہ ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بندگی اور عبادت کے لائق نہیں اس پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ دل سے مانے اور زبان سے اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات وافعال میں یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں نہ اسکے سوا کوئی خدا ہے۔ یہ تو ذات کی یکتائی ہے نہ اس کی خاص صفتیں کسی میں پائی جاتی ہیں مثلاً حیی قیوم ہونا۔ ہر جگہ حاضروناظر ہونا۔ ہر آن ہر مکان میں عالم الغیب والشہادہ ہونا یعلم ما فی الصدور ہونا۔ بے نیاز اور غنی ہونا وغیرہ یہ تو صفات کی یکتائی ہے۔

اس کے کاموں میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ مثلاً خالق ہونا رازق ہونا۔ زندہ کرنا۔ موت دینا، قحط ڈالنا، بارش برسانا۔ لڑکا، لڑکی دینا وغیرہ۔ اس سے یہ مطلب نکلا کہ اللہ ہی کارساز ہے پس اسی کی بندگی کرنی چاہیے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کا یہ مطلب ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ مکّی، مدنی، عربی، قرشی ہاشمی اللہ کے رسول ہیں۔ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قُصَیّ بن کِلاب بن مرہ بن کعب۔

اس پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول صادق مصدوق برگزیدہ خاتم الانبیاء سب نبیوں کے سردار آخری نبی تسلیم کرلے۔ اگر کوئی شخص رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول مانتا ہے۔ مگر اس کو یہ معلوم نہیں کہ آپ آخری نبی ہیں تو وہ مومن نہیں۔(۱) ایسا ہی جو شخص آپ کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے مرتد ہے۔ خواہ کتنی نمازیں پڑھے۔

ضروریات دین کا سیکھنا ہر ایک کے ذمّے فرض ہے۔ ضروریات دین اسے کہتے ہیں کہ جن کا علم خواص سے عوام تک پہنچ گیا ہو۔ مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا

---

(۱) الاشباہ والنظائر ص ۲۶۷ مع شرح حموی کشوری

یعنی یہ بدن اٹھائیں جائیں گے۔ اس کو حشرِ اجساد کہتے ہیں۔ قیامت کا آنا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا یعنی آپ کی ذات پاک کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی، اعمال کا تولا جانا پُل صراط پر چلنا، جنت و دوزخ کا وجود، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت میں دوبارہ دنیا پر تشریف لانا وغیرہ یہ سب ضروریات دین ہیں نماز بھی ان میں سے ایک ہے۔ دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس کا اعتقاد کہ یہ فرض ہے یہ ضروریات دین میں سے ہیں۔ فجر کی دو رکعت فرض ہیں دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ چاہیے کہ ان دو رکعت کو کبھی نہ چھوڑے نہ سفر میں نہ حضر میں، ظہر میں چار رکعت فرض ہیں اور چار رکعت پہلی سنت مؤکدہ ہیں دو رکعت بعد بھی سنت مؤکدہ ہیں۔ دو رکعت جو بعد میں پڑھی جاتی ہیں وہ نفل مستحب ہیں۔ جمعہ میں پہلی چار رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں اور جمعہ کے بعد بھی چھ رکعتیں سنت مؤکدہ پڑھے عصر میں چار رکعتیں فرض ہیں اور پہلی چار رکعت سنّت غیر مؤکدہ یا دو سنت پڑھ لے۔ مغرب میں تین رکعت فرض ہیں۔ دو رکعت بعد میں سنت موکدہ، اور دو رکعت نفل مستحب ہیں، عشاء میں چار رکعت فرض ہیں۔ چار رکعت پہلے سنت غیر موکدہ اور دو رکعت بعد میں سنت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت نفل جو بعد میں پڑھی جاتی ہیں وہ مستحب ہیں۔ حنفیوں کے نزدیک وتر تین رکعت ہیں جیسے مغرب کی نماز۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وتروں کی آخری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے۔ دعائے قنوت کے الفاظ طحاوی اور بیہقی وغیرہ میں ہیں۔

(جیسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے) وتروں کے بعد جو دو رکعت ہیں وہ کھڑے ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھیں۔ وتروں کا اصلی وقت عشاء کے بعد اور صبح صادق ہونے سے

پہلے پہلے ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جو شخص تہجد گزار ہے وہ وتروں کو نفلوں کے بعد پڑھے۔ وتروں کی نماز حنفیوں کے نزدیک چونکہ واجب ہے اس لیے کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے۔

شریعت کے احکام آٹھ قسم پر ہیں۔ فرض، واجب، سنت، (سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ) حرام، حلال، مباح، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی۔

ایمان کے معنی یقین کرنا اور ماننا، شریعت میں ایمان اسے کہتے ہیں کہ جو کچھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ آپ کے اعتماد پر اسے برحق یقین کر لینا اور سچ مان لینا۔

سُورۃ الکوثر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

”اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔“

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

”(اے پیغمبر) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔ لٰہذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ یقین جانو تمہارا دشمن ہی کٹا ہے۔“

وضو

وضو میں چار فرض ہیں: (۱) مکمل چہرہ دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کا مسنون طریقہ

بسم اللہ پڑھ کر پہنچوں تک ہاتھ دھوئے مسواک کر کے پھر تین بار کلی کرے، تین بار ناک میں پانی ڈالے، پھر تمام چہرہ کانوں تک اور ماتھے سے ٹھوڑی تک دھوئے اگر داڑھی بھاری نہ ہو تو بالوں میں پانی پہنچائیں۔ بھاری داڑھی کا خلال کرے، پھر کہنیوں سمیت کلائیاں دھوئے، پھر سارے سر کا مسح کرے، کانوں کا مسح بھی کرے، گردن کا مسح مستحب ہے، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔ وضو میں مسح ایک بار کرے باقی جوڑوں (جو اعضا دو دو ہیں) کا دھونا تین تین بار سنت ہے۔ فضول باتیں نہ کرے بلکہ کلمہ شہادت اور دوسری دعائیں پڑھتا رہے۔ یہ دعا حدیث میں آئی ہے:

حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔(۱) پڑھ لے اس کے لئے وعدہ جنت ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں اس کے راوی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

تیمم کا طریقہ

وضو درست اور ٹھیک طریقہ سے کرے، بیماری اور پانی نہ ملنے کی حالت میں تیمم (تیمم میں پاک مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر چہرے پر پھیرے پھر پاک مٹی پر

(۱) ترمذی، حدیث ۵۵ باب فیما یقال بعد الوضوء

ہاتھ مار کر دونوں کلائیوں پر کہنیوں سمیت پھیر لے[۱] بس تیمم ہو گیا۔ تیمم میں پاکی کی نیت شرط ہے)

نماز کا طریقہ

قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رخ رکھے مرد کانوں تک عورت کندھوں تک اٹھائے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر مرد ہاتھ ناف کے نیچے (عورت سینے پر) باندھے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں مرد بائیں ہاتھ کے پہنچے کو پکڑے۔ پھر یہ ثنا پڑھے:

ثناء

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ [۲]

''اے اللہ! تو پاک ہے، تیری ہی تعریف ہے، برکت والا ہے نام تیرا، تیری شان بلند ہے نہیں کوئی معبود تیرے سوا۔''

تعوّذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔''

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الفاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ

---

(۱) ابوداؤد ج ۱ ص ۶۲، ترمذی ج ۱ ص ۲۱، ابن ماجہ ص ۳۴

(۲) ترمذی ج ۱ ص ۳۴، حدیث ۲۴۳

الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾ (اٰمِیۡن)

''تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ جو سب پر مہربان ہے بہت مہربان ہے۔ جو روز جزا کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ کہ ان لوگوں کے راستے کی جن پر غضب نازل ہوا ہے اور ان کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں۔'' (پھر آہستہ آمین کہے)

پھر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں۔ محققین حنفیہ یہی فرماتے ہیں۔

سُورۃ الاخلاص

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٪﴿۴﴾

''کہہ دو بات یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔''

سورۃ الفلق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنۡ
شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ٪﴿۵﴾

’’کہو کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ پھیل جائے۔ اور ان جانوں کے شر سے جو (گنڈے کی) گرہوں میں پھونک مارتی ہیں۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔‘‘

سورۃ الناس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾
مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ
صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ٪﴿۶﴾

’’(اے نبی دعا میں یوں) کہو کہ میں آدمیوں کے رب، آدمیوں کے بادشاہ، آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں، اس وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، جنات میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔‘‘

پھر اَللّٰہُ اَکۡبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے) کہہ کر رکوع میں جائے۔

رکوع کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ [۱] (تین بار کم سے کم پڑھے)

"پاک ہے رب میرا بڑائی والا۔"

قومہ یعنی رکوع سے اٹھتے وقت کی تسمیع:

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ [۲] (کہتا ہوا کھڑا ہو جائے)

"اللہ نے (اس کی) سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔"

اسی قومہ کی تحمید:

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

"اے ہمارے رب! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے۔"

سجدہ کی تسبیح

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا سجدے میں جائے:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی [۳] (تین بار کم سے کم پڑھے)

"پاک ہے میرا بلند پروردگار۔"

دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھے۔ پھر دوسرا سجدہ کرے وہی تسبیح پڑھے۔ دوسری رکعت اسی طرح ادا کریں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ نہ پڑھے۔ ہر رکعت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا سنت ہے پھر دوسری رکعت ختم کر کے یہ تشہد پڑھے۔

---

(۱) ترمذی: ماجاء فی التسبیح فی الرکوع، ج ۱ ص ۳۵، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۶، ابن ماجہ ص ۶۴

(۲) بخاری ج ۱ ص ۱۰۹، مسلم ج ۱ ص ۱۶۹

(۳) ترمذی: ماجا فی التسبیح فی السجود ج ۱ ص ۳۵، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۵، ابن ماجہ ص ۶۴

تشہد یا التحیات

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ (۱)

"تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

جب اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ درمیان والی انگلی اور انگوٹھے کے سرے ملائے شہادت کی انگلی کے ساتھ والی اور انگوٹھا یعنی چھوٹی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو بند رکھیں یہ اشارہ سنت مؤکدہ ہے چاروں اماموں کے نزدیک حضرت ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے۔

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ پر علّامہ مراد حنفی مجدّدی کا حاشیہ ہے جس میں۔ اس مسئلے کو خوب صاف فرمایا ہے۔ حضرات فقہاء حنفیہ متقدمین سب اس پر متفق ہیں۔ بعض متاخرین نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ ان کو بُرا نہ کہنا چاہیے عمل سنت پر کرنا چاہیے۔ بزرگوں کی لغزش سے چشم پوشی کرنی

(۱) مسلم ج ۱ ص ۱۷۳، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۸، ترمذی ج ۱ ص ۳۸

چاہیے۔ دیکھو شامی، دُرّ مختار، فتح القدیر، البحر الرائق، طحطاوی، فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ، فتاویٰ عزیزی، طحاوی، موطا اِمام محمد، امالی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نور الایضاح، مراقی الفلاح، عین الہدایہ، انواع بارک اللہ، عینی شرح بخاری، کبیری شرح منیۃ المصلی۔ مالا بدمنہ، مسوی شرح موطا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، اشعۃ اللمعات شاہ عبدالحق محدث دہلوی، بذل المجہود، آثار السنن، العرف الشذی، اوجز المسالک، الکوکب الدری۔

آخری تشہد پڑھ کر یہ درود شریف پڑھے:

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (۱)

اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل پر، جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل پر، جیسے کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔''

پھر کوئی دعا کرے جو قرآن اور حدیث میں آئی ہے۔ (۲)

---

(۱) بخاری: الصلوۃ علی النبی بعد التشھد ج ۲ ص ۹۴۰، مسلم: التشھد فی الصلوۃ ج ۱ ص ۱۷۵

(۲) بخاری ج ۱ ص ۱۱۵

دُرود شریف کے بعد کی دُعا:

(۱) رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

''اے میرے رب! بنا مجھ کو نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی اے ہمارے رب اور قبول کر میری دعا اے ہمارے رب مجھ کو بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور تمام مومنوں کو جس دن حساب قائم ہو۔''

یا یہ دعا پڑھے:

(۲) رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

''اے ہمارے رب! عطا کر ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے۔''

(۳) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

''اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور اس میں شک نہیں کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔ پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرمادے۔ بے شک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔''(۱)

(۴) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَفِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ

---

(۱) بخاری ص ۱۱۵ ج ۱

چاہتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجّال کے فتنہ سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی کے فتنہ سے اور موت کے فتنہ سے، اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہوں سے اور قرض سے۔''(۱)

پھر دائیں بائیں سلام پھیر دے۔

سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ۔ (۲)

''سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت۔''

اگر امام ہو تو جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں اُن میں نمازیوں کی طرف منہ کر کے پھر کر بیٹھے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر الروایت میں اس مسئلہ کی تصریح کی ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی چھ کتب، مبسوط، جامع صغیر، کبیر، زیادات، سیر کبیر و صغیر، البحر الرائق میں بھی موجود ہے، لوگ اس سے غافل ہیں۔

سلام کے بعد کی دعا:

جس نماز کے بعد سنتیں ہیں بعد سلام یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡكَ السَّلَامُ تَبَارَکۡتَ یَا ذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ۔ (۳)

''اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی (مل سکتی) ہے، بہت برکت والا ہے تو اے عظمت اور

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۱۵

(۲) ابو داؤد: باب فی الصلوٰۃ، حدیث: ۹۹۶

(۳) مسلم: باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ، حدیث: ۵۹۱

بزرگی والے۔''

یا اتنی مقدار کی کوئی اور دعا کرے، اس کے علاوہ اور دعائیں اور اذکار بھی حدیث میں آئے ہیں۔بعض طویل بعض مختصر جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ابوداؤد میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت مسلم میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری میں، ایک روایت میں جمعہ کے بعد فاتحہ اور معوّذتین کا سات سات مرتبہ پڑھنا آیا ہے۔

حنفیوں کے ایک امام شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان وظیفہ پڑھ سکتا ہے۔جمہور کے نزدیک بہتر یہی ہے کہ سنتوں سے فارغ ہوکر وظائف پڑھے تاکہ زیادہ فاصلہ نہ ہو۔اور یہی سنت صحابہ ہے۔(۱)

جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں امام اور مقتدی آہستہ آواز سے استغفار تین دفعہ، آیۃ الکرسی معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) تین بار، (سُبْحَانَ اللہ) ۳۳بار (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) ۳۳ بار اور (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) ۳۴ بار اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' پڑھ کر سب مل کر دعا کریں۔یہ صرف مستحب ہے۔

ہاتھ سینے کے برابر اٹھائیں فارغ ہوکر چہروں پر پھیرلیں۔(۲) یہ اذکار ابوداؤد، بیہقی، مسلم، نسائی، مسند احمد کتب حدیث میں آئے ہیں جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں اپنی اپنی سنتوں سے فارغ ہوکر پڑھ لیں، پھر اپنے طور پر دعا کرلیں۔امام کا انتظار نہ کرتے رہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً گھروں میں سنتیں ادا کرتے تھے۔

---

(۱) طحطاوی علی المراقی

(۲) نورالایضاح مع مراقی الفلاح

مسائل

(۱) بدعتی اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) داڑھی قبضہ (ایک مٹھی) سے کم کترانا منڈانا فسق ہے۔ فاسق کا حکم اوپر مذکور ہوا، کبیری شرح منیۃ المصلی میں ہے: ''لَوْ قَدَّمُوْا فَاسِقًا یَأْثَمُوْنَ لاَنَّ کَرَاهَةَ تَقْدِیْمِه کَرَاهَةُ تَحْرِیْمٍ''

(۳) نماز میں دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ چار پانچ انگشت ہونا چاہئے۔ [۱]

نماز میں جمائی آئے تو روک دے ہا ہا کرنا مکروہ ہے۔ بعض صورتوں میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسریٰ کے دو قاصد آئے تو ان کی ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی۔ اور موچھیں بڑی بڑی تھیں، آپ نے نفرت سے منہ پھیرلیا اور فرمایا تم نے یہ شکل کہاں سے لی، انہوں نے اپنے بادشاہ کا حوالہ دیا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلٰکِنَّ رَبِّیْ قَدْاَ مَرَنِیْ بِاِعْفَاءِ لِحْیَتِیْ وَقَصِّ شَارِبِیْ پس آپ نے فرمایا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ داڑھیاں بڑھائیں اور موچھیں باریک کریں۔ [۲]

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کا رکھنا کم از کم مقدار قبضہ یعنی ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اللہ تعالیٰ کے سب پیغمبروں کا طریقہ مبارکہ ہے، قرآن پاک میں ہے: ''لَا تَأْخُذْ بِلِحْیَتِیْ'' حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ داڑھی کی یہ مقدار ''اِنَّ وُجُوْبَهَا ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ'' سنت سے معلوم ہوئی اس لئے

---

(۱) العرف الشذی، مراقی الفلاح

(۲) تاریخ الخمیس ج ۲ ص ۳۵، طبری ج ۳ صفحہ ۱۹، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۲۷۰، سیرت حلبی ج ۲ ص ۲۴۷ (مطبوعات مصر)

اس کو مسنون کہتے ہیں۔ اصل میں یہ واجبات میں سے ہے۔ یعنی فرض فعلی ہے۔

سیرت کی کتابوں میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی داڑھی بھی مقدار قُبضہ سے کم نہیں تھی۔ فَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ۔

مُصنّف ابن ابی شیبہ میں بہت سی روایات موجود ہیں۔ اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء جلد ۱ ص ۱۲۸ میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ملک شام میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار پر اذان کہی تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم روئے اور ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں۔

سب سے زیادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے۔ اور یہ سب کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد کی وجہ سے تھا۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ پر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی بہت بڑی تھی۔ اور صفحہ ۱۷۷ میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی داڑھی بہت بڑی تھی۔ اور صفحہ ۲۱۰ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت بڑی داڑھی والے تھے اس وقت ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم اس لشکر میں موجود تھے۔

مسئلہ جس کی بیوی پردہ نہیں کرتی نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ (۱)

وتر

وتر کی تین رکعت ہیں، تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھے، قرأت ختم کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر باندھ لے، فقہ وحدیث سے ایسا ہی ثابت ہے۔ (۲)

بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فعل نقل فرمایا ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزء رفع یدین

---

(۱) فتاویٰ عزیزی فارسی ج ۱ ص ۹۴

(۲) آثار السنن، کشف الاستار، مراقی الفلاح

میں فعل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا ہے سند اس کی صحیح ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فعل بھی نقل کیا ہے۔

دُعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَ نَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ (۱)

’’الٰہی! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے۔ الٰہی! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔‘‘

مسئلہ رمضان کے مہینے میں وتر جماعت سے ادا کریں باقی تمام سال میں وتر کی جماعت نہیں ہے۔

---

(۱) السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۹۸، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۱۶

نماز کے بعد کی دُعا

چند دعائیں لکھی جاتی ہیں، تین دعائیں پہلے گزر چکیں ان میں سے جتنی چاہے مانگے۔ دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھے پھر دعا مانگے، آخر میں درود پر ختم کرے، ایسی دعا مقبول ہوتی ہے حدیث میں یوں ہی آیا ہے۔(۱)

مختصر سی حمد وصلوٰۃ لکھی جاتی ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔

اور اسی طرح کی دعائیں قرآن وحدیث اور فقہ میں آئی ہیں۔ علماء سے پوچھ کر یاد کرلے۔

نماز جنازہ

اس نماز میں چار تکبیریں فرض ہیں۔ نماز جنازہ حقیقت میں مردے کیلئے دعا ہی ہوتی ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد (سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ) (وَجَلَّ ثَنَاءُکَ) کسی مشہور حدیث میں نہیں آیا۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۸۷

البتہ مسند فردوس دیلمی میں جنازہ کی ثناء میں موجود ہے۔اس لئے شرعاً وَجَلَّ ثَنَاءُكَ پڑھنے کی بھی گنجائش ہے۔(۱)

دوسری تکبیر کے بعد وہی درود شریف پڑھے جو نماز میں پڑھتے ہیں۔

تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا. اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ۔(۲)

ابو داؤد کی روایت میں (فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِيْمَانِ فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ) بھی آیا ہے۔(۳)

ایک دعا یہ ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ پر پڑھی اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے یاد کر لی بڑی فضیلت کی دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبِ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجاً خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ ۔(۴)

چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا نہ پڑھے بلکہ سلام پھیر دے یہی ظاہر

(۱) مسند فردوس دیلمی ج ۱ ص ۲۱۵، حدیث ۸۱۹، البحر الرائق ج ۱ ص ۳۲۸، عنایہ ج ۱ ص ۲۵۲، فتح القدیر ج ۱ ص ۲۵۲

(۲) ابو داؤد: حدیث: ۳۲۰۱

(۳) ابو داؤد ج ۲ ص ۱۰۱

(۴) مسلم، نسائی، ترمذی، نور الایضاح، مراقی الفلاح، البحر الرائق طحطاوی، عین الہدایہ، شرح النقایہ

مذہب ہے۔

سلام پھیر کر جنازہ اٹھانے میں مشغول ہوں ۔تمام کتب فقہ میں یہی لکھا ہے، بعد نماز جنازہ کے کوئی دعا نہیں (بلکہ بدعت ہے)۔ (۱)

مسئلہ　غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں میت کا سامنے ہونا شرط ہے۔ (۲)

نابالغ بچے کیلئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔ (۳)

"اے اللہ! اس بچہ کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنادے۔"

نابالغ بچی کے لیے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً۔

"اے اللہ! اس بچی کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والی اور سفارش منظور کی ہوئی بنادے۔"

مسئلہ　نماز جنازہ ایک بار سے زیادہ پڑھنا، ناجائز ہے۔ یہی مذہب حنفی ہے۔ ہاں! اگر ولی نے پہلی بار نہ پڑھا ہو اور اس کی اجازت کے بغیر دوسروں نے نماز

---

(۱)　مرقات ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، خلاصۃ الفتاوی، مظاہر حق

(۲)　کبیری صفحہ ۵۴۰ کبیری کشوری و عام کتب فقہ

(۳)　مسند عبد الرزاق ج ۳ ص ۵۲۹

پڑھی ہو تو ولی کے لئے تکرار جائز ہے ورنہ نہیں۔ (۱)

میت کو غسل دینے کا طریقہ

مسئلہ: غسل میت کا طریقہ یہ ہے کہ تختہ پر میت کو اس طرح لٹائے کہ دائیں جانب قبلہ ہو۔ تختہ کو عود کی دھونی تین بار دی جائے۔ پہلے مُردے کو استنجا کروایا جائے پھر وضو کرایا جائے، کلی اور ناک میں پانی ڈالنا مسنون نہیں۔ یہ حنفی مذہب ہے۔ پھر اس کا سر اور داڑھی صابن سے دھوئی جائے۔ پھر بیری کے پتوں کو ڈال کر جوش دیا ہوا پانی تین بار تمام بدن پر ڈالا جائے پہلے بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں جانب دھوئیں۔ پھر دائیں جانب لٹا کر بائیں جانب دھوئیں پھر ذرا سہارا دے کر پیٹ پر ہاتھ پھیرا جائے اگر کوئی آلائش نکلے تو صاف کرلیں۔ غسل دوبارہ دینا ضروری نہیں۔ اتنی جگہ دھو ڈالیں۔

مسئلہ: غاسل (غسل دینے والا) کو چاہیئے کہ روئی یا صاف کپڑے کو بھگو کر میت کے دانت اور ناک صاف کردے۔

میت کو قبر میں لٹاتے وقت یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (۲)

''اللہ کے نام سے اور اللہ کے حکم سے اور شریعت پر رسول اللہ کے۔''

مسئلہ: مردہ کو قبلہ رخ دائیں کروٹ پر لٹانا چاہیئے۔ بالکل چت نہ لٹائیں، بلکہ کچھ سہارا دے کر سارے جسم کا رخ بدل دینا چاہیئے۔ تمام فقہ کی کتابوں میں

---

(۱) فتاویٰ عالمگیریہ

(۲) ترمذی: ص ۱۷۰

یہ مسئلہ موجود ہے۔لوگ اس سے غافل ہیں۔ابوداؤد میں حدیث موجود ہے۔(۱)

مسئلہ: عام گزرگاہوں اور لوگوں کی مملوکہ زمین میں جنازہ کی نماز مکروہ ہے۔(۲)

مسئلہ: جنازے کے ساتھ چلتے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا یا قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔بلکہ خاموشی سے جائیں۔(۳)

مسئلہ: لوگوں کو جنازے کے پیچھے یہ کہتے جانا کہ سب زندہ مریں گے یا سب کو موت آئیگی وغیرہ الفاظ بولنے کو بھی فقہاء بدعت فرماتے ہیں۔(۴)

مسئلہ: قبر میں کچی اینٹ لگانی چاہیے۔پکی اینٹ لگانا مکروہ تحریمی ہے۔(۵)

مسئلہ: قبر پر عمارت بنانا حرام ہے/کتب حدیث اور فقہ اس مسئلہ سے پُر ہیں، عموماً لوگ زینت کیلئے یہ کام کرتے ہیں۔

مسئلہ: دفن کرنے کے بعد قبر کے سرہانے الٓمّٓ سے مُفۡلِحُوۡنَ تک پڑھے۔اور پاؤں کی طرف اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ سے آخر سورۃ بقرہ تک پڑھنا مسنون ہے۔(۶)

مسئلہ: قبر کے پاس مردے کی مغفرت کیلئے قبلہ رُخ ہوکر دعا مانگنا جائز بلکہ مسنون ہے۔

مسئلہ: مرد میت کیلئے تین کپڑے کفن کے ہیں۔دو بڑی چادریں ایک کفنی۔ کفنی دونوں طرف سے برابر ہونی چاہئے۔یہ رواج کہ کفنی پچھلی طرف سے ایک بالشت رکھتے ہیں محض مہمل اور باطل ہے۔سنت کے خلاف ہے۔کُرتا دونوں طرف

---

(۱) کبیری صفحہ ۵۵۳

(۲) مراقی الفلاح ص۹۹

(۳) مراقی الفلاح ص۱۰۱

(۴) مراقی الفلاح ص۱۰۱

(۵) نور الایضاح، درمختار، شامی، قاضی خاں، البحر الرائق، فتح القدیر

(۶) مشکوٰۃ شریف، بیہقی، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں

سے برابر ہوتا ہے۔ نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے۔ عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں۔ دو بڑی چادریں، کفنی، اوڑھنی، سینہ بند، نابالغ کا کفن پورا بالغ کی طرح ہونا چاہئے یہی سنت ہے، خواہ ایک دن کا بچہ ہو، فقہاء تصریح کرتے ہیں۔ (۱)

مسئلہ میت والوں کو تسلی تشفی دینا صبر دلانا سنت ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ دری بچھا کر جہاں بیٹھے ہوں وہاں جا کر ہی تعزیت کرے گھر پر، کھیت پر، دوکان پر، یا جہاں میت والا مل جائے یا بذریعہ فون یا خط تعزیت کرسکتا ہے۔

مسئلہ آج کل جو فاتحہ کی رسم ہے اس کا ثبوت نہیں۔ ایصال ثواب کیلئے آج کل کے ختم درود کے طریقے شریعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ قرآن، حدیث، فقہ کسی میں اس کا ثبوت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کی توفیق دے۔ احقر محمد انوری (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ختم مرسومۃ الہند کا مطالعہ کریں۔

مسئلہ سوم، نہم، چہلم، برسی وغیرہ کرنا۔ لوگوں کا اکٹھے ہو کر میت کے گھر والوں کی دعوت اڑانا، نہ عقل اس کو مانتی ہے نہ اس کو شریعت پسند کرتی ہے۔ بلکہ فقہاء ایسی دعوتوں کو بدعت فرماتے ہیں۔ (۲)

مسئلہ میت والوں کے لئے ان کے رشتہ دار کھانے کا انتظام کریں۔ یہ سنت طریقہ ہے۔ کیونکہ میت کی وجہ سے غم میں ہوتے ہیں ان کو ایک دو وقت کھانا کھلائیں۔ اور کھانے پر اصرار کریں۔ (۳)

مسئلہ ایصالِ ثواب کیلئے قرآن پاک پڑھنا کسی غریب کو نقد دینا مسکین کو کھانا

---

(۱) درمختار

(۲) فتح القدیر، مراقی الفلاح ختم مرسومۃ الہند، وصیت نامہ، حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳) مراقی الفلاح ص ۱۰۳

کھلانا کپڑا دینا تعلیم دین کیلئے خرچ دینا مسجد بنوانا سب جائز ہے۔ مگر یاد رہے کہ سنت کے مطابق ہو اور اوپر ذکر کردہ رسموں کی پابندی نہ ہو ہمارے مذہب حنفی میں عبادت مالی اور بدنی کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے۔

قبرستان میں داخل ہونے کی دُعا:

مسئلہ قبروں کی زیارت مستحب ہے، سنت یہ ہے کہ قبرستان میں جا کر کھڑا ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْأَلُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

''تم پر سلام مومنین قوم کے گھر اور بیشک ہم اگر اللہ نے چاہا تم سے ملنے والے ہیں۔ میں سوال کرتا ہوں اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت اور آرام کا۔'' (۱)

مسئلہ عورتوں کا قبرستان میں جانا فقہاء پسند نہیں کرتے۔

مسئلہ قبر کو لتاڑنا اس پر چلنا منع ہے۔

مسئلہ قبروں پر جا کر سورۃ یٰسٓ پڑھنا اور اس کا ثواب مردوں کی ارواح کو پہنچانا جائز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جو کوئی قبرستان میں جائے اور گیارہ دفعہ ''قل ھو اللہ'' پڑھ کر مردوں کو ثواب پہنچائے اس کو ان تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

مسئلہ قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھنا جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ بغیر اجرت ہو اگر اُجرت لیکر پڑھتا ہے تو شرعاً گناہگار ہے۔

---

(۱) مراقی الفلاح مع طحطاوی ص ۱۰۳ کتاب الجنائز

مسئلہ قبرستان میں سے درخت اور سبز گھاس اکھاڑنا مکروہ ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جب تک سبز ہوں مردوں کو نفع ہوتا ہے۔ (۱)

ایمانِ مفصّل یہ ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

''ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بُری تقدیر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر بھی میں ایمان لایا۔''

ایمانِ مجمل یہ ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ۔

''ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔''

پہلا کلمہ طیّب:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

دوسرا کلمہ شہادت:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ

---

(۱) مراقی الفلاح مع طحطاوی کتاب الجنائز

مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔''

تیسرا کلمہ تمجید:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

''میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو بلند شان اور عظمت والا ہے۔''

چوتھا کلمہ توحید:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے اور اُسی کے لئے تمام تعریف ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیش زندہ رہے گا، اسے کبھی بھی موت نہیں۔ وہ عظمت اور بزرگی والا ہے، بہتری اُسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

پانچواں کلمہ سید الاستغفار:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

''اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں اپنے عہد اور وعدے پر ہوں۔ جہاں تک طاقت رکھوں میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میں نے کی۔ میں اقرار کرتا ہوں تیری نعمت کا مجھ پر میں اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا پس تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو ہی غفور الرحیم ہے۔''

چھٹا کلمہ ردِّ کفر:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْکِذْبِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْبِدْعَۃِ وَالنَّمِیْمَۃِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُھْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

''الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں، میں نے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت

سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور (دوسری) ہر قسم کی نافرمانیوں سے اور میں نے فرمانبرداری کے لئے سر جھکایا اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

استغفار:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

اذان

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف۔ آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ

سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے) چار دفعہ کہے اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں) دو دفعہ کہے۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) دو دفعہ کہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ (آؤ نماز کے لئے) دو دفعہ کہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (آؤ نجات کی طرف) دو دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے) دو دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں)۔

فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو مرتبہ کہے (نماز بہتر ہے نیند سے)

مسئلہ جب اذان سنے تو جواب ساتھ ساتھ دیتا جائے۔ اور جو اذان دینے والا کہے وہی الفاظ کہے، صحیح بخاری اور مسلم میں ایسا ہی آیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" کہے۔ ابن ہمام صاحبِ فتح القدیر فرماتے ہیں کہ دونوں کو جمع کرے۔

حاصل یہ کہ دونوں میں ایک کو اختیار کرے۔[۱] طبرانی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صریح الفاظ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ موجود ہیں۔[۲]

حاکم نے مستدرک جلد اول میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو الفاظ مؤذن کہتا تھا وہی الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا فرماتے تھے۔ اور اس کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح فرماتے ہیں، حافظ شمس الدین ذہبی نے اس پر کوئی

---

(۱) العرف الشذی، مسند ابو یعلی

(۲) فتح القدیر، ص: ۲۱۸

جرح نہیں کی اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے۔

اذان کی دُعا:

اذان ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

”اے اللہ! اس پوری پکار کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وسیلہ عطا فرما (جو جنت کا ایک درجہ ہے) اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا ہے۔“

اِقامت:

اقامت کے کلمات بھی اذان کی طرح ہیں، ہاں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ کہے: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (بیشک کھڑی ہوگئی نماز)۔

آیۃ الکرسی:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾

مسجد میں داخل ہونے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (۱)

''اے اللہ! معاف کر میرے گناہوں کو، میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

مسجد سے نکلنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ (۲)

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔ (۳)

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔''

بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ (۴)

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیز دور کی اور مجھے چین دیا۔''

یا یہ پڑھے: غُفْرَانَكَ۔

صبح اور شام کی دُعا:

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ

---

(۱) مسلم، حدیث ۱۶۵۲

(۲) مسلم، حدیث ۱۶۵۲

(۳) مشکوٰۃ ص ۴۳

(۴) مشکوٰۃ ص ۴۴

السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ (۱)

''اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، زمین کی ہو یا آسمانوں کی اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

تین بار ''اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ''

''ہم پر اور اللہ کی تمام بادشاہی پر صبح کا وقت داخل ہوا اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔''

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا ۔

''راضی ہوا میں اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے سے۔''

شام کے وقت یہ دعا بھی پڑھے:

اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ (۲)

''پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ کے پورے کلموں کی اس چیز کی بدی سے جو پیدا کیا۔''

سوتے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ۔ (۳)

سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۔ (۴)

---

(۱) ترمذی، حدیث ۳۳۸۸

(۲) ترمذی، حدیث ۳۴۳۷

(۳) ابوداؤد، حدیث ۵۰۴۵

(۴) بخاری، حدیث ۶۳۱۴

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا: تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ﴿۱۰۱﴾ (سورۃ یوسف:۱۰۱) یہ دعا اکثر پڑھنی چاہئے۔

بعد مغرب سات بار پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ (۱)

کھانا شروع کرنے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰہِ وَبَرَکَۃِ اللّٰہِ۔ (۲)

کھانے سے فارغ ہوکر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔ (۳)

نماز جمعہ

مذہب حنفی میں نماز جمعہ کیلئے شہر (قصبہ یا بڑا گاؤں) شرط ہے۔ چھوٹے گاؤں والوں پر جمعہ واجب نہیں بلکہ ناجائز ہے۔ باجماعت ظہر ادا کریں بعض لوگ گاؤں میں جمعہ پڑھ کر احتیاطاً ظہر پڑھتے ہیں۔ یہ حنفی مذہب کے بالکل خلاف ہے۔ تمام کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے، گاؤں میں جمعہ نفل واقع ہوگا اور دن کے وقت نفل باجماعت ادا کرنے مکروہ ہیں۔ پھر کمال یہ کہ اذان خطبہ جماعت تو ان نوافل کی ہوئی اور فرض الوقت کو تنہا تنہا بعد میں ادا کیا۔ یہ قباحت در قباحت ہے، شہروں اور قصبات میں جمعہ فرض ہے۔ ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ ایسے مقامات میں احتیاطً ظہر سے عوام جمعہ کی فرضیت ہی سے منکر ہو بیٹھے ہیں۔ لہٰذا خواص کو بھی ترک کرنا چاہئے۔ (۴) دارالحرب میں شہر میں امام مقرر کر کے جمعہ ادا کریں بس فرض

(۱) ابوداؤد، حدیث ۵۰۷۹

(۲) مستدرک حاکم، حدیث ۷۰۸۴

(۳) ترمذی، حدیث ۳۴۵۷

(۴) البحرالرائق، شامی

ادا ہو گیا بعد میں چھ سنتیں پڑھیں خطبہ جمعہ عربی زبان میں ہونا چاہئے۔

نمازعیدین

مذہب حنفی میں شہر اور قصبہ اور بڑے گاؤں میں عید کی نماز پڑھی جائے۔ راہ میں آتے جاتے دنیا کی باتیں کرنے کی بجائے تکبیرات کہتے جائیں۔ عیدالفطر میں آہستہ آہستہ اور عیدالاضحیٰ میں بلند آواز سے تکبیرات کہے۔

تکبیرات

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

آتے جاتے راستہ بدل کر آئیں تاکہ دونوں راستے شہادت (گواہی) دیں۔

نمازعیدین کا طریقہ

امام جب تکبیر کہے تو مقتدی بھی تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ پھر "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ" پڑھیں اس کے بعد تین تکبیریں کہیں۔ ہاتھ اٹھا کر چھوڑتے جائیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر امام قرأت پڑھے گا۔ مقتدی سنتے رہیں۔

دوسری رکعت میں قرأت ختم کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں۔ اور ہاتھ چھوڑتے رہیں۔ پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کریں۔ بعد نماز امام خطبہ پڑھے۔ لوگ خاموش رہ کر سنیں، چلنا پھرنا، بات کرنا وغیرہ گناہ ہے، اس نماز کی اذان نہیں (اقامت بھی نہیں)۔ عیدگاہ میں کوئی نفل نہ پڑھیں۔

نماز تراویح

رمضان میں بعد نماز عشاء بیس رکعت تراویح پڑھیں جماعت کے ہمراہ، چار رکعت کے بعد کافی دیر بیٹھیں۔ تسبیح درود شریف وغیرہ پڑھتے رہیں، وتر بھی

جماعت سے ادا کریں، جس کی تراویح کی کچھ رکعت رہ گئی ہوں وہ وتر امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ بعد میں تراویح پوری کرے۔ رمضان شریف میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے۔ بلا اجرت پڑھنے والے حافظ سے قرآن سنیں، تمام رمضان میں کم از کم ایک دفعہ قران ختم کریں۔

نمازِ حاجت

جب کوئی ضرورت پیش آئے تو وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔ اور حمدو صلوٰۃ کے بعد یہ دعا کرے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَ الْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ○

"نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو حلیم کریم ہے۔ اللہ بے عیب ہے۔ رب ہے بڑے عرش والا سب تعریف ہے اللہ کیلئے جو کہ رب ہے سارے جہانوں کا اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کے موجبات کا اور تیری بخشش کے عزائم کا اور ہر نیکی سے غنیمت کا اور گناہ سے بچنے کا اور ہر گناہ سے سلامتی کا، میرا کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر تو اس کو بخش دے، اور تو کوئی غم نہ چھوڑ، مگر تو اس کو کھول دے۔ اور

کوئی قرض نہ چھوڑ مگر تو اس کو ادا کر دے اور دنیا و آخرت کی
حاجتوں سے جس سے تو راضی ہے۔ اس کو پورا کر دے اے
رحم کرنے والوں کے رحم کرنے والے۔"

بعض لوگ بیماریوں اور تکالیف میں غیر اللہ سے مرادیں مانگتے ہیں بزرگوں کے نام کی دہائی دیتے ہیں، یہ سب باتیں مسلمان کے لئے زیبا نہیں حرام ہیں۔ اور شرک میں مبتلا کر دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رضا والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بس خدا ہی سے مانگے، اسی سے حاجت چاہے، قرآن میں ہے: اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ کیا اللہ تعالیٰ بندے کی حاجت روائی کے لئے کافی نہیں۔ سبحان اللہ! کیسا پاک کلام ہے، اے اللہ! تو ہی ہمارے لئے کافی ہے ہم کو اپنی بندگی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری اور اتباع ائمہ دین، بزرگان ملت حنیفہ کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین

دعائے استخارہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُكَ بِعِلۡمِكَ وَاَسۡتَقۡدِرُكَ بِقُدۡرَتِكَ
وَاَسۡأَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّكَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ
وَتَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنۡ
كُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا لۡاَمۡرَ خَیۡرٌ لِیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ مَعَاشِیۡ
وَعَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ فَاقۡدُرۡهُ لِیۡ وَیَسِّرۡهُ لِیۡ ثُمَّ بَارِكۡ لِیۡ فِیۡهِ
وَاِنۡ كُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا لۡاَمۡرَ شَرٌّ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ
وَ عَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ فَاصۡرِفۡهُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡهُ وَاقۡدُرۡلِیَ
الۡخَیۡرَ حَیۡثُ كَانَ ثُمَّ ارۡضِنِیۡ بِهٖ۔

دو رکعت نفل ادا کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر یہ دعا پڑھیں۔ اور قبلہ رخ ہو کر

دائیں پہلو پر سو جائے۔ تین دن تک یہ عمل کرے ایک دن کے بعد بھی جس طرف قلب کا رجحان دیکھے کام کر سکتے ہیں۔

''صلوٰۃ التسبیح'' چار رکعت میں تین سو بار یہ پڑھے:

''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ'' (۱)

ہر رکعت میں (۷۵) بار قرأت پڑھ کر ۱۵ بار رکوع میں، ۱۰ بار قومہ میں، ۱۰ بار سجدے میں، ۱۰ بار جلسہ میں، ۱۰ بار دوسرے سجدے میں، ۱۰ بار سجدے سے سر اٹھا کر، ۱۰ بار اسی طرح ہر رکعت میں پڑھے۔ یہ نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی، تمام گناہوں کی مغفرت کے لئے۔ (۲)

اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے سے کم از کم دس منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔ اس کی کل چار رکعت ہے۔ اکثر لوگ اس سے غفلت کرتے ہیں۔ اگر کچھ ذرا دیر سے پڑھے تو اس سے آٹھ رکعت یا زیادہ پڑھ لے۔ اسکی کل ۱۲ رکعت ہیں۔ اس کو چاشت یا ضحیٰ کہتے ہیں، بعد مغرب چھ رکعتیں یا بیس رکعت پڑھے تو اس کو صلوٰۃ الاوّابین کہتے ہیں۔ اور وضو کے بعد دو رکعت پڑھنا خوب جی لگا کر اس کا بہت بڑا ثواب ہے، جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھ لے۔ اس کا بھی بہت ثواب ہے۔

اذان اور اقامت کے درمیان مسجد میں نفل پڑھنا (سوائے مغرب وفجر کے) بڑا اجر رکھتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ اپنے اوقات کو ذکر اور فکر میں صرف کرے۔ اور آخرت کا ہر وقت فکر رکھے۔ موت کو یاد رکھے حدیث میں اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ (کہ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو کثرت

(۱) ترمذی، حدیث ۴۸۱

(۲) ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ

سے یاد رکھو) آیا ہے۔ یہ حدیث ساری صحاح میں موجود ہے۔ حدیث جبریل جو مشکوٰۃ اور سارے صحاح میں تقریباً موجود ہے، اسلام، ایمان، احسان سب کو دین فرمایا گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور بزرگوں کے ساتھ نہایت ادب اور احترام کا برتاؤ رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی بے ادبی نہ کرے کیونکہ ان پر اعتماد کرنا ہی ایمان ہے۔ اور ہر وقت خاتمہ کا ڈر لگا رہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے ڈرتے تھے۔ چنانچہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَ كَلَامِنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)

نماز کو خوب جی لگا کر اطمینان کے ساتھ قیام، قرأت، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ ادا کرے، جلدی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے، وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ہر چھوٹی بڑی بات لکھی جا رہی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمیر ابن ہانی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ ہزار سجدے کرتے تھے اور ایک لاکھ تسبیح کرتے تھے۔[1] اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مستقیم بندہ وہ ہے کہ بالکل اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اور اس کے غیر کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر اس کی عبادت میں اس کے غیر کو شریک کیا تو وہ نہ عابد ہے نہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمبا سکوت فرماتے تھے۔

(حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اذا صلیتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحسنوا الصلوٰۃ علیہ فانکم لا تدرون لعل ذلك یُعرض عَلَیْه فقالو اله فعلّمنا قال قولوا اللّٰهم اجعل صلاتك ورحمتك وبركا

---

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۷۷ا، بدائع الفوائد لابن قیم: ج ۱ ص ۱۳۷

تك علے سیّد المر سلین وامام المتقین وخا تم النبیین مُحمّدٍ عبدك ورسو لك اِمَامِ الخیر وقا ئد الخیر و رسول الرحمۃ اللھم ابعثہ مقا ماً محمو داً یغبطہ الا وّلون والا خرون اللھم صل علے محمد وعلیٰ آل محمد کما صَلَّیۡتَ علیٰ ابر اھیم وعلیٰ اٰل ابر اھیم انّك حمید مجید اللھم با رك علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمّد کما بار کت علے ابر اھیم وعلے اٰل ابر اھیم انّك حمید مجید۔ (۱)

یہ تسبیح کثرت سے پڑھا کرو:

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

درود شریف:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہی شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتا ہو۔ (۲)

اور فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص میرے روضہ کے پاس درود شریف پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں۔ اور جو شخص دور سے مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے وہ درود شریف میرے پاس پہنچاتے ہیں۔ (۳) پس زیادہ پڑھو مسلمانوں درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل درود وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

مسئلہ　فجر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔ (۴)

---

(۱)　سنن ابن ماجہ ص ٦٥

(۲)　مشکوٰۃ ص ٨٦

(۳)　مشکوٰۃ ص ٨٧

(۴)　ترمذی، حدیث ٤٢٣

مسائل

(۱) تکبیرات تشریق کہ ۹ ویں تاریخ ذوالحجہ کی فجر کی نماز کے بعد سے پانچویں روز یعنی ۱۳/ تاریخ ذوالحجہ کی عصر کی نماز کے بعد تک ہر فرض کے بعد فوراً اس شخص پر جو اس فرض کو پڑھ رہا ہے خواہ تنہا ہو یا مسافر یا دیہاتی تکبیر تشریق کہنا واجب ہے۔ اور اِسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور ایک دفعہ کہنا سنت ہے۔ تکبیرات تشریق پہلے بھی لکھی جا چکی ہیں۔ اب پھر لکھی جاتی ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ (۱)

(۲) (مسائل قربانی) گائے میں اونٹ میں بھینس میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ بکرا، بکری، دنبہ، بھیڑ میں فقط ایک آدمی کی طرف سے قربانی ہوگی۔ دو دانت ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بکرا بکری ایک سال کا ہونا ضروری، اور دنبہ بھیڑ وغیرہ سال سے کم چھ ماہ کا ہو خوب موٹا تازہ ہو قربانی پر لگ جائے گا اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔

(۳) بعض ایسی نسلیں ہیں جن کی دُم نہیں ہوتی یا کان بالکل نہیں ہوتے، ان کی قربانی ناجائز ہے۔

(۴) قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ ہونا چاہیئے، کان دم خوب دیکھ لینا چاہیئے۔ اور علماء سے تحقیق کرتے رہنا چاہیئے۔

مسئلہ فرض غسل میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے، مگر رمضان میں نہیں۔ اور سارے بدن کو خوب مل کر تین بار دھوئے، تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی واسطے اپنے سر سے دشمنی کی ہے،

---

(۱) نور الایضاح ص: ۶۱ مراقی الفلاح طحطاوی وغیرہ

یعنی سر کے بال اتار ڈالے تھے۔ تاکہ غسل میں احتیاط رہے، غسل سے پہلے وضو مسنون ہے، اگر کچی جگہ نہانا ہو تو پاؤں بعد میں دھولے، غسل کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں، بلکہ احتیاط کے خلاف ہے، ہاں اگر وضو میں شبہ ہو تو بیشک وضو کرلے۔

حدیث میں ہے جس آدمی سے مسئلہ دریافت کیا جائے اور وہ بغیر عذر شرعی اس کو چھپائے اور بیان نہ کرے قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی۔ (۱)

اصلاحِ اعمال اور اصلاح عقائد فرض ہے۔ اور وہ موقوف ہے علم حاصل کرنے پر۔ چنانچہ ظاہر ہے اور فرض کا موقوف علیہ فرض ہے۔ پس علم حاصل کرنا فرض ہوا۔

ہر چند کہ موقوف ہونا عمل کا علم پر بالکل بدیہی ہے اس سے ترقی کر کے کہا جا سکتا ہے کہ حِسّی بھی ہے۔ چنانچہ بے علم عورتیں جس حالت میں ہیں سب دیکھتے ہی ہیں، نہ ان کو کفر اور شرک کی کچھ تمیز ہے نہ ایمان اور اسلام کی کچھ محبت ہے۔ جو چاہیں خدا کی شان میں کہہ دیتی ہیں جو چاہیں احکام دین کے مقابلہ میں زبان درازی کر بیٹھتی ہیں۔ اولاد کیلئے یا شوہر کو مسخر (تابع) کرنے کے لئے ٹوٹکے جادو منتر جو کچھ کوئی بتلا دیتا ہے سب کچھ ہی کر گزرتی ہیں۔ جب عقائد میں یہ حال ہے تو نماز روزہ کا تو کیا ذکر ہے۔ اس کو کوئی ضروری امر نہیں سمجھتیں تو معاملات میں درستی کا تو احتمال ہی نہیں ہوسکتا۔ جب معاملات و معاشرت سے اتنی بے پروائی ہے۔ تو اخلاق باطنی مثل تواضع اخلاص خوف محبت صبر شکر وغیرہ کی طرف تو کیا توجہ ہوگی یہ بسبب قلتِ علم دین ہے۔ اور علم کے بغیر صحیح ہونا عمل کا ممکن نہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۲ کتاب العلم

اور عورت کو اتنا لکھنا پڑھنا چاہئے کہ عفت (عزت) کے ساتھ چار پیسے کما سکے۔ اور علم دین کے برابر دنیا میں کوئی علم نہیں، جو شائستگی اور تہذیب سکھلائے۔

قرآن شریف کو ایسا پڑھے جیسا پڑھا کرتے ہیں یعنی دل کو پورا متوجہ کر کے پڑھے تاکہ اسے معلوم رہے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔

غسل میں بدن کو صاف کرنا، اس میں مبالغہ کرنا مستحب ہے۔

حدیث میں ہے، اے میرے بیٹے اگر تو طاقت رکھے کہ ہر وقت وضو سے رہے تو ایسا کر (ہر وقت وضو سے رہنا مستحب ہے) جس کو موت اس حالت میں آئے وہ با وضو ہو تو اس کو شہادت کا ثواب ملے گا۔(۱)

---

(۱) مسند ابو یعلی بہشتی زیور حصّہ اول ص ۹۲

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

ہُن ہِند اندر نہیں لگدا جی		طیبہ جاون دی تانگھ لگی

اب میرا دل ہند میں نہیں لگتا ، مدینہ طیبہ جانے کی خواہش ہے

کدی جاواں مدینے سرور دے		محبوب خدا مکی عربی

کبھی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر مدینہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے محبوب ہیں مکی ہیں عربی ہیں

جو ہیں سرور کل جہاناں دے		جس جیہا نہ ہویا کوئی نبی

جو تمام جہانوں کے سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسی شان والا کوئی اور نبی نہیں ہوا

اوہ ہیں فخرِ عرب تے فخرِ عجم		مکی، مدنی، عربی، قرشی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عرب و عجم کا فخر ہیں ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکی مدنی عربی قریشی ہیں

کدی بہر خدا، مدینے ول توں		اٹھ چل اے بادِ صبا جلدی

کبھی اللہ کے واسطے شہر مدینہ کی طرف تو، اے صبح کی ٹھنڈی ہوا اب جلدی چل

آکھیں حضرت نوں پیغام میرا		روضے پہنچ کے سیس نِوا جلدی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میرا پیغام دینا ،روضہ پاک پہنچ کر جلدی سر جھکا

اوہ ہیں دُرِّ یتیم نبی اُمّی		محبوبِ خدا سردار جہاں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہایت قیمتی موتی ہیں، نبی ہیں اور اُمّی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے محبوب اور دنیا کے سردار ہیں

جو ہیں رحمت کل جہاناں دے		اتے باعث خلق کون ومکاں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت ہیں، اور کون ومکاں کی تخلیق کا باعث ہیں

اوہ ہیں شمس الضحیٰ اتے بدر الدجیٰ		اوہ ہیں ساقی کوثر روز جزا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روشن سورج اور چودھویں کے چمکتے چاند کی مانند ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دن آب کوثر پلانے والے ہیں۔

اوہ ہیں سید و سرور نبیاں دے		اوہ ہیں افضل واعلیٰ صدرِ علیٰ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل و اعلیٰ اور بلندیوں کی انتہا ہیں

اوہ ہیں مخزنِ نورِ یزدانی		اوہ ہیں منبعِ بحرِ عرفانی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے انوارات کا خزینہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی معرفت کے سمندر کا سرچشمہ ہیں۔

اوہ ہیں مظہر رحمتِ ربّانی		اوہ ہیں خلقِ خدا وچ لاثانی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہیں ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا اللہ کی مخلوق میں اور کوئی نہیں

ہے احقرؔ افقر دیوانہ		اتے عشق نبی وچ مستانہ

یہ حقیر فقیر تیرا دیوانہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ڈوبا ہوا ہے

تیرے پاک جمال دا ہے خواہاں		کدی خوابے جلوہ جانانہ

تیرے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) پاک حُسن و جمال دیکھنے کا خواہشمند ہے، اے محبوب کبھی خواب میں آکر اپنا جلوہ دکھایئے۔

ترجمہ از

ابو حذیفہ عمران فاروق عفا اللہ عنہ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

کہ رسالہ

اَلصَّلٰوۃ

یعنی

نماز مترجم مع طریقہ

مرتبہ

احقر محمد لال پوری حنفی غفر اللہ

ولوالدیہ ولمشائخہ واحبابہ شائع گشت

یہ کتاب سب سے پہلے اس ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوئی تھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائل

مکّہ مکرّمہ

مصنف

امام الائمہ حضرت خواجہ حسن بصری

قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۱۰ھ)

مترجم

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائیہ

مترجم ہذا متبرکہ محمد عفا اللہ عنہ انوری فیصل آباد عرض گذار ہے کہ اس ناکارہ آوارہ ننگ خلاف واسلاف بدنام کنندہ نکو ماے چند کو جب ہادی توفیق نے اپنے رحمت کاملہ سے ۱۳۵۷ء میں حج بیت اللہ وزیارت روضۂ مطہرہ سے مشرف فرمایا تو اس مکتوب شریف کی زیارت مکہ مکرمہ میں ہوئی چونکہ فقہاء ومحدثین اپنی تصانیف میں اس کا ذکر فرماتے ہیں اس لیے اس کی زیارت کا اشتیاق تھا بعد ادائے مناسک حج اچانک باب السلام میں ایک رسالہ وادعیۂ طواف وسعی وطوافِ وداع عرفات وزیارت مَعْلٰی کے حاشیہ پرلکھا ہوا مل گیا، ہندوستان میں واپس آکر ارادہ ہوا کہ اِس عجیب وغریب مجموعہ علمی اور حسنی تبرک کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا جائے تا کہ اس کے افادہ کا دائرہ وسیع تر ہو اور عامۃ المسلمین اس سے مستفید ہوں اور اس عاصی پُر معاصی کے لیے ذخیرۂ آخرت ہو۔

والسلام

خیر الختام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشۡرَفِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ،

اَمَّا بَعۡدُ!

شیخ الحرمین علامہ شیخ محمد سلیمان مغربی ثم مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ المقبرۃ بمکۃ المکرمہ، اپنی مسلسل سند میں اپنے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دو سال میں ہوئی، آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ میں موجود تھے، اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۴ سال کی تھی، آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث کی روایت کی البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے؟ اصح یہی ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے اور آپ سے بھی اخذ علم کیا ہے چونکہ آپ کے زمانے میں ہر اس شخص کو سخت ترین ایذائیں دی جاتی تھیں بلکہ قتل کردیا جاتا تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اخذ علم کیا ہو اور آپ سے روایت کرتا ہو۔ اسی وجہ سے اس کو ذکر نہیں کیا گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ادب المفرد'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں داخل ہوا کرتا تھا اور حجروں کی چھتوں کو ہاتھ لگایا کرتا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''باب کراھۃ تطاول البنیان'' میں ذکر فرمایا ہے۔ انتہیٰ

یہاں سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا والا نامہ اہلِ مکہ کے نام شروع ہوتا ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے برادر (مکتوب الیہ) خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو تمام بلاد پر فضیلت بخشی ہے اور اپنی کتاب عزیز میں اس کا ذکر مواضع عدیدہ میں فرمایا ہے:

قَالَ تَعَالٰی: اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۶﴾ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ

(سورۃ آل عمران:۹۶، ۹۷)

قَالَ تَعَالٰی: وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰھٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَھۡلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡھُمۡ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ (سورۃ البقرۃ:۱۲۶)

وَقَالَ تَعَالٰی: ثُمَّ لۡیَقۡضُوۡا تَفَثَھُمۡ وَلۡیُوۡفُوۡا نُذُوۡرَھُمۡ وَلۡیَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ ﴿۲۹﴾ (سورۃ الحج:۲۹)

وَقَالَ تَعَالٰی: وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰھِیۡمَ مَکَانَ الۡبَیۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِکۡ بِیۡ شَیۡئًا وَّطَھِّرۡ بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡقَآئِمِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۲۶﴾ (سورۃ الحج:۲۶)

وَقَالَ تَعَالٰی: وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰھٖمَ مُصَلًّی ؕ (سورۃ البقرۃ:۱۲۵)

وَقَالَ تَعَالٰی: وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰھٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۲۷﴾ (سورۃ البقرۃ:۱۲۷)

وَقَالَ تَعَالٰی: اِنَّمَآ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ رَبَّ ھٰذِہِ الۡبَلۡدَۃِ الَّذِیۡ حَرَّمَھَا ۔

(سورۃ النمل:۹۱)

وَقَالَ تَعَالٰی: بَلۡدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۱۵﴾ (سورۃ السباء:۱۵)

وَقَالَ تَعَالٰی: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ (سورۃ البقرۃ:۱۵۸)

وَقَالَ تَعَالٰی: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ (سورۃ البقرۃ:۱۹۸)

وَقَالَ تَعَالٰی: اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا ۔ (سورۃ القصص:۵۷)

پس اے برادر! یہ تمام آیات اللہ تعالیٰ نے خاص مکہ مکرمہ کی شان میں نازل فرمائی ہیں۔ اور کسی شہر کے متعلق اس کے سوا نازل نہیں فرمائیں۔

ان تمام کے بعد اے عزیز! میں مزید افادہ کرتا ہوں اور وہ احادیث پیش کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضیلت مکہ اور فضائل اہل مکہ ومجاورینِ مکّہ کے متعلق ارشاد فرمائی ہیں:

(۱) جان لو کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے بوقت ہجرت نکلے تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر متوجہ ہوکر فرمایا کہ اللہ کی قسم اے مکہ! میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں سے مجھے تو زیادہ محبوب ہے اور تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام زمین سے زیادہ محبوب ہے، اور تو روئے زمین پر بہترین ٹکڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اگر مجھے مشرکین تجھ سے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو کبھی تیری سرزمین سے نہ نکلتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین کو اللہ تعالیٰ نے مکہ معظّمہ سے پھیلانا شروع فرمایا پس اس کا نام ''اُمُّ الْقُرٰی'' فرمایا، اور پہلا پہاڑ جو زمین پر رکھا گیا وہ جبل ابوقبیس تھا اور پیدائش آدم علیہ السلام سے ہزار سال قبل سب سے پہلے

مَلَائِكَةُ اللهِ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جب کسی فرشتے کو آسمان سے زمین کی طرف ارسال کیا جاتا ہے تو وہ فرشتہ احرام باندھ کر کعبہ شریف کا قصد کرتا ہے۔ پہلے طواف کے سات چکر پورے کرتا ہے پھر مقام ابراہیم پر نماز ادا کرتا ہے۔

بعد ازاں جہاں جانے کا اس کو حکم تھا جاتا ہے اور جس نبی کی تکذیب اس کی قوم نے کی، اس نے ان کو چھوڑ کر مکہ معظّمہ کا رخ فرمایا بقیہ عمر وہیں قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تا آنکہ یقین آپہنچا (یقین سے مراد موت ہے) اور کعبۃ اللہ کے گرد تین سو انبیاء کی قبور ہیں اور رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان ستر انبیاء مدفون ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام میزاب رحمت کے نیچے مدفون ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کی قبور زمزم اور مقام (ابراہیم علیہ السلام) کے درمیان ہیں۔

اور روئے زمین پر کوئی اس شان کا شہر نہیں ہے کہ جمیع الانبیاء، ملائکۃ اللہ اور مرسلین اور صالحین عباد اللہ جنّ وانس نے وہاں کا قصد فرمایا ہو، سوائے مکہ مکرمہ کے، اور مکہ کے سوا بسط ارض پر کوئی مقام ایسا نہیں کہ جہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہو جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک روزہ رکھتا ہے اللہ ایک لاکھ دنوں کے روزوں کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص وہاں ایک نماز ادا کرتا ہے اس کی ایک لاکھ نمازیں لکھی جاتی ہیں۔

جو ایک درہم وہاں صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایک لاکھ درہم لکھتا ہے، اور جو وہاں ایک دفعہ قرآن مجید ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایک لاکھ بار ختم کرنا لکھتا ہے، جو شخص ایک دفعہ تسبیح کہتا ہے ایک لاکھ تسبیح کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور حرم شریف میں اگر ایک نیکی کی جائے اس کا ایک لاکھ کے برابر ثواب ہے غرض ہر نیک عمل ایک

لاکھ گُنا لکھا جاتا ہے۔

اور میرے علم میں کوئی ایسا شہر نہیں ہے جہاں انبیاء، اولیاء، اصفیاء، اتقیاء، ابدال، صدیقین، شہداء، صالحین، علماء، فقہاء، فقراء، حکماء، زھاد، عباد، احبار، اخیار، مردوں اور عورتوں میں سے قیامت کے دن زیادہ جمع ہوں گے سوائے مکہ مکرمہ کے یہ سب لوگ قیامت کے دن جمع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مامون ہوں گے اور حرم باری تعالیٰ میں ایک دن کا قیام نہایت افضل اور مقبول ہے بہ نسبت اس کے کہ حرم شریف کے سوائے کسی شہر میں صوم وصلوٰۃ اور قیام دہر ہو اور تمام روئے زمین پر کوئی ایسا قطعہ نہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سوبیس رحمتیں روزانہ نازل ہوتی ہوں سوائے مکہ مکرمہ کے۔ ان میں ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے، اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس کعبۃ اللہ کو دیکھنے والوں کے لیے، کعبۃ اللہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور نفاق سے امان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ایمان سے اور حَسَبَۃً لِلّٰہِ کَعْبَۃُ اللہِ کی عمارت تعمیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرماتا ہے اور قیامت کے دن اس کو اللہ کے عذاب سے امن والوں میں اٹھایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اہلِ مکہ کو آمِنِیْنَ (امن والوں) میں اٹھائے گا۔

اور زمین پر کوئی ایسا شہر نہیں کہ جس کی طرف جنت کے دروازے کھلتے ہوں، اور جنت کے دروازے آٹھ ہیں جو تمام کے تمام مکہ کی طرف کھلتے ہیں پس ایک دروازہ تو میزابِ رحمت کے نیچے ہے اور ایک دروازہ رکن یمانی کے پاس ہے اور ایک دروازہ رکن اسود (حجرِ اسود) کے پاس ہے ایک باب (دروازہ) مقامِ ابراہیم کے پیچھے ہے اور ایک زمزم کے پاس اور ایک صفا پر اور ایک مروہ پر ہے، اور کعبہ میں داخل ہونے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور اسی کی

رحمت کے اور مغفرت کے ساتھ اس سے نکلتا ہے اور ''جو اس میں داخل ہوا سو وہ امن میں ہوگا۔'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن والا ہوگا (اٰمِنًا مِنَ النَّار) اور ایسا کوئی شہر نہیں جہاں پندرہ جگہ دعا قبول ہوتی ہو سوائے مکہ مکرمہ کے۔

۱۔ کعبہ شریفہ کے اندر دُعا قبول ہوتی ہے۔
۲۔ میزاب رحمت کے نیچے دُعا قبول ہوتی ہے۔
۳۔ حجرِ اسود کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے۔
۴۔ رُکن یمانی کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے۔
۵۔ مقامِ ابراہیم کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے۔
۶۔ حطیم میں دُعا قبول ہوتی ہے۔
۷۔ ملتزم کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے۔
۸۔ بیرِ زمزم (زمزم کا کنواں) کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے۔
۹۔ صفا پر دُعا قبول ہوتی ہے۔
۱۰۔ مروہ پر دُعا قبول ہوتی ہے۔
۱۱۔ صفا اور مروہ کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے۔
۱۲۔ حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے۔
۱۳۔ منیٰ میں دُعا قبول ہوتی ہے۔
۱۴۔ میدانِ عرفات میں دُعا قبول ہوتی ہے۔
۱۵۔ مشعرِ حرام میں دُعا قبول ہوتی ہے۔

اے برادرِ عزیز! یہ پندرہ مقام قبولیت دُعا کے ہیں۔ ان میں اپنی مغفرت کے لیے دُعا کرنا غنیمت سمجھو اور ان عظیم الشان مشاہد کے پاس دُعا میں خوب کوشش کرو کیونکہ جب تو اللہ تعالیٰ کے حرم اور ان مقامات سے نکلا تو ان مشاہد

کی برکات تجھ سے دور ہو جائیں گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بہترین مقام اور سب سے زیادہ مطہر اور مزکّٰی اور سب سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک رُکن اسود اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام کا درمیانی حصہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: رُکن یمانی اور رُکن حجر اسود کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اور نیز فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جو حجر اسود کے پاس دعا کرے اور پھر اس کی دعا قبول نہ ہو۔ یعنی ضرور قبول ہوتی ہے۔

اے برادر! یہ بھی یاد رکھ کہ جو شخص وہاں سے نکلتا ہے نادم ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ مکہ میں قیام کرنا سعادت ہے اور نکلنا شقاوت ہے اور وہاں فسق و فجور سے بچتا رہے کیونکہ یہ افعالِ شیطان سے ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص حج یا عمرہ کرتا ہوا مر گیا نہ اس کو پیش کیا جائے گا نہ حساب لیا جائے گا بلکہ حکم ہوگا:

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ مَعَ الْاٰمِنِيْنَ۔

”جنت میں امن والوں کے ہمراہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔“

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے پورا ماہِ رمضان مکہ معظّمہ میں روزے سے گذارا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے شہروں کی نسبت ایک لاکھ ماہِ رمضان کا ثواب عطا کرے گا اور مسجد حرام کی نماز دوسری مساجد کی نسبت ایک لاکھ نماز کا ثواب رکھتی ہے، اگر مسجد حرام میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے تو پندرہ لاکھ نماز لکھی جاتی ہے جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک دن مریض رہے اللہ تعالیٰ اس کے گوشت اور پوست کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک دن مریض ہو جائے اس کے اعمال صالحہ کا ایک دن کا اجر غیر مکہ کے ساٹھ سال کے اجر کے برابر ہوگا، اور جو شخص مکہ کی گرمی پر ایک گھڑی دن کی صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو نارِ جہنم سے پانچ سو سال کی مسافت تک دور کرے گا اور دو سو سال کی مسافت تک جنت کے قریب کردے گا۔

اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہونے والے کا میل اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کا میل اپنے اندر کاٹ دیتی ہے اور یہ بھی محقق ہے کہ مکہ مکرمہ تکالیف اور درجات سے پُر ہے، اور جو شخص اس کی تکالیف وشدائد پر صابر ہوگا، میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور شہید ہوں گا اور جو شخص مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مرگیا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھائے گا وہ اس کے عذاب سے مامون ہوگا اور نہ اس کا حساب ہوگا، اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوگا اور میں اس کا شفیع ہوں گا۔

یاد رکھو! اہل مکہ ہی اہل اللہ ہیں اور اُس کے گھر کے پڑوسی اور ہمسائے ہیں اور روئے زمین پر کوئی شہر ایسا نہیں جہاں مشرب ابرار اور مصلّٰی اخیار ہو سوائے مکہ مکرمہ کے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ مصلّٰی اخیار سے کیا مراد ہے؟ فرمایا تحت المیزاب (میزابِ رحمت کے نیچے) سوال ہوا کہ مشرب الابرار کا مطلب کیا ہے، فرمایا ماءِ زمزم۔ روئے زمین کی وادیوں میں سے بہترین وادیٔ ابراہیم علیہ السلام ہے اور روئے زمین پر بہترین کنواں زمزم ہے۔

اور کوئی شہر روئے زمین پر ایسا نہیں جہاں ایسی شئے پائی جاتی ہو جس کے مس (چومنے) کرنے سے انسان اس طرح پاک ہوجاتا ہو جیسے اس کی ماں نے اس کو آج جنا ہو، سوائے مکہ کے کیوں کہ وہاں حجر اسود ہے جس کے مس کرنے

سے انسان اس طرح گناہ سے پاک ہوجاتا ہے گویا آج پیدا ہوا، اور دنیا کے کسی شہر کی کسی خاص جگہ کی نسبت نماز کا حکم نہیں ہوا مکہ مکرمہ کے سوا۔ اللہ نے فرمایا:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط (سورۃ البقرۃ:۱۲۵)

جو شخص مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت ادا کرتا ہے اُس کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کی مغفرت ہوجاتی ہے اور جو شخص کعبہ شریفہ کے پرنالے (میزابِ رحمت) کے نیچے دو رکعت ادا کرتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن، اور جو شخص کعبۃ اللہ کے اردگرد کہیں دو رکعت ادا کرتا ہے وہ بھی گویا آج والدہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ٹکڑا زمین کا وہ ہے جو مقام (ابراہیم) اور مُلتزم کے درمیان ہے، اور زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جہاں طواف، سعی اور حج اور عمرہ کیا جاتا ہو مکہ مکرمہ کے سوا، اور زمزم کے کنوئیں میں دیکھنا بھی عبادت ہے، اور کعبہ شریف کے گرد طواف کرنے والا عرش رحمٰن کے گرد طواف کرنیوالا ہے، اور حجر اسود زمین میں یمین اللہ ہے۔ اس کے بندوں میں جو چاہے اس سے مصافحہ کرلے، اور حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں قیامت کے دن آئیں گے۔ ان میں سے ہر ایک ابوقبیس کی مثل ہوگا ان کو زبان اور آنکھیں عطا کی جائیں گی۔ وہ اپنے زائرین کے حق میں شہادت دیں گے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ملائکہ وہ ہیں جو اس کے بیت کا طواف کرتے ہیں اور جو شخص ایک نظر کعبۃ اللہ کو دیکھتا ہے اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کی مثل ہوں اللہ تعالیٰ وہ سب معاف کردے گا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سرخ یاقوتی لوح میں نظر فرماتا ہے روزانہ دوسو ساٹھ نظریں۔ ایک سوتیس نظرِ رحمت اور ایک سوتیس نظرِ غضب اور

سب سے پہلی نظر رحمت اہل حرم کی طرف ہوتی ہے۔ پس جو شخص کعبہ کے پاس نماز پڑھتا ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جو طواف کرتا ہو وہ بھی مغفور ہوتا ہے اور جو اس کے پاس متوجہ کعبہ بیٹھا ہوا پایا جاتا ہے وہ بھی بخش دیا جاتا ہے ہے۔ پس ملائکۃ اللہ عرض کرتے ہیں (حالانکہ باری تعالیٰ اس کو زیادہ جانتا ہے) اے اللہ! اب تو وہی لوگ باقی رہ گئے جو کعبہ کے اردگرد سو رہے ہیں۔ تو ارشاد ہوتا ہے کہ میرے گھر کے آس پاس سونے والوں کو بھی انہیں کے ساتھ ملا دو جن کی مغفرت ہو چکی ہے (وہ بھی بخشے جاتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک ہفتہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اس کے ستر ہزار درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کو ستر ہزار شفاعتیں عطا ہوتی ہیں جس کے لیے اپنے اہل بیت مسلمین میں سے چاہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بیت اللہ کے گرد شدید گرم دن میں سات چکر ننگے سر کیے اور ہر چکر میں حجر اسود کا استلام کرتا رہا اور اس نے کسی کو ستایا بھی نہیں اور سوائے ذکر اللہ کے کوئی کلام بھی نہیں کیا تو اس کو ہر قدم کے بدلے جسے وہ رکھتا رہا یا اٹھاتا رہا ستر ہزار نیکی عطا ہوتی ہے اور اس کے ستر ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور ستر ہزار درجات بلند ہوتے ہیں اور پیدل چلنے والے کی بزرگی سوار پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مَلَائِکَۃُ اللہ کسی سے مصافحہ کرتے تو غازی فی سبیل اللہ اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے اور کعبہ کے گرد طواف کرنے والے سے کرتے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کعبہ گھرا ہوا ہے ستر ہزار فرشتوں سے (یعنی اردگرد موجود رہتے ہیں)، وہ اس شخص کے لیے

دعا مغفرت کرتے ہیں اور رحمت بھیجتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ طواف کرنے والا اللہ کی رحمت میں غوطہ لگاتا ہے اور اللہ تعالیٰ طواف والوں سے فخر کرتا ہے فرشتوں کے پاس۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ طواف کثرت سے کیا کرو قبل اس کے کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی مانع (رکاوٹ) پیش آجائے، گویا میں ایک حبشی آدمی کو دیکھتا ہوں سیاہ فام اَفْحَجْ (جو چلنے میں ایڑیاں دور رکھے اور دونوں پاؤں کے اگلے حصے قریب قریب رکھے) کعبۃ اللہ پر بیٹھا ہے اور اس کو گرا رہا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد ہیں اگر وہ اس سے سوال کریں تو ان کو عطا فرماتا ہے جب دعا کریں قبول کرتا ہے۔ اگر خرچ کریں تو ایک درہم کے عوض سات لاکھ درہم کا ثواب دینگے، اور ایک روایت میں دس لاکھ ہے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو شخص تلبیہ کہتا ہے اور تکبیر کہتا ہے اس کے تلبیہ اور تکبیر کے ساتھ ہر شے تکبیر اور تلبیہ کہتی ہے تا آنکہ زمین منقطع ہوجاتی ہے (زمین کے اِس کنارے سے اُس کنارے تک)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اَحَدُ الْحَرَمَیْنِ (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) میں مرنا چاہے تو ان مقامات میں مرنے کی کوشش کرے (ان مقامات میں تمام عمر گذار دے) کیونکہ میں سب سے پہلے ان لوگوں کی شفاعت کروں گا، اور اللہ کے عذاب سے وہ شخص مامون ہوگا نہ اس پر حساب نہ عقاب (عذاب) ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں سے کفارہ ہے، اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رمضان

میں عمرہ کرنا حج مبرور کے برابر ہے، اور ایک روایت میں ہے جس نے میرے ساتھ حج مبرور کیا ہو رمضان کا عمرہ اس کے برابر ہے، اور حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں مسلمان کا کوئی عمل حج سے زیادہ افضل نہیں ہے، اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس شخص نے حج کیا اس میں فسق و فجور اور جماع سے بچتا رہا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ اس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا، اور جس شخص نے حج کے لیے وصیت کی اس کے تین حج لکھتا ہے:

(۱) وہ حج جو اس پر فرض تھا۔

(۲) وہ حج جس کی اس نے وصیت کی۔

(۳) وہ حج جس کا اس کی طرف سے احرام باندھا گیا۔

اور جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا اس کے دو حج لکھے جاتے ہیں ایک اس کا حج، دوم اس کے والدین کا حج۔

اور جو شخص کسی میت کی جانب سے اس کی وصیت کے بغیر حج کرتا ہے اس کا ایک حج لکھا جاتا ہے اور ستر حج اُس کے جس کی جانب سے حج کیا۔

اور جب عرفہ کے دن کی شام ہوتی ہے باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں پس اپنے بندوں کو دیکھتے ہیں اور ملائکۃ اللہ میں فخر فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اے فرشتو! دیکھو میرے بندوں کو کہ ہر کشادہ اور دور دراز راستوں سے (یعنی دور دراز سے) بال بکھرے ہوئے غبار آلودہ حاضر ہوئے ہیں۔

اے فرشتو! تم سب شاہد رہو میں نے ان کے بُروں کو نیکوں کے طفیل بخش دیا۔ اور بعض کو بعض کا شفیع بنایا، اور ان سب کو بخش دیا پس تم سب کو بشارت ہو اے میرے بندو! میں نے تم سب کو معاف کر دیا، اور تمہارے تمام گناہ بھی

پرانے، نئے، چھوٹے، بڑے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں حَجَّةٌ مَقْبُوْلَةٌ (حج مقبول) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے جو آدمی گناہوں سے نکل جاتا ہے وہ اس طرح پاک ہو گیا جیسے اس دن اس کی والدہ نے جنا، اور جس کو خدا معاف فرماتا ہے اس کے متعلق حکم ہوتا ہے ''قَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیْمًا'' وہ کامیاب ہو گیا بڑی کامیابی۔

اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے میری زیارت کی میری وفات کے بعد، وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے میری زیارت میری حیات میں کی۔

اور جس شخص نے نہ مجھے پایا (زیارت نہ کی) اور نہ بیعت کی پھر وہ مدینہ منورہ میں آیا میرے وصال کے بعد اور مجھ پر سلام کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پر سلام کہا تو اس نے مجھ سے بیعت کی اور جو شخص حجر اسود کے پاس آیا اور اس کو بوسہ دیا تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور نیز فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود زمین میں یَمِیْنُ اللهِ (اللہ کا ہاتھ) ہے اس کے بندوں میں سے جو چاہتا ہے اس سے مصافحہ کر لے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین میں حجر اسود کے سوا کوئی چیز جنت کی باقی نہیں ہے، اور اگر مشرکین کے نجس ہاتھوں نے اس کو مس نہ کیا ہوتا تو جو آفت رسیدہ اس کو (حجر اسود کو) مس کرتا ضرور صحت یاب ہو جاتا اور جو آدمی حرم شریف میں مرتا ہے وہ گویا چھٹے آسمان پر مرتا ہے، اور جو آدمی بھی بیت المقدس میں انتقال کر گیا وہ گویا پہلے آسمان پر مرا۔ اور جو شخص حج بیت اللہ پیدل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم اٹھانے اور رکھنے کے عوض ستر ہزار نیکی عطا فرماتا ہے (نیکی

سے مراد حرم کی نیکی ہے)ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سوار حاجی کے ہر قدم پر ستر نیکیاں ہیں اور پیدل کے ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں، عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! حسنات حرم کیا ہیں؟ فرمایا ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مکہ کے قبرستان سے ایسے ستر ہزار شہید اٹھائے گا جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک ستر ہزار کی شفاعت کرے گا، عرض کیا گیا وہ کون لوگ ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا غرباء۔

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حرم میں مرگیا یا مکہ اور مدینہ کی راہ میں مرگیا وہ حاجی ہو یا عمرہ کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز آمنین میں سے اٹھائے گا۔

یہ بات یاد رکھو کہ خوب پیٹ بھر کر زمزم کا پانی پینا نفاق سے بری کرتا ہے اور جو شخص حطیم میں دو رکعت رکن شامی کی طرف ادا کرتا ہے گویا اس نے ستر راتیں عبادت کی اور اس کو ہر مومن اور مومنہ کی تعداد کے برابر ثواب ہوگا، اور گویا اس نے چالیس حج کیے، اور جو شخص کعبہ شریف کے مقابل چار رکعت نماز ادا کرتا ہے گویا اس نے تمام مخلوق کے برابر عبادت کی۔ اور اس پر ستر ہزار فرشتے درود بھیجتے ہیں، اور جس نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات نماز ادا کی اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور ثواب اتنی تعداد میں ملتا ہے جتنے افراد نے وہاں نماز ادا کی ہے بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فزع اکبر (بہت بڑی گھبراہٹ) سے امن میں رکھے گا اور اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام

اور میکائیل علیہ السلام اور جمیع ملائکہ کو حکم دیتا ہے اور وہ اس کے لیے قیامت تک سب دعائے مغفرت فرماتے رہتے ہیں۔

اے برادر! اس تمام نیکی کو غنیمت جان اور ہرگز ہرگز تجھ سے اس کا بعض حصہ بھی ضائع نہ ہونے پائے اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

والا نامہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ختم ہوا۔

والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ علی خاتم النبیین

سید الاولین والآخرین محمد وعلی اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

ترجمہ رسالہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ

فضائلِ مکّہ مکرّمہ

مترجم

حضرت مولینا الحاج محمّد صاحب (مرحوم)

انوری قادری ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام فیصل آباد

باھتمام

رشید احمد فیصل آباد

یہ کتاب سب سے پہلے اس ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوئی تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوباتِ بزرگاں

باہتمام

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ

عَلٰی حُضُوۡرِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ اَمَّا بَعۡدُ!

گزارش ہے کہ یہ چند ایک مکتوبات کا مجموعہ ہے جو بہت سے بزرگوں نے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لکھے تھے۔ ان میں بعض تو ایسے بوسیدہ ہو گئے تھے کہ ان کے ضائع ہو جانے کا خطرہ تھا۔ بعض مکتوبات احقر کے نام ہیں اب ان کو شائع کرنے کا خیال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور احقر کے لیے ذخیرہ عقبیٰ بنائے۔ آمین ثم آمین

والد صاحب حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے۔ ان کے خطوط کو بڑی حفاظت سے رکھتے تھے وہ جو دستیاب ہو گئے ان کو شائع کیا گیا۔ اس میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے بھی کچھ خطوط ہیں۔ ۱۳۲۸ھ میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جلسہ دستار بندی دیوبند میں شامل ہوئے تھے۔ جاتے ہوئے بوریوں میں بند کر کے مسواکیں لے گئے تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بہت پسند فرمایا کہ آپ یہ بہت ہی کام کی چیز لائے۔ غالباً چار بوریاں تھیں وہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے ایک ایک مسواک مہمانوں کو تقسیم فرمائی اس وقت حضرت مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس جلسے میں تھے ان کی بھی دستار بندی ہوئی تھی حضرت مفتی صاحب فرماتے تھے، حضرت مولانا محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نہایت فصیح بلیغ قصیدہ لکھ کر دیوبند کے مدرسے کے بڑے دروازے پر لٹکایا تھا جس میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف تھی سب سے اول دستار مبارک حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے

سر مبارک پر باندھی تھی۔ پھر حضرت مدنی مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ حضرت مولانا حکیم الامت محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ ہوا تھا اس وقت بہت سے اکابرین جمع ہوئے تھے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی ہی محبت تھی ہم نے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ایک مستقل مضمون 1951ء میں دارالعلوم دیوبند میں شائع کیا تھا۔

محمد عفا اللہ عنہ

مکاتیب: حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

1 محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج مبارک والا نامہ باعثِ سرفرازی ہوا، یاد آوری کا شکر گزار ہوں بشارت ارادۂ حج وزیارت سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مبارک فرمائے اور حج مبرور اور زیارت مقبولہ کی عزت بخشے۔ آمین

بھائی صاحب کو حسبِ ارشاد خط لکھ دیا ہے، مدینہ منورہ موٹر کے اڈے سے اتر کر اسباب گاڑی یا مزدوروں پر لاد کر باب النساء پر چلے جائیے، لوگ روکیں گے اور دوسری طرف توجہ دلائیں گے، مگر آپ کا اصرار ہونا چاہیے کہ میں مولوی سید احمد فیض آبادی کے پاس جاؤں گا، بھائی صاحب کے پاس مختلف حصص مکان کے خالی رہتے ہیں۔ ان میں آپ اور آپ کے رفقاء قیام فرمائیں۔ مکہ معظّمہ اگر آپ کا کوئی واقف کار مطوّف ہو تو فبہا ورنہ میاں جان صاحب کو مطوّف بنائیے ان شاء اللہ بہ نسبت دوسروں کے آرام رہے گا۔ دعوات صالحہ سے اس ناکارہ کو فراموش نہ فرمائیے۔ والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

۲ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ

احقر یکم دسمبر 1938ء رائے کوٹ ضلع لدھیانہ سے بفضلہٖ تعالیٰ حج وزیارت کے لیے روانہ ہوا تو اس وقت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کے لیے لکھا اور حضرت نے یہ والا نامہ جواباً تحریر فرمایا۔

2 محترم المقام زید مجدکم

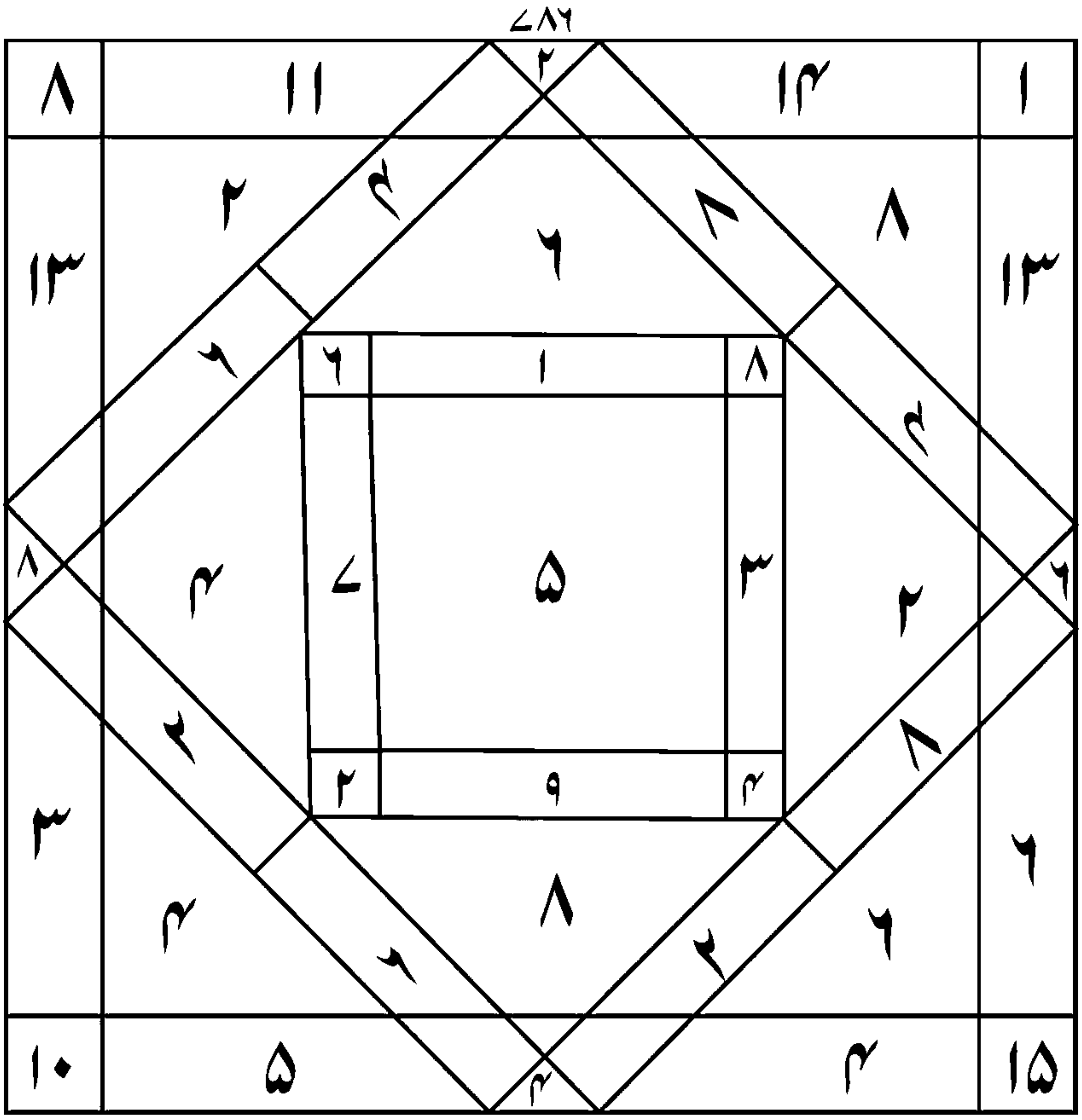
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

والا نامہ باعث عزت افزائی ہوا، یاد فرمانے کا شکریہ ادا کرتا ہوں تعویذ ام الصبیان ارسال خدمت ہے اس کی اجازت بھی ہے موم جامہ کر کے گلے میں باندھا جائے گا، میرے حج کو جانے کی اطلاع غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک کرے۔ آمین

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ،

۲۲۔۱۱۔۱۳۶۹ھ

(۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ)



3 محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

والا نامہ باعث افزائی ہوکر یاد فرمانے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب کے والد صاحب کے وصال کی خبر پڑھ کر صدمہ ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آں مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ حضرات کو صبرِ جمیل عطا فرماوے۔ آمین

آپ ان کے قدم بقدم چلیں۔ اتباع شریعت کو مضبوطی سے پکڑیں، دعا خیر میں فراموش نہ فرمائیں۔ واقفین حضرات پرسان احوال کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

از دارالعلوم دیوبند ۱۹ / ۱ / ۱۳۷۱ھ

4 مخدوم ومکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ جناب کے ارسال کردہ اشتہارات پہنچے۔ مودودی کا جواب میں نے لکھ دیا ہے۔ چھپ جانے پر روانہ خدمت کروں گا۔ دارالعلوم سے جواب لکھا جائے گا، حیدرآباد دکن جمعیۃ العلماء کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے جارہا ہوں۔ واپسی پر ان شاء اللہ تعالیٰ ارسال کروں گا۔ والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

از دارالعلوم دیوبند ۲ / ۰۷ / ۱۳۷۰ھ

(احقرؔ نے جب انڈیا کے علماء کو ردّ مودودیت کی طرف متوجہ کیا تو سب سے اوّل حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے)

5 محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والا نامہ حیدر آباد سے واپس آنے کے بعد ملا، میں نے جواب لکھا ہے طبع ہونے پر خدمت والا میں روانہ کردوں گا۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے دیر ہورہی ہے۔

میں اس تحریر تک ان کو (مودودی صاحب کو) اسلام اور مسلمانوں کے حق میں تباہ کن سمجھتا ہوں۔ جواب کا انتظار فرماویں۔ دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں۔ فقط والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

از دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۶۹ ۱۳ھ

6 محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس نازک دور میں از راہِ دینداری دارالعلوم کی امداد کے سلسلہ میں مولوی عبدالرحمٰن سفیر دارالعلوم کے ہمراہ آپ نے جو نہایت تندہی اور خوش اسلوبی کے ساتھ کوشش فرمائی خدام دارالعلوم آپ کے بدل شکر گذار ہیں۔ حق تعالیٰ جزائے خیر دے۔ حقیقت یہ ہے اس مشکل دور میں آپ جیسے مخلص حضرات کی ہمدردانہ کوششوں سے دارالعلوم جیسے عظیم الشان ادارہ کی ضروریات پوری ہورہی ہیں۔ ادارہ اطمینان کے ساتھ علوم دینیہ کی اشاعت میں لگا ہوا ہے۔ امید ہے کہ آپ کی ہمدردیاں دارالعلوم کو آئندہ بھی حاصل رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ کرے آپ ہمیشہ عافیت سے ہوں۔ والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

7
حضرت محترم دام ظلہم العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاجِ گرامی!
عرض ہے کہ تصفیۃ العقائد صفحہ 24-25 کو بغور مطالعہ فرما کر حضرت نانوتوی قدس سرّہ العزیز کی ان عبارات کا مطلب واضح فرما کر ممنون فرمائیں، انبیاء علیہم السلام کے کذب پر بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ''جب اس قدر آزار مقتولین دفع فساد کے لیے ثواب مستحسن ٹھہرا تو کذب صریح بغرض دفع فساد و اعلاء کلمۃ اللہ کیونکر مستحسن نہ ہوگا۔''
بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنیٰ سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ خالی غلطی سے نہیں ہے۔ مودودی یہ الزام اکابر دیوبند پر لگاتے ہیں کہ یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ مستحسن۔ والسلام مع الاکرام
براہِ نوازش جواب باصواب سے مشرف فرمایا جاوے۔

8
محترم المقام زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج شریف!
والا نامہ مورخہ 23 نومبر باعث سرفرازی ہوا، اور مثل مشہور یاد آگئی ''چھاج بولے چھلنی کیا بولے جس میں ستر چھید''۔ مودودی کس منہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق عصمت کے دعویدار اور دوسروں پر گرفت کرنے والے ہوسکتے ہیں۔ جب کہ ان کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام گذشتہ میں سے بھی نہ کوئی معیار حق ہے نہ تنقید سے بالاتر ہے۔ نہ ان کی ذہنی غلامی جائز ہے دیکھئے دستور جماعت اسلامی، ص ۵:
''رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے۔

کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ
ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیار کامل پر جانچے
اور پرکھے جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو
اسی درجہ میں رکھے۔"

اور وہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بشمول جناب خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصمت کے اٹھ جانے اور معاصی کے صادر ہونے کے قائل ہیں دیکھئے تفہیمات جلد ثانی، ص ۴۳:

"اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے
کسی نہ کسی وقت حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی
ہیں تا کہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ
یہ بشر ہیں۔"

تصفیۃ العقائد کی عبارت پر جو تنقید کی جاتی ہے بغیر غور وفکر ہے یہ بحث سرسید کی اس عبارت کا جواب ہے:

"تمام افعال واقوال رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے تھے۔
مصلحت وقت کی نسبت رسول کی طرف کرنی سخت بے ادبی
ہے جس میں خوفِ کفر ہے مصلحت وقت سے میری مراد ہے
جو عام لوگوں نے مصلحت وقت کے معنی سمجھے ہیں یعنی ایسے
قول وفعل کو کام میں لانا جو درحقیقت بے جا تھا مگر مصلحت
وقت کا لحاظ کر کے اس کو کہہ دیا گیا۔"

اس کا حقیقی جواب صفحہ ۲۳ کی مندرجہ ذیل عبارت سے شروع ہوتا ہے:

"اور ہم دعویٰ کرتے ہیں اور سب اہل عقل ان شاء اللہ تعالیٰ

تسلیم ہی کریں گے کہ کذب بمعنی گفتار مخالف واقع خود قبیح نہیں۔" الخ

اس تفصیل میں کذب کے بمعنی "گفتار مخالف واقع" مبالغہ کنایات استعارات تمام اقسام مجاز داخل ہوجاتے ہیں جن میں معنی مطابقی مراد نہیں ہوتے اور بسبب قرائن لطیفہ یا عادات قومیہ یا رواجات عرف عامہ معانی التزامیہ قریبہ یا بعیدہ مراد ہوتے ہیں۔

ایسی عبارتیں کلامہائے بلغاء فصحاء میں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"انا ابو جهم فلا يضع عصاه عن عاتقة" (الحدیث)

شاعروں کے اکثر مقالات بھی داخل ہیں شاعر کہتا ہے!

اَنَا اَدْعُوْكَ لَيْلاً وَ نَهَارًا لَا اُخَلِّىْ مَجْلِسًا عَنْ شُكْرِكَ

وغیرہ جس میں شاعر کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ غلط بات کو صحیح دکھائے اور جھوٹ کو سچ کر کے اس کی ترویج کرے۔ بلکہ صنعتِ شعریہ کی بنا پر وہ خلاف واقعہ گفتار لانا ضروری سمجھتا ہے۔ بخلاف کاذب کے کہ اس کا مقصد غلط بات کو صحیح کرنا اور اس کی ترویج کرنا ہوتا ہے۔ اسی تعریف میں معاریض بھی داخل ہیں۔ جن کے معانی مطابقیہ کچھ اور ہوتے ہیں اور ان کو متکلم مراد لیتا ہے مگر اہل عرف عام مویدات خارجیہ وغیرہ کی وجہ سے دوسرے معنی مراد لیتے ہیں اسی واسطے معاریض مشابہ کذب ہوجاتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد "لا يدخل الجنة عجوز، وفى زوجك بياض، ونحملك على ولد البعير" (مشکوٰۃ ص۴۱۶) فرمانا اسی قبیل سے ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے جو خلاف واقع گفتار منقول ہے وہ اسی قسم کی ہے

حضرت علی وحضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ”ان فی المعاریض لمندوحۃ عن الکذب“۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی یہی صادر ہوا تھا۔

یہ معاریض بھی حاجت دینی کی بنا پر واقع ہوئی ہیں۔ اسی تعریف میں قصص اور کہانیاں بھی داخل ہیں جو بزبان طیور وحیوانات واشجار اکثر حکماء ومصلحین وادباء سے لوگوں کو سمجھانے اور راہِ راست پر لانے کے لیے مثل کتاب ”کلیلہ دمنہ“ یا بچوں کو بہلانے کے لیے یا وحشت وغیرہ دفع کرنے کے لیے بطور داستان گوئی عمل میں لائی جاتی ہیں۔ اس تعریف میں وہ صریح دروغ بھی داخل ہیں جس کا عمل میں لانا شرعاً واجب ہوجاتا ہے جیسے اس مظلوم ناکردہ قصور کو جھوٹ بلاکر بچانا جس کو کوئی ظالم قتل کرنے کے درپے ہو، اور وہ اپنی جان بچانے کے لیے چھپا ہوا ہو۔ یا اس مال ودیعت کو چھپانا جس کو غصب کرنے کا کوئی ظالم ارادہ کررہا ہو۔ اور اس تعریف میں وہ دروغ صریح بھی داخل ہے جس کا نفع اس کے ضرر سے زیادہ ہو جیسے مقاصد حربیہ اور جہاد کے اغراض ہیں۔ اگر وہ کسی موقع پر بغیر اس کذب صریح کے پورے نہ ہوتے ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ”اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ“ اور جیسے اصلاح بین الناس کے لیے فرمایا گیا ہے: ”لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس“ اور جیسا کہ زوجہ کو خوش کرنے اور خانہ داری کو مکمل بنانے کے لیے محبت زائدہ کا دعویٰ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

مجتبیٰ میں ہے:

”قال علیہ السلام کل کذب مکتوب لا محالۃ الا ثلثۃ الرجل مع امرأتہ او ولدہ والرجل صالح بین اثنین والحرب خدعۃ۔“ (ابوداود)

خلاصہ یہ کہ تصفیہ العقائد میں یہ بحث سر سیّد کے مصلحت وقت کے قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملحوظ ہونے کو قابل اعتراض قرار دینے پر ہے جس کو مشرح کر کے کذب کی حقیقی تعریف لغوی (گفتار مخالف واقع) اور اس کے انواع واقسام ذکر کیے گئے ہیں۔ اور ان کے شرعی احکام بتائے گئے ہیں اور سر سیّد کا سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنا غلط قرار دیا گیا ہے اور اس کے احکام خمسہ واجب، مستحب، مباح، مکروہ، حرام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی پوری توضیح رَدُّالْمُختَارْ حاشیہ الدر المختار جلد ۵ صفحہ ۳۰۴ للعلامہ ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر کتب فقہ میں موجود ہے اس سے مودودی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ ''اکابر دیوبند انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں بلکہ مستحسن'' سراسر غلط کاری اور بہتان بندی ہے اور اپنی غلط فہمی اور کم سمجھ کی شہادت دینی ہے اس میں تصریح ہے اس لیے نامقدور کذب صریح جائز نہ ہوگا۔ تعریضات ہی سے کام لیا جائے گا بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام اگر تعریضات (جو کہ کذب صریح نہیں ہیں) کو بھی مکروہ سمجھیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے مترشح ہوتا ہے تو کچھ عجب نہیں۔'' ص ۲۴

اگرچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبھی سے محفوظ ہوں۔ صفحہ 23 پھر اس پر تعریضات جو واقع میں اقسام کذب میں سے نہیں ہوتیں بلکہ مشابہہ کذب ہوتی ہیں اگر مخالف شان نبوت نہیں ہوسکتے۔ یہ غلط الزام ایسی تصریحات ہوتے ہوئے کس قدر دریدہ دہنی اور ڈھٹائی ہے۔

آپ جیسے ذی العلم والفہم کا اتنی تفصیل تصفیۃ العقائد سامنے ہوتے ہوئے ان کے دھوکے میں آجانا کس قدر تعجب خیز ہے۔ والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

از دارالعلوم دیوبند ۱۹/ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ

مکاتیب: مولانا سید احمد فیض آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(برادر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

بنام: حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

جب پہلی بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے نسخے چالیس مدینہ طیبہ بھیجے تو حضرت مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ میں ذیل کا والا نامہ تحریر فرمایا۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

1 مکرم و محترم جناب مولانا محمد صاحب زِید مجدُکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مشرف نامہ عالی مع چالیس نسخہ کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موصول ہوکر موجب عزّ وشرف ہوا۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کو بایں توجہات عالیہ واخلاص قلبی مقاصد دارین سے بہرہ ور وفائز المرام فرمائے۔ یہ ناچیز جملہ حضرات کے واسطے دعائے خیر سے غافل نہیں ہے۔ امید ہے کہ آنجناب بھی اس ناچیز بدنام کنندہ نکونامی چند کو دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیں گے۔ ماشاء اللہ کتاب بہت مناسب ہے۔ بچوں کی تعلیم کے واسطے بہت مفید معلوم ہوتی ہے۔ اگر کچھ اہل خیر ہمت فرمائیں اور دو چار سو نسخے ارسال فرمائیں تو ہمارے ہاں درس میں داخل کی جاسکتی ہے۔ موقعہ پر آنجناب ضرور خیال فرمائیں۔

رقیمہ نیاز سید احمد الفیض آبادی

پھر اگلے سال جب دو سو نسخے حاجی ولی محمد لدھیانوی کے پاس ارسال کئے گئے تو آپ نے جواباً یہ تحریر فرمایا۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ

2 مکرم ومحترم جناب مولانا مولوی صاحب زید مجدُکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مشرف نامہ عالی معہ دوسوسولہ نسخے نفحات الطیب موصول ہوکر موجب عزّ وشرف ہوا۔ آنجناب کی توجہات عالیہ اور التفات فرمائی کا شکریہ عرض ہے اور ان کتب کی باضابطہ مدرسہ کی رسید اس بنا پر نہیں دی جاسکتی کہ جن کتب کی رسید دی جاتی ہے وہ بطور وقف کے ہمیشہ جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہے مدرسے میں حفاظت سے رکھی جاتی ہیں۔ بڑے طلباء کو عاریتاً دی جاتی ہیں۔ پھر ختم سال پر واپس لے لی جاتی ہیں۔ پھر جب سال جدید شروع ہوتا ہے تو جن جن کو ضرورت ہوتی ہے دی جاتی ہیں۔ جیسے تمام مدارس اسلامیہ کا دستور ہے اور یہ کتابیں چھوٹے بچوں کو پڑھنے کے لیے دی جائیں گی۔ جو کہ سال چھ ماہ میں کتاب کو اس قابل نہیں چھوڑتے کہ وہ پھر کام آسکے۔ اس وجہ سے مدرسہ میں ابتداء ہی سے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ یہ کتابیں بچوں کی ملک کردی جاتی ہیں کیوں کہ عاریت کا طریقہ ان سے نبھ نہیں سکتا۔ مجھے آنجناب کے اطمینان کی خاطر مفصل ذکر کرنا مناسب ہوا کتاب بفضلہٖ تعالیٰ بہت مفید اور قابل افادہ اور استفادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ آجکل یہاں حجاج وزوّار کی کثرت ہے لہٰذا اس کی تقریظ کے متعلق کسی کی معرفت آئندہ عرض معروض کی نوبت آئے گی۔

زیادہ حد آداب

رقیمہ نیاز سید احمد الفیض آبادی مدینہ منورہ

مکاتیب: حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

1 بعالی خدمت فیض درجت مولانا مولوی محمد صاحب مدّظلہ العالی

از احقر عبدالقادر۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۲؍شوال کو احقر دہلی سے بحمد اللہ رمضان گزار کر بخیریت واپس آیا، یہاں آنے پر بھائی فضل الرحمٰن خاں ودیگر احباب احقر کو اپنے ہمراہ حج کو لے جانے پر مصر ہوئے۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان کے اصرار کی وجہ سے احقر کے دل کو بھی متوجہ فرمایا اور احقر نے ارادہ کرلیا ہے، ان شاء اللہ۔ ہوائی جہاز سے ارادہ کرلیا ہے۔ اب اس کی سیٹیں بک کرانے اور تحقیقات کے لیے دہلی لکھا ہے، جب وہاں سے کوئی جواب آجائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ جانا ہوگا باقی اس سے زائد کیا عرض کروں۔ مولوی انیس الرحمٰن مع اہل وعیال بفضلہٖ تعالیٰ یہاں بخیریت ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ حضرات کو اپنی حفاظت میں رکھے اور مرضیات سے نوازے۔ گھر میں سلام اور بچوں کو دعوات کہہ دیجیے گا۔ باقی احباب کو نام بنام سلام۔

از بندہ عبدالمنان ومولوی انیس الرحمٰن وبھائی الطاف صاحب ودیگر حضار خانقاہ سلام مسنون درخواست دعا کرتے ہیں۔ فقط والسلام

۸؍شوال از رائے پور

(یہ واقعہ 1950ء کا ہے)

2 ۷۸۶ عنایت فرمائے بندہ جناب مولانا مولوی محمد صاحب مدّظلہٗ

از احقر عبد القادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر 30/اگست کو بمبئی آیا تھا۔ یہاں تک تو دہلی سے ہوائی جہاز کا سفر ہوا اگلے سفر کے متعلق بھی یہی خیال تھا۔ مگر اب حکومت سعودیہ نے ہندوستان کے زائرین جو کہ ہوائی جہاز کے ذریعے جانا چاہتے ہیں بصرہ میں چھ دن قیام قرنطینیہ کی خاطر لازمی قرار دیا ہے۔ اس میں حاجی کے پاخانہ کو بھی جانچ کیا جائے گا۔ اگر اس میں ہیضہ کے جراثیم نکل آئے تو پھر جدّہ کے بجائے حاجی کو ہندوستان واپس بھیج دیا جائے گا۔

ان مشکلات کی بنا پر اب 4/ستمبر 1950ء کو جدّہ جانے والے بحری جہاز اسلامی سے ہی ارادہ کرلیا ہے۔ حق شانہ محض اپنے فضل وکرم بعافیت تمام اپنی مرضیات کے ماتحت ہم لوگوں کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سفر کی برکات سے متمتع فرمائے۔

باقی عزیز الرحمٰن سلمہ کا حال مزید معلوم نہ ہوسکا۔ خدا جانے جاسکے کہ نہیں اور کوئی معلم طے ہوا یا نہیں۔ باقی ابھی تک ہمارا ابھی کوئی معلم طے نہیں ہوا۔ جناب مولوی ابوالحسن علی ندوی نے سلیمان ہاشم کوئی معلم ہیں ان کے بارہ میں خیال کر رکھا ہے۔ آگے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوگا ہوجائے گا۔ احقر کی طرف سے جملہ احباب کرام اور گھر میں سلام مسنون اور بچوں کو دعوات۔

فقط

از بمبئی 3 ستمبر 1950ء

(اسی سال 1950ء میں عزیز الرحمٰن میرا بڑا لڑکا بھی حج کو گیا تھا)

3 محترم ومکرم بندہ جناب مولانا مولوی محمد صاحب مدّظلہ العالی

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط ملا، کیفیت خیریت معلوم ہوئی، آپ حضرات کی کرم فرمائی کا اور محبت کا بہت مشکور ہوں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ چند روز میں دہلی جانے کا خیال کررہا ہوں۔ اگر خواستۂ حق ہے اور سہولتیں جانبین سے میسر آگئیں تو مستقبل قریب میں آپ حضرات کی زیارت ہو ہی جائے گی۔ جناب ملک واحد بخش کی خدمت میں بھی بہت بہت سلام مسنون عرض ہے۔ ان کی تکلیف فرمائی کا بھی بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ موصوف کو اللہ تعالیٰ اپنی رضا ومحبت نصیب فرمائیں اور اپنی حفاظت میں رکھیں۔ والسلام

از احقر عبدالمنان اور بھائی الطاف وحاجی محمد خلیل صاحب وجملہ احباب خانقاہ کی طرف سے سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج سامی بخیریت ہوں گے۔

1/دسمبر 1949ء

4 مخدوم بندہ جناب مولانا مولوی محمد صاحب مدّظلہ العالی

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب والا کا والا نامہ شرف صدور ہوا، کتب دورہ حدیث شریف میں مشغولیت سے بہت خوشی ہوئی۔ احقر بفضلہٖ تعالیٰ مع احباب بخیریت ہے، دیگر عرض ہے کہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اب پاکستان ہائی کمشنر اس شخص کو عارضی پرمٹ دیتے ہیں جس کیلئے اس کے کوئی عزیز رشتہ دار پاکستان کے کسی ڈپٹی کمشنر سے اس بات کی تصدیق کرا کر بھجوادیں کہ یہ شخص عارضی طور پر یہاں آرہا ہے۔ مستقل قیام کے

غرض سے نہیں آ رہا۔ اور مدت عارضی قیام کی تجویز بھی ڈپٹی کمشنر پاکستان ہی کر کے بھیجتا ہے اب اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوا وہاں سے تحقیق ہو کر آ گئی تو ان شاء اللہ حاضری کی نیت تو ہے۔ آپ حضرات کی زیارت کو تو جی بہت چاہتا ہے۔

باقی گھر میں بہت بہت سلام مسنون فرما دیجیے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ان کو صحت عطا فرمائیں۔ باقی احباب کو سلام بچوں کو دعوات۔ فقط والسلام   از رائے پور

۲۰ محرام الحرام ۱۳۶۹ھ

مولوی انیس الرحمٰن سلمہ دہلی سے تشریف لائے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں سلام فرماتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کاغذات انڈیا سے یہاں لائل پور آ گئے اور تھانیدار نے گھر آ کر مجھ سے تحقیق کر لیا اور میرا بیان لکھ لیا۔ کہ مولانا عبد القادر آپ کے رشتہ دار ہیں۔ کیا آپ کے پاس عارضی پرمٹ پر آتے ہیں۔ میں نے سب کچھ لکھ دیا انہوں نے کاغذات ڈی سی آفس میں بھیج دیئے انہوں نے رپورٹ کی تصدیق لاہور بھیج دی۔ پھر الحمد للہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔

5 عزیزم مولوی حافظ عزیز الرحمٰن سلمہ

از احقر عبد القادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کل آپ کا خط ملا اس سے پہلے عزیزم مولوی عبد الوحید کی زبانی مولوی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ومدّ فیوضہم کی علالت کی خبر مل گئی تھی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے حضرت کو صحت کاملہ عطا فرماویں۔ پوری کوشش کے ساتھ اور بڑی توجہ کے ساتھ علاج کرائیں۔ حق تعالیٰ شانہ اپنا خاص فضل

وکرم فرمائیں۔ جب سے خبر ملی ہے فکر ہو رہا ہے۔ رمضان المبارک کی وجہ سے معذوری ہے۔نہیں تو مخدوم کی بیمار پرسی کی غرض سے ضرور جلدی حاضر ہوتا۔ باقی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو رمضان المبارک کے بعد حاضری کا ارادہ تو ہے ہی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ سب کو اپنی خاص عنایات سے نوازیں۔

برخورداران سعید الرحمٰن، مسعود الرحمٰن، مقبول الرحمٰن، ایوب الرحمٰن کو سلام دعا کہہ دیں۔ اپنی والدہ صاحبہ کو سلام مسنون۔ حضرت مولانا کو بہت بہت سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام

سب حضرات مولانا کے لیے صحت کی دعا کرتے ہیں۔

٦ رمضان المبارک ١٣٨١ھ/ 12 فروری 1962ء از رائے پور

6 محترم ومکرم بندہ جناب مولانا مولوی محمد صاحب سلمہ

از احقر عبد القادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مرسلہ والا نامہ ملا محررہ 18/ جولائی 1959ء کو شرف صدور ہو کر باعث سرور اطمینان ہوا۔ شکر ہے کہ آپ کو صحت عطا فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو صحت کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اس سے بھی خوشی ہوئی کہ برخوردار شفیق اور اس کی والدہ اطمینان سے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے اور عافیت سے رکھے۔ گھر میں سلام فرما دیجیے گا۔ بچوں کو بھی سب کو، مولوی انیس الرحمٰن صاحب ان کے بچے ان کے گھر میں سب کو سلام مسنون بھائی اسماعیل صاحب کا تحفہ مٹھائی وکباب بھی پہنچی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر مرحمت فرمائے اور خوش وخرم رکھے حاجی سلطان احمد صاحب کو بھی سلام مسنون کہہ دیں۔ حاجی محمد صادق صاحب کا بھی خط آیا تھا۔ آپ کی خدمت میں

حاضری کا لکھا ہے۔ ان کا بھی سلام مسنون بہت بہت دعائیں فرما دیجیے گا۔ ان کے خط سے بھی مسرت ہوئی۔ والسلام 22/جولائی 1959ء

7 بخدمت شریف مولانا مولوی محمد صاحب مدّظلہ العالی

از عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا 13/جولائی کا تحریر فرمودہ والا نامہ موجب فرحت ہوا۔ محترم دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل وکرم سے جناب والا کو جلد صحت کاملہ عطا فرما کر قوت وصحت عطا فرماویں، عزیزم مولوی عبدالجلیل صاحب کے تار اور خط سے بھی ایسی ہی اطلاع ہو چکی ہے۔ ان پر بھی اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے رحم فرمائیں، آمین۔ عزیزم مولوی سعید الرحمٰن صاحب کے ہاں دخترِ نیک اختر کے تولد سے خوشی ہوئی اللہ تبارک وتعالیٰ مبارک فرمادے۔ باقی بحمد اللہ سب خیریت ہے اپنی اور دیگر سب کی خیریت سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں تو موجب مزید عنایت ہوگا سب کو نام بنام سلام مسنون فرما دیجیے گا۔ والسلام

بہٹ ہاؤس سہارن پور

17/جولائی 1959ء

از احقر عبدالمنان عفا اللہ عنہ بہت بہت سلام مسنون اور درخواست دعا عرض ہے۔

8 بگرامی حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدظلہ العالی

از احقر عبدالقادر،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا والا نامہ شرف صدور ہوا کیفیت وخیریت معلوم ہوئی۔ عزیزم

مولوی سعید الرحمٰن صاحب سلمہ کے ہاں تولد فرزند ارجمند سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے صلاح وفلاح دارین وعمر طبعی سے نوازیں اور احقر بفضلہٖ تعالیٰ بالکل بعافیت ہے باقی یہاں سب خیریت ہے جملہ احباب کرام سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔عزیزم مولوی عبدالجلیل سلمہ بعافیت ہیں سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ والسلام

از بہٹ ہاؤس

29 ردسمبر 1960ء

9 مخدوم ومکرم بندہ جناب مولانا محمد صاحب

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب کا والا نامہ رائے پور سے ہوتا ہوا ریاست رامپور موصول ہوا، احقر دہلی کئی روز رہ کر وہاں رام پوری حضرات کے تشریف لے آنے کی وجہ سے اور اصرار سے رام پور آ گیا۔ یہاں بانس بریلی اور لکھنؤ کے سفر میں مولانا ابوالحسن علی کے اصرار سے اور حکیم محمد صدیق کے اصرار سے جانا ہے۔معلوم نہیں کتنے دن لگیں۔ دہلی پاکستان جانے کی کسی صورت کی تلاش میں جانا ہوا تھا۔مگر پرمٹوں کی مشکلات کی وجہ سے ملتوی ہوگیا۔ جب کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوگا ہوجائے گا۔ جناب کی خیریت وکیفیت خط سے معلوم ہوکر بہت ہی خوشی ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جناب کو بڑے درجے عطا فرمائے۔ اور ہم پسماندگان کو بھی جناب کی برکت سے آپ کی کیفیت اوراد وتعلیم سے بہت جی خوش ہوا۔ میرے عزیز بھائی! احقر کو بھی اپنی ادعیہ صالحہ میں فراموش نہ فرمانا، احقر بہت محتاج ہے۔ اور آپ کے لیے دعا گو ہے۔

مولوی عبدالعزیز صاحب کا والا نامہ بھی جو اس میں رکھا تھا دیکھا۔ کیا عرض کروں جناب کے ساتھ کسی طرح بھی احقر اور احقر کا کنبہ برابری نہیں کرسکتا۔ ویسے تو اگر یہ ہو جائے تو ہم لوگوں کے لیے بڑی سعادت ہے، ویسے تو ہم لوگوں میں کوئی برابری نہیں ہے نہ ذاتاً نہ صفاتاً، بہت ہی اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہوں اور تصور کرتا ہوں یہ تکلف سے نہیں عرض کرتا، باقی عبدالجلیل کے لیے تو موجب سعادت ہے۔ ایسی صحبت اس کو اس علاقہ میں کہاں میسر ہوسکتی ہے۔ علم اور صلاحیت کے اعتبار سے بلکہ اس کو علمی اور دینی نفع بہت کچھ اس کے لیے میں سمجھتا ہوں لیکن جناب کے والد بزرگوار اور گھر کے لوگ کس طرح راضی ہوسکتے ہیں جب کہ ہر طرح سے جناب کا خاندان ہمارے خاندان سے اونچا ہے۔ مکرر عرض ہے کہ جناب کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا اعلیٰ درجہ نصیب فرمائے اب احقر کو پاکستان جانے کا زیادہ شوق نہیں رہا۔ کیا تعجب ہے اللہ تعالیٰ اب آپ سے دینی سلسلہ چلائے، گھر میں بچوں کو دعا اور پیار اور ان کی والدہ کو سلام۔

چوہدری اسماعیل سنا ہے کہ وہیں ہیں۔ مولوی عبدالرحمٰن بھی وہیں ہیں مولوی عبدالغنی مولوی محمد شریف صاحب ملک واحد بخش کو بھی سلام مسنون فرمائیں۔ مکرر اسی واسطے تو شرم آتی ہے عرض کرتے ہوئے کہ پہلے جو نسبت کی تھی مولوی انیس کی جناب سے تو اس سے جناب کو تکلیف ہی پہنچی۔ اب کس منہ سے عرض کیا جائے۔ برخوردار عزیزم حافظ عزیز الرحمٰن انوری کی بیماری کا بہت فکر ہوا اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ فقط والسلام 9/نومبر 1948ء

10 بخدمت شریف مولانا مولوی محمد صاحب دامت برکاتہم

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج شریف، ایک والا نامہ تین روز ہوئے سید وجاہت حسین کی

معرفت شرف صدور ہوا، اس میں برخوردار عبدالرحمٰن مرحوم کے 5/ مئی 1948ء کو انتقال کی خبر معلوم ہوکر بہت افسوس ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور اپنے قرب سے نوازیں اور آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائیں، بالخصوص اس کی والدہ صاحبہ کو اور بہن بھائیوں کو صبر کی تلقین فرما دیجیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائیں، یہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ آپ حضرات احقر سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اپنے فضل وکرم سے نوازے۔ اور اپنی حفاظت میں رکھے۔

دیگر تمام پرسانِ حال کی خدمت میں سلام مسنون فرما دیجیے گا۔ حضرت مولانا فضل احمد صاحب اور دوسرے حضرات کو برخوردار کی وفات کا افسوس ہوا۔ سب دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور بہت بہت سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔

فقط والسلام

از احقر عبدالمنان سلام مسنون اور استدعا دعا

از رائے پور

٦ رجب المرجب ١٣٦٧ھ/ 26 مئی 1948ء

مکرر عرض ہے کہ احقر کی استعداد تو جناب والا سے کم ہے کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے مگر یہ خیال ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ مل جائے۔

اس بنا پر عرض ہے کہ اگر کوئی توبہ کرنے والا ہو تو احقر کی طرف سے جناب والا کو اجازت ہے خدا کرے آپ خیر وعافیت سے ہوں۔ فقط والسلام

نیز حاجی علی محمد، ولی محمد صاحبان کی خدمت میں سلام مسنون فرما دیجیے گا۔ ان دونوں حضرات کے احقر پر بہت ہی احسانات ہیں۔ احقر سوائے دعا کے اور کیا عرض کرسکتا ہے۔ کاش یہ حضرات شروع ہی میں لائل پور چلے آتے۔ تو پریشانی

سے شاید بچ جاتے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنا فضل وکرم فرمائیں۔

11 بخدمت جناب حافظ صابر علی صاحب

خط آپ کا ملا خیریت وکیفیت معلوم ہوئی۔ آپ کو کسی نے غلط بتلایا۔ میں تو حضرات دیوبند کا ہی ہم عقیدہ ہوں۔ اور انہی کے ساتھ ہوں اور مولانا محمد صاحب (انوری) لائل پوری کے ساتھ ہوں جو کچھ مولانا محمد ہیں میں وہی ہوں۔

فقط والسلام

از عبدالقادر

3/ اکتوبر 1958ء

کوٹھی نمبر، 41 ایمپرس روڈ نزد شملہ پہاڑی لاہور

12 عنایت فرمائم سلمہ

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط ملا، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے آپ کے کاروبار میں خیر وبرکت عطا فرماویں۔ اور نقصان سے محفوظ فرماویں۔ باقی ذکر کی تعداد اگر آپ زیادہ کر سکتے ہوں۔ تو مولانا محمد صاحب سے لائل پور میں جا کر دریافت کرلیں۔ والسلام

از رائے پور

4/ نومبر 1957ء

نوٹ: یہ والا نامہ غلام نبی دکان دار پیر محل تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور کے نام آیا تھا۔

مکاتیب: حضرت مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

1 از بندہ فقیر اللہ

مدرس رائے پور گوجراں

۱۰؍رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ

بخدمت مخدوم ومکرم جناب مولانا الحاج مولوی فتح الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گذارش ہے کہ آٹھ رمضان کو احقر کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ دعا فرمائیں کہ خدا اسے اہلِ علم، دین دار بناوے۔ خیال ہے کہ مسکین اللہ نام رکھوں گا۔ بس اب ماچھی واڑہ نواں شہر کی طرف بعض دوستوں سے ملنے کے لیے جاؤں گا۔ آپ عزیزم محمد کو شروع شوال ہی میں ادھر روانہ کردیں۔ اور کتب ذیل ضرور آں عزیز کے ہاتھ خیال و یاد سے روانہ فرماویں۔ تذکرۃ البلاغت، الحبل المتین فی استحکام شرائط الجمعۃ للمسلمین، سفرنامہ شام۔

دیگر عرض ہے، فتاویٰ اشرفیہ کی چہار جلدیں مجتبائی دہلی میں چھپی ہیں اور تین روپے میں ملتا ہے۔ آپ وہ ضرور منگالیں۔ اور مطالعہ کریں۔ قابل دید ہے اور سوانح حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی ضرور دیکھنی چاہیے۔

بخدمت مولانا مولوی ولی محمد صاحب ومنشی فتح اللہ شاہ صاحب مدرس میاں شمس الدین صاحب و برادران اللہ بخش ومحمد وجلال الدین افغان وگھر میں سلام وتمام خوش عقیدتگان سے سلام مسنون از حضرت صاحب ومولوی صاحبان مہتمم صاحب ومنشی صاحب ومولوی خیر محمد وغلام محمد وجملہ سلام مسنون۔ فقط

بنام: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

2 بخدمت مولانا مولوی محمد صاحب سلمہ

آپ کی مرض کا سن کر فکر ہوا، اپنی صحت سے اطلاع دیں کہ تسلی ہو، مسجد کے چندہ کی بابت پھر یاد دلاتا ہوں (ویسلم) بلا دعا (بعد الرابعة) (درمختار) قوله بلا دعاء هو ظاهر المذهب (شامی حلبی ج۱ ص۶۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بعد تکبیر چہارم سلام سے پہلے بھی دعا نہ پڑھے۔ چہ جائیکہ سلام کے بعد جنازہ پڑھ کر قید بقوله بعد الثالثة لايدعوا بعد التسليم كما فى الخلاصه، (البحر الرائق مصری ج۱ ص۱۸۳) (سوال) ما قولهم دریں مسئلہ کہ بعد نماز جنازہ خواندن سورہ فاتحہ واخلاص ودعا برائے میت جائز است۔

الجواب: خالی از کراہت نیست زیرا کہ اکثر فقہاء بوجہ زیادہ بودن بر امر مسنون منع می کنند وفى البرجندى لا يقوم بالدعاء بعد صلاة الجنازة لانه يشبه الزيادة فيها، وفى نفع المفتى والسائل: الدعاء بعد صلاة الجنازة مكروهة فتاوى مفتى سعد الله رحمة الله رامپوری مطبوعہ آسی مدراسی لکھنؤ ص ۱۳۰ شارح فصول اکبری۔

وفى ظاهر المذهب ليس بعد التكبيرة الرابعة دعاءٌ سوى السلام۔ شرح مبسوط از امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ جلد ثانی ص ۶۴ سطر ۴

احباب سے نام بنام سلام۔ فقط والسلام

فقیر اللہ عفا اللہ عنہ

رائے پور گوجراں

یہ خط تقسیم ملک سے پہلے کا ہے رائے کوٹ آیا تھا۔

3 از فقیر اللہ عفا اللہ عنہ

بحضرت سیدنا مولانا مولوی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد! گذارش ہے کہ یہاں ہر طرح خیریت ہے اپنی و متعلقین کی خیریت سے اطلاع فرماویں۔ مولانا مولوی فتح الدین صاحب کا والا نامہ آتا ہی رہتا ہوگا۔ ان کی خیریت وحالت سے بھی اطلاع فرماویں۔ بعد نماز فجر روزانہ ترجمہ قرآن مجید کا التزام بندہ نے کیا تھا اب تک پانچ پارے ہو گئے ہیں۔ اکثر طلباء ومدرسین شامل ہوتے ہیں۔ قصبہ تلون میں وکیل سعد اللہ خاں فوت ہو گئے تھے۔ تو ان کے لڑکے نے اپنے برخوردار حبیب اللہ کی وعظ اور نصیحت سے متاثر ہو کر تیجہ وغیرہ تمام رسوم کو ترک کر دیا۔

بلکہ قبروں میں اناج تک نہ لے گیا جس سے ملانوں، داگروں اور پرانے رسمیوں کو بڑا صدمہ اور قلق پہنچا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ 10-11 / جولائی کو تلون میں اہل بدعت سے مناظرہ قرار پایا ہے۔ علم غیب استمداد پختہ قبور ختم تیجہ پر بحث ہوگی۔ مولانا خیر محمد صاحب احباب اپنی طرف سے مناظر ہوں گے۔ اور بدعتی پارٹی شاید کس کس کو بلائے آپ چونکہ ملازم ہیں۔ تعطیل کا دن نہیں ہوگا اس واسطے تشریف لانے میں دقت ہوگی۔ اس لیے عرض نہیں کیا گیا۔ اگر بسہولت آپ براہ لدھیانہ بِلگہ اسٹیشن سے اتر کر تلون 10 / جولائی صبح تشریف لا سکیں تو بہت ہی بہتر ہے۔ بِلگہ تلون سے تین کوس ہے۔ راستہ ہے۔ تانگہ بھی مل جاتا ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب براستہ لدھیانہ 9 / جولائی شام تک تشریف لے آئیں گے۔ اتوار تو 12 / جولائی کو ہوگا۔ اس واسطے عرض کر دیا ہے کہ شاید آپ کو موقع مل جائے تو تشریف لے آئیں۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ بخدمت جناب حافظ صاحبان السلام علیکم برخورداران کو پیار گھر میں میرا اور اہلیہ کا السلام علیکم۔

از مولوی صاحبان و حبیب اللہ السلام علیکم۔ عزیزم عبدالرحمٰن کو السلام علیکم۔ والسلام

۵ر ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ، جمعہ

از رائے پور

4 از فقیر اللہ رائے پور گوجراں

بحضرت مولانا مولوی محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد! گذارش ہے کہ مسجد کے روپے وصول ہو گئے۔ مسجد کا کام بھی شروع کرا دیا ہے کہ موسم معتدل ہے، مرض عرق النساء کے امتداد اور شدت سے بہت صدمہ اور قلق ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا عاجلہ تامہ عطا فرماویں، تفسیر روح المعانی 3 اجزا شروع کے جگراؤں پہنچا دیئے ہیں، مولوی صاحب کو تاکید بھی کر دی ہے۔ کہ رائے کوٹ جلدی پہنچا دیں جب وہ اختتام کو پہنچیں تو وہ اجزا واپس کر کے اور اجزا منگا لیے جائیں۔ اسی طرح اہل جالندھر سے معاملہ ہے کہ پہلی جلد کے ختم ہونے پر دوسری جلد روانہ کر دی جاتی ہے عینی شرح بخاری کی جلد آپ کے پاس دیر سے ہے فارغ ہونے پر اس کو واپس فرماویں۔ اور سب خیریت ہے اپنی طبیعت کی حالت ضرور جلدی جلدی اطلاع دیتے رہیں۔

آج حضرت مولانا نیموی محدث عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کا خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ صوبہ بہار میں 15 رجنوری کو زلزلہ شدید آیا جس سے ہزاروں آدمی مر گئے بعدہ اب تک خفیف زلازل بار بار آ رہے ہیں۔

اللھم احفظنا۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

از مولوی فضل احمد صاحب و مولوی عبدالعزیز صاحب السلام علیکم

بخدمت جملہ احباب نام بنام سلام مسنون۔ والسلام فقط

ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ

از رائے پور

5 از فقیر اللہ عفا اللہ عنہ

بخدمت مولانا مولوی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کرم نامہ موصول ہوا، وہ رباعی جو سائیں طور شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جس کے راوی ہیں۔ یہ ہے امروٹ میں کسی بزرگ نے کہی تھی!

شُنِیْدَ اسْتَمْ کہ فَرْدا روزِ عید اَسْت

میں نے سنا ہے کہ کل عید کا دن ہے

بَخانۂ ھر کسے شادی پدِیْد اَسْت

ہر گھر میں خوشیاں منائی جارہی ہیں

دراں روزے کہ بایمان بَمِیْرم

جس دن میں ایمان کے ساتھ مرجاؤں گا

مَرا در عُمرِ خود آں روزِ عید اَسْت

میرے لئے ساری عمر میں عید کا دن وہی ہوگا

عبدالرحمٰن جمعہ صبح ہی بلا اجازت بلا اطلاع چلا گیا۔ اتوار شام کو واپس آگیا، کذب سے ہی کام لیا اب آپ سے معلوم ہوا کہ اوگی گیا تھا میں نکو در زبان

سے معذور بچے کو کیوں روانہ کرتا، تصنیف یاراں ہے، میں نے آپ کو خط لکھ دیا تھا کہ عبدالرحمٰن کہیں چلا گیا ہے۔ اتوار شام کو خط سنگو وال روانہ کردیا تو بعدہ عبدالرحمٰن واپس آ گیا تو صبح پیر کو خود سنگو وال جا کر عبدالرحمٰن خط واپس لایا۔ تا کہ کرتوت ظاہر نہ ہو مگر

نہاں کے مانندآں رازے کرد سازند محفلہا

''انہوں نے سرِ عام (یعنی محفل میں) ظاہر کردیا اُس راز کو

جس کو اس نے چھپایا تھا۔''

اُوگی والوں نے ظاہر کردیا میں بھی مریض ہی ہوں۔ نزلہ سے ناک بند ہو رہا ہے، اور سب خیر ہے، عبدالرحمٰن کل سے ڈھیلا سا ہے۔ رات بخار بھی ہو گیا تھا، اب بنفشہ کا استعمال شروع ہے۔ ان شاء اللہ آرام ہو جائے گا۔ خط اس کو دکھلایا ہے ہاں ایک دو ماہ کی سالانہ تعطیل ہوگی۔ تو آپ ضرور لدھیانہ کی طرف سے امید ہے کہ یہاں تشریف لاؤ گے۔ دریا خطرناک ہے۔ حکایاتِ صحابہ کے دو نسخے منگا لیے ہیں۔ سرور المحزون کا یہاں نسخہ ہی نہیں ہے۔

(یہ خط رائے کوٹ ضلع لدھیانہ آیا تھا)

6 از فقیر اللہ عفا اللہ عنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

غم نامہ موصول ہو کر باعث صدمہ وقلق ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ولتصبر ولتحتسب فان للہ ما اعطی ولہٗ ما اخذ۔

حضرت مولانا فتح الدین صاحب تشریف لائے ہوں تو السلام علیکم معروض ہے بخدمت حافظان مکرمان وجملہ مصلحین السلام علیکم گھر میں نیز سلام

مسنون کہہ دیں۔زیادہ کیا عرض کروں اور سب خیر ہے۔از مولوی عبدالعزیز صاحب عزیزم حبیب اللہ و اہلیہ سلام مسنون،تاحال مولوی عبدالعزیز صاحب چلنے پھرنے نہیں لگے جوڑ تو ٹانگ کا درست بتلاتے ہیں۔مگر ابھی ورم ٹخنے پر اور کسر ہے۔دعا فرماویں۔

از سائیں طور شاہ صاحب السلام علیکم۔ والسلام

۲۳/رمضان المبارک/1954ء

رائے پور

مکتوب: حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ

مکرمی مولوی فتح الدین صاحب سلمہ

از احقر عبدالرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط پہنچا۔آپ کی پریشانی دیکھ کر فکر ہوا۔اور بہت خیال ہوا کہ حق تعالیٰ آپ کو مخالف کے شر سے محفوظ رکھیں،احقر بھی دعا کرے گا۔آپ بھی دعا کریں،صبح وشام اور دوپہر یعنی ٹھیک نصف النہار کے وقت ''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِی نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ'' پچیس پچیس مرتبہ پڑھ لیا کریں اور ھم کا اشارہ مخالف کی صورت خیالیہ کی طرف کریں۔صبح وشام اول آخر تین یا پانچ مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو۔ فقط والسلام

عبدالرحیم از رائے پور ضلع سہارنپور

22/جولائی 1913ء

مکاتیب: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ

1 مکرم سراپا فضل وعنایت زید مجدکم ۔ بندہ محمود

سلام مسنون کے بعد ملتمس ہے آپ کا گرامی نامہ مولوی عبداللہ صاحب کی معرفت پہنچا، مولوی صاحب نے چند بار جواب کا تقاضا اور یاددہانی بھی کی۔ مگر حضر وسفر کے مشاغل کی وجہ سے جواب کی نوبت نہ آئی، مکرم کاہلی اور غفلت سخت مضر امر ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ ہمت کے ساتھ اپنے مشاغل واذکار کی طرف رجوع کریں۔ اور بہتر ہوگا کہ شب جمعہ میں غسل کرکے دو رکعت خشوع کے ساتھ ادا کرکے اپنے اللہ سے توبہ کریں، اور توفیق حسنات کی الحاح کے ساتھ دعا مانگیں اور کام التزام کے ساتھ شروع کردیں۔ اور عزم وہمت کے ساتھ اپنے کام میں چست رہیں۔ اور کاہلی کو پاس نہ آنے دیں۔ بندہ حقیر بھی آپ کے لیے دعا کرتا ہے۔ عشاء کے بعد یاحی یاقیوم برحمتک استغیث ایک سو بار جہر کے ساتھ پڑھ لیا کریں۔ یاحی کی ضرب قلب پر لگنی چاہیے، باقی اذکار فرمودہ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کیے جاؤ۔ پریشان خوابوں کا فکر نہ کرو، سونے کے وقت آیۃ الکرسی، سورۃ الفاتحہ اور معوذتین پڑھ کر دم کرلیا کرو۔ اور کوئی خواب پریشان آوے تو فوراً لاحول ولاقوۃ اور تعوذ پڑھ کر قلب پر تھتکار دو اور کچھ پرواہ نہ کرو۔

امرِ حق کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر توکل رکھو، آپ کو اللہ تعالیٰ شرِّ مخالفین سے محفوظ رکھے البتہ یہ ضروری ہے کہ لوگوں کے ساتھ اخلاق اور نرمی اور صبر وتحمل سے معاملہ کرو، کلمہ حق ضرور کہو مگر نرمی اور للّٰہیت سے، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے۔

اپنی اہلیہ سے بعد سلام مسنون کہہ دینا کہ مہلت ہوتو تمام دن رات میں ایک دفعہ یا مختلف اوقات میں اسم ذات یعنی لفظ ''اللہ'' کو چار ہزار مرتبہ پورا کریں۔ وہم اور وسوسہ بُری بلا ہے ہرگز اس کا خیال نہ کریں۔ اور دل میں ٹھہرا لو کہ جو چیز شریعت میں پاک ہے کسی وسوسہ سے وہ ناپاک نہیں ہوسکتی۔ بلکہ وسوسہ شیطانی ہے۔

خیال ہے جب وسوسہ آئے تو لاحول پڑھواوراس کو دفع کرو ورنہ اور ترقی کرے گا۔ اور دفع کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ جاتا رہے گا۔ اپنی صاحبزادی سے فرما دیجیے کہ تلاوت کلام مجید حسب مہلت اور صبح وشام درود استغفار سبحان اللہ والحمد للہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ایک ایک تسبیح پڑھ لیا کریں۔ نکاح لڑکی کا کردیجیے، جہیز کی کوئی مقدار نہ کوئی دقت ضروری۔ جو بسہولت میسر ہو۔ اب یا دوسرے وقت دے دیا جائے۔

مہر کی مقدار کو کم رکھنا بہتر ہے لیکن کوئی مصلحت درپیش ہوتو پانچ صد روپے سے بڑھا دینا مضائقہ نہیں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام فقط

بندہ محمود، دیو بند شنبہ (ہفتہ)

2 مکرمی محبی زید مجدکم

بندہ محمود!

سلام مسنون کے بعد ملتمس ہے کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا آپ جیسے مخلصین کو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت وعقیدت اور قولاً وفعلاً ان کا اتباع ان شاء اللہ کافی ہے، مجھ جیسے نا کارہ کی کوئی حاجت نہیں۔ مگر آپ نے جو تحریر فرمایا ہے اس کو بھی درست جانتا ہوں۔ آپ کی محبت وعنایت کا اثر ہے اس لیے بنام خدا آپ کے ارشاد کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اور جناب کی اہلیہ اور دختر کی

بیعت قبول کرتا ہوں۔حق تعالیٰ اپنے فضل سے برکت عطا فرمائے۔میرا سلام بھی سب سے فرماویں۔

اگر قرآن پڑھا ہوا ہو تو التزام کے ساتھ بقدر فرصت کچھ تلاوت روزانہ کرلیا کریں اور صبح وشام اور دو وقت درود اور استغفار کی ایک ایک تسبیح پڑھ لیا کریں اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کی بھی ایک ایک تسبیح صبح پڑھتے رہیں۔والسلام فقط

اپریل 1910ء کی 19-18-17 تاریخ کو یہاں مدرسہ میں دستار بندی کا جلسہ ہوگا جس میں اطراف وجوانب سے مجمع آئے گا اس کی وجہ سے آج کل کاروبار کی کثرت ہے اور مشغولی لا بدّ ہے (اس میں مجبوراً مشغول ہونا پڑے گا)۔اطلاعاً عرض کیا گیا ہے۔ والسلام

3 مکرمی سلمکم اللہ!

بندہ محمود، دیوبندی

سلام مسنون کے بعد ملتمس ہوں عرصہ سے آپ کا خط نہیں آیا، خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔دختر عزیزہ کے عقد سے فراغت ہو چکی ہے یا نہیں، مہر میں بوجہ مصلحت وضرورت زیادتی مناسب ہے۔میرا سلام مسنون سب سے فرماویں۔یہاں بحمد اللہ خیریت ہے، بارش کی بہت کثرت وشدت ہے، معلوم نہیں وہاں بارش کیسی ہے۔

مولوی عبداللہ صاحب فاروقی کا حج کا سفر کیسا رہا، اور آج کل کہاں ہیں، میں نے ان کے پاس خط بھیجا تھا، معلوم نہیں پہنچا یا نہیں۔والسلام فقط

بندہ محمود دیوبند شنبہ (ہفتہ) 24/

ڈاکخانہ کی مہر 11/ستمبر 1912ء کی ہے۔

4 بخدمت شریف مکرمی جناب مولانا فتح الدین صاحب سلمہٗ

بندہ محمود!

سلام مسنون کے بعد ملتمس ہے۔آپ کا خط مشتمل خبر انتقال عزیزہ مرحومہ پہنچ چکا تھا۔ اس کا جواب ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ معلوم نہیں پہنچا ہے یا نہیں۔ اب پھر عرض کرتا ہوں کہ واقعی یہ صدمہ گراں آپ کو پہنچا، مگر جس نے صدمہ پہنچایا اس نے صبر اور سکون کو فرض فرمایا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کو اور جملہ وابستگان کو درجہ بدرجہ صبر اس کا ثواب عطا کرے اور اپنی طاعت میں سب کو مصروف رکھے۔ اور سب کا خاتمہ اسی طرح پر اپنے ذکر اور یاد میں فرماوے اس کی والدہ کو بہت سلام میری طرف سے فرماویں۔ کہ تم نے بہت صبر کیا اللہ اس کو بخشے اور تم کو اس کا ثواب دنیا اور آخرت میں نصیب کرے اللہ کا نام لیے جاؤ اور اس کے حکم کے موافق کام کیے جاؤ۔ بس بندہ کے حق میں اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ بندہ آپ سب کے لیے دعا کرتا ہے۔ آپ بھی میرے لیے دعا کرتے رہیں۔ اپنا وظیفہ برابر پڑھتے جاؤ۔ اس مرحومہ کی بچی کو دعا تعویذ اس کے گلے میں ڈال دیں۔ اللہ اس کو صحت دے۔ یہاں مطلع بھی صاف تھا۔ مگر رویت تیس کو ہوئی بارش بہت ہوئی۔

5 مکرم سراپا عنایت و کرم دام فضلکم

بندہ محمود

سلام مسنون کے بعد ملتمس ہے۔ جناب کا گرامی نامہ آیا۔ بوجہ چند موانع اور مشاغل جواب میں تاخیر ہوتی گئی۔ معلوم نہیں جھوٹی رپورٹ کا معاملہ طے ہو چکا یا نہیں۔ اللہ ظالموں کو شرما دے۔ امید ہے کہ اپنی خیریت سے مطلع فرما کر مطمئن فرمائیں گے گھر میں سب کو درجہ بدرجہ سلام فرما دیجیے، شرِّ اعدا سے

حفاظت کے لیے اکتالیس مرتبہ بعد عشاء "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" پڑھ لینا مفید ہے اوّل اور آخر چند بار درود شریف پڑھ لیا جاوے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام فقط

مکاتیب: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

1 بنام: حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء حقانی اس مسئلہ میں کہ کیا درمختار مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ نور الہدایہ ترجمہ اردو اور شرح وقایہ میں لکھا ہے اگر عورت زکوٰۃ اپنے خاوند کو دے دیوے تو صاحبین کے نزدیک جائز ہے آیا یہ مسئلہ مفتیٰ بہ ہے یا نہیں۔

(۲) ایک شخص مر گیا متوفی کے وارث ایک دختر دو بیٹے اور زوجہ ہے کہ اولاد مذکر ہی وارث ہوتی ہے، مؤنث کو کچھ دیتے ہی نہیں۔ اگر اولاد مذکر ایسی جائیداد جو شرعی حیثیت سے تقسیم نہیں کی بلکہ اپنی بہنوں کو محروم کر دیا۔ اگر یہ اولاد مذکر اپنی جائیداد کو ہبہ یا رہن کریں تو شرعاً کیا حکم ہے۔ صحیح ہے یا نہیں۔ اور مشتری عند اللہ ماخوذ ہوگا یا نہیں۔

(۳) شرعاً اگر متوفی نے جائیداد سے بہن یا والدہ کو حصہ نہیں دیا تو اولاد متوفی کو لازم ہے کہ ان کو حصہ دے دے؟

(۴) مشاع کا ہبہ جب کہ اپنے شریک کو کرے جائز ہے یا نہیں۔

(۵) عورت اگر عورت کی جماعت کرادے تو جہر یہ نمازوں میں خفیہ پڑھے یا بلند۔

(۶) اگر صرف دو عورتیں ہوں تو دوسری عورت امام عورت کے محاذی کھڑی ہو یا پیچھے۔

(۷) مسافر کو جب کہ رمضان المبارک میں وہ روزے رکھتا ہے تراویح معاف

ہے یا ضرور پڑھے۔

(۸) بیع ادھار ثمن کا وعدہ کرنا کہ فلاں روز دوں گا ضروری ہے یا نہیں۔

جواب:

(۱) سوال اول اس باب میں احوط مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ خاوند کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

(۲) اگر شی مشترک کو فروخت کرے تو صرف اسی کا حصہ فروخت ہوگا دوسرے شریکوں کا حصہ ان کی اجازت سے جائز ہوگا، اور مشتری کو بیگانی شئے کا خریدنا درست نہیں اگر باقی شرکاء نے وقت بیع انکار کیا تھا تو مشتری فسخ کرسکتا ہے۔

(۳) اس کی اولاد پر ضروری ہے کہ حصہ داروں کا حصہ الگ کر کے مالکوں کو دے دیں۔فقط!

(۴) ہبہ مشاع کا درست نہیں اگرچہ شریک کو ہو لیکن شریک کے ہاتھ بیع کر کے ثمن ہبہ کرسکتا ہے۔

(۵۔۶) عورتوں کی نماز مکروہ ہے لیکن اگر کرلیں امام وسط میں کھڑا ہو اور جہریہ نمازوں میں جہر کرے۔فقط (اس کے لیے عین الہدایہ مولانا امیر علی رحمۃ اللہ علیہ کا دیکھنا چاہیے......محمد عفا اللہ عنہ)

(۷) مسافر کو تراویح و دیگر سنن نہ پڑھنے کی رخصت ہے۔فقط

کتبہٗ رشید احمد عفی عنہ

۲۴؍شعبان بمطابق 21جون1898ء

2 از بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

بعد سلام مسنون مطلع فرمایند کارڈ پہنچا حال معلوم ہوا، جواب مسئلہ یہ ہے ایسا شخص جس کے صفات آپ نے مسئلہ میں کہے ہیں فاسق ہے۔ایسے شخص کی

تعظیم کرنا گناہ ہے اور جو شخص ایسے شخص کو تعظیم کرے وہ گنہگار ہے۔ فقط والسلام

۱۵/شوال ۱۳۱۷ھ

الجواب

قربانی کا گوشت کافر کو دینا اور بھنگی اور چمار کو درست ہے، اور اس کا چمڑہ فروخت کر کے مسکین کو دینا واجب ہے۔ اور تیل چٹائی دینا اس کا مسجد میں درست نہیں اور روٹی کھلا دینا بھی درست نہیں۔ ہاں روٹی اگر بازار سے خرید کر روٹی کا مالک کر دیا یہ درست ہے۔

یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں قربانی واجب نہیں اگر چہار پائے حاجت سے زائد ہوں تو قربانی واجب ہوگی۔

ایسے مقام پر جمعہ ادا نہیں ہوتا ظہر کی جماعت پڑھنا چاہیے۔ فقط والسلام

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

11 اپریل 1898ء/ ۷ ذی القعدہ

الجواب:

صحت نماز جمعہ کے لیے ملک تام یا وقف ہونا مسجد کا شرط نہیں ہے پس یہ مواضع اگر چہ ملک مسلمانان نہیں ہیں۔ تب بھی اگر وہ جگہ شہر ہو تو وہاں جمعہ درست ہے اگر گاؤں ہو تو جمعہ درست نہیں۔ حاصل یہ کہ شہر میں اگر اذن عام نہ ہو اور کسی جگہ خاص میں جماعت ادا کی جائے جہاں ہر ایک نہ جا سکتا ہو تو نماز جمعہ درست نہیں اگر شہر میں اذن عام ہو تو نماز جمعہ درست ہے اگر چہ وہاں مسجد نہ ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہٗ

الجواب صحیح
خلیل احمد عفی عنہ
مدرس اول مظاہر العلوم

الجواب صحیح
عنایت الٰہی عفی عنہ،
مدرس دوئم

الجواب صحیح
ثابت عفی عنہ،
مدرس سوئم

الجواب صحیح
عبدالکریم عفی عنہ،
مدرس چہارم

الجواب صحیح
محمد احکم عفی عنہ
مدرس پنجم

متعلق فتویٰ سابقہ بعد سلام مسنون عرض یہ کہ شہر اور گاؤں کی تعریف الگ الگ تحریر فرمائیں۔ والسلام اضعف العباد فتح الدین

الجواب:

شہر اور گاؤں عرفی امر میں اہل عرف اس کو پہچانتے ہیں۔ گاؤں اور قصبہ کا فرق سب بستی والوں کو معلوم ہوتا ہے۔ اگر چہ وہ اس کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہمارے یہاں چار پانچ ہزار کی بستی جس میں ڈاک خانہ، شفاخانہ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ قصبہ وشہر کہلاتے ہیں مگر یہ دونوں امر بھی مدار مصریت نہیں محلہ اور کوچہ اور بازار ہر طرح کے حوائج دستیاب ہونا جیسے ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہے یہ علامات شہر ہیں مگر ان پر مدار نہیں ہے چونکہ وہ ایک امر عرفی ہے، اس لیے اس کی تعریف کی طرف توجہ نہیں کی گئی اور کثرت سے تعریفات اس کے کتب میں مذکور ہیں کیوں کہ کسی نے کوئی علامت معرفت سمجھ کر بیان کی کسی نے کوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ،

الجواب:

ضاد، دال، ظا، ہر سہ حروف جداگانہ ممتاز ہیں۔ ان کو ایک جاننا یا ایک طرح پڑھنا باوجود قدرت کے درست نہیں ہے اور جو شخص کہ اس کو ضاد کے اصلی

مخرج سے ادا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اگر بصورت دال پُر ادا کرے گا۔ تو اس کی نماز ہو جاوے گی۔ کیونکہ دال پُر کوئی مستقل حرف نہیں ہے پس جو شخص کہ بصورت دال پُر ضاد ادا کرتا ہے مگر وہ اصل مخرج سے بوجہ معذوری ادا نہیں کرسکتا پس اس کی نماز ہو جائے گی اور جو شخص جان بوجھ کر باوجود قدرت کے ضاد کو دال محض یا ظاء محض ادا کرے نماز اس کی اکثروں کے نزدیک ہو جائے گی۔ فقط والسلام

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہٗ

مکتوب: حضرت مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

بعد الحمد والصلاۃ معلوم ہو کہ کنگنہ (یعنی لڑکی والے لڑکے کو کنگنہ پہناتے ہیں اور لڑکے والے لڑکی کو کنگن پہناتے ہیں اور سمجھتے ہیں اس سے نکاح ہو جاتا ہے حالانکہ اس) سے نکاح نہیں ہوتا اور جو کہ مسائل اربعین اور مظاہر حق میں لکھا ہے بالکل درست ہے، اور اس پر فتویٰ ہے اور جو عالم اس کے برخلاف بیان کرے تو اس سے پوچھنا چاہیے کہ کنگنہ کو حرام جانتے ہو یا نہیں۔ جب حرام کا اقرار کر جاوے تو اسے دریافت کریں کہ حرام کو حلال جاننے سے کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں۔ اقرار کرنے پر اسے الزاماً کہو کہ جو لوگ بوقت نکاح شگون نیک جان کر کنگنہ باندھتے ہیں پھر ان کے کفر میں کس دلیل سے شک کرتے ہو اگر کہے اس طرح تو ہزاروں لوگوں کے نکاح برباد ہوتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح ہی کے جانے والے بہت مسلمان کہلاتے ہیں تو ان کو بھی تم مسلمان قرار دے سکتے ہو، اگر کہے کہ نہیں تو پھر کہو کہ یہ لوگ بھی ایسے ہی کافر ہیں۔

رقیمہ، محمد از لدھیانہ

جناب مولانا مولوی صاحب قبلہ من سلامت باشند

مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مرحمت فرمایا جاوے۔

(صرف حضرت مولانا محمد صاحب لدھیانوی کے جوابات درج کیے جاتے ہیں)

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔

(۱) مرغی کو ادھیارے پر دینا جائز نہیں۔

(۲) کھانے سامنے رکھ کر ختم پڑھنا بدعت ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف سن کر ناخن چُوم کر آنکھوں میں لگانا ضعیف روایت میں آیا ہے لیکن محققین علماء کا اس پر عمل نہیں ہے۔

(۴) بھینس یا گائے کو ادھیارے پر دینا جائز نہیں ہے۔

(۵) خاوند کے فوت ہونے پر عورت پر چار مہینہ دس دن عدت ہے، خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ۔ اگر عدت میں نکاح کر دیا جاوے تو نکاح ناجائز ہے عدت کے بعد اس کو اختیار ہے جس کے ساتھ چاہے نکاح کر لے۔

(۶) جنگل میں چلہ کھینچ کر جماعت و جمعہ کو ترک کرنا بدعت ہے۔

(۷) عورتوں کا مزار پر جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز نہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔

(۸) جس عورت کا خاوند چلا جائے اور اس کا کچھ پتہ نہ ہو تو اس عورت کو امام صاحب کے مذہب میں جب تک اس کے شوہر کی 90 سال کی عمر نہ ہو نکاح دوسری جگہ کرنا درست نہیں لیکن واسطے ضرورت کے۔ اگر علماء شافعی یا مالکی مذہب سے فتویٰ لے کر نکاح اور جگہ کرا دے تو علماء نے جائز رکھا ہے۔

(۹) مزارع سے اور کسی طرح کی خدمت لینی جائز نہیں داخل سود ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ قرض دار کی دیوار کے سائے میں نہیں بیٹھے۔ فقط الراقم

خادم الطلبہ

(محمد لدھیانوی)

مکتوب: حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ

عنایت فرمایم مولوی فتح الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اہلِ حق کے ساتھ مخالفت کوئی نئی بات نہیں، ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے لیکن ساتھ ہی حق تعالیٰ کی اعانت وحمایت ساتھ رہتی ہے، بس ان شاء اللہ ان معاملات کا انجام بخیر ہوگا میں ناچیز بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنوں کے شرور سے محفوظ رکھیں۔ اور اپنی مرضیات میں رکھیں۔

تعویذ بازو پر باندھ لیں ارسال ہے۔ والسلام

احقر خلیل احمد عفی عنہٗ

مدرسہ مظاہر العلوم

از بندہ محمد یحییٰ عفی اللہ عنہ

السلام علیکم!

تذکرۃ الرشید کا اشتہار ارسال ہے اس کو اپنے احباب کو بس دکھلا دیں۔

مکتوب: حضرت مولانا عبد العلی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ جب مولانا رشید احمد صاحب کا فتویٰ جمعہ کے بارے میں دیکھ چکے ہیں تو اس کے بعد کسی دوسرے سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہہ اور بہت بڑے عالم تھے بڑے

بڑے ان کے فتویٰ کو مانتے تھے۔ کارخدمت لائقہ سے اطلاع دیتے رہیں۔

العبد عبد العلی الحنفی القاسمی عفی عنہٗ،

از دہلی مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب مرحوم دہلی

۲۵/ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ

مکتوب: حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ بخدمت مولوی فتح الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا عنایت نامہ پہنچا حال معلوم ہوا، بندہ کی رائے ناقص میں آپ وہیں رہ کر حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ تعلیم ذکر وشغل آپ کو فرمائی ہے اسی کے موافق مشغول رہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ کافی ہوگی۔ غرض مشغول ذکر وفکر رہنے سے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو اور محبت غیر اللہ دل سے دور ہو،

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمن است
ہیچکس را تا نگردد او فنا
نیست رہ در بارگاہ کبریا

ترجمہ: ”ذکر کرتا رہ کہ ذکر اللہ تیرے لئے جان اور زندگی کی طرح ہے۔ اور دل کو ذکرِ رحمٰن سے پاکی حاصل ہوتی ہے، جب تک کوئی شخص اس کے راستے میں فنا نہ ہوگا، ذات کبریا کا راستہ نہیں پا سکتا۔“

باقی اگر آپ تکلیف سفر گوارا فرمائیں اور دیوبند میں قیام فرمائیں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ استخارہ مسنونہ فرما کر جس طرف رجحان قلب ہو یعنی وہاں رہنے کی طرف یا دیوبند میں قیام کی طرف اسی کے موافق عمل فرمائیں۔ زیادہ کیا لکھا جاوے۔ فقط والسلام

مولانا فقیر اللہ کی خدمت میں سلام قبول ہو۔

راقم، عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ

۲۴ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک عورت کا خاوند چھ سال سے مفقود الخبر ہے حتیٰ کہ اب اس کی حیات سے قطعاً ناامید ہو چکے ہیں۔ براہ عنایت فرمایا جائے کہ مفقود الخبر ہذا کی زوجہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا۔ عبارات فقہاء کرام نقل فرما کر ممنون فرمایا جاوے۔

الجواب:

مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں حنفیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے کہ زوجہ مفقود الخبر جس وقت مرافعہ الی الحاکم کرے تو حاکم یا جماعت مسلمین اس کے لیے چار برس کی مدت مقرر کریں، اگر اس عرصہ میں بھی شوہر کا کچھ پتہ نہ چلے تو وہ عورت عدت وفاۃ دس دن چار ماہ گذار کر نکاح ثانی کرسکتی ہے اور مدونہ کبریٰ للمالکیہ میں یہ تصریح ہے کہ قبل تاجیل اربع سنین جو منجانب قاضی یا جماعت مسلمین مقرر ہوئی ہے جو مدت گذری اس کا اعتبار نہیں ایسا ہی دیگر کتب فقہ مالکیہ میں ہے عبارت المدونۃ الکبریٰ یہ ہے:

قلت ارأیت امراۃ المفقود اتعتد قول الاربع سنین فی قول مالك بغیر امر السلطان قال مالك وان اقامت عشرین سنة ثم رفعت امرھا الی السلطان ضرب لھا من تلك الساعة اربع سنین الخ ثم ذکر العدۃ۔ (المدونۃ الکبریٰ ج۵ ص۱۳۲ طبع مصر ۱۳۲۳ھ)

اور مختصر الشیخ الخلیل المالکی میں ہے:

ولزوجة المفقود الرفع للقاضی والوالی والا فلجماعة المسلمین فیؤجل اربع سنین ثم اعتدت کالوفاۃ الخ ولا یحتاج فیھا لاذن...... الخ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ، عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند

الجواب صواب
عتیق الرحمٰن عثمانی
۲ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ

مکتوب: حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ
بنام: حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ

مکرم عنایت فرمائے بندہ مولوی فتح الدین صاحب سلمہ

15/اپریل 1917ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط پہنچا، حال مرض معلوم ہو کر دل کو صدمہ ہوا، خدا تعالیٰ آپ کو صحت بخشے اور نام پاک ذکر وشغل کی توفیق عنایت فرمائے۔ خدا تعالیٰ کی قضاء وقدر کے سامنے کسی کا چارہ نہیں، حق تعالیٰ مرض اور پریشانی کو دور فرمائیں، بندہ کے لیے بھی دعا کریں خدا تعالیٰ آپ کو صحت بخشے۔ آمین ثم آمین

جتنا ہو سکے کلمہ طیب کا ذکر کر لیا کریں۔ ان شاء اللہ خدا چاہے اسی میں سب کچھ ہر طرح کی صحت ہوگی۔ فقط والسلام

راقم: محمد صالح عفا اللہ عنہ

از رائے پور گوجراں

مکتوب: حضرت مولانا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ

مخزن علوم سبحانی معدن فیوض یزدانی جناب مولانا مولوی غلام احمد صاحب نکودر ضلع جالندھر

علماء ربانی کا اس مسئلہ میں کیا ارشاد ہے کہ گوبر چہار پایوں حلال کا نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ۔ فقہ حنفی سے مفصل ارشاد فرمائیں۔

الجواب:

گوبر چہار پایوں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے نجاست مغلظہ ہے، امام صاحب کے نزدیک اور فتویٰ بھی اسی پر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ھذا رکس یعنی یہ گوبر پلید ہے۔ کذا فی البخاری۔

غلام احمد، مدرسہ نکودر

مکاتیب: خطوط مولانا محمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

1 ۴/ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ۔ 20/ اپریل 1961ء پنجشنبہ (جمعرات)

ذوالمجد والکرم جناب مستطاب حضرت مولانا محمد انوری صاحب وفقنا اللہ وایاکم مما یحب ویرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

کرم نامہ مورخہ ۱۳/ شوال نے مشرف فرمایا آپ کے علمی مشاغل اور

دینی اشواق کے حالات نے اس وقت سے شادوقت کر رکھا ہے۔ فالحمد للہ۔ یہاں بفضل تعالیٰ خیر وعافیت ہے:

(۱) خاتم النبیین کے ترجمہ کا مسودہ خدمت گرامی میں پہنچ گیا ہوگا۔ کراچی پہلے ہی سے گذارش کر دی تھی۔ اسی طرح عقیدۃ الاسلام مع تحیۃ الاسلام بھی مل گئی ہوگی۔ نئی خاتم النبیین بہت خراب چھپی ہے اس کا نسخہ نیز اگر ہوسکا تو پہلی طباعت کا نسخہ بھی ان شاء اللہ آپ کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔

(۲) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام جو خطوط گئے ہیں اس کے بارے میں برادر مولانا سید محمد طاسین صاحب سلمہٗ کے ذریعہ کراچی میں مولانا شبیر علی صاحب مدّظلہٗ کے پاس نیز مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی مدظلہٗ سے جستجو کرائی جائے گی، اسی طرح ہندوستان میں سملک و دیوبند سے تھانہ بھون میں تلاش کے لیے مراسلت شروع کر دی ہے۔ دعا فرمائیں مثمر ہو کچھ دن ہوئے معلوم ہوا کہ حضرت الاستاذ کے کچھ تحریری مسودے ایک دو بکس میں تھے وہ کہیں کسی کے پاس ہوں گے۔ کاش سب متعلقین یہ سمجھتے کہ ان کاغذات کو سنبھالے رکھنے سے کوئی نتیجہ نہیں بلکہ ''واحد فی العلم'' ہونے کی وجہ سے ضائع ہونے کا سخت خطرہ ہے۔ یہ علمی سرمایہ جلد از جلد محفوظ کر لینا حقیقی علمی خدمت ہے۔ آپ بھی اپنے طور پر مخدومین شاہ برادران کو توجہ وشوق دلائیں آپ کا دونوں بھائی بہت احترام کرتے ہیں۔ شاید کوئی اچھا نتیجہ برآمد ہو۔ محترمہ اماں جی صاحبہ سلمہا کے پاس بھی حضرت الاستاذ کی چیزیں ہوں گی۔ ان سے بھی درخواست کرنی ضروری ہے، ان شاء اللہ آپ کے ساتھ مل کر یہاں سے بھی کوشش ہوگی۔

والامر بید اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ

(۳) آپ کی اردو حدیثی تصنیف کا نمونہ بہت اچھا پایا مبارک باد اور تہنیت

قبول فرمائیں۔خواہ اسے بہشتی زیور وغیرہ کی فقہی ترتیب پر رکھیں جیسا کہ آپ کا ارادہ ہے یا اگر چاہیں کتب احادیث کے طرز پر کردیں۔ بہرحال زندگی کے تمام گوشے (احکام، اخلاق وافکار، مناقب وغیرہ) سب ضرور آجانے چاہئیں۔ حدیث کی کتابوں کی ترتیب کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ دورہ حدیث کے طلباء کو بڑا مرتب وملخص ذخیرہ مطالعہ کے لیے اور امتحانات میں یاد کرنے کے لیے مل جائے گا۔ ''قُلَّتَیۡنِ'' کی بحث آپ نے جیسی شافی ووافی مرتب کرلی اگر طالب علمی کے زمانہ میں ملتی تو بڑا کام چل جاتا، بہرصورت آپ کی یہ تحریر ایک بڑی ضرورت پوری کرے گی۔ اور مدرسین وطلباء کی تشنگی ان شاء اللہ اس سے سیراب ہوسکے گی۔ یہ کام کتنا اور کہاں تک ہوچکا ہے ضرور واپسی اطلاع دیں نیز آئندہ بھی باخبر کرتے رہیں۔ ولکم الشکر والمنۃ اس کی اشاعت کے لیے منصوبہ کیا ہے، قسط وار یا رفتہ رفتہ طبع ہوگی یا کسی اور صورت سے۔

(۴) جزاکم اللہ احسن الجزاء آپ نے عقیدۃ الاسلام واکفار الملحدین وغیرہ کے لیے بہت اچھے مشورے دیئے اور پتے بھی عنایت کئے ان شاء اللہ بہت جلد تعمیل ہوجائے گی۔ اور نفع کی توقع بھی ودعا ہوتی رہے گی۔ الحمدللہ برادر محترم مولانا محمد یوسف بنوری صاحب سلمہ چند ماہ کے لیے حرمین مقدس میں قیام فرما ہیں۔ ان شاء اللہ اس حج میں ان کی ملاقاتیں عالم اسلامی کے علماء مفکرین سے ہوں گی۔ ان سے بھی اس سلسلہ میں درخواست کی جارہی ہے کہ وہ معاونت فرمائیں۔ اگر ہوسکا تو کراچی سے حاجیوں کے ہمراہ عقیدۃ الاسلام وغیرہ کے کچھ نسخے بھی بھیج دیئے جائیں گے تاکہ وہ روبرو علماء اسلام کو یہ امانت پہونچادیں......

اناللہ......افریقہ میں احمدیوں نے اور قادنیوں نے سر اٹھایا ہے مسلمانوں کو بہکانے کی کوشش کررہے ہیں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ امت مرحومہ کو ان کے جان ستا

فتنہ سے محفوظ و مامون رکھے۔

پرویزیت بھی چھپی راہوں سے آرہی ہے قسم قسم کے بے ضرورت دافعانہ کام کرنے پڑ رہے ہیں۔ بے ہودہ باتوں کے جواب دینے سے جی گھبراتا ہے اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ شاید یہی بے کار کام ہماری آخرت کا سرمایہ بنے، ابھی نورِ چشم مولوی ابراہیم میاں سلمہ کا دار العلوم دیوبند سے خط آیا کہ صاحبزادہ حافظ محمد از ہر شاہ صاحب سلمہ کے پاس حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر کی نقل کشمیر سے آئی ہے جو طلاق بغیر اضافت کے متعلق ہے ایسی طلاق کا چرچا کشمیر میں ہوا تھا، جس کو سمجھانے اور سلجھانے کے لیے حضرت الشیخ المرحوم نے بائیس صفحہ کی تحریر لکھی تھی الحمد للہ کہ ایک ایسی تحریر کو محفوظ کرنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بلا کوشش فراہم کر دیا ہے۔

آپ کی صحت وتوانائی کے لیے دعا کی سعادت ملی...... عافاكم الله ويقويكم على طاعته وحسن عبادته...... بچوں کے لیے سلام مسنون دعا و پیار طلباء و مدرسین کے لئے سلام مسنون واستدعاء دعا عرض ہے۔ والسلام

والله يحفظكم ويعافيكم

احقر محمد بن موسیٰ میاں عفا اللہ عنہٗ

بقلم دعا کا متمنی عبد الرحمٰن میاں عفا اللہ عنہٗ

2

۲۷/رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

15/مارچ 1961ء چہارشنبہ (بدھ)

برادر محترم و مکرم حضرت مولانا محمد انوری صاحب بارک اللہ فی جمیع شؤنکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ستائیسویں رات کی مبارک میں آپ کا مسرت بخش کرم نامہ ملا، بہت

خوشی ہوئی الحمد للہ آپ نشر علوم انوریہ کی اہم خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے وقت اور فرصتوں میں مزید برکت عطا فرمائے۔

(۱) خاتم النبیین کے ترجمہ کو بہت شائع کرنے کی سخت ضرورت ہے خوشی ہوئی کہ آپ نے بھی اس کا نصف ترجمہ کرلیا ہے برادر مولانا عزیز احمد بہاری صاحب سلمہ نے اس کا ترجمہ محترم مولانا محمد یوسف بنوری صاحب مدّظلہٗ کے پاس دیکھنے کے لیے بھیجا تھا وہ اس کو نہ دیکھ سکے۔ اور آج کل حرمین بارادۂ عمرہ و زیارت مقیم ہیں۔ اگر آپ اس کو دیکھ لیں اور ضروری اصلاح ومشورہ دیں تو ہر وقت احسان ہوگا۔ اور ان شاء اللہ کام آگے چل نکلے گا۔ مسودہ مجلس علمی کراچی میں ہے وہاں سے منگوالیں، برادر مولانا محمد طاسین صاحب سلمہ کو یہاں سے بھی عرض کروں گا کہ آپ کی طرف سے فرمائش آئے تو فوراً رجسٹری سے بھیج دیں۔ واللہ یجزیکم جزاء

(۲) ملفوظات ومکتوبات کی ترتیب بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس عاجز کے پاس بھی آٹھ دس کرم نامہ محفوظ ہیں لیکن ان میں کوئی علمی بات نہیں ہے، نجی معاملات کے متعلق ہیں، ان کو حرز جان بنا رکھا ہے۔ اگر آپ چاہیں ان کے عکس نقول بھیجے جاسکتے ہیں:

(۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہمارے حضرت نے جو علمی خطوط لکھے ان کے ملنے کی کہاں سے امید ہوسکتی ہے۔ مولانا شبیر علی صاحب سلمہ اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب مدّظلہٗ پاکستان ہی میں ہیں کیا ان کے پاس آپ نے کچھ تلاش کی ہے یا تھانہ بھون میں کوئی اور ایسے صاحب ہیں جو ان خطوط کا پتہ چلا سکتے ہوں۔ آپ بھی کوشش کیجیے اور مجلس علمی سے بھی کام لیجیے اگر آپ کی طرف سے یہاں کوئی رہنمائی آئی ان شاء اللہ یہاں سے بھی پوری کوشش

کی جائے گی۔

(ب) ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے نام ضرب الخاتم کے سلسلہ کے جو مکتوب ہیں ان کی تلاش تو لاہور میں آپ نے کی ہوگی اقبالیات پر بہت سے لوگ کام کررہے ہیں شاید کسی کے ریسرچ کے سلسلہ میں کہیں پتہ چلا ہو، مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مراسلت ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے ساتھ ہوئی تھی وہ معارف میں چھپ چکی ہے اگر آپ کچھ سعی فرمائیں تو ان شاء اللہ کچھ نہ کچھ ضرور برآمد ہوگا۔ اگر اسی سلسلہ میں بھی مجلس یا اسی عاجز سے کوئی خدمت ہوسکتی ہو تو رہنمائی سے دریغ نہ فرمائیں۔ واللہ ولی الامور

(۳) مزید مسرت اس کی ہے کہ آپ نے اردو میں حدیث کے ذخیرہ جمع وترتیب وتفہیم وتشریح کے کام کو عرصہ سے شروع کردیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سلسلہ فیض کو آگے بڑھائے اور مقبولیت بخشے۔ اسی عاجز کا ہمیشہ یہ احساس رہا کہ درس حدیث یا حدیثی کتاب کا مطالعہ ہوا تنے وقت کے لیے صحبت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوجاتی ہے۔ اور اس کے جو برکات ہوسکتے ہیں میسر آجاتے ہیں آپ نے اپنی اس تالیف کو کس طرز پر رکھا ہے۔ ترجمان السنۃ محترم مولانا محمد بدر عالم صاحب مدّظلہٗ معارف الحدیث مولانا منظور نعمانی سلمہ آپ نے دیکھی ہوں گی۔ ان کا ہی طرز ہے۔ یا کوئی جداگانہ ترتیب ہے۔ ازدیاد مسرت کے لیے ضرور منصوبہ کی تفصیل لکھیں یا تھوڑا سا نمونہ نقل کرکے بھیجیں۔ اتحاف کی چیزیں جیسے کہ آپ نے لکھا ہے اگر آپ کے مجموعہ میں آجائیں ان شاء اللہ ایک بڑا مقصد پورا ہوجائیگا۔ الاتحاف (آثار السنن) کا اصلی تتمہ بفضلہ تعالیٰ یہاں محفوظ ہے جو صفحے ہلکے چھپے ہیں وہ عکس کی خامی کی وجہ سے نہیں۔ حضرت الاستاذ المرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے ان صفحات پر ہلکی پھیکی روشنائی سے لکھا ہے۔ اگر کسی جگہ کوئی تردد ہو تو بلا تامل لکھیں یہاں سے

اصل عبارت کی قلمی نقل یا شبہ کی عبارت کی تعبیر لکھ دی جائے گی۔ فوٹو سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ سب کچھ حتی الامکان آ گیا ہے۔ اس سے زیادہ اب ممکن نہیں، حاشیہ کی جو سطریں کٹی ہیں وہ تو جلد ساز کی بے احتیاطی سے ہو گی۔ بلا جلد کا نسخہ کراچی میں ہے جو کچھ کٹ گیا ہو اس کو وہاں سے منگوالیں اتحاف کا آپ کے پاس جو نسخہ ہے آپ کے لیے ہدیہ ہے اس کی اطلاع کراچی بھیج دی جائے گی۔ اگر یہ نسخہ آپ کو بدلوانا ہو تو بلا تجلید کے نسخہ کے ساتھ تبدیل کر لیں۔ واللہ الموفّق

(۴) تفسیری معارف کے لیے آپ کی توجہ زیادہ قابل مبارک باد و تشکر ہے خصوصاً عربیت و بلاغت و معانی کے جو حکم و نکات حضرت الاستاذ المرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تھے وہ ایسے نہیں کہ انہیں ضائع ہونے دیا جائے۔ آپ اس سلسلہ کو بھی بہت توجہ سے آگے بڑھائیں مشکلات القرآن کا مطبوعہ نسخہ آپ کے پاس ہوگا، نفحۃ العنبر میں بھی کچھ مفید قرآنی معلومات آ گئی ہیں۔ اگر یہ کتابیں آپ کے پاس نہ ہوں تو یہ اور بقیہ مطبوعات جو آپ کو مطلوب ہوں کراچی سے منگوالیں۔ ولکم الشکر والحمد والفضل والکرامۃ کراچی اس بارے میں گذارش کر دی گئی ہے وہاں کام کا زیادہ دباؤ ہے آپ کی یاد دہانی سے یہ کتابیں جلد آ جائیں گی۔

(۵) جزاکم اللہ عقیدت الاسلام کے لیے آپ نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے مصر، شام، عراق، حجاز وسوڈان وغیرہ کے علماء کے نام و پتہ آپ کے پاس ہوں تو ضرور کراچی اور یہاں لکھوا بھیجیں ان شاء اللہ فوراً تعمیل ہو جائے گی۔ اور حضرات سے پتہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور اسلامی ممالک کے سفارت خانوں کے ذریعہ سے بھی تقسیم کرنے کی کوشش ہو گی۔ عقیدت الاسلام اور خاتم النبیین کو پھیلانے کی جو کوئی صورتیں ہوں سب ہی سے کام لینا چاہیے۔ اگر

کوئی مزید مشورہ خاطر عاطر میں آئے تو مجلس علمی کو ضرور متوجہ کرتے رہیے۔

والاجر عند اللہ سبحانہ وتعالیٰ

(٦) مقدمہ بہاولپور کی جو روئیداد حیات انور میں آئی بہت مختصر اور طباعت کی بے احتیاطی کی وجہ سے ناقص بھی ہے ضرور اسے مفصل اور پورا لکھیں۔ خاتم النبیین جیسی کہ حضرت الاستاذ کی آخری تصنیف ہے اسی طرح مقدمہ بہاولپور حضرت الاستاذ کی مبارک علمی زندگی کا آخری کارنامہ ہے اور اس میں آپ کی خوش قسمتی تھی کہ آپ شروع سے آخر تک حاضر وشامل رہے۔ اس کے تمام گوشوں اور چھوٹی چھوٹی باتوں تک کو محفوظ کرلیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کام کو آپ کے سوا کماحقہٗ کر بھی نہیں سکتا۔ آپ نے یہ بھی نہیں لکھا کہ ہمارے ان کاموں پر آپ کے متعلق کے علماء میں سے اور کوئی حضرات معاونت فرما سکتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں جو کوئی ہوں تو ان سے بعد از سلام مسنون درخواست کیجیے کہ ان خالص علمی کاموں کے لیے ہمت فرمائیں اور دعوات صالحہ سے احسان فرمائیں باہمی تعاون اور تقسیم کار سے بہت مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔ اور غیب سے امداد آتی ہے جہاں سے کوئی توقع نہیں ہوتی وہاں سے خیر وتعاون مل جاتا ہے۔ آپ ایک مرکزی مقام پر ہیں۔ ضرور جستجو جاری رکھیں۔ اللہ کرے آپ کا گمشدہ تحریری علمی سرمایہ پھر مل جائے۔ اس کے لیے ضرور سفر کی تکلیف اٹھائیں۔ ان شاء اللہ متاع گم شدہ مل جائے گی۔ بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا سید شاہ عبدالقادر صاحب مدّظلہٗ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مدّظلہٗ، مولانا سید ابوالحسن علی صاحب سلمہ سب کی ہمت اور دعائیں اسی علمی کام کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کا اچھا دینی وعلمی حال قابلِ رشک ہے۔ اور مبارک باد ہے۔ استقامت ہمیشہ نصیب رہے۔ یہی برکتیں آپ کی روحانی اولاد طلبہ علوم دین میں

بھی ظاہر و باہر محسوس ہوں اور آپ کے ذریعہ آپ کا پورا خطہ دینی و دنیوی اعتبار سے معمور ہو جائے۔ الحمدللہ! یہاں بھی بہت اچھا حال رہا۔ گھر کے بچوں نے اور مدرسہ کے طلباء نے بفضلہٖ تعالیٰ اچھا قرآن سنایا اور گذشتہ رات مدرسہ میں اور شہری مسجدوں میں تراویح کے ختم پورے ہوئے فللہ الحمد ولہ الشکر یہاں کے دور افتادہ مسلمانوں کے لیے اور ہم کے لیے دعوات صالحہ کی درخواست ہے۔ والسلام واللہ یحفظکم

احقر، محمد بن موسیٰ میاں عفا اللہ عنہ
بقلم دعا کا متمنی، عبدالرحمٰن عفا اللہ عنہ

3 ۵ / رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ 21 / فروری 1961ء سہ شنبہ (منگل)

برادر محترم حضرت مولانا محمد انوری صاحب اسئل العفو والعافیۃ لی ولکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دونوں کرم ناموں نے مشرف کیا خیریت اور حالات معلوم ہو کر مسرت ہوئی اور انس بڑھا۔ آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ دنیا و آخرت کی بہت سی بھلائی آپ کے حصہ میں آئی۔ آپ نے علم اور دین کی جو خدمت کی طلباء اور بچوں کی جو اچھی تربیت فرمائی ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کو اضعاف مضاعفہ اجور دے آپ ہر طرح مبارک باد کے مستحق ہیں۔ یہ معلوم کر کے اور بھی خوشی ہوئی کہ آپ نے حضرت الاستاذ کے خصوصی علوم و معارف کی نشر و اشاعت میں بہت کچھ کام کیا تھا۔ اناللہ کہ سرمایہ علمی گم ہو گیا۔ کیا آپ نے اس کی تلاش کے لیے کوشش کی ہے اور اس کے ملنے کی توقع ہے اللہ کرے وہ سب مسودے مل جائیں۔ اگر ذخیرہ ملے یا نہ ملے آپ کا موقف ایسا ہے کہ آپ دوبارہ علوم انوریہ کے جمع و ترتیب میں ایک عزم جدید نئے سرے سے ضرور کریں۔ اسی امید سے میں الاتحاف کا عاریتی نسخہ

بھجوایا تھا تاکہ اس کے ذریعے سے آپ کے دل ودماغ میں اس کام کے لیے ایک نیا جذبہ پیدا ہوا۔ اور آپ پورا وقت نہیں تو کچھ نہ کچھ معتد بہٖ حصۂ وقت اس اہم اور ضروری کام کے لیے نکالیں۔ اگر اس کا قصد فرمالیا تو الاتحاف کا نسخہ آپ ہی کا ہوجائے گا۔ الاتحاف کے چند نسخے ہیں اور علوم انوریہ پر جو حضرات قلمی ودرسی کام کررہے ہیں ان کے لیے مہیا کیا گیا ہے۔ آپ چونکہ ایک مرکزی حیثیت رکھتے ہیں اور حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے اسفار اور مساعی میں شریک رہے ہیں اور آخری عہد میں ساتھ رہنے کی سعادت پاچکے ہیں۔ اس لیے آپ سے بہت سی توقعات علمیہ وابستہ ہیں۔ اللہ کرے آپ اس سلسلہ میں کوئی پختہ قدم اٹھا سکیں۔ واللہ الموفق، کیا تلامذہ کی برادری میں سے آپ کے علم میں کچھ اور ایسے حضرات ہیں جو مجلس علمی کے کام میں علوم نشر انور میں معاونت فرماسکتے ہوں۔ اگر ایسے مواقع ہوں تو خود بھی کوشش فرمائیں اور اگر ضرورت ہوتو مجلس علمی کے ذریعہ سے بھی انہیں متوجہ فرمائیں اس وقت حسبِ ذیل کام ہورہے ہیں۔ ایسے حضرات کے اگر نام و پتہ یہاں بھیج دیئے جائیں تو کرم ہوگا:

(ا) مولانا محمد یوسف بنوری مدّظلہٗ الامالی الکشمیری (العرف الشذی جدید) پر ان شاء اللہ جلد کام شروع کریں گے۔ یہ معارف السنن (غیر مطبوعہ) کا خلاصہ ہوگا اور العرف الشذی کے خلاؤں کو پر کرسکے گا۔

(ب) مولانا عزیز احمد صاحب بہاری دام فضلہ (43 ٹیہومل پاڑہ، لال نہر پاٹ، ضلع رنگ پور، مشرقی پاکستان) خاتم النبیین کا سلیس اردو ترجمہ مع تسہیل پورا کرلیا ہے۔ ان کے پاس ضرب الخاتم اور مرقاۃ الطارم بھیجی ہیں تاکہ ان دونوں کا الحاق کردیں۔

(ج) عقیدت الاسلام مع حاشیہ تحیۃ الاسلام کو ملا کر طبع کرادیا گیا ہے۔

ان شاءاللہ اس ماہ میں شائع ہوجائے گی۔

(د) برادر مولانا سید احمد رضا صاحب مدّظلۂ انوار الباری کا ترجمہ وشرح بخاری کا کام دیو بند سے کررہے ہیں۔

(ھ) برادر مولانا عبدالقدیر صاحب سلمہ اپنی تقریر بخاری وتقریر ترمذی کی یاد داشتوں کو صاف کررہے ہیں۔ یہ کام تو بفضلہٖ تعالیٰ ہورہے ہیں۔ بقیہ کاموں کی ناقص ومجمل فہرست حسب ذیل ہے:

(۱) الامالی للکشمیری اردو، (۲) فیض الباری طبع ثانی مع تصحیح وتتمیم، (۳) نیل الفرقدین سبط الیدین کا الحاق، (۴) الاتحاف کی تخریج (یہ بہت مشکل کام ہے سہ طبقاتی یا چہار طبقاتی کام ہوگا ابھی تک کوئی اچھا اور صاف نقشہ سمجھ میں نہیں آیا، آپ مشورہ دیں)، (۵) فقہی ابواب سے باہر کی حدیث فہمی اور حقیقت رسی کے افادات خصوصاً عربیت اور بلاغت نایاب نکات، (٦) حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کا عربی وفارسی منظوم کلام، (۷) مواعظ وملفوظات وسیاسی تحریریں، (۸) مقدمہ بہاول پور کی ملخّص وسلیس روئیداد، (۹) نئی اور زیادہ مکمل سوانح عمری، (۱۰) مشکلات القرآن کا اردو ترجمہ۔

ان کاموں کے لیے آپ کی دعاؤں معاونتوں اور مشوروں کی درخواست ہے۔ آپ نے بچوں کی تعلیم وتربیت پر جو مثالی توجہ کی ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی طرف سے اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے بہت اچھا اسوۂ حسنہ قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں آپ کے لئے صدقہ جاریہ اور یادگار علمی اور سچے جانشین بنائے۔ احسنتم واجملتم یامولنا۔ رمضان شریف کے مبارک ایام میں دعوات صالحہ سے ضرور احسان فرماتے رہیں اور بعد

میں بھی جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام یحفظکم

احقر، محمد بن موسیٰ میاں عفا اللہ عنہ (۱)

بقلم دعا کا متمنی، عبدالرحمٰن میاں عفا اللہ عنہ

جوہانسبرگ، پوسٹ بکس نمبر 1

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا

حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط عموماً فارسی زبان میں ہوتے تھے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ حضرت سعد الدین تفتازانی حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ایک جملے پر فرمایا کرتے تھے۔ کہ از بستر نرمش بر خاکسترِ گرمش بنشاند۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے ساری مطول لے لیتے اور یہ فقرہ دے دیتے۔ حضرت شاہ صاحب نے مولوی عبدالحنان صاحب کو راولپنڈی لکھا کہ ''دیدہ آید کہ از بطون لیالی چہ زائیدہ آید'' کیا بلیغ جملہ ہے یہ اپنے وصال کی طرف اشارہ تھا۔

مکاتیب: امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

1 بنام: حضرت مولانا محمد صدیق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

(پھاٹک حبش خاں، دہلی)

جناب مستطاب صدیقی دام عزہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

انوار المحمود کو بعض بعض جگہ سے بغور دیکھا، عبارتی اور مضمون کی غلطی سے

(۱) (مولانا محمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ پیدائش جوہانسبرگ جنوبی افریقہ 1904ء، آبائی وطن سملک ضلع سورت، فراغت: 1944ء دارالعلوم دیوبند حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے، وفات: 16 اپریل 1963ء ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ)

مبرّا پایا۔ اور یہ دیکھ کر بے حد مسرّت ہوئی کہ میری مُراد کو سمجھ کر صحیح عبارت میں ادا کیا گیا ہے اور اس کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ حتی الامکان عبارات شارحین شروح سے لی جائیں خلاف امید اتنا بڑا کام باوجود مشغلہ درس وتدریس کے جو تم نے انجام دیا ہے اس سے بے حد مسرّت ہوئی۔ ''فجزا کم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدارین'' اور اللہ تعالی وقت اور ہمت میں برکت عطا کرے، میری رائے ہے کہ اس کو اسی طرح طبع کرا دیا جائے۔ اس سے طلباء کو عرف الشذی سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ اور جو اس میں خامی تھی وہ بھی رفع ہوگئی۔ صرف اس کا لحاظ بہت زیادہ کیا جائے کہ کتابت کی غلطیاں نہ ہونے پائیں۔ اگر مناسب سمجھو تو حکیم محفوظ علی اور سید محمد ادریس صاحب کو شریک کرلو، میں نے اس کا تذکرہ ان دونوں صاحب سے بھی کر دیا ہے۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہ

از دیوبند

دوسرے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

2 جناب صدیقی صاحب دام عزہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خط آپ کا آیا حال معلوم ہو کر بے حد افسوس ہوا کہ کتاب اب تک روانہ نہیں کی گئی حالانکہ میں نے بہت تاکید کردی تھی اب روانہ کر رہا ہوں جہاں تک ہو جلد طبع کرانے کا انتظام کرو اگر مولوی ادریس صاحب اور حکیم صاحب سے معاملہ طے نہیں ہوا تو خیر تم خود طبع کراؤ، میں بھی ان شاء اللہ امداد دوں گا۔ اور بعض مخلصین سے بھی امداد کے متعلق کہا ہے۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہٗ

از ڈابھیل

3 بنام: میاں محمد عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! آپ کا کارڈ ملا دوازدہ تسبیح اور پاس انفاس کے بالالتزام جاری رکھنے کا دیکھ کر نیز مولانا محمد صاحب لائل پوری سے شرح وقایہ وکتب عقائد پڑھنے کے متعلق جو آپ نے لکھا ہے اس سے نہایت مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔ 28-27-26/دسمبر 1932ء انجمن خدام الدین لاہور کا سالانہ جلسہ ہے۔ ڈابھیل سے دیوبند ہوتے ہوئے جلسہ میں شمولیت کا خیال ہے۔ آپ حضرات وہاں تشریف لے آئیں تاکہ ملاقات ہوجائے۔ مولانا محمد صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیجیے گا۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہ، ڈابھیل سورت

۱۷/ جمادی الاخری ۱۳۵۱ھ

فائدہ: احقر اور میاں عبداللہ صاحب رائے کوٹ سے مع دیگر احباب لاہور حاضر ہوئے۔ حضرت کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ دیر تک خیریت دریافت فرماتے رہے۔ مولوی محمد طیب کشمیری جو رشتہ میں حضرت کے بھائی لگتے تھے۔ ہمراہ تھے، مولوی غلام مصطفیٰ مرحوم کشمیری بھی دیوبند سے ساتھ آئے تھے۔ یہ حضرات فرماتے تھے کہ دیوبند میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے سخت علیل تھیں۔ انہوں نے لاہور نہ جانے پر اصرار فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ فرمایا کہ مدت العمر کبھی وعدہ میں تخلف نہیں ہوا۔ اب بھی جانا ہی مناسب ہے۔ مولانا احمد علی صاحب ڈابھیل پہنچے تھے اور ہم نے وعدہ کرلیا تھا۔ مولانا شبیر احمد صاحب بھی نہیں جا رہے۔ میں بھی نہ جاؤں تو اچھا نہیں یہ جلسہ آخری تھا۔ ۳/صفر المظفر ۱۳۵۲ھ کو حضرت قدس سرہٗ کا وصال ہوگیا۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جلسہ ہی بند کردیا۔

4 بنام: حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

مخلصی جناب مولانا زید مجدھم

سلام مسنون! آپ کا خط موصول ہوا۔ آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی بیعت منظور ہے پاس انفاس اور دوازدہ تسبیح چشتیہ جاری رکھیں۔ دو تسبیح نفی اثبات ...... چار تسبیح الا اللہ الا اللہ چھ تسبیح اللہُ اللہْ صبح کی نماز کے بعد کلمہ توحید ایک تسبیح اول آخر درود شریف لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر۔ عصر کی نماز کے بعد سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایک تسبیح اول آخر درود شریف۔ عشاء کی نماز کے بعد درود مشہور اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی اٰل سیدنا ومولانا محمد واصحٰب سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم۔ پاس انفاس کم از کم دس بارہ ہزار کیا کریں۔ تاکہ جاری ہو جائے۔ زبان تالو سے لگا کر جب سانس کھینچیں تو اللہ اور جب چھوڑیں ھو کی ضرب قلب پر لگائیں۔ ناک سے سانس لینا اور چھوڑنا، پاس انفاس جنت میں بھی جاری رہے گا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے یُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ یہ رسالہ فصل الخطاب ہدیۃً ارسال ہے گھر میں بھی یہی تلقین کر دینا۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہٗ

کتبہٗ، غلام مصطفیٰ کشمیری خادم حضرت شاہ صاحب

(یہ والا نامہ اگست 1922ء دیوبند سے ارسال فرمایا تھا)

5 جناب مولانا زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ہر دو گرامی نامے صادر ہوئے بوجہ علالت جواب میں دیر ہوگئی۔ اللمعہ

فی صلاۃ الجمعہ کی طباعت میں التوا ہو گیا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک رسالہ ختم نبوت زیادہ اہم ہے۔ مقدمہ بہاول پور میں اس کا احساس زیادہ ہوا، کہ آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط الایۃ۔ کی تفسیر ضروری ہے۔ رسالہ حدوث عالم بھی لکھا ہے جس میں نیل الفرقدین کے شروع کے دو ورق بھی شامل کر دیئے گئے ہیں نیل الفرقدین اور ''کشف السرّ عَن صلاۃ الوتر'' کا ایک ایک نسخہ ہدیۃً آپ کو ارسال کیے جاتے ہیں قیمت نہ ارسال کریں۔

ردّ قادیانی میں آپ کا اردو رسالہ جو سفر میں ہم نے مطالعہ کیا تھا مکمل ہو گیا ہو تو روانہ فرمائیں۔ ہم مجلس علمی کی طرف سے طبع کرائیں گے۔ ماشاء اللہ آپ نے اس میں کفریات قادیانی اوروں کی نسبت کچھ مزید جمع کیے ہیں۔ عقیدۃ الاسلام کا ترجمہ جاوا میں وہاں کی زبان میں ہوا ہے۔ اور کسی زبان میں نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔ ہاں علمائے شام وعلماء مصر کے متعدد خطوط ہمارے پاس آئے کہ ان اطراف میں قادیانی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ ہم چونکہ اہل لسان نہیں ہیں اردو تحریر سمجھ نہیں سکتے کوئی اپنی تالیف ارسال کریں تا کہ ہم ان کا مقابلہ کرسکیں۔ ہم نے مولوی ادریس صاحب سیکروڈوی سے عقیدۃ الاسلام اکفار الملحدین کے پچاس پچاس نسخے شام کے مفتی اعظم اور مصر کے علماء کے پاس ارسال کرا دیئے۔ وہاں سے بفضلہٖ تعالیٰ خطوط آئے ہیں کہ آپ کی تصانیف سے ہمیں بہت فائدہ ہوا ہم نے ان سے اقتباسات لے کر متعدد رسائل شائع کئے ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک۔

آج مولانا غلام رسول انّی والوں کے انتقال کی خبر سے سب پر حزن وملال کا اثر ہے اللہ تعالیٰ ان کو مدارج عالیہ عطا فرمائے۔ آمین مدرسہ میں قرآن

عزیز ختم کرایا جارہا ہے۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہٗ از ڈابھیل

کتبہٗ سید احمد رضا بجنوری،

10 نومبر 1932ء روز پنجشنبہ (جمعرات)

6 جناب مستطاب مولوی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سامی نامہ صادر ہوا اور اربعین کے نسخے احقر کی طبیعت چند روز سے زیادہ ناساز ہے بواسیر خونی کے دوروں کے باعث ضعف بہت ہوگیا ہے۔ نیل الفرقدین اور کشف السرّ کے نسخے ارسال کئے تھے۔ مل گئے ہوں گے۔ لفظ غایر کے متعدی استعمال کے لیے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تعجیل المنفعۃ'' کی عبارت نقل کرکے بھیجتا ہوں، وھو ھذا۔

(تعجیل المنفعۃ حرف الباء ۴۶۰-۴۵۹، ۱۳۱۲ عن یونس بن عبداللہ بن ابی فروۃ المدنی عن ابیہ عن الربیع بن سبرۃ..... وقد غایر ابن ابی حاتم الاول والثانی۔ صفحہ ۴۶۰)

فضیلت شیخین والا رسالہ یہاں ہمارے پاس موجود نہیں ہے اور ایک ہے بھی تو ناقص ہے۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہٗ از ڈابھیل

۳/جمادی الاخری ۱۳۵۱ھ روز دوشنبہ

ازقلم، سید احمد رضا بجنوری عفا اللہ عنہٗ (پیر)

خادم حضرت شاہ صاحب، ناظم مجلس علمی

فائدہ: فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما پر بحکم حضرت شیخ الہند والزمن حضرت مرشدنا ومولانا

محمود حسن قدس سرہٗ العزیز ایک شیعہ کے رسالہ کے ردّ میں تحریر فرمایا تھا۔ فرماتے تھے حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ قرۃ العینین کے جواب میں ایک شیعہ نے رسالہ لکھا تھا۔ مدرسہ دیوبند کے صدر دروازہ پر کھڑا تھا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ گھر سے تشریف لارہے تھے۔ وہاں ملاقات ہوگئی مجھے وہ رسالہ دکھایا اور فرمایا کہ آپ اس کا جواب تحریر کریں۔ چنانچہ میرا رسالہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی پسند فرمایا، پھر وہ حیدر آباد دکن میں طبع ہوا تھا۔ ضخامت گلستاں کے برابر ہے۔ اور طباعت کے اغلاط بہت ہیں احقر نے عریضہ لکھ کر طلب کیا تھا۔ اس کے متعلق فرمارہے رہیں۔ محمد عفا اللہ عنہٗ

7 محترمی بعد سلام مسنون، آج آپ کا خط ملا والد صاحب کو تقریباً بارہ روز سے خون آرہا ہے۔ بے حد کمزور ہوگئے ہیں دو تین قدم چلنا دشوار ہے۔ زنانہ گھر سے مردانہ میں آتے ہوئے چھ سات جگہ بیٹھنا پڑتا ہے اور سانس اکھڑ جاتا ہے۔ علاج باقاعدہ جاری ہے۔ دعا کیجیے اللہ صحت عطا فرمائے۔ حال میں والد صاحب نے ایک مختصر مضمون بنام ''دعوت حفظ ایمان'' ردّ مرزائیت میں لکھا تھا جو اتحاد پریس سہارن پور میں طبع ہوگیا ہے۔ آپ ٹکٹ روانہ کردیجیے۔ دس نسخے روانہ تقسیم کروں گا۔ والد صاحب کے حکم سے یہ خط لکھتا ہوں والد صاحب سلام لکھواتے ہیں۔ والسلام مع الاکرام

محمد ازہر قیصر کشمیری

۱۶/ ذی قعد ۱۳۵۱ھ، از دیوبند

1932ء تا 1933ء میں میرے بچوں کے ماموں مولوی عبدالغفور دیوبند دارالعلوم میں پڑھتے تھے میرے خط کے جواب میں وہ حضرت قدس سرّہٗ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئے جو کچھ حضرت نے فرمایا وہ جواب مولوی

عبدالغفور نے اپنے قلم سے لکھ کر مجھے بھیجا۔ وھو ھذا!

مکرمی السلام علیکم!

معروض آنکہ کل ۱۷/ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ حسب ارشاد حضرت شاہ صاحب سے نیاز حاصل ہوا حضرت باہر تشریف نہیں لا سکتے تھے۔ اس لیے اندر ہی بلالیا۔ فرمایا مولانا محمد صاحب کا جوابی کارڈ آیا تھا مگر جواب نہ لکھ سکا۔ بارہ روز سے متواتر خون جاری ہے۔ وضو کرنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کس قدر ضعف ہوگیا ہے۔ ڈابھیل سے ایک سال کی رخصت لے رکھی ہے ایسی حالت میں جانا دشوار ہے۔ نہ لاہور ہی جا سکتا ہوں نہ ڈابھیل۔ لیٹے لیٹے میں ایک تحریر لکھی ہے جو زمیندار میں شائع ہوگئی۔ قادیانیت کے استیصال سے متعلق ایک اور تحریر اس سے کچھ طویل اور بھی لکھی ہے جو دیوبند رسالہ کی صورت میں طبع ہوگی۔ والسلام

۱۸/ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ/ 10/ مارچ 1933ء

نوٹ: اس رسالے کا نام دعوتِ حفظ ایمان ہے وہ پھر حضرت کی زندگی ہی میں شائع ہوگیا تھا۔ اس میں بہت معلومات ہیں اور اس میں حضرت کی تصانیف بھی ہیں جن کی طرف توجہ اپنے قلم سے مبذول کرائی ہے۔

8 بنام: حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

مکرم بندہ ذی المعالی والمراتب مولانا مولوی احمد علی صاحب دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حامل عرضداشت جناب مولوی محمد یوسف صاحب کشمیری بذریعہ عرضداشت ہذا حاضر خدمت ہورہے ہیں۔ احقر چاہتا ہے کہ جناب کا ممدوح سے تعارف کرادے ممدوح کا خاندان قدیم سے کشمیر میں خادم سنت اور حامل لواء حق

کے رہے ہیں۔آپ کے خاندان کا سلسلہ تلمذ حضرت شاہ اسحاق صاحب دہلوی پر پہنچتا ہے کشمیر میں حق کی ہدایت جتنی بھی ہوئی ہے وہ اس خاندان کے ساتھ مخصوص ہے۔

ممدوح میرے بڑے محسن اور مخلص ہیں۔میں نے چاہا کہ ممدوح لاہور میں آپ ہی کے یہاں فروکش ہوں۔اور اگر کوئی کام پیش آئے تو جناب توجہ اور التفات فرمائیں۔احقر ان کو حقیقی بھائی سے کم نہیں سمجھتا۔والسلام

احقر محمد انور کشمیری عفا اللہ عنہ

از دیوبند

9 بنام: مولانا حاجی محمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

مکرم ومحترم بندہ جناب حاجی محمد صاحب مستطاب دام ظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر بعد مدت پنج ماہ از دیوبند در سملک رسیدہ در ختم کراندن صحیح بخاری است نصفے ازاں جناب مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ختم کراندہ رفتہ بودند کہ حادثہ وفات اوشاں روداد وبسیارے از امید ہارا بباداد انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احقر حالا ہم صحت نہ یافتہ البتہ دوسہ ساعت باطلبہ مے نشینم بعد ازیں بارادہ لاہور بارادہ کدام جا کردہ آید مردم ڈابھیل وسملک آں قدر ملاطفت وموانست کردند ودارند کہ مانند آں دریں جزء زمان بدگر جا ممکن نیست لیکن چہ کنم کہ از صحت معذورم وگران ہمگی سال آئندہ ہم دریجا خواہند آمد جناب مولوی شبیر احمد صاحب ہم عنایت فرمودہ ارادہ اقامت اینجا کردہ اند۔

آنچہ کہ بخیال احقر می رسید ایں است جناب سامی نسبت برادر خورد از خود بخانۂ عم کلاں کردہ باشند ونسبت دیگر کہ ازاں خورد است بخالہ ونسبت دیگر کہ

از ہمہ خود است بخانۂ عم خورد حاجی سلیمان وشنیدم کہ ایشاں دو دختر دارند کلاں رادیگراں خطبہ مے کنند جناب سامی را باید بہ نسبت دختر خورد ایشاں راضی شوند در صورت مذکور بالا ہمگی راضی مانند و بہتر از رضای ہمہ امرے دیگر متصور نیست از جانب احقر بعالی خدمت والدین خویش ہمیں عرضداشت رسانند حق تعالیٰ ہمگناں رابعافیت وسلامت دینی ودنیوی در روز افزون ترقی مراتب کناد۔ والسلام وچوں بقائے علم بدون بحث ومزاولت دشوار است از جناب گرامی مرآنکہ چیزے مزاولت کردہ مانند وگاہ گاہ خلق اللہ را بوعظ و پند کہ سنت انبیاء علیہم السلام است نفع رسانیدہ باشند۔

غمِ دیں خور کہ غمِ غمِ دین است
ہمہ غم ہا فروتر از ایں است

از محمد انورشاہ از سملک۔ ۲/ شعبان ۱۳۴۷ھ

ترجمہ:

"مکرم ومحترم بندہ جناب حاجی محمد صاحب مستطاب دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ احقر پانچ ماہ کے عرصہ کے بعد دیوبند سے سملک پہنچا، بخاری شریف کا ختم تھا جب کہ اس کا آدھ حصہ جناب مفتی صاحب ختم کرا کر چلے گئے ان کے حادثہ وفات کی داستان اور ان سے وابستہ امیدیں یاد رہیں گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس وقت تک احقر صحت یاب نہیں ہوسکا البتہ طلباء کے ساتھ گھنٹہ دو گھنٹہ بیٹھ جاتا ہوں، اس کے بعد لاہور کے خیال سے کسی جگہ قیام کا ارادہ ہوگا۔ ڈابھیل اور سملک کے حضرات نے مہربانی کا اظہار کیا لیکن میں کیا کروں کہ صحت کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ ورنہ آئندہ سال بھی وہ لوگ یہاں آئیں گے۔

جناب مولوی شبیر احمد نے بھی عنایت فرماتے ہوئے اسی جگہ کا انتخاب کرلیا ہے میرے خیال میں جو کچھ آرہا ہے وہ یہ ہے کہ جناب والا آپ اپنے چھوٹے بھائی کی نسبت اپنے بڑے چچا جان کے گھر کرادیں دوسرے کی نسبت اپنی خالہ کے گھر کرادیں۔ اور جو سب سے چھوٹا ہے اس کی نسبت اپنے چھوٹے چچا حاجی سلیمان سے۔ اور میں نے سنا ہے کہ ان کی دو بیٹیاں بڑی ہیں ان کا نکاح باقیوں سے کرادیں۔ محترم کے لیے مناسب ہوگا کہ یہ لوگ اپنی چھوٹی بیٹی کے بارے میں راضی ہوجائیں اس مذکورہ پر تمام حضرات رضا مندی کا اظہار کریں، ظاہر ہے کہ سب کی رضامندی سے جو کام ہوگا اس سے بہتر کوئی صورت تصور میں نہیں ہوسکتی۔

اس فقیر کی طرف سے اپنے والدین کی خدمت میں یہ تمام معروضات پہنچنی چاہیے۔ حق تعالیٰ آپ سب کو آرام اور سلامتی کے ساتھ دینی اور دنیوی روز بروز ترقی کے مراتب پر چلائے۔ والسلام

جب علم کی بقاء علم کے تکرار دائمی کے بغیر ممکن نہیں بلکہ دشوار ہے تو آں محترم گرامیٔ منزلت، ہر وہ چیز جس کی طرف کامل توجہ درکار ہے۔ (تقاضہ علم) کبھی کبھی خلق خدا کے لیے وعظ و نصیحت جو انبیاء کرام کا مسنون عمل ہے اس کو لازماً نافع بنایا جائے۔

”اصل غم تو دین کا غم ہے باقی تمام غم اس غم سے بہت نیچے ہیں۔“

(یہ والا نامہ جنوبی افریقہ جوہانسبرگ ارسال فرمایا تھا)

ایک دفعہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مرحوم کے اصرار سے احقر بھی وفد پنجاب میں شمولیت کرکے دیوبند حاضر ہوا، مولانا احمد علی مرحوم، مولانا

نجم الدین مرحوم، مولانا مولوی عبدالعزیز مرحوم، مولانا نور الحق مرحوم تیرہ حضرات پر مشتمل وفد دیوبند پہنچا۔ مدرسہ کا مہمان ہوا، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرف باریابی بخشا، اور دعوت خصوصی سے حضرت شاہ صاحب نے نوازا، وفد دو دن قیام کر کے واپس ہوا حضرت شاہ صاحب کشمیر کو تشریف لے جارہے تھے۔ حضرت نے احقر کو اپنی دست مبارک سے کشمیر کا پتہ لکھ کر دیا تھا، وھو ھذا

محمد انور شاہ

ہندواڑہ، ورنو، کشمیر

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ صاحب تو اسٹیشن پر لینے تشریف لائے تھے۔

10 جناب سامی القاب ذی المکارم والمواھب حاجی محمد بن موسیٰ صاحب دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر کوئی ایک ہفتہ گذرتا ہے کہ کشمیر سے بعد ساڑھے چار مہینے کے دیوبند آیا ہوں۔ عنقریب ڈابھیل جانے والا ہوں۔ صحت میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے۔ والحمد للہ علی کل حال اس وقت باعث عرضداشت یہ ہے کہ جناب مولوی محمد قاسم مرحوم مدرس مدرسہ امینیہ کے فرزند افریقہ کا ارادہ بغرض ملازمت کر رہے ہیں۔ جناب سے استدعا ہے کہ ممدوح کی ملازمت کے لیے سعی سے دریغ نہ فرمائیں۔ حق تعالیٰ جناب سامی کو معہ جملہ متعلقین کے عافیت وسلامت سے رکھے۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہ، کشمیری از دیوبند

۲۳ر ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ

11 جناب مستطاب سامی القاب حاجی مولانا محمد بن موسیٰ صاحب دام ظلّہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، بعالی خدمت عرض گذار است کہ حقیر از مدت دو ہفتہ وارد ڈابھیل شدہ مشغول درس بخاری شدہ مدت چار ماہ گذاردہ آمدم فرقِ بیّن در صحت نمودار نیست الا یسیر، درہمچو حال مناسب بود کہ کدام جانشستہ نام خدا کردہ شدے لیکن فکر عیال راچہ کردہ آید از ابتداء سال مشاہرۂ رمضان وشوال از ڈابھیل موصول شدہ بود وصرف کردہ بودم لاجرم آمدن ضروری بود۔ ورنہ ہمتے نداشتم درخانہ احقر عافیت است۔ سیف اللہ شاہ ہمراہ احقر آمدہ، خبرے از جانب جناب سامی عافیت ایشاں ووالدین ایشاں واخواں مفصل معلوم نمے شود ورنہ از مشغلہ آں جناب لاجرم گاہ گاہ سوال از مردم مے کنم۔ تعویذے کہ طلب کردہ بودند ارسال کردہ بودم، سپس معلوم نہ شد رسیدہ است یا نے بعالی خدمت والدین واخواں واعمام وبنی اعمام تحیۃ الاسلام برسانند۔ والسلام

۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ

(ترجمہ):

جناب گرامی قدر، القاب سے بلند مرتبہ حاجی محمد بن موسیٰ دام ظلہ

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ،

السلام علیکم!

بلند پایہ بارگاہ میں عرض کرتا ہے یہ حقیر بارادہ مدت دو ہفتہ سے ڈابھیل سکونت پذیر ہوا (لیکن) درس بخاری شریف میں مصروف ہوا چنانچہ چار ماہ کی مدت (اسی درس وتدریس میں) گذار چکا ہوں، صحت میں کوئی فرق ظاہر نہیں ہاں معمولی سا فرق پڑا ہے اس صورت حال کے تحت مناسب تو یہی تھا کہ کسی جگہ بیٹھ جاؤں اور

ذکر خدا میں مصروف ہوجاؤں۔ مگر فکر عیالداری میں بھلا کیا کچھ ہوسکتا ہے۔

رمضان اور شوال کی تنخواہ وصول ہوئی اس کو خرچ کر چکا ہوں، آمد کا انتظام بہرحال ضروری ہے، ورنہ مزید کچھ ہمت نہیں رکھتا گھر میں مکمل عافیت ہے۔

سیف اللہ شاہ احقر کے ہمراہ ہے، آنجناب اور والدین اور بھائیوں کی خیر وعافیت معلوم نہ ہوسکی، اور نہ ہی آنجناب کی مصروفیت کے بارہ میں۔ لوگوں سے کبھی کبھی بلاشبہ حالات کے بارہ میں سوال کرتا رہتا ہوں۔ جس تعویذ کی فرمائش کی گئی تھی وہ بھیج چکا ہوں، اس کے بعد یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ چیزیں پہنچ چکی ہیں یا نہ۔ والدین اور بھائیوں چچوں اور ان کی اولاد تک ہدیہ تسلیمات پہنچانا۔

12 جناب سامی القاب دام کرمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر بعافیت است وعافیت آں جناب وجملہ متعلقین از حضرت الٰہیہ ہموارہ مستدعیٰ، حقیر ہنوز درسملک است وصحیح بخاری نصفے خواندہ شدہ مولانا مولای حبیب الرحمٰن صاحب اندریں ماہ ازیں دار فانی گزشتند۔ مولانا شبیر احمد صاحب بدیوبند رفتہ اند احقر بعد ختم کتاب ارادہ دیوبند مے دارد۔ شنیدہ شد کہ جناب والد ماجد ایشاں ارادۂ دیوبند ہندوستان مے دارند۔ گر صحیح است مارا بسیار موجب مسرت است۔ والا لازم بود کہ جناب سامی بارادہ دو سہ ماہ ارادہ ایں صواب فرمائیند کہ فصل بعض امور ما موقوف برائے آنجناب است، اگر ممکن باشد ارادہ فرمودہ باشند، بعالی خدمت والدین واخواں وجناب سیٹھ یوسف صاحب تحیۃ الاسلام رسانیدہ باشند۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہ

۲۱ رجب المرجب ۱۳۴۸ھ

(ترجمہ):

جناب سامی عظیم القاب حاجی مولوی محمد بن موسیٰ صاحب دام ظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر خیریت سے ہے آنجناب اور تمام تعلق والے کی سلامتی اور عافیت سب کی مطلوب۔ حقیر ابھی سملک میں موجود صحیح بخاری کا آدھا حصہ پڑھا چکا، مولانا حبیب الرحمٰن اسی ماہ کو دار فانی سے روانہ ہو چکے، مولانا شبیر احمد دیوبند روانہ اور احقر بھی۔ کتاب کے ختم کے بعد بندہ بھی دیوبند کے جانے کا ارادہ رکھتا ہے، یوں سنا ہے کہ والد مکرم بھی ہندوستان دیوبند کے ارادہ آرہے ہیں، یہ خبر اگر صحیح ہے تو ہمارے لیے مسرت کا سبب ہے ورنہ جناب مکرم دو تین ماہ کے لیے لازماً تشریف لانے کا ارادہ فرمائیں، اس لیے کہ ہمارے کچھ امور کے فیصلے آنجناب پر موقوف ہیں، بعالی خدمت والدین اور برادران وجناب سیٹھ یوسف صاحب کو تحفہ سلام پہنچایا جائے۔ والسلام

13 مژدہ اے دل کہ دگر بادِ صبا باز آمد
ہدہد خوشخبر از شہر سبا باز آمد

جناب مستطاب سامی القاب دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر ہمراہ رفقاء کرام حسب، اتفاق عازم رنگون شدہ اینجا رسید یک ہفتہ ایں جا مے گزرد و ہفتہ دیگر قرار کردہ واپس خواہم شد ارادہ آنکہ روز سہ شنبہ اولین از ماہ آئندہ سوار خواہیم شد۔

ایشاں کہ تشریف انوارات فرمودہ اند اگر بر جناب کلفت رفتہ باشد لیکن موجب سرفرازی ما است حق تعالیٰ جناب گرامی را بہ ہمہ وجوہ در دین و دنیا سربلند دارد۔

اے آمدنت باعثِ خوشنودیٔ ما
آبادیٔ تو موجبِ بہبودیٔ ما

والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہ

از رنگون جامع مسجد سورتی

روز دوشنبہ ۲۶ر جمادی الاولیٰ، ۱۳۴۹ھ

از مولوی محمد ادریس تحیۃ سلام قبول فرمائیند

(ترجمہ):

"اے دل مبارکباد ہو تجھے کہ باد صبا واپس لوٹ آئی ہدہد
پرندے کو مبارک ہو کہ پھر شہر سبا سے واپس لوٹا۔"

جناب مستطاب سامی القاب دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر ہمراہ رفقاء سفر اتفاق (مشاورت) سے عازم رنگوں ہوا کہ اس جگہ ہوئے ہیں ایک ہفتہ ادھر ٹھہریں گے پھر ایک ہفتہ ذرا آرام کریں گے اس کے بعد واپسی ہوگی۔ ارادہ یہی ہے کہ اس آیندہ ماہ کی پہلی پہلی تاریخوں میں واپسی ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

یہ لوگ جو تشریف ہوئے اگر جناب والا کچھ زحمت یا بوجھ محسوس کریں لیکن یہ سب ہماری کامیابی کا سبب ثابت ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو دین ودنیا میں برتر فرمائے (گویا یوں کہا جائے):

"اے وہ (بلند مرتبہ) کہ آپ کا تشریف لانا ہمارے لیے
راحت وخوشی کا باعث ہے آپ کی آبادکاری ہمارے لیے نوید

فلاح وترقی ہے۔''

مولوی محمد ادریس کی طرف سے سلام کا ہدیہ قبول فرمائیں۔

اس سفر میں بہت بے شمار انوارات کا فیضان ہوا رنگون کے علماء نے درس حدیث لیا خصوصاً مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی نے بہت استفادہ کیا اس زمانہ میں رنگون میں مدرس تھے۔ واپس تشریف لائے تو مدرسین کی حضرت شاہ صاحب نے دعوت فرمائی، اور ہر ایک مدرس کو دس روپے ایک رومال رنگون کا ہدیہ عنایت فرمایا۔ اور مدرسہ سے تنخواہ نہیں لی۔ مجھے رنگون والوں نے اتنا دے دیا ہے کہ میرے لیے کافی ہوگیا اب مجھے تنخواہ لینا نہیں چاہیے۔

14 مکرم ومحترم جناب سامی القاب دام ظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ جناب سامی مع والدین وجملہ متعلقین کے سلامت کرامت ہوں گے۔ احقر جناب کے بعد کوئی دو اڑھائی مہینہ کے ڈابھیل آیا ایک سفر پنجاب بہاول پور کا ایک قادیانی مقدمہ میں اہل اسلام کی طرف سے شہادت کے واسطے پیش آیا، اور ڈیڑھ مہینہ اس میں لگ گیا۔

دو تین بار دورۂ مرض پڑا جس کے سبب سے کتاب بہت کم ہوئی ہے، حق تعالیٰ فضل کرے۔ کشمیر سے خطوط آتے ہیں۔ اب تک مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ والدین اور بھائی صاحبان اور تایا صاحب اور سیٹھ صاحب کی عالی خدمت میں تحیۃ الاسلام۔ والسلام

احقر، محمد انور عفا اللہ عنہ

از ڈابھیل

۱۷ جمادی الاخریٰ، ۱۳۵۱ھ

اس مبارک سفر میں احقر بھی لدھیانہ سے بہاول پور تک حضرت شاہ صاحب کی خدمت مبارکہ میں رہا۔ واپسی بھی دِھوری جنکشن تک اکٹھی رہی۔ امرت سر اور لاہور ملتان بھی ایک ایک شب کے لیے اترنا ہوا بڑا ہی کام یاب سفر تھا۔ ہزار ہا علماء اور اولیاء جمع ہو گئے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کا بیان سننے کے لیے ریاست کی تمام کچہریاں بند ہوگئی تھیں۔ حضرت دین پوری بھی تشریف لائے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے ایسا اصولی بیان دیا کہ آئندہ کے علماء کے لیے راستہ کھول دیا۔ جمعہ میں وعظ بھی فرماتے تھے۔ بے شمار مخلوق بھی بیعت ہوئی اور قادیانیت سے توبہ کی۔

15 بنام: حاجی ابراہیم صاحب

مکرم بندہ جناب سامی حاجی ابراہیم صاحب میاں دام عزہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

احقر بعافیت اور عافیت آپ کی حضرت حق سے مطلوب۔ مکتوب گرامی جناب کا وصول ہوا، حاجی محمد موسیٰ میاں صاحب کو دیو بند آنے دیجیے اگر چہ دیو بند میں فتنہ ہے لیکن ان پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔ کوئی اندیشہ نہ فرمائیں۔ البتہ حاجی صاحب اگر ہفتہ عشرہ وہاں ڈابھیل میں راحت کے لیے اور تھکن اتارنے کے لیے قرار کریں تو مناسب ہے، حالات یہاں کے معلوم ہو جائیں گے۔ خاطر جمع رکھیں۔ والسلام

احقر، محمد انور عفا اللہ عنہ

از دیو بند محلہ خانقاہ روز جمعہ

حاجی محمد ابراہیم صاحب حقیقی چچا صاحب تھے مولانا محمد میاں صاحب کے علوم عربیہ میں دستگاہ رکھتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت بڑی

عقیدت تھی بخاری شریف کے درس میں بیٹھتے تھے۔ اوراد وظائف بڑی پابندی سے کرتے تھے۔ یہ بڑی دولت ہے جس کو اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے۔ سلف کی یادگار تھے۔ (از حاجی مولانا محمد میاں افریقی)

16 بنام: حاجی یوسف گارڈی وحاجی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

جناب سامی القاب حضرات سیٹھ صاحبان جناب حاجی یوسف گارڈی صاحب جناب حاجی موسیٰ صاحب دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر عافیت سے ہے اور فی الجملہ پارسال (پچھلے سال) کی نسبت افاقہ ہے اور عافیت وسلامت آپ صاحبان بارگاہ ایزدی سے ہمیشہ مستدعیٰ ہے۔

احقر اس سال کوئی چار مہینہ بغرض تبدیل آب وہوا کشمیر رہ کر آیا ہے اور اب ڈابھیل پہنچ کر صحیح بخاری پڑھا رہا ہوں۔ جناب مولوی اسماعیل صاحب گارڈی بھی اس میں شرکت فرماتے ہیں۔ مبلغ مرسلہ آں حضرت کے موصول ہو گئے۔ حق تعالیٰ شانہ جناب کے عیال و مال میں ہر طرح سے امن امان اور خیر وبرکت نصیب کرے۔ اور دین ودنیا میں ہر گونہ ترقی عنایت فرمائے احقر غائبانہ دست بدعا ہے اور ہم ہیچ کارے کیا کر سکتے ہیں۔

بخدمت جناب مستطاب مولوی حاجی محمد صاحب تحیۃ الاسلام قبول ہو اور ان کے بھائی صاحبان کی خدمت میں بھی۔ والسلام

احقر، محمد انور عفا اللہ عنہ

از ڈابھیل تعلیم الدین

۱؍جمادی الاخریٰ، ۱۳۴۸ھ

17 بنام: مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ

مکرم بندہ جناب مولوی بشیر احمد صاحب دام کرمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج ۲؍ربیع الاول روز پنجشنبہ (جمعرات) جناب کا گرامی نامہ واصل ہوا، اور موجب تشویش پریشانی ہوا۔ حقیر کی صحت میں کوئی فرق نہیں۔ نہ کوئی طاقت میں۔ صرف معدہ کا کچھ خفیف سا فائدہ معلوم ہوتا ہے وبس احقر کے پاس بہت کم کوئی خط ہندوستان کا معاملات کے متعلق آتا ہے نہ کوئی ڈابھیل سے آیا نہ کوئی حاجی محمد صاحب نہ کوئی جناب حسن نظامی صاحب کا، نہ کوئی حیدرآباد سے۔ بلکہ مولوی محفوظ علی صاحب کا بھی کوئی خط مفصل نہیں آیا۔

آپ کی پریشانی سے گونہ تشویش ہوئی۔ کتب خانہ میں میری عقیدۃ الاسلام اور فصل الخطاب خارج از شرکت موجود ہے اگر مولوی جلال الدین خجندی کے ساتھ کوئی مناسب معاملہ آپ کر سکیں تو کتب مذکورہ ان کو دے دیں۔ اور اپنی ضرورت رفع کیجیے اور کچھ میرے مکان پر دے دیجیے جملہ نسخوں کے معاملہ کا آپ کو اختیار دیا جاتا ہے میری طرف سے تو شرکت کے حصہ کا بھی یہی ارادہ تھا لیکن اس میں مولوی محفوظ علی صاحب کی رائے بھی شامل ہے۔ والسلام

احقر، محمد انور عفا اللہ عنہ

از کشمیر ہندواڑہ ورنو،

۲؍ربیع الاول ۱۳۴۸ھ

اگر ایک سو روپیہ مولوی محفوظ علی صاحب یا اور کہیں سے آپ کو مل سکے تو بشرط زندگی وصحت احقر ادا کرنے کا ذمہ لیتا ہے۔

فائدہ: حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری عمر اسی شان سے گذری کہ اپنی

تکلیف کسی پر ظاہر نہیں کی اور دوسروں کی تکلیف پر تڑپ اٹھے۔

جو مست مئے الفت نوع بشری ہیں
اللہ کے دربار میں مقبول وہی ہیں

مقدمہ بہاول پور میں لوگ تھیلیوں کی تھیلیاں پیش کرتے تھے۔ لیکن یہ فرما کر واپس کر دیتے تھے کہ میرے پاس بہت ہے۔ مولوی محمد طیب کشمیری فرماتے تھے کہ دیوبند سے چلتے وقت قرض لے کر بہاول پور روانہ ہوئے تھے اور جو مولانا غلام محمد صاحب نے کرایہ ارسال فرمایا تھا اس میں سے فرماتے تھے کہ دیکھنا یہ امانت ہے ہمیں زیادہ خرچ کرنا جائز نہیں ہے یہ تو احقر نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ مولوی محمد طیب شاہ کشمیری کو وصیت فرما رہے تھے۔

اور بہاول پور پہنچ کر پائی پائی کا حساب مولانا غلام محمد صاحب کو دے دیا۔

مولانا بشیر احمد صاحب غریب آدمی اپنی تنگ دستی کی شکایت کشمیر میں خط کے ذریعہ سے کرتے ہیں تو کیا عمدہ تدبیر بتائی کہ میری مملوکہ کتابوں پر تمہیں اختیار کلی دیتا ہوں انہیں خواجہ جلال الدین کتب فروش کے پاس فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرو اور اپنے گھر میں خرچ نہیں تھا اس کا اتنا اہتمام نہیں کیا جتنا ایک غریب کا اس کو کہتے ہیں ہمدردی اولیاء اللہ کی یہی نشانی ہے۔

بہاول پور میں فرماتے تھے کہ مولانا مرتضیٰ حسن کو دے دو۔ یہ کام کے آدمی ہیں اور خود خالی خولی رہے۔ اللہ اکبر۔ مولانا بشیر احمد سکروڈہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت مولانا سید محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ سکروڈوی کے پاس حضرت شاہ صاحب کے زیر سایہ رہتے تھے یہ دیوبند کی بات ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

متفرق خطوط

1 نو ذی الحجہ بروز اتوار، 31-10-1952ء

مکرمی جناب مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد! گذارش یہ ہے کہ آپ کے کتب خانہ کا پتہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سے ملا ہے اس لیے اپنے کتب خانے کی کتابوں کی فہرست برائے مہربانی روانہ فرمادیں اور جو کتاب مولوی مودودی صاحب کے ردّ میں تحریر ہوں ان کے اوپر نشان بھی دے دیجیے۔ فقط والسلام علیکم۔

احقر عبدالرحمٰن روئی فروش

دکان نمبر 152 تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

2 ۷۸۶

۲ رمحرم الحرام ۱۳۷۳ھ، 23-9-1952ء

مکرمی و معظمی ومحترمی حضرت مولانا جناب محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

امابعد! گذارش یہ ہے کہ آنجناب کی تحریریں ارسال کردہ ہم کو مل گئی ہیں الحمدللہ! ان کے آنے سے بہت زیادہ نفع ہوا ہے اور تحریریں دیکھ کر مولوی مودودی کی تصنیفات کے دیکھنے سے ہم لوگوں کو اور اکثر لوگوں کو نفرت ہوگئی ہے۔ اور جماعت اسلامی کے لوگوں کا جوش بھی اب بہت کم ہوگیا ہے ورنہ پہلے ہم لوگوں کو بہت زیادہ تنگ اور پریشان کررہے تھے۔ اور ہم لوگ جمعیت کو حق پر سوچتے ہوئے خاموش رہا کرتے تھے۔ الحمدللہ! ہماری خاموشی کا نتیجہ بہتر نکلا۔

جزاکم اللہ فی الدارین خیرا

فقط والسلام علیکم

احقر عبدالرحمٰن روئی فروش

دکان نمبر 152 تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ

خط مولانا فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ چک نمبر 11 ضلع منٹگمری (ساہیوال)

عنایت فرمائے بندہ مولانا محمد صاحب زیدت عنایاتکم۔

از احقر فضل احمد،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب کا خط مفصل پہنچا تھا بہت فکر ہوا حق تعالیٰ والدہ ایوب الرحمٰن سلمہ کو صحت عاجلہ مرحمت فرمائے۔ نیز جناب کو بھی صحت مرحمت فرما کر مخلوق کو اتباع سنت پر ہمیشہ چلنے کی توفیق زیادہ ہوتی رہے۔ حضرت اقدس عصر کے بعد بیمار ہوئے۔ ایسا سکتہ طاری ہوا کہ ساری رات بے ہوش رہے اس لیے سب پریشان ہوئے، آنجناب جلدی آنے کی کوشش کریں، یہ خط میں نے اور کئی حضرات کے مشورہ سے لکھا ہے۔ آج صبح کو تو بحمدللہ ہوش ہے، مولوی عبدالعزیز اور شیر محمد کی طرف سے سلام اور سب حضرات سلام لکھواتے ہیں۔ مولانا مولوی فقیر اللہ صاحب کی تکلیف کا اس جگہ بھی خط آیا تھا، مولوی عبدالعزیز صاحب اور حافظ ولی محمد عیادت کو آئے ہیں بندہ بوجہ ضعف جا نہیں سکا۔ دعائیں ہورہی ہیں۔ فقط والسلام

9/ جولائی 1959ء

نوٹ: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ نے 1966ء میں جو مکاتیب پر مشتمل رسالہ ''مکتوباتِ بزرگاں'' شائع کیا تھا وہ یہاں ختم ہوتا ہے۔ بعد میں جو خطوط دستیاب ہوئے وہ یہاں سے آخر تک شامل کردیئے گئے ہیں۔ (از مرتب)

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ضروری مکتوب

بنام: ابن الانور سید محمد ازہر شاہ قیصر رحمۃ اللہ علیہ

مکرم ومحترم جناب شاہ صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اپریل کا رسالہ مل گیا، آپ کا مضمون بڑے شوق سے پڑھا جناب نے جو کچھ لکھا ہے اس میں بہت سی باتیں تصحیح طلب ہیں اگر میرا مضمون حیات انور میں جو نکلا ہے اس کو پڑھ لیتے تو واقعات کے بیان میں ایسا تسامح نہ ہوتا۔

''روض الریاحین'' ایک کتاب مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جس میں جو ان کے قلم سے درج ہے وہ صحیح ہے آپ کو معلوم رہنا چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب ۱۳۱۲ھ میں فارغ التحصیل ہوئے پھر گنگوہ گئے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور چھ مہینے وہاں رہے پھر مولانا امین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے مدرسہ امینیہ کی بنیاد رکھی سنہری مسجد کے دروازے پر سنگ مرمر کا ایک کتبہ لگا ہوا ہے جس پر ۱۳۱۵ھ لکھا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سناتے تھے کہ میں نے مولانا امین الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر ان کو مہتمم بنایا اور دو سال تک مدرسہ میں کوئی آمدنی نہ ہوئی۔ محض توکل پر گذارہ تھا۔ پھر دو سال کے بعد سنہری مسجد کے نمازیوں کو اور اہلِ خیر حضرات کو توجہ ہوئی، پھر انہوں نے کچھ کتابیں مدرسہ امینیہ کو دیں کچھ روپیہ جمع کیا۔ مولانا امین الدین رحمۃ اللہ علیہ مجھے پانچ روپے تنخواہ دیتے تھے، میں وہ پانچ ان کی مِلک کر دیتا تھا کہ مجھے خدا کے واسطے کھانا دیدیا کرو۔ پھر مزید روپیہ جمع ہوا، مہتمم صاحب نے میری تنخواہ دس روپیہ کر دی، پانچ روپے مہتمم صاحب کی ملک کر دیتا اور پانچ روپے مدرسہ میں جمع کرا دیتا تھا، اس وقت دہلی میں بڑے بڑے علماء جمع

تھے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر لوگ استفادہ کرنے آتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ملاّ حسن ومیبذی اور ترمذی شریف کا کچھ حصہ پڑھا ہے، اس وقت مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ دیوبند میں پڑھتے تھے، مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ اور میرے استاد مولانا فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپس میں ہم سبق ہیں، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امینیہ میں ۱۳۱۹ھ تک رہے، مدرسہ امینیہ کے طلباء کو جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتے تھے، دارالعلوم دیوبند سے دستار بندی ہوئی، پھر مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کئی سال بعد وہاں تشریف لے گئے، مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ۱۳۱۷ھ میں ضلع میرٹھ میں دو دفعہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ ہوا جس میں حضرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا احمد حسن امروہی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے گئے تھے، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے۔ (۱)

ایک مناظرہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر میں ہوا، وہاں مدرس مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ تھے، دوسری جگہ جہاں مناظرہ ہوا حضرت مولانا سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا حامد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ حافظ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ نے محدث کی تعریف پوچھی اور ہرقل والی حدیث جو بخاری شریف میں آتی ہے سنانے کو فرمایا۔ مولانا حامد اللہ صاحب نے سنا سکے پھر انہوں نے فرمایا کہ آپ ہی سنادو۔ اس پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کے آدھے پارے سے نصف تک تقریباً سنا دیا، پھر مولانا حامد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بس کافی ہے۔

---

(۱)　اور مولانا ابراہیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نظام الدین کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد یٰسین نگینوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات آئے تھے، مولانا محمد امین الدین رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد صدیق انبیہٹوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن امروہی رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولانا محی الدین گلاوٹھی رحمۃ اللہ علیہ، مولوی محمد ناظر حسن رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولوی عبدالجبار علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ۔

دوسرا مناظرہ مولانا عبدالوہاب صاحب دہلوی سے ہوا، اس میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو تقریر فرمائی ہے، وہ بھی حفظ سے فرمائی، مولانا حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہد سراوہ ضلع میرٹھ، مناظرہ نہیں کر سکے اور مولانا عبدالوہاب صاحب کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی، پھر چوری چپکے ہی واپس دہلی کو روانہ ہو گئے۔

اس مناظرے کی روئیداد پرانی ایک کتاب میں مطبوعہ میرے پاس ہے جو ایک مولوی صاحب نے مستعار دی ہے، یہ روئیداد مولوی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کی ہے اور مناظرہ اول دن میں ہوا ص 126 20+26 پر چھپا ہوا ہے۔

مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاندنی چوک میں نکلتے تھے تو اپنے چہرے پر رومال ڈال لیتے تھے کہ غیر پر نظر نہ پڑے، بعد مغرب اللہ اللہ خفیف جہر کے ساتھ کرتے تھے، امینیہ میں جب پڑھاتے تھے تو رمضان شریف گزارنے کے لیے گنگوہ تشریف لے جاتے تھے، مولانا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (یہ مولانا ابراہیم دیوبند کے فارغ ہیں اور پنجاب میں رہتے ہیں) کہ مولانا ضیاء الحق رحمۃ اللہ علیہ دیوبند میں قرآن شریف سنایا کرتے تھے اور میں اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنا کرتے تھے، مگر یہ واقعہ ۱۳۲۷ھ کا ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلقات یگانگت کے تھے، مگر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہرگز نہیں باقی حضرات جو فتحپوری میں پڑھاتے تھے وہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امینیہ سے کشمیر تشریف لے گئے تھے، بارہ مولا میں فیض عام مدرسہ امینیہ کے بعد جا کر کھولا تھا جو بڑا کامیاب رہا۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا تھا کہ میں نے حج ۱۳۲۲ھ میں کیا ہے، جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو مولانا ظہیر احسن شوق نیموی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ آثار السنن

کے لیے دعائے مغفرت ہورہی تھی تو مجھے پتہ چلا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔

۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا، معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ہندوستان میں موجود نہ تھے، مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام حضرت کے خلفاء میں درج نہیں فرمایا، میں نے مقدمہ بہاولپور کے سفر میں ریل گاڑی میں دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھے حضرت مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت ہے اور سہروردی سلسلہ ہمارا دس پشت سے ہمارے خاندان میں ہے مجھے حضرت مولانا محمد معظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ یعنی والد صاحب سے بھی اجازت ہے، جب ۱۳۵۱ھ میں بہاولپور تشریف لے گئے تو بندہ بھی اس وقت لدھیانہ سے ساتھ ہوگیا تھا اس وقت حضرت نے امرتسر میں مولانا طیب شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک شب قیام فرمایا تھا، جو وہاں مسلم ہائی اسکول کی مسجد کے خادم تھے اور مولانا عبدالقدیر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند مسجد کے امام تھے، اس وقت دو بیان بھی حضرت کے ہوئے تھے، ایک بعد ظہر، ایک فجر کے بعد۔

کشمیری لوگوں میں بہت چرچا تھا کہ حضرت کا وعظ سنیں اس واسطے کشمیری حضرات جوق درجوق آئے، مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ بھی ہر وقت موجود رہتے تھے، بہت سے علماء امرتسر میں جو حضرت کے شاگرد تھے جمع تھے، رات کو حکیم محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر دعوت تھی، لاہور سے ڈاکٹر جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے تھے، دعوت سے فارغ ہوکر مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مسائل دریافت کیے تھے، الکادیہ علی الغاویہ خدمت میں پیش کی، فرمایا، یہ ساری کتاب عقیدۃ الاسلام سے لی گئی ہے، مگر حوالہ نہیں دیا، دوسرے دن ناشتہ کے بعد جو ایک کشمیری سیٹھ کے ہاں ہوا۔ اور انھوں نے روغنی روٹیاں پکا کر ساتھ کردیں، پھر لاہور کا سفر ہوا اور آسٹریلیا بلڈنگ لاہور میں قیام ہوا، وہاں مولانا

عبدالحنان رحمۃ اللہ علیہ جو آج کل راولپنڈی رہتے ہیں، وہاں مسجد کے امام تھے، ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم یہ سن کر کہ حضرت تشریف لائے ہیں دوپہر کے وقت گرمی میں حاضر ہوئے، گوجرانوالہ اور امرتسر سے بھی بہت سے علماء جمع ہوئے، ڈاکٹر اقبال نے ختم نبوت کے متعلق کچھ شکوک پیش کیے جو نہایت خندہ پیشانی سے حل کیے گئے، دوپہر سے لے کر مغرب کے بعد تک ڈاکٹر صاحب ٹھہرے تھے۔

مولانا احمد علی (لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) نے بعد نماز فجر چائے کی دعوت کی، بعد نماز فجر حضرت نے بیان بیٹھ کر فرمایا کہ میرے بیٹھنے کے لیے کوئی کرسی ہو تو اچھا ہے کرسی لائی گئی، اس پر بیٹھ کر وعظ فرمایا، میرے دل میں خطرہ گذرا کہ کرسی پر بیٹھنا اور پھر مسجد میں تو سوء ادبی ہے فوراً مسلم شریف کا حوالہ دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کرسی پر بیٹھ کر بیان فرمایا تھا، جو بازار سے لائی گئی تھی، لہٰذا مسجد میں کرسی بچھانا جائز ہے، میں بہت شرمندہ ہوا، پھر کاروں سے مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر پہنچے، مولانا حکیم محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ جو طب میں حضرت کے ہم سبق تھے وہ بھی تشریف لائے تھے، انہوں نے معراج جسمانی کے متعلق دریافت کیا، حضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ مفتی صاحب معراج جسمانی کے متعلق کچھ شہادت پیش کرتے ہیں، میں تقریر کرتا ہوں تو (تم) خوب سنتا رہیو! مجمع بہت تھا، پھر حضرت نے خوب تفصیل سے وہ تقریر فرمائی کہ سب حیران ہو گئے۔ وہ مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الملہم میں درج فرمائی ہے، میں نے بھی وہ تمام نوٹ کر لی تھی، کھانے کے وقت آسٹریلیا بلڈنگ تشریف لے گئے، مہمان بہت ہو گئے تھے جو شام کی گاڑی سے ملتان تشریف لے گئے فرمایا کہ ملتان سینٹرل جیل میں مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے ملاقات کر کے آگے چلیں گے، لاہور سے مولوی عبدالحنان رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ ہو گئے، ملتان چھاونی پر پہنچے تو پلیٹ فارم پر بہت سے حضرات انتظار میں

کھڑے تھے، وہ احرار کے دفتر میں لے گئے وہاں جا کر شاہ زین العابدین کے انتظام سے چائے پلائی گئی، کچھ لوگ بیعت بھی ہوئے پھر سینٹرل جیل میں تشریف لے گئے، بمشکل تمام ملاقات ہوئی، ملتان میں اکابر علماء میں سے مولانا محمد اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا گیلانی کے ہم سبق ہیں قابل ذکر ہیں، انہوں نے بہت علمی استفادہ کیا ان کے بہت سے مغالطے دور ہوئے۔

بابا رتن ہندی کے متعلق بھی سوال کیا کہ کیا وہ صحابی ہیں اس وقت حضرت نے ''تذکرۃ الحفاظ'' کی عبارت پڑھی کہ بابا رتن ہندی کو تو محدثین علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ شیخ کذاب دجال فرماتے ہیں۔

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حافظ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاری عبدالرحمٰن نکودری جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ، مولوی مظہر علی اظہر رحمۃ اللہ علیہ، مولوی داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ موجود تھے۔

سب سے پہلے تو مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ملے پھر مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے تو تخلیئے میں ملاقات ہوئی پھر بڑے کمرے میں انتظام کیا گیا، مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس وقت علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مفردات کا ترجمہ کر رہے تھے کچھ سامان اس کے لیے حضرت سے دریافت کیا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت نصائح فرمائیں اور علماء کو متوجہ کیا کہ قرآن پاک کی خدمت کا موقعہ ہے، پھر فرمایا کہ حضرت حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب سلطان نے جیل میں بھیجا تو پوچھا کہ آپ کو اپنے شاگردوں میں کونسا شخص محبوب ہے فرمایا کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ نے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ساتھ ہی قید کر دیا، بادشاہ نے کہا کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟ فرمایا کہ قلم، دوات، کاغذ۔ وہ دیدیئے گئے، آپ نے

وہ سارے کاغذات لکھ کر بھر دیئے پھر جیل کی دیواریں لکھ کر بھر دیں، اس میں اشارہ تھا کہ جب مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو قید کیا گیا تو ان کے محبوب شاگرد مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قید کیا گیا، ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ مجلس رہی، پھر گرمی ہوگئی، واپس تشریف لے آئے۔

مولانا بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات راستے میں پڑے، میں نے دریافت کیا کہ حضرت ان کا زمانہ کونسا ہے، فرمایا کہ یہ تو (محمد زکریا ملتانی کے متعلق فرمایا) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے براہ راست خلفاء میں سے تھے پھر کھانا دوپہر کا کھانے کے بعد چھاؤنی کے پاس ایک نئی بلڈنگ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نے بنوائی تھی اس میں ایک رات رہے، مولانا اشفاق احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جو وہاں مسجد کے خطیب تھے وہ بھی آگئے، بعد نماز ظہر حضرت نے بڑی توجہ سے میرے رسالہ میں جو ردّ قادیانیت میں تھا مطالعہ فرمایا، بہت خوش ہوئے، فرمایا کہ یہ رسالہ ڈابھیل لے جاؤں گا اور طبع کرادوں گا۔

پھر بہاولپور کا سفر ہوا افسوس کہ وہ رسالہ اپنے پاس ہی رکھ لیا کہ صاف کرکے ارسال کردوں گا پھر حضرت کا وصال ہوگیا، وہاں بہاولپور کے بیان کے بعد فرمایا کہ جب مقدمہ کا اسلام کے حق میں فیصلہ ہوجائے تو مولانا صادق رحمۃ اللہ علیہ دیوبند میری قبر پر آکر آواز دے جائیں۔

حضرت کے وصال کے تین مہینے بعد مقدمہ کا فیصلہ ہوا، مولانا محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر بہاولپور سے دیوبند کا سفر کیا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار علیہ رحمۃً واسعۃً پر پہنچ کر آواز دی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

نوٹ :اس روئیداد سے بھی ثابت ہوا کہ مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر بالکل نہیں تھے بلکہ وہ تو پڑھتے تھے۔

(ص ۳۴، ماہنامہ دارلعلوم دیوبند، جون 1966ء)

مکاتیب: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام: مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کراچی

حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان جو خط وکتابت رہی ہے اس کے بعض خطوط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ تصوف اور احوال قلب کی کیفیات کے ذیل میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ میں رہتے تھے۔(ارسال کردہ صاحبزادہ ڈاکٹر عبدالشہید نعمانی)

1 ازمحمد عفا اللہ عنہ، لائل پور، سنت پورہ مکان نمبر 223

مخدوم بندہ مولانا عبدالرشید زیدت معالیکم

خیالات بھی ہٹ جائیں گے، آپ کوشش کرکے شُغل کو جاری رکھیں اسی کو مجاہدہ کہتے ہیں کہ زور دیکر نفس کو یکسوئی کی طرف لگانا خود بذاتہ ذکر الٰہی بھی کشش سے خالی نہیں۔

خواجہ معصوم صاحب فرماتے ہیں:

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمن است

ترجمہ:"ذکر کرتا رہ کہ ذکر اللہ تیرے لئے جان اور زندگی کی طرح ہے۔اور دل کو ذکرِ رحمٰن سے پاکی حاصل ہوتی ہے۔"

ذاکرین کو بھی لگایئے اور خود بھی جناب مراقبہ دعائیہ پر زور دیں۔

ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ ۔ یہ تضرع اور ہمہ تن مصروف دعا رہنا

ہی ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب کریگا، خیالات اور خواطر کی طرف توجہ نہ کرنا ہی یکسوئی پیدا کرتا ہے، یہ یکسوئی بڑی نعمت ہے، ہمارے حضرت رائے پوری قدس سرہٗ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ حُنَفَآءَ، سے ظاہری یکسوئی میں اس آیت سے استدلال کرتے تھے، قلب بھی ادھر متوجہ ہوجائے۔

از یکے آموز ہم یکسوئے باش
یک دل و یک قبلہ و یک روئے باش

حضرت کشمیری نور اللہ مرقدہٗ یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

لگے رہنے سے ہی کام بنتا ہے۔ آپ تلاوت کے وقت یہ خیال کیا کریں کہ باری تعالیٰ کو اس کا کلام سنا رہا ہوں۔ ان شاء اللہ

ویسے آنجناب کے حالات بہت مبارک ہیں۔ اس ناکارہ آوارہ کو بھی ادعیہ مقبولہ میں یاد رکھیں کہ دعا ظہر غیب مقبول ہوتی ہے۔ آپ کو تکلیف سے بھی اللہ تعالیٰ نجات دیں، اس میں بھی آپ کی ترقی ہورہی ہے، والسلام

لائل پور

۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ 17 اپریل 1964ء

حضرت والد صاحب نے جو خط حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر کیا تھا اور اس میں جس قدر باطنی کیفیات اور احوال تحریر کیے تھے اس سے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں والد صاحب کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا اور ان کو نہ صرف حضرت نعمانی کے تصوف میں مرتبہ و مقام کا اندازہ ہوا بلکہ یہ جستجو ہوئی کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے اعلیٰ احوال و کیفیات سے آراستہ شخص کو یقیناً خلافت و اجازت سے نوازا ہوگا، تقریباً ایک ماہ کے عرصہ میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی خطوط تحریر کیے جو والد صاحب کے بہاول پور سے کراچی ہونے کیوجہ سے ان کو نہ

مل سکے، بالآخر حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی کے پتہ پر خط تحریر کیا یہ خط ۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ کوتحریر کیا گیا اور والد صاحب نے اس کا جواب ۴ صفر ۱۳۸۳ھ کوتحریر کیا۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ اس خط میں رقمطراز ہیں:

2 حضرت مولانا دامت برکاتہم

سلام مسنون! عرض ہے کہ پہلے کئی خطوط لکھے مگر جواب دینا شاید آپ کا مذہب ہی نہیں، جناب کو حضرت اقدس رائے پوری نے اجازت بیعت دے رکھی ہے یا نہیں، بہر حال جو کچھ بھی ہو مطلع فرما دیں، یہ بھی لکھیں زبانی یا تحریری، اگر کوئی تحریر ہو تو ضرور عنایت فرمائیے گا، والسلام، مجھے جواب کا انتظار رہے گا۔

کتاب معارف السنن کا ایک نسخہ ضرور بھجوا دیجیے۔ یا تو وی پی کرادیں یا جو صورت ہو، والسلام

محمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ، لائل پور

۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۴ صفر ۱۳۸۳ھ کو جو جواب تحریر کیا اس خط کے جواب میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل مضمون پر مشتمل خط ارسال کیا۔

۱۴ صفر ۱۳۸۳ھ

3 ۷۸۶

۱۴ صفر ۱۳۸۳ھ

محترم المقام حضرت مولانا دامت برکاتہم

سلام مسنون، عرض اینکہ والا نامہ صادر ہو کر باعث فرحت دل ہوا یہی تو اجازت ہے، مبارک ہو آپ نے اتنا اخفاء رکھا کہ میرے پاس تو ذکر فرما دیا

ہوتا، اللہ تعالیٰ آپ کا فیضان زیادہ سے زیادہ فرمائے، آمین میں نے حسبِ ارشاد خطوط کی نقل کرائی ہیں (خطوط سے مراد حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط ہیں، ملفوظات بھی آپ ہی کے ہیں) اور ملفوظات جمع کر رہا ہوں، عنقریب ارسال کرنے والا ہوں، خطوط تو بے شمار ہیں کچھ نقل کر کے بھیج رہا ہوں، اصل میرے پاس محفوظ ہیں۔

میں تو بینات کے لیے چشم براہ ہوں ابھی تک معارف السنن بھی نہیں پہنچی وہ علاقہ بریلویت کا مرکز بن رہا ہے، آپ اگر کسی اللہ کے بندے کو توبہ کرا دیا کریں تو آہستہ آہستہ یہ فضاء تو مکدر نہ ہو، بلکہ انوار آجائیں بعد نماز جمعہ یا کسی اور دن گھر میں یا مسجد میں مجلس ذکر ضرور منعقد کیا کریں کہ یہ طریق اس سلسلہ میں مؤثر ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ خدا کرے ذاکرین کی کثرت سے، فضا معمور ہو جائے، والسلام۔

محمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پور لائل پور

سب سلام عرض کرتے ہیں، مرکز نے فیصلہ کر کے رپورٹ انڈیا بھیج دی ہے مبارک ہو، اب مزار مبارک کو اکھاڑ کر نہیں لے جا سکتے۔

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط میں جو آخری خط ہمارے پاس محفوظ ہے وہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ کو تحریر کیا گیا، جس میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ کے سفر پر مبارکباد تحریر کی گئی ہے، خط کا مضمون ملاحظہ ہو۔

4

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ/ 30 دسمبر 1966ء

حضرت مولانا عبد الرشید صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے فضل وکرم

سے آنجناب کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ کا موقعہ مہیا فرمایا، آنجناب اس مبارک سفر میں اس ناکارہ کو مع متعلقین کے اپنی مقبول دعاؤں میں یاد فرمائیں، خدا کرے کہ آنجناب کو حج مبرور اور زیارت مقبولہ نصیب ہو، کوئی حج کی کتاب اپنے ساتھ ضرور لے جائیں، یا کم از کم مراقی الفلاح کو ضرور ساتھ لے جائیں، اس کی دعائیں بہت مؤثر ہیں، اور اس کا سلسلہ نہایت اعلیٰ ہے، اگر احقر کی کتاب ''الحج المقبول'' جناب کے پاس ہو یا کہیں سے دستیاب ہوجائے تو بہت مناسب ہے، میرے پاس چونکہ کتاب ختم ہوچکی ہے ورنہ میں ان شاء اللہ ھدیۃ پیش کرتا، اس سارے سفر میں دعاؤں کا یاد کرنا اور سلام و درود پڑھنا بہت ہی اثر انگیز ہے۔ والسلام

محمد عفا اللہ عنہ

احقر سعید الرحمٰن کی طرف سے دعا کی التجا ہے نیز روضہ اطہر پر سلام عرض کریں۔

مکتوب: مولانا محمد ازہر شاہ قیصر رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

14؍اکتوبر 1954ء

حضرت المخدوم زید مجدکم

سلام مسنون۔ مزاج گرامی!

میرے پہلے عریضے ملاحظہ سے گذرے ہوں گے۔ ۲۰۰ کتابوں کے متعلق اگر کوئی انتظام ہوا تو اطلاع فرمائیں۔ زیر ترتیب کتاب کے متعلق آپ نے جو تحریر بھیجنے کا ارادہ فرمایا تھا وہ بھی رجسٹری شدہ لفافے میں عنایت فرمایئے۔ یہ تحریر مجھے جتنی جلدی مل جائے گی اتنا ہی اچھا ہوگا اور مجھے کتاب میں مناسب

موقعہ پر شامل کرنے کی گنجائش مل سکے گی۔ عوام اور اُردو داں طبقہ کی سہولت کے لیے اگر زبان صاف رکھی جائے تو بہت مناسب ہوگا۔ امید ہے کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔ والدہ صاحبہ محترمہ سلام فرماتی ہیں، سب اہل بیت کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ دعاء خیر کا طلبگار ہوں۔

سید محمد ازہر شاہ قیصر
شاہ منزل، دیوبند

مکاتیب: مولانا محمد انظر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1 حضرت المحترم دامت برکاتہم

سلام مسنون! عریضہ تحریر کرنے میں تاخیر ہوئی معاف فرمایئے۔ مدرسہ کے اسباق نصاب تک پہنچانے کے لیے بہت جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ اس لیے فرصت بھی نہیں ہوتی۔ اکثر عام وخاص حلقوں میں یہ مشہور ہے کہ حضرت شاہ صاحب مرحوم ''نورالایضاح'' کو مصر سے لائے اور ہندوستان میں شائع ہوئی۔ اس روایت کو اہل علم بھی ان کی قوتِ حافظہ پر سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اکثر طلباء اس روایت کے متعلق خاکسار سے دریافت کرتے ہیں۔ تحقیق نہ ہونے کی وجہ سے لاتصدق ولاتکذب کا معمول اختیار کر رکھا ہے۔ آنمحترم اس سلسلہ میں اپنی تحقیق اور حقیقت واقعہ سے مطلع فرمائیں۔ حضرت اقدس مولانا رائے پوری مدّظلہ کی خدمت عالی میں میرا نیاز مندانہ سلام پہنچا کر حسبِ وعدہ دعاء علم وعمل کروائیں۔ اپنے صاحبزادوں کو بھی خاکسار کا سلام عرض کردیں۔ امید ہے کہ

مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

انظر شاہ

دارالعلوم دیوبند

مولانا محمد انظر شاہ رحمۃ اللہ علیہ مدرس دارالعلوم دیوبند اپنے والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

2 مخدوم ومحترم!

سلام مسنون، آپ کا ہدیہ سنیہ ''مکتوبات بزرگاں'' وصول ہوا، اول سے آخر تک پڑھا آپ نے بڑے کارآمد اور معلومات افزا مکاتب کا مجموعہ مرتب کردیا ہے۔ فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

اس سے ان شاء اللہ لوگوں کو بے حد فائدہ پہنچے گا اور یہ مجموعہ تاریخی اہمیت کا حامل ہوگا۔ دو چیزیں جناب کو توجہ دلانے کے لئے عرض ہیں۔

اول یہ کہ مولانا بشیر احمد سکروڈوی رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا ادریس سکروڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے وہ مراد نہیں ہیں بلکہ مولانا بشیر احمد بھٹہ رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔

دوسرے یہ کہ حاجی ابراہیم میاں صاحب حاجی محمد بن موسیٰ کے چچا ہیں، ابھی بقید حیات ہیں اور سملک میں ہیں۔

جناب کی خرابی صحت سے تشویش ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے آپ کا وجود قوم و مذہب کے لئے اس دور میں بہت ضروری ہے، اماں جی کی طبیعت بدستور ہے علاج شروع کرایا گیا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کامیابی عنایت فرمائے۔ والسلام

انظر شاہ

۲۸ محرم ۱۳۸۷ھ

مکتوب: حضرت ہیڈ ماسٹر منظور محمد رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ)

بنام: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

منظور محمد

ایم۔ بی ہائی سکول تاندلیانوالہ

25۔ اگست 1948ء

بخدمت حضرت اقدس مدّ ظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت اقدس کا والا نامہ ملا۔ حضرت اقدس نے بہت مہربانی فرمائی کہ احقر کو یاد فرمایا۔ حضرت اقدس کے صاحبزادے کے انتقال کا احقر نے کسی کی زبانی سنا۔ افسوس ہوا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جناب کو صبرِ جمیل اور مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ حضرت سیلاب کا عذاب کیا یہاں تو وہ ہو رہی ہے جو کہ فرعونیوں کے ساتھ مصر میں ہو رہی تھی۔ ایک عذاب ختم نہیں ہوتا تو دوسرا آتا ہے۔ حضرت! اول تو نیک ہی بہت تھوڑے ہیں اور جو نیک ہیں وہ تبلیغ نہیں کرتے۔ عذاب نہ آئے تو کیا آئے۔ احقر کے لیے اور جمیع مسلمانوں کے لیے حضرت دعا فرماتے رہا کریں۔ چوہدری .... دین صاحب کا کیا حال ہے۔ ان کی خدمت میں میرا نیازمندانہ سلام عرض کریں اور آپ کے بچوں کو پیار۔

(نوٹ: یہ مکتوب حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے عبدالرحمٰن جن کا 5/ مئی 1948ء کو انتقال ہوا تھا، ان کی تعزیت کے سلسلہ میں حضرت ماسٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا تھا)

مکتوب: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

1946 میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا والا نامہ لدھیانہ سے مجھے رائیکوٹ ملا، بعینہٖ درج کیا جاتا ہے۔

محترم ومکرم!

السلام علیکم! برادر عزیز مولوی سید محمد ازہر شاہ قیصر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت استاذ مولانا سید محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند عربی و فارسی قصائد میرے پاس بھیجے ہیں تاکہ میں ان کو طبع کرادوں یا ان کا کسی تاجر سے معاملہ ہوجائے مگر یہ خدمت تب ہی ہوسکتی ہے کہ ان تمام قصائد کا اردو زبان میں ترجمہ اور شرح بھی ہوجائے اور باقاعدہ مرتب بھی ہوجائے، اس کام کو آپ سے بہتر کوئی انجام نہیں دے سکتا۔ اگر تکلیف نہ ہو تو یہ خط دیکھتے ہی ایک دن کے لئے تشریف لے آئیں تاکہ میں بتا سکوں کہ میں اس سلسلے میں کیا چاہتا ہوں۔ والسلام

حبیب الرحمٰن

از لدھیانہ حبیب روڈ

29 دسمبر 1946ء

مکتوب: حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

بنام: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

صوفی جی صاحب سے جو میں نے قرارداد کا کاغذ لیا تھا وہ میں نے مولوی شبیر صاحب کو دے دیا تھا۔ انہوں نے دبے لفظوں میں وعدہ بھی کیا تھا، معلوم نہیں کیا ہوا۔

میں نے بیان جمعہ میں مفصل اس پر کیا تھا، ریزرویشن منظور ہوگیا دستخطوں کے لئے صبح ٹیلیگراف سنٹر کے افسران وغیرہ سے دستخط حاصل کرکے روانہ

کر دوں گا۔

مولوی مظہر علی صاحب والی یادداشت ارسالِ خدمت ہے۔ والسلام

انیس الرحمٰن لدھیانوی

مکتوب حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

بنام حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

بشرفِ نظر حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم! مزاج اقدس!

لکڑ منڈی پرتاب نگر میں مسجد کا پلاٹ اپنے دوستوں کو مل گیا ہے۔ کل صبح اس کا سنگِ بنیاد رکھا جانا ہے۔ یہ مقام حضرت کا ہی ہے اس لئے اگر طبیعت متحمل ہو تو تکلیف فرماویں، دعائے برکت ہو جائے گی۔ والسلام

دعاجو

تاج محمود عفا اللہ عنہ

9 مارچ 1958ء

مکاتیب: حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام: مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

1

۷۸۶

محمد عفا اللہ عنہ لائل پور مدرسہ تعلیم الاسلام

سنت پورہ شب 7 ستمبر 1950ء

عزیز القدر عزیز از جان حافظ عزیز الرحمٰن سلمہ الرحمٰن

سلام مسنون! خدا کا شکر ہے کہ آج بڑے ہی انتظار کے بعد عزیز القدر

کا فیروزی لفافہ خیریت کی خبر لے کر وارد ہوا، سب کو بہت ہی مسرت ہوئی۔ بیٹا! یہ حجاز مقدس کی سرزمین روز نہیں ملا کرتی، خوب دعائیں رو رو کر کر لینا، گناہ بخشوانا، تلاوت کی کثرت، درود شریف اور سلام کی کثرت، طواف کی کثرت کرنا، ہمیں بھی ہر موقع پر یاد رکھنا، تمہاری والدہ بڑی غمگین تھی، خط پڑھ کر بڑی خوش ہوئی، ہمارے سب کی دعائیں تمہارے شامل حال، الحمدللہ ہیں۔

مدینہ منورہ مدرسۃ العلوم معرفت حاجی سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے پتہ سے ایک ہوائی ڈاک سے 6 ستمبر 1950ء کو روانہ کیا گیا ہے، ۱۰ کے ٹکٹ لگا کر تمہاری والدہ اور مولوی برکت اللہ اور شفیق حسین کا بھی خط اس میں شامل ہیں، اور ایک لفافہ ہوائی ڈاک مکہ مکرمہ محلہ حارۃ الباب معرفت معلم عمر اکبر روانہ کیا گیا ہے، خدا کرے دونوں مل گئے ہوں، ایک خط کراچی سے معرفت عمر اکبر روانہ کیا گیا تھا ہوائی ڈاک خیر پور کے ڈاکخانہ سے روانہ ہوا تھا، تمہارے بھائی بہن سب کی طرف سے الگ الگ سلام اور ان کے دستخطوں اور عزیزی ایوب الرحمٰن سلمہ کا انگوٹھا لگا کر روانہ کیا گیا ہے۔

اب یہ خط احتیاطاً لکھا گیا ہے، مولوی تجمل حسین لائل پوری جو کراچی ملے تھے ان کو ستمبر کی تیس تاریخ کو ہوائی جہاز کراچی کو ان شاء اللہ تعالیٰ روانہ ہوئے، ۲۹ کی صبح کو ضرور جدہ پہنچ جائیو تاکید ہے، معلم سے دریافت کرتے رہنا۔

مولانا محمد یونس صاحب آرہے ہیں، ساتھ والا عریضہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کردیں۔ حضرت کا معلم سلیمان ہاشم ہے۔

2 ایک کنستر خرید دیا تھا اس میں ان کو کھجوریں رکھوا دینا وہ لیتے آئیں گے زمزم کا پانی کافی لے کر ان کو دے آنا وہ خوشی سے سب تبرکات لائیں گے۔ ان کو رقم پندرہ روپے دے دینا تاکہ لائل پور تک قلی کی مزدوری کرایہ وغیرہ دیتے

آئیں گے۔ اگر کھجوریں کم ہوں تو دس بارہ روپے ان کو اور دے دینا تاکہ مدینہ منورہ سے کھجوریں خرید کر لیتے آئیں، مسواکیں اور خاکِ شفا وغیرہ بھی خود لانا اور ان کو بھی خرید دینا۔ بریرہ اور ایوب کے لئے ضرور تحفے لانا۔ آج ایوب ٹوپی مانگتا تھا۔ سب کے لئے دعاء حج و زیارت کرنا، سب نمازی اور سب بچے تمہارے لئے حج مبرور اور زیارت مقبول کی دعا کرتے ہیں۔ مکہ شریف کی زیارتیں بھی کرنا اور طواف خوب کرنا۔ گڑگڑا کر رونا، اللہ تعالیٰ تم کو مع دونوں ساتھیوں کے سلامت باکرامت رکھیں۔ آمین ثم آمین

حضرت اقدس مدظلہ العالی کا معلم سلیمان ہاشم ہے۔ مولوی محمد سلیم کے نام ایک خط تمہارے واسطے لکھا دیا ہے۔ ملک واحد بخش نے لکھا ہے شاید وہ بھی کمرہ مدرسہ صولتیہ میں دے دیں۔ احتیاط سے رہنا، ہر ایک سے محبت کرنا، ساتھیوں کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ تجھے عزت بخشے۔ آمین

آرام آسائش سے مناسک حج پورے فرما دے اور سلامتی سے ہوائی جہاز پر سوار کرا کر گھر پہنچائے۔ آمین

یہاں سب سلام کہتے ہیں۔ شفیق، منشی محمد شریف، صوفی زکریا، مولوی برکت اللہ اور اشرف احمد صاحب، عبدالرشید، مجید الدین، ملک صاحب، حنان صاحب، محمد اسماعیل لدھیانوی، حاجی سردار محمد راولپنڈی والا اور بہت سے نمازی ماسٹر محمد صدیق، مولوی قمر الدین، حاجی عبدالرحیم، محمد بخش سب کا سلام۔

خوش رہو اور آرام سے سفر ہو جائے، حج مبرور مل جائے۔ دربارِ رسالت کی زیارت قبول ہو۔ والسلام

آتے ہوئے حضرت مائی حوا علیہا السلام کے مزار کی جدہ میں ضرور زیارت کرنا۔

مکاتیب: حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام: مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان جو خط و کتابت رہی اسے حضرت مفتی سید عبد القدوس ترمذی مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ یہاں شائع کیا جا رہا ہے۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ: گزشتہ دو ماہ قبل کا واقعہ ہے کہ عزیز محترم مولانا محمد راشد انوری سلمہ اللہ تعالیٰ مع جناب ابو حذیفہ عمران فاروق زید مجدہم جامعہ حقانیہ احقر نا کارہ سے ملاقات کے لیے تشریف لائے ان سے مل کر بے حد خوشی ہوئی، ان کے والد ماجد حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک مرتبہ فون پر گفتگو اور تعارف ہوا تھا، اسی طرح حضرت مولانا سعید الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف بھی احقر حاصل کر چکا تھا اور پھر حضرت مولانا خلیل الرحمٰن انوری دامت برکاتہم سے تو بہت گہرا تعلق عرصہ سے چلا آ رہا ہے، اس لیے عزیز محترم مولانا محمد راشد انوری سلمہ سے کسی تعارف کی ضرورت نہ تھی سب سے بڑھ کر ان کا تعارف ان کے جد امجد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ اور پردادا حضرت مولانا محمد فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم علمی اور روحانی شخصیات کی طرف ان کی نسبت ہے جن کے اسماء گرامی اور ان کے حالات سے یہ بندہ پہلے سے کسی نہ کسی حد تک واقف تھا اس لیے ان سے مل کر بڑی قلبی راحت ہوئی، اس خوشی اور مسرت میں اس وقت مزید اضافہ ہوا جب انہوں نے اپنے جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح ''حیات انوری'' مؤلفہ محترم جناب ابو حذیفہ عمران فاروق صاحب پیش کی۔

عزیز موصوف سلمہ نے احقر سے فرمائش کی کہ بندہ بھی حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ تحریر کرے، چنانچہ اس سعادت کے حصول اور انکی فرمائش

کی تکمیل کیلئے یہ چند سطور تحریر کی جارہی ہیں، وباللہ التوفیق وھو خیر رفیق

مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ العزیز کے خادم خاص اور حضرت شیخ العالم مولانا محمود حسن دیوبندی نور اللہ مرقدہٗ کے صدیق حمیم جناب حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند، جامعہ دارالعلوم دیوبند کے جید فاضل امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید اور حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ مجاز تھے۔

آپ ان گوناگوں نسبتوں کے حامل اور امین ہونے کے ساتھ اپنے شیخ مکرم واستاذ محترم علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایسا خاص تعلق رکھتے تھے صحیح معنیٰ میں جسے فنافی الشیخ کہا جاتا ہے، حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ ''انوری'' کا مبارک لاحقہ اس کی واضح دلیل ہے۔

آپ جید عالم دین، زبردست مدرس، بلند پایہ مصنف اور کامل شیخ طریقت تھے، بحمد اللہ تعالیٰ آپ کے علمی، وروحانی فیض کا سلسلہ برابر جاری ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

''وہ شخص ہرگز نہیں مرتا جس کا دل عشق سے زندہ ہے۔ جریدہ عالم پر ہمارا ہمیشہ رہنا ثابت ہے (یعنی دنیا میں ہمارا نام ہمیشہ رہے گا)۔''

(احقر ناکارہ نے اپنے بچپن میں دیگر اکابرو مشائخ اور بزرگوں کے مبارک تذکرہ کے ساتھ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا تذکرہ بھی سنا، حضرت

والد صاحب جامعہ حقانیہ میں آپ کی تشریف آوری اور اکابر سے آپ کے والہانہ تعلق اور آپ کے رسائل و مضامین کا تذکرہ بھی گاہے گاہے فرماتے رہتے تھے۔)

احقر نے سب سے پہلے آپ کی جو تحریر پڑھی وہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''عقائد علماء دیوبند'' پر آپ کی تحریر فرمودہ تصدیق تھی، یہ رسالہ پہلی مرتبہ مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے 1969ء میں شائع ہوا تھا بعد میں اب تک مسلسل کتاب ''المہند'' کے ساتھ طبع ہو رہا ہے۔

پھر بعد میں ....اور ملفوظات بھی پڑھنے کا موقع ملا جس سے بے حد نفع ہوا اور آپ کی عبقری علمی روحانی شخصیت کا نہ صرف مزید تعارف بڑھا بلکہ آپ سے عقیدت میں بھی اضافہ ہوا جو احقر کے لیے یقیناً بڑی سعادت اور اس شعر کا مصداق ہے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

''میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں اور ان میں سے نہیں ہوں، ان سے محبت کی وجہ سے شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیکی کی توفیق دیں۔''

(احقر کے جد امجد حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے سند یافتہ حضرت شیخ المحدثین ومولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہٗ کے تلمیذ رشید اور حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کے مفتی، حضرت کے معتمد علیہ اور خاص اصحاب میں سے تھے اس لیے حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ان سے خوب واقف تھے اور اسی نسبت سے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی آپ خصوصی شفقت فرماتے تھے۔) اسی تعلق کی وجہ

سے 1950ء بمطابق ۱۳۷۰ھ میں حضرت والدصاحب نے تدریس کے لیے کسی مناسب جگہ کے لیے جہاں اپنے دوسرے بزرگوں کی خدمت میں درخواست کی اس سلسلہ میں آپ کو بھی عریضہ ارسال کیا اس کا جواب آپ نے اپنے قلم سے یوں تحریر فرمایا!

1 مدرسہ تعلیم الاسلام لائل پور

5/نومبر 1950ء ۲۲/محرم الحرام ۱۳۷۰ھ

مکرم مولانا زید مجدہم سلام مسنون!

والا نامہ شرف صدور ہوا، خیریت وکیفیت معلوم ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ پریشانی دور فرماویں، احقران شاء اللہ تعالیٰ خیال رکھے گا، جگہ موزوں ملنے پر اطلاع دوں گا زیادہ کیا عرض کروں۔ والسلام مع الاکرام

محمد عفا اللہ عنہ

(حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مظاہری رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد مہاجرین شاہ پور صدر حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوران سے بیعت تھے) شاہ پور ہمارے ساہیوال کی تحصیل تھی ساہیوال سے اس کا فاصلہ بھی ۳۷ کلومیٹر سے زیادہ نہ تھا، اس لیے اکثر جامعہ حقانیہ تشریف لاتے تھے، جامعہ کے سالانہ جلسہ پر حضرت انہیں ضرور دعوت دیتے، حضرت مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک اور عمدہ خطیب تھے۔ (حضرت والدصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خاص تعلق تھا اپنے بہت سے معاملات میں بذریعہ مکاتبت بھی مشاورت فرماتے رہتے تھے) پہلے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے بعد میں حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اوران کے خلیفہ قرار پائے، حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ شاہ پور میں ان کے ہاں تشریف لاتے تھے، (انھی کے ہمراہ ایک مرتبہ جامعہ حقانیہ میں قدم

رنجہ فرمایا) اور درج ذیل تحریر اپنے دست مبارک سے رجسٹر معائنہ پر ثبت فرمائی:

2 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

احقر العباد محمد عفا اللہ عنہ لائل پوری بمعیت مولانا عبدالکریم صاحب خطیب مسجد مہاجرین شاہ پور صدر اور بعض ساتھیوں کے ساتھ مدرسہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا جس کو مولانا القاری حافظ مولوی عبدالشکور صاحب ابن حضرت مولانا عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا ہے، حاضر ہوا۔ مدرسہ میں تعداد طلبہ ۱۶۲ ہے، ماشاء اللہ مدرسہ میں داخل ہوتے ہی یوں محسوس ہوا کہ باغ رضوان میں داخلہ ہو گیا ہے، طلبہ بلند آواز سے تلاوت میں مشغول تھے چار مدرس قرآن حفظ وناظرہ اور ایک مولانا صاحب کتابیں پڑھانے پر مقرر ہیں یہ سب مولانا قاری صاحب کی حسن نیت کا نتیجہ ہے، خدا کرے یہ شجرہ طیبہ بارآور ہو اور علاقہ کو علم دین سے فیضیاب کرنے میں کامیاب ثابت ہو، اس دور پرفتن اور الحادمیں دین قویم کی جس قدر بھی خدمت سلف کے طریق پر کی جائے غنیمت ہے۔

آخر میں سوائے دعا کے اور کیا عرض کیا جائے ؎

اور کیا دے سکے عقیدت کیش

برگ سبز است تحفۂ درویش

''عقیدت رکھنے والا اور کیا دے سکتا ہے، درخت کا سبز پتہ ہے درویش کا تحفہ (یعنی درویش سے عقیدت رکھنا انسان کو ہرا بھرا بنا دیتا ہے)۔''

فقط محمد عفا اللہ عنہ

لائل پور سنت پورہ مین بازار مکان ۲۲۳

۲۸ر شوال ۱۳۸۴ھ

(حضرت والد صاحب فرماتے تھے کہ جب حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ میں تشریف لائے تو مجھے کام میں مشغول دیکھ کر اور جامعہ کی عمارت کو ملاحظہ فرما کر بے حد خوش ہوئے، فرمانے لگے کہ میرے ذہن میں تو یہی خیال تھا کہ عبدالشکور تنہا ایک کچے کمرے میں کسمپرسی کے عالم میں پڑا ہوگا کیونکہ قصبہ ساہیوال ایک پسماندہ علاقہ ہے لیکن جب تمہیں ایسی شان شوکت میں دیکھا اور مدرسہ کی عمارت بھی عمدہ نظر آئی اور ساتھ ہی تعلیم کا ماحول دیکھا تو دل باغ باغ ہوگیا، حضرت نے بڑی دعائیں دیں اور مندرجہ بالا تحریر میں اپنے تاثرات اور دلی کیفیت کا اظہار فرمایا جو دیکھنے سے واضح ہے۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر آپ کی تشریف آوری کا واقعہ اور یہاں آ کر آپ کی فرحت وسرور کی کیفیت کا ذکر فرماتے اور ساتھ ہی آپ کی تحریر مبارک کا یہ جملہ ''ماشاء اللہ مدرسہ میں داخل ہوتے ہی یوں محسوس ہوا کہ باغ رضوان میں داخلہ ہوگیا ہے'' بڑے زوردار اور والہانہ انداز میں ذکر فرماتے تھے) واقعتًہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جملہ میں دینی مدارس کی جو تصویر کشی اور ان کے دینی ایمانی روحانی ماحول کی جو تعبیر کی ہے اس سے بڑھ کر ناممکن ہے، دینی مدارس میں اگر علم دین کی اصل حقیقت اور روح پائی جائے تو بلاشبہ یہ باغ رضوان ہیں، اللہ تعالیٰ تمام دینی مدارس کو صحیح معنیٰ میں اس کا مصداق بنائیں۔ آمین

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شاہ پور تشریف لائے تو انہیں حضرت مولانا عبدالکریم مظاہری رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مولانا غلام اللہ خان کی تفسیر ''جواہر القرآن'' کے رد میں کتاب لکھ رہے ہیں، حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے فیصل آباد پہنچ کر اس سلسلہ میں درج ذیل تفصیلی مکتوب گرامی حضرت والد ماجد کو تحریر فرمایا۔

3 جناب قاری صاحب زید مجدہم !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں تقریباً ایک سال ہوگیا بیمار ہوں اب کچھ چلنے لگا ہوں، میں شاہ پور صدر تک سفر میں گیا تھا، مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے غلام اللہ خان کی ''بُلغۃ الحیران'' (ھدایۃ الحیران) کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے جو بہت سے علماء نے مثلاً مولانا ظفر احمد صاحب زید مجدہم، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب زید مجدہم، مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی وغیرہ نے اس کی تعریف کی ہے، وہ کتاب آنجناب ضرور پورا کریں مفید ہوگی اور اس میں حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تصریحات درج کریں۔

''ھدایۃ الشیعہ'' میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دو تین جگہ ''آب حیات'' کی تائید کی ہے اور حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے ''انجاح الحاجۃ'' میں جا بجا خوب لکھا ہے منجملہ اسکے ص ۱۰۷ ابن ماجہ اس حدیث کے نیچے کہ: لو کنت استقبلت من امری ما استدبرت ما غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر نسائہ۔

حاشیہ: ای لو علمت دبرہ ما غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر نسائہ لان عصمۃ نکاح النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتنقطع بالموت کما روی البخاری عن عمار بن یاسر انہ قال فی عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا زوجتہ فی الدنیا والآخرۃ فاذا کان الامر کذلک فغسل من یحل نظرہ الیٰ عورۃ المیت اولیٰ من غسل غیرہ لانہ ربما ینکشف من عورۃ المیت مع التستر شیٔ فلھذا غسل علی فاطمۃ رضی اللہ عنہا لانہا کانت زوجتہ فی الدنیا والآخرۃ وبھذا تمسک الشافعی ...الخ۔

اور ''مظاہر حق'' میں نواب قطب الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ شاہ

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور یہ کتاب حضرت کے حکم سے لکھی ہے اس مسئلے کو خوب صاف کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آنجناب ان بزرگوں کی بھی تصریحات ذکر کریں گے، تاکہ ان پر حجّت تام ہو جائے کیونکہ مولانا حسین علی صاحب مرحوم کے سبھی اساتذہ ہیں اور مولانا حسین علی صاحب نے حضرت گنگوہی سے حدیث پڑھی ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب ''بُلغۃ الحیران'' کو اپنے کتب خانہ میں رکھنا جائز نہیں سمجھتے تھے اور نہ اس کا مطالعہ اپنے احباب کو کرنے دیتے تھے یہ واقعات آپ کے والد صاحب(۱) کو خوب معلوم تھے۔ میری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب سے سامان کریں آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں اس کی طباعت کا انتظام ہو جائے۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جبکہ سید رشید رضا صاحب مصری دیوبند تشریف لائے تھے تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے شاہ صاحب نے عربی زبان میں ایک تقریر کی تھی اس میں فرمایا تھا کہ:

''اصول میں تو ہمارے امام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور فروع میں امام حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔''

یہ غلام اللہ حضرت نانوتوی کی شان میں گستاخی کے کلمات کہتا ہے اور عنایت اللہ بخاری نے تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''المہند'' کی تردید کرتے ہوئے میرے سامنے لاہور میں کہا تھا، گستاخی کے کلمات حضرت کی شان میں کہے تھے میں نے عنایت اللہ کو کہا مولانا خلیل احمد تو دیوبندیوں کے بزرگ ہیں ان کی کتاب پر تصدیقات حضرت شیخ الہند صاحب اور شاہ عبدالرحیم، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ اور عرب وعجم کے علماء کی تصدیقیں ہیں۔

''فتاویٰ رشیدیہ'' میں ہے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''انبیاء علیہم السلام

---

(۱) حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون

کے سماع میں کلام نہیں‘‘۔ فقط

والسلام مع الاکرام

محمد عفا اللہ عنہ۔لائل پور سنت پورہ مکان ۲۲۳

16 رمئی 1966ء ۲۴ رمحرم الحرام ۱۳۸۶ھ

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب گرامی سے واضح ہے کہ ان کے ہاں عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی اہمیت تھی اوراس مسئلہ پران کی کتنی تیاری تھی، نیز یہ کہ وہ اپنے اکابر کے مسلک ومشرب کوکس قدرعزیز سمجھتے تھے اوراس کے کتنے پابند تھے۔مکتوب گرامی کے مندرجات سے یہ بھی واضح ہے کہ دیوبند کی طرف ظاہری طور پرنسبت رکھنے کے باوجودفریق دوم کااکابرواساطین دیوبند رحمۃ اللہ علیہم کے بارہ میں کیارویہ تھا۔

’’فتاویٰ رشیدیہ‘‘ کی جس عبارت کا حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے حوالہ دیا ہے،اس کے متعلق حضرت والدصاحب تحریرفرماتے ہیں:

’’مجھے یاد ہے کہ مدرسہ حسینیہ سلانوالی کے بالائی کمرہ میں جو بڑے دروازہ کے اوپر ہے اس وقت وہ کمرہ دفتر کے طور پراستعمال ہوتا تھا حکیم (محمد شریف)صاحب مرحوم نے’’فتاویٰ رشیدیہ‘‘ کھولااورعنایت اللہ شاہ صاحب کے سامنے رکھ دیااس میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ تھاجس میں سماع موتیٰ اور سماع انبیاء کرام علیہم السلام کے بارہ میں حضرت کا مسلک درج ہے کہ:

’’اس میں اختلاف علماء کا ہے،مجوزین سماع موتیٰ اس کے جواز کے مقرہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں،سواس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگرانبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔‘‘(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲)

عنایت اللہ شاہ صاحب اس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ مولانا گنگوہی بزرگ ہیں ہم کیا کہیں۔''

(پاک وہند کے نامور علماء ومشائخ ص ۳۰۲)

حضرت والد صاحب نے یہ واقعہ سنا کر زبانی طور پر عنایت اللہ شاہ صاحب کے اس جواب پر بڑی برہمی اور ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے کہ یہ بڑی ہی عجیب بات ہے کہ بخاری صاحب حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کو بزرگ بھی بتا رہے ہیں اور پھر نہ صرف یہ کہ ان کی تحقیق کو نہیں مان رہے، بلکہ اسے خلافِ قرآن وحدیث بھی قرار دے رہے ہیں، فَیَاللعَجَب۔

بات حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی کی چل رہی تھی، طَرْدًا لِلْبَابْ ''فتاویٰ رشیدیہ'' کی عبارت سے متعلق احقر نے حضرت انوری کی تائید کے طور پر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بھی پیش کر دی ہے۔

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت والد صاحب کی جس تالیف کا ذکر فرمایا ہے اس سے مراد ''ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن'' ہے یہ کتاب غلام اللہ خان صاحب کی تفسیر ''جواہر القرآن'' جلد اول کے ان مقامات کے رد میں ہے جن میں انہوں نے جمہور اہلِ سنت والجماعت سے ہٹ کر تفسیر کی اور شذوذ کی راہ اختیار کی ہے، تفصیلی طور پر سورۃ بقرہ کے سات مقامات پر بحث کی گئی ہے جبکہ اجمالی طور پر ۲۵ مقامات پر کلام کیا گیا ہے۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بحث میں وہ تمام حوالہ جات بھی حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درج فرما دیے ہیں جن کا تذکرہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب سامی میں فرمایا ہے۔ یہ حُسنِ اتفاق اور توافق ہے یا حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے کہ انہوں نے ''ہدایۃ الحیران'' میں درج کرنے کے لیے جن عبارات کی نشاندہی فرمائی تھی حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے ان کے گرامی نامہ موصول ہونے سے قبل ہی یہ سب عبارات اپنے طور پر ''ہدایۃ الحیران''میں درج فرمادی تھیں۔''ہدایۃ الحیران'' کی تالیف سے حضرت والدصاحب رحمۃ اللہ علیہ اوائل محرم الحرام ۱۳۸۶ھ میں فارغ ہوچکے تھے جبکہ حضرت کا یہ مکتوب گرامی ۲۴رمحرم الحرام ۱۳۸۶ھ کا تحریر فرمودہ ہے جو کئی دن بعد ڈاک سے موصول ہوا، فللہ الحمد علی ھٰذا التوفیق ونعم ماقیل!

تو چنیں خواہد خدا خواہد چنیں
می دہد یزداں مراد متقیں

''تم وہی چاہتے ہو جو خدا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ متقین کی مراد پوری کرتا ہے۔''

''ھدایۃ الحیران'' کا پہلا ایڈیشن رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ میں مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی ضلع سرگودھا سے شائع ہوا، حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اسی سال دوماہ بعد ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ میں ہوئی، کتاب اگرچہ آپ کی حیات میں طبع ہوئی لیکن افسوس کہ آپ تک پہنچ نہ سکی، اگر آپ دیکھ لیتے تو یقین ہے کہ بہت خوشی کا اظہار فرماتے، لیکن کان امر اللہ قدرا مقدورا۔

''ھدایۃ الحیران'' کا دوسرا ایڈیشن ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوا اس میں کتاب ''اقامۃ البرہان'' جو مولانا سجاد احمد بخاری مرحوم نے ''ہدایۃ الحیران'' کے رد میں لکھی تھی احقر ناکارہ کی طرف سے اس پر تبصرہ اور منصفانہ جائزہ بھی شامل ہے اور ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل مقدمہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جس میں اہم مضمون حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے قلم حقیقت رقم سے ہے، اس میں آپ نے فریقین کے مابین موجود تنازعہ میں مابہ النزاع کو متعین فرمایا ہے اور اپنے مسلک کو نہایت محققانہ اور مدلل انداز میں پیش فرمایا ہے۔

کتاب کا تیسرا ایڈیشن ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوا، اِس وقت کتاب نایاب ہے امید ہے کہ جلد چوتھا ایڈیشن بھی شائع ہوگا، واللہ الموفق والمعین۔ اپنے موضوع پر یہ بہت جامع اور علمی کتاب، اہلِ علم اور مسلک ومشرب سے منسلک افراد کے لیے ایک قیمتی متاع ہے، فی الحال یہ کتاب ۵۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

''المہند علی المفند'' علماء دیوبند کے متفقہ عقائد کی مستند دستاویز ہے جسے ۱۳۲۵ھ میں رئیس المتکلمین شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہٗ صدرالمدرسین جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور نے ۲۶ سوالات کے جواب کے طور پر تحریر فرمایا، اس کے تمام مندرجات سے اس وقت کے موجود اکابر علماء دیوبند حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ سے لے کر حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک سب نے مکمل طور پر قبول فرما کر اس پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ ۲۴ ممتاز اکابر علماء دیوبند کے علاوہ اس دور کے علماء عرب دمشق شام وغیرہ نے بھی ان عقائد کی تائید فرمائی۔

اصل کتاب عربی میں ہے لیکن اس وقت سے اردو ترجمہ بھی اس کے ساتھ ہی شائع ہورہا ہے۔ ''المہند'' میں جو مسائل عقائد تحریر فرمائے گئے ہیں وہ علماء دیوبند اہلِ سنت کے ہاں مجمع علیہ ہیں، علماء دیوبند کا ان پر اتفاق ہے، اس امر کی انتہائی ضرورت تھی کہ ان میں سے عام فہم اور ضروری عقائد کا انتخاب کرکے مفید اضافات کے ساتھ انہیں عام کیا جائے اور موجودہ دور کے حضرات علماء کرام، اکابرومشائخ کی تصدیقات بھی ان پر حاصل کرلی جائے، اس ضرورت کو احقر کے والد ماجد فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عمدہ انداز میں پورا فرمایا، چنانچہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ یعنی ''خلاصہ عقائد علماء دیوبند'' کے نام سے ''المہند'' کا یہ خلاصہ سب سے پہلے ۱۳۸۹ھ میں عالمی مجلس تحفظ

ختمِ نبوت ملتان تغلق روڈ نے یہ خلاصہ مستقل رسالہ کی شکل میں شائع کیا، بعد میں اصل کتاب ''المہند'' کے ساتھ اور الگ بھی یہ رسالہ شائع ہوتا رہا اور اب تک شائع ہو رہا ہے، پہلے ایڈیشن میں اس پر جن حضرات اکابر کی تصدیقات شائع کی گئیں تھیں ان میں حضرت حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمی، شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانی، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، علامہ شمس الحق افغانی وغیرہم کے علاوہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ بھی شامل ہے، آپ کی تقریظ کی عبارت یہ ہے:

4

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا

۱۳۲۰ھ میں جب حضرت علامہ رشید رضا مصری دار العلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء وطلبہ کے مجمع میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت مولانا محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عربی زبان میں مبسوط تقریر فرمائی تھی اس میں فرمایا تھا کہ:

''ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مبیض علم ملا۔ تو اب معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں اب ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا یہ کوئی دیوبندیت نہیں، چنانچہ ''آبِ حیات'' کی توثیق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ھدایۃ الشیعہ'' میں فرمائی ہے۔

اب یہ رسالہ جو کہ حضرت مولانا قاری عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف فرمایا ہے میں نے اس کو حرف بحرف سنا اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے اصول کے

حرف بحرف مطابق پایا، میرا بھی یہی اعتقاد پہلے ہی سے ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف علامہ کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور ان کی نجات اخروی کا ذریعہ بنائے، یہ رسالہ سن کر بہت ہی پسند آیا کہ اس میں حد اعتدال سے نہیں بڑھے اور افراط وتفریط سے بری رہے۔ فجزاهم الله خير الجزاء

فصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمدن المصطفیٰ وعلی آله واصحابه واهل بیته اجمعین۔

احقر محمد عفا اللہ عنہ

لائل پوری انوری قادری

مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پورہ لائل پور

۲۰ / ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''رسالہ عقائد علماء دیوبند'' کے تمام مندرجات سے نہ صرف اتفاق فرمایا بلکہ اسے حرف بحرف سن کر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑے شاندار الفاظ میں تعریف فرمائی اور انہیں جادہ اعتدال پر قائم رہنے کی سند بھی عطا فرمائی اور رسالہ کو بے حد پسند فرمایا علاوہ ازیں حضرت نے اپنی اس تصدیق انیق میں جو اہم نکتہ ذکر فرمایا ہے وہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان ذی شان کا یہ اقتباس ہے جس میں آپ نے علامہ سید رشید رضا مرحوم کی موجودگی میں بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مُبَیَّض علم ملا ہے۔''

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ نے اپنے اس ارشاد

میں اس بات کی واضح طور پر تصریح فرمادی ہے کہ یہ دونوں بزرگ ہمارے امام اور مقتدیٰ ہیں، ایک فروع میں اور ایک اصول میں۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بنیاد پر یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ ''دیوبندیت منحصر ہے ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں۔''

''اب ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور اور ایک میں نقائص نکالنا یہ کوئی دیوبندیت نہیں، چنانچہ ''آبِ حیات'' کی توثیق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ھدایۃ الشیعہ'' میں فرمائی ہے......الخ۔''

ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا......الخ۔

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ اس عبارت سے ان حضرات کی طرف ہے جو اپنے آپ کو حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ واں بچھراں والوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ''آب حیات'' کی تحقیق کو نہ صرف یہ کہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ رد کرتے ہیں حتیٰ کہ اسے نص قرآن کریم کے خلاف کہنے سے بھی باز نہیں آتے جبکہ حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ العزیز نے ''آبِ حیات'' کی تائید فرمائی ہے اور حضرت مولانا حسین علی صاحب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں انہوں نے کتب حدیث شریف ۱۳۰۴ھ میں گنگوہ جا کر حضرت سے ہی پڑھی تھیں۔

حضرت نانوتوی اور حضرت گنگوہی قدس سرہما جب سب دیوبندیوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں اور دونوں بزرگوں کا مسلک و مشرب بھی ایک ہے اور دیوبندیت ان دونوں کے اتباع میں منحصر ہے تو پھر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب علماء کی دیوبندیت کا یہ کیسا عجیب دعویٰ ہے کہ وہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کے تو مدعی ہیں اور انہی کے رفیق و ہم مسلک و ہم مشرب اور دیوبندیوں کے

سرخیل اصول وعقائد میں ان کے امام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کے جس بیان کا حوالہ دیا ہے یہ ۱۳۳۰ھ ۲۷ ربیع الاول بمطابق اپریل 1912ء میں علامہ نے حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے فی البدیہہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب علامہ سید رشید رضا مصری مدیر مجلہ ''المنار'' مصر دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے، ان کے بارہ میں ''نقش دوام'' میں ہے، مصر کی معروف شخصیت علامہ رشید رضا صاحبِ المنار جن کے علم وفن اور خصوصی نگارشات سے ایک عالَم واقف ہے شیخ عبدہ کے ان ممتاز تلامذہ میں سے ہیں جنہیں عالم اسلام کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ ندوۃ العلماء کے جشن علمی میں علامہ رشید رضا کو مدعو کیا گیا تو ایک مختصر وقت کے لیے دیوبند بھی تشریف لائے، مصر کے اس دانشور نے دارالعلوم کا معائنہ کیا، اس کے منہاج علم اور فکری سرمایہ سے قریبی واقفیت حاصل کی، معلوم ہے کہ علامہ رشید رضا شافعی المذہب اور احناف سے اس عام بدگمانی کا شکار تھے جو دنیائے اسلام میں سیدنا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے قصداً پیدا کی گئی ہے خیر مقدمی اجلاس میں شاہ صاحب نے جو اس وقت دارالعلوم کی صدارت تدریس پر فائز تھے، ایک ارتجالی تصویر دارالعلوم کے اندازِ فکر مختلف فقہی مکاتب میں فقہ حنفی کا تفوق حدیث وقرآن فقہی سرچشمہ کی آبیاری شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مجتہدانہ درس اور ان خصوصیات وممیزات کا مختصر بیان کیا جن کا حامل یہ عظیم ادارہ ہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ علمی وتاریخی تقریر آپ کے علمی تبرکات میں مفصل دی جا رہی ہے۔

رشید رضا کرسی پر جلوہ افروز تھے اور شاہ صاحب کا بحرعلم تلاطم پذیر تھا،

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ رشید رضا عربوں کے خصوصی انداز پر داد دیتے ہوئے کرسی سے کھڑے ہوئے اور بار بار ان کی زبان پر یہ آتا:

وَاللهِ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا الْعَالِمِ الْجَلِيْلِ قَطُّ۔

''اللہ کی قسم میں نے نہیں دیکھا اس جیسا عظیم عالم کبھی بھی۔''

یہی نہیں صاحب سوانح کی تقریر کے اختتام پر رشید رضا نے جوابی تقریر کی اس میں فرمایا اگر حنفیت وہی ہے جس کا ذکر، ابھی میرے سامنے مولانا انور شاہ نے کیا تو پھر میں واضح اعلان کرتا ہوں کہ عمل کے لیے حنفیت کافی وافی ہے اور پھر یہ تاثر وقتی بھی نہیں تھا مصر پہنچنے پر انھوں نے اپنے شہرہ آفاق رسالہ ''المنار'' میں غیر مبہم الفاظ میں لکھا تھا:

''اگر میں ہندوستان میں دار العلوم دیوبند نہ دیکھتا تو یقیناً اس ملک سے مایوس واپس آتا۔''

یہی نہیں بلکہ ان کا یہ حقیقی تاثر ان کے قلم سے تیار تصانیف میں بار بار صفحہ قرطاس کو مزین کرتا رہا۔ (نقش دوام از علامہ محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۹۸)

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اصل خطاب عربی زبان میں ہوا، اس کا فصیح وبلیغ ترجمہ ابن الانور حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''نقش دوام'' میں ص ۴۵۴ تا ۴۷۱ شائع کیا ہے جو قابل دید ہے، اہل علم حضرات علامہ کا اصل عربی خطاب ماہنامہ ''الرشید'' ضلع ساہیوال دار العلوم دیوبند نمبر بابت ماہ صفر المظفر ربیع الاول ۱۳۹۶ھ بمطابق فروری، مارچ 1976ء میں ص ۲۳۵ پر ملاحظہ فرمائیں، دار العلوم دیوبند نمبر میں اصل خطاب کے ساتھ اس کا سلیس ترجمہ حضرت مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل مرحوم کے قلم سے ہے۔

حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے

آپ کا جو ارشاد نقل فرمایا ہے اس کی اصل عبارت سیاق وسباق کے ساتھ مع ترجمہ یہ ہے:

وَقَدْ تَلَمَّذَ عَلَى الشَّيْخِ مُحَمَّدْ اِسْحَاقُ شَيْخُ مَشَايِخِنَا الشَّيْخِ عَبْدُالْغَنِىْ صَارَ مَدَارُ الرِّوَايَةِ فِیْ عَصْرِهٖ وَارْتَحَلَ آخِرًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ الطَّيِّبَةِ وَصَارَ سَنَدُ تِلْكَ الْبِلَادِ وَكَثُرَ الْاَخْذُ عَنْهُ هُنَاكَ وَ تَلَمَّذَ عَلَى الشَّيْخِ عَبْدُالْغَنِىْ شَمْسُ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ اَلْعَارِفُ اَلْحَافِظُ اَلْمُحَقِّقُ الشَّيْخِ مُحَمَّدْ قَاسِمْ مُؤَسِّسُ هٰذِهِ الْمَدْرَسَةِ الْعَالِيَةِ وَ بَانِيْهَا وَالْفَقِيْهُ الْحَافِظُ الْمُجَدِّدُ الْوَلِىُّ الشَّيْخُ رَشِيْدُ اَحْمَدَ صَنَّفَ الشَّيْخُ مُحَمَّدْ قَاسِمْ كِتَابًا فِی الْمَعَارِفِ وَالْحَقَائِقِ وَكتاباًفی الرَّدِّعَلَى الْمُخَالِفِيْنَ مِنَ الْمَادِّيْنَ وَالدَّهْرِيِّيْنَ فَنَفَعَ اللهُ بِهٖ كَثِيْرًا وَ قَدْ كُنْتُ اِنْشَأْتُ هٰذِهِ الْاَشْعَارَ فی منقبته۔

قفا یا صاحبی علی الدیار
فمن داب الشجی ہو از دیار

وَكَثُرَتِ الْفُتْيَا وَازْدَحَمَتِ الْمَسَائِلُ عَلَى الشَّيْخِ رَشِيْدَاَحْمَدْ حِيْنَ الْتَبَسَ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ فَاَجَابَ فِيْهَابِالصَّوَابِ وَكَانَ فَقِيْهاً مُجْتَهِداً فَاَخَذْنَا ذَاكَ اِمَاماً فِی الْاُصُوْلِ وَهٰذَا اِمَاماً فِی الْفُرُوْعِ وَتَنَقَّحَ لَنَامِنْهُمَاعِلْمٌ مَنَقَّحٌ مُبَيَّضٌ ......الخ۔

(حضرت شاہ محمد اسحاق کے تلمیذ خاص ہمارے شیخ المشائخ شاہ عبدالغنی مجددی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو حضرت محمد اسحاق کے بعد ان کی جگہ مسند تدریس حدیث کی زینت بنے اور اطراف ملک میں ان کی خدمت میں بھی طلبہ علوم حدیث حاضر ہونے لگے اور استفادہ کرتے رہے، اور آخر میں انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف

ہجرت فرمائی اور وہاں ان بلاد مقدسہ میں بھی وہ مسند حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار پائے اور وہاں بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث پڑھی اور سند حدیث حاصل کی، اسی استاذ الاساتذہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ خصوصی شمس الاسلام والمسلمین العارف الحافظ المحقق مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ دیوبند اور فقیہ ومجدد کامل الحافظ الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تھے، مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے دینی حقائق ومعارف پر مشتمل اہم علمی کتابیں اور........... دہریین مخالفین اسلام کی تردید میں کچھ کتابیں تصنیف فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے ان بلاد میں بہت زیادہ دینی فائدہ پہنچایا، میں نے آپ کے فضائل ومناقب میں کچھ اشعار کہے تھے تو یہ ہیں!

قفا یا صاحبی علی الدیار
فمن داب الشجیٰ ھویٰ از دیاد

اور جب لوگوں کو دینی وفقہی مسائل میں اشتباہ پڑتا اور حق وباطل کی تمیز کی ضرورت ہوتی تو اطراف ملک سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس استفتاء کی صورت میں سوالات آتے اور آپ پوری تحقیق کے ساتھ فقیہانہ انداز میں جوابات لکھ دیا کرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ مجتہد تھے تو حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اصول وعقائد میں ہمارے امام تھے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فروع وجزئیات فقہ میں ہمارے پیشوا اور راہنما تھے اور ان دونوں حضرات کی برکت سے ہمارا علم خوب منقح اور روشن ہوا) اور اس میں کسی قسم کی پیچیدگی باقی نہ رہی، انتہیٰ۔ (دارالعلوم دیوبند نمبر ۲۴۵)

قارئین پر مخفی نہ رہے کہ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے مراد یہاں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندار جمند نہیں بلکہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں

جو حضرت شاہ ابوسعید دہلوی کے فرزندار جمنداور حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے برادر حقیقی ہیں۔

احقر نے یہ ساری تفصیل حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کی تشریح کے طور پر لکھ دی ہے امید ہے کہ فائدہ سے خالی نہ ہوگی۔

بندہ ناچیز نے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نہیں کی حضرت والد ماجد سے جو کچھ ان کے بارہ میں سنا اوران کے مکتوبات گرامی دیکھ کر جو کچھ سمجھ میں آیا احقر نے وہ تشریح وتوضیح کے طور پر لکھ دیا ہے۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی روحانی شخصیت کے پیش نظر احقر اس شعر کا مصداق سمجھتا ہے!

ہمینم بس کہ داند ماہ رویم
کہ من نیز از خریداران اویم

”میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرے محبوب کو علم ہو جائے کہ میں بھی اُن کے خریداروں میں سے ہوں۔“

حق تعالیٰ صالحین کے ساتھ تعلق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور دنیا وآخرت میں انہی کے ساتھ ہمارا الحاق فرمائیں۔ آمین

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
۱۸/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ / یکم اگست 2018ء

عکسِ تحریر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا یہ خط مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد
حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے

مکرم سراپا فضل و عنایت زید مجدکم بندہ محمود حسن سلام مسنون کے بعد
ملتمس ہے آپکا گرامی نامہ مولوی عبد اللہ صاحب کی وساطت سے پہنچا
مولوی صاحب نے چند بار جواب کا تقاضا اور یاد دہانی بھی کی مگر حضر و
سفر کی مشاغل کی وجہ سے جواب کی نوبت نہ آئی
سستی و غفلت سخت مضر امور ہیں آپکو لازم ہے کہ ہمت کی
ساتھ اپنے مشاغل و اذکار کیطرف رجوع کریں اور بہتر
ہو جو شب جمعہ میں غسل کرکے اور دو رکعت خشوع کی
ساتھ ادا کرکے اپنے اللہ سے توبہ کریں اور توفیق حسنات
کی الحاح کی ساتھ دعا مانگیں اور اپنا کام التزام کی ساتھ
شروع کر دیں اور عزم و ہمت کی ساتھ اپنے کام میں چست
رہیں اور کاہلی کو پاس نہ آنے دیں بندہ حقیر بھی آپکی
لئے دعا کرتا ہے عشا کی بعد یا حی یا قیوم برحمتک
استغیث ایک سو ایک مرتبہ جہر کی ساتھ پڑھ لیا کرو
اور یا حی کی ضرب قلب پر لگنی چاہیے ——

باقی اذکار فرمودہ حضرت قدس رحمۃ اللہ علیہ کریں جاؤ

پریشان خوابوں کا فکر نہ کرو سوتے وقت آیۃ الکرسی

سورہ فاتحہ معوذتین پڑھ کر دم کر لیا کرو اور کوئی خواب

پریشان نظر آوے تو اعوذ و لاحول پڑھو۔ تعوذ پڑھ کر بائیں پر

تھتکار دو اور کچھ پرواہ نہ کرو —

امر حق کی تعلیم میں کسی کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر توکل رکھو اگر

اللہ تعالیٰ شر مخالفین سے محفوظ رکھے البتہ یہ ضرور ہے کہ

لوگوں کے ساتھ خلق اور نرمی اور صبر و تحمل سے معاملہ کرو

کلمۃ الحق ضرور کہو مگر نہایت نرمی اور محبت سے اللہ تعالیٰ

ان کو ہدایت کرے — اپنی اہلیہ سے کہہ دیجئے مسنون کلمہ بتا

کہ مہلت ہو تو تمام دن رات میں ایک دفعہ یا مختلف اوقات

میں اسم ذات یعنی لفظ اللہ کو چار ہزار مرتبہ پورا کر لیا

کرو — وہم اور وسوسہ بری بلا ہے ہرگز اس کا خیال

نہ کرو اور مسائل میں یہ دیکھ لو کہ جو چیز شریعت میں پاک

ہے کسی وسوسہ سے وہ ناپاک نہیں ہو سکتی

جبکہ وسوسہ شیطانی خیال ہی حسب وسوسہ آوے تو
لاحول پڑھکر اعداد اسکو دفع کرو اور اسکی کوئی عملدرآمد
نکرو ورنہ اور زیادہ وسوسہ ترقی کریگا اور دفع کرنی
سے انشاء اللہ رفتہ رفتہ جاتا رہیگا — اپنی صاحبزادی
سے بعد سلام مسنون فرمادیجئے کہ تلاوت قرآن حسب سہولت اور
صبح وشام درود — استغفار — سبحان اللہ — الحمدللہ
لا الہ الا اللہ — اللہ اکبر ایک ایک تسبیح پڑھ لیا کریں
تمام عذر نکاح لڑکی کا کردیجئے جہیز کی کوئی مقدار نہ کوئی
وقت ضروری جو سہولت میسر ہوا سپر دوسری وقت
دو دینا چاہیے مہر کی مقدار کو کم رکھنا بہتر ہے لیکن کوئی
مصلحت درپیش ہو تو پانچ سو سے بڑھا دینا مضائقہ نہیں

باقی خیریت ہی والسلام فقط

محمد محمود عفی عنہ

عکسِ تحریر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی عزت اسمائہ وسمائہ وجلت نعمائہ وھبائہ وتواترت منہ وتسلسل آلاءہ علی النوع الانسانی فاستخلفہ اسمائہ اماما وخلیفۃ فی بسیط الارض حاکما علی الطول والعرض والصلوۃ والسلام علی خیرۃ انبیائہ فآدم ومن سواہ تحت لوائہ محمد المصطفی وآلہ المجتبی وصحبہ البررۃ الکرام وخیرۃ الخیرۃ الفخام وسائر من اتبعھم باحسان الی یوم الدین آمین ثم آمین اما بعد فان اخانا فی الدین القویم المولوی عبدالحلیم قد قرأ علی الجامع للامام الترمذی واصح الکتب بعد کتاب اللہ الجامع الصحیح لامیر المؤمنین فی الحدیث الامام الھمام البخاری رحمھما اللہ تعالی وجد واجتھد فلما کان علی وشک الرجوع الی الوطن استکتب منی ھذہ السطور وقد قرأتھا علی مسند الوقت شیخنا وشیخ الھند مولانا محمود حسن الدیوبندی رحمہ اللہ تعالی وقد قرأھا علی المحدث العارف مولانا محمد قاسم النانوتوی رحمہ اللہ تعالی علی الشیخ المھاجر حضرۃ الشاہ عبدالغنی الدھلوی باسنادہ المثبت فی الیانع الجنی واللہ یوفقہ لما یحب ویرضی آمین

محمد انور عفا اللہ عنہ
مدرس دار العلوم
دیوبند

السیح الجاری الی جنۃ البخاری ج ۱ ص ۴

عکسِ تحریر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

مکرم و محترم حضرت شاہ صاحب

از فقیر عبدالقادر السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اتنی بس اتنا کہ حضرت والا سے

رخصت ہو کر بخیریت تمام مکان پر پہنچ گیا یہاں پر سب خیریت سے

ہیں۔ امید ہے حضرت بھی بخیر ہونگے۔

کل صوفی نور احمد کے خط سے معلوم ہوا حضرت دیوبندی مرحوم کا

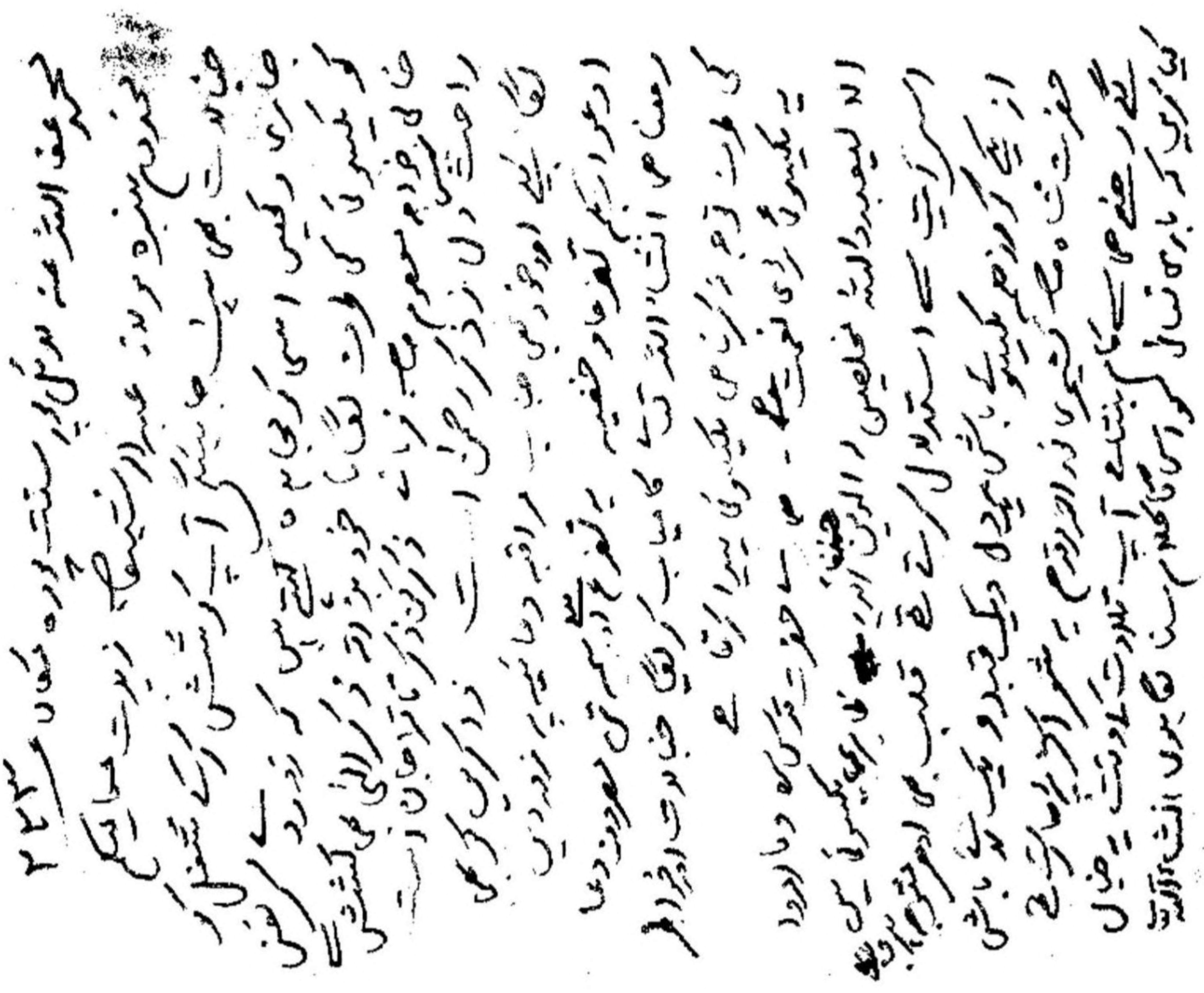
انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس صد افسوس

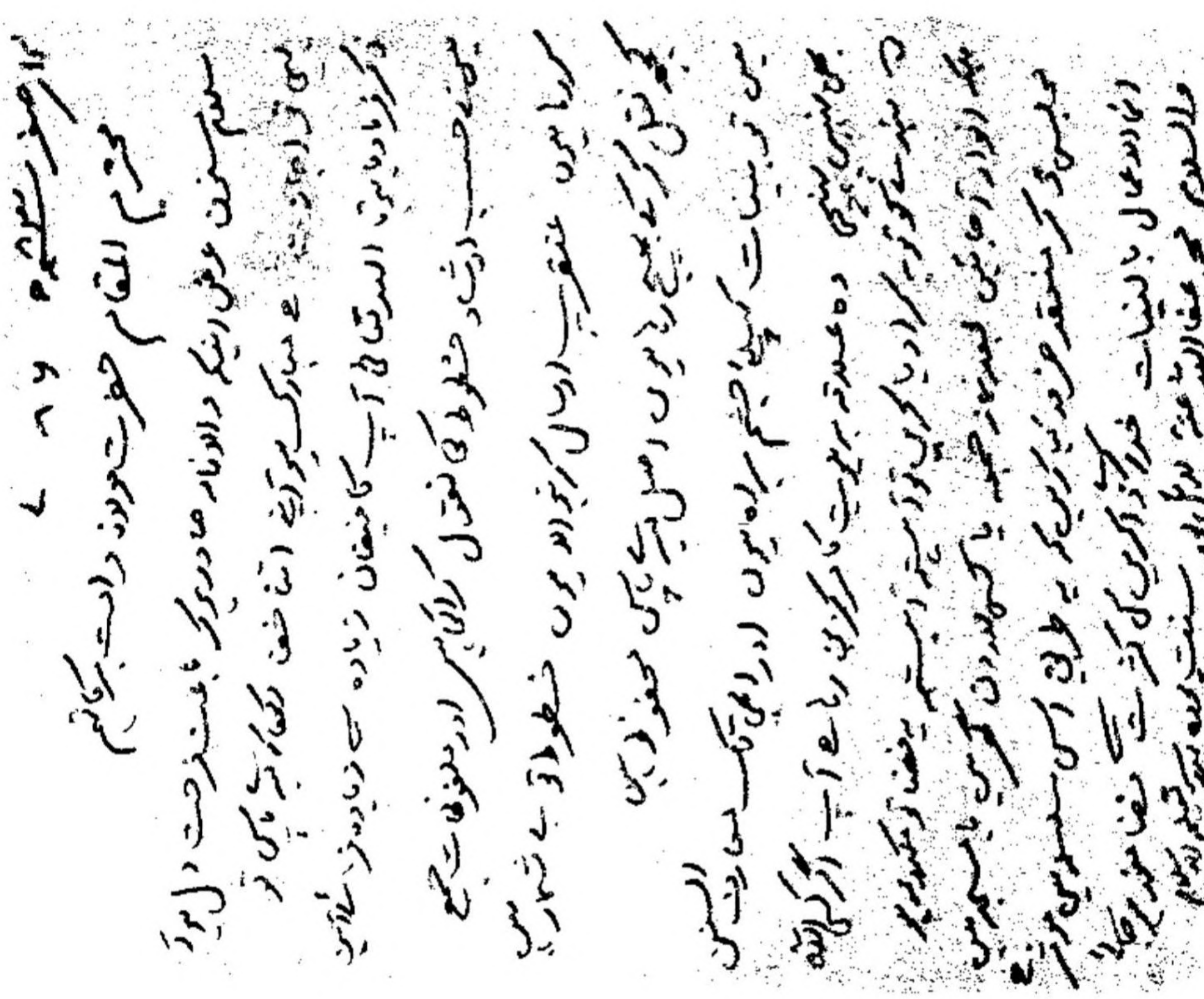
ہم خدام کی امید دعا فاتحہ کی رہ گئی اب زندگی کا کچھ مزا

نہ رہا۔ بچہ مکتوب الیہ سب کی خدمت میں جناب السلام علیکم

عبدالقادر از ڈھڈیاں ضلع شاہپور ڈاکخانہ چک مبارک

عکسِ تحریر حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملفوظات

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

اشعار

ہر ایک شے ذکر حق کرتی ہے تو بھی　　کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ
تیری ہر بات لکھی جا رہی ہے　　کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ
تیرے سانسوں کی گنتی ہو رہی ہے　　کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ
تجھے اس واسطے پیدا کیا ہے　　کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ

مزہ پاتی ہیں آنکھیں عاشقوں کی
نظر کے سامنے رکھ نام اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاہِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاہِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عرضِ مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ہر دور میں ایسے اولیائے اللہ ومشائخ گزرے ہیں جو لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منور کرتے ہیں۔ ایسے اکابرین ومشائخ کے ملفوظات پڑھنے سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ ماضی قریب کے ایک شیخ کامل حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ جن سے فیض یاب ہونے والوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین میں اکابر علماء ومشائخ کی ایک بہت بڑی تعداد شامل تھی مثلاً حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (ابن رئیس الاحرار)، حضرت ہیڈ ماسٹر منظور محمد رحمۃ اللہ علیہ (گوجرہ)، حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (سرگودھا)، حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (11 چک چیچہ وطنی)، حضرت مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ (ڈھڈیاں)، حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ (ڈھڈیاں)، حضرت سید نفیس شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ یہ تمام حضرات حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین میں سے تھے۔
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل میرے دادا جان حضرت

مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات قلمبند فرمائے جو مختلف اداروں سے شائع ہو رہے ہیں۔

اب انہیں جدید انداز میں مرتب کیا گیا ہے جس میں عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ کروا دیا گیا ہے۔ احادیث کی تخریج۔ اور عربی عبارات پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں، نیز جب حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات تحریر فرمائے تھے۔ اس وقت بہت سے اکابر حضرات جن کا ملفوظات میں ذکر ہے، حیات تھے۔ اب تقریباً تمام انتقال کر چکے ہیں، اس لئے ان کے نام کے ساتھ (رحمۃ اللہ علیہ) لگا دیا گیا ہے، اب ان ملفوظات کو ''مجموعہ رسائل انوری'' میں شامل کر دیا گیا ہے اور ان کو علیحدہ سے بھی شائع کیا جائے گا، پروف ریڈنگ کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو احباب مطلع فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اتباع سنت کے ساتھ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

محمد راشد انوری

ابن حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

نبیرہ حضرت اقدس مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

۳ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ ۔ 19 نومبر 2020ء

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی!

ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے بہت بڑے مصلح، بہت بڑے عارف اور کبار اولیاء اللہ میں سے تھے، حق تعالیٰ نے مقبولیت بھی وہ عطا فرمائی تھی کہ باید و شاید، ایک خلقِ کثیر نے آپ کی صحبتِ بابرکت سے فیض اُٹھایا اور تربیتِ باطنی حاصل کی، اور جن لوگوں نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی ان کا تو شمار بھی مشکل ہے، بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے منتسبین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔

اس کتاب میں آپ حضرت عالی قدس سرہٗ کے خلیفۂ اعظم حضرت مولانا محمد صاحب انوری کے جمع کردہ ملفوظات کا مطالعہ فرمائیں گے۔ مولانا موصوف کو ہمارے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا اِختصاص حاصل تھا، اور حضرت کی مجلس میں علمی مسائل میں اکثر ان ہی سے مراجعت کی جاتی تھی، مولانا انوری اپنی ایک تحریر میں جو احقر کے نام ہے فرماتے ہیں:

"یہ حضرت کی شفقت ہے کہ احقر کو رائے کوٹ سے بلا کر بیعت فرمالیا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد اجازت مرحمت فرمائی، اور بار بار اصرار فرماتے رہے کہ تو بیعت کر لیا کر، میں نے عرض کیا کہ شرم آتی ہے، فرمایا: میں لوگوں کو لکھ دیا کروں

گا کہ تیری طرف متوجہ ہوں۔ پھر ہر سفر میں یہی فرماتے رہے، جب ملک بدل گیا تو پھر تو بہت بار فرمایا اور خطوط بھی بھیجتے رہے۔''

مولانا نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

''ایک دفعہ احقر رائے پور میں حاضر تھا، حضرت اقدس تخلیہ میں تشریف فرما تھے، بعد مغرب احقر کو بلایا، فرمایا کہ: ذکر کے موقع پر کچھ انوارات بھی محسوس ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ: سینے میں روشنی محسوس ہوتی ہے اور طبیعت میں اطمینان اور سکونِ قلب ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دِل پر سے بوجھ ہلکا ہوگیا ہے اور ذکر سے دِل کو کچھ ایسا لگاؤ پیدا ہوگیا ہے کہ بغیر پورا کئے چین نہیں پڑتا، اور عموماً خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہوں۔ بہت ہی خوش ہوئے، فرمایا: الحمدللہ، الحمدللہ آپ کو احساس بھی ہے اور یہ سب آثارِ ذکر ہیں اور اس کو تجلّی کہتے ہیں، کیونکہ ذاتِ بُحت نظر آنے سے بلند و بالا ہے، کسی محبوب ترین شکل میں جلوہ گری فرماتے ہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خواب یا بیداری میں زیارت ہوجانا بہت ہی مبارک ہے۔ آپ کو اِن شاء اللہ تعالیٰ نسبتِ محمدیہ حاصل ہونے والی ہے، میں بشارت دیتا ہوں۔''

ان دونوں تحریرات سے آپ، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا انوری پر جو خصوصی شفقت و توجہ تھی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ہم نے مولانا انوری کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ اگر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ

کے ملفوظات، مکتوبات اور سوانح و حالات کے سلسلے میں کچھ جناب بھی سپردِ قلم فرمائیں تو عین عنایت ہو، مولانا نے اَز راہِ کرم ہمارے اس التماس کو شرفِ قبول بخشا، جس پر ہم مولانا موصوف کے شکر گزار رہیں۔

محمد عبدالرشید نعمانی (۱)

(۱) حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ 1999ء میں انتقال ہوا۔ (مدفون کراچی یونیورسٹی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔

تدریسِ حدیث کی بشارت:

رائے پور ہی کا قصہ ہے، احقر محمد عفا اللہ عنہ انوری نے عرض کیا: خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہوا، ہم کئی ساتھی ہیں، ہم نے سات پارے بخاری شریف کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑھے ہیں۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہت مبارک ہے اور آپ بخاری شریف پڑھایا کرو گے، بلکہ تمام کتبِ حدیث کا درس دو گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سالہا سال تک یہ دولت نصیب فرمائی، اس سال تو اَمراض کے ہجوم کے باعث درس کا موقع نہیں ہوا، ورنہ ہر سال تمام صحاح اور موطا اِمام مالک اور موطا اِمام محمد، شرح معانی الآثار للطحاوی پڑھائی۔

اجازتِ بیعت:

1944ء لدھیانہ میں حضرت اقدس رائے پوری تشریف لائے ہوئے تھے، دو بجے رات کے احقر کو بلایا کہ میں آپ سے بہت خوش ہوں، ضیاء القلوب[1] کا مطالعہ کرلیں اس کی بھی اجازت دیتا ہوں، اس کے مطابق بیعت کرلیا کریں اور ملازمتِ اسکول سے سبکدوش ہوجائیں (احقر اسکول میں ملازم تھا) بس توکل کرکے بیٹھ جائیں، اِن شاء اللہ روپے میں کھیلو گے، کسی کے محتاج نہ ہوگے، رات کے واقعے نے تو مجھے یقین دِلا دیا کہ آپ سب کچھ ماشاء اللہ برداشت کرسکتے ہیں۔ احقر نے اگلے روز اِستعفاء دے دیا اور ایسا محسوس ہوگیا کہ اب انسانوں میں شامل ہوگیا ہوں، پھر تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہر طرح خوش حال

---

(۱) سلاسلِ طریقت کے اذکار و اشغال پر مشتمل حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور رسالہ

کر دیا، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کسر نفسی:

فرمایا: جب ذاکر کے نزدیک مدح و ذم برابر ہو جائے تو اِن شاء اللہ تعالیٰ کام بن گیا، اپنے آپ کو ایسا گرا دے اور نیچے اُتار دے کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں، یہ یقین پیدا ہو جائے کہ میں ہی سب سے کمترین ہوں، سب مجھ سے اچھے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ: بہاولپور میں حضرت انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ ہمارا نامۂ اعمال تو سیاہ ہے ہی، یہ بات یقین کے درجے کو پہنچ چکی ہے کہ ہم سے تو گلی کا کتا بھی اچھا ہے، شاید یہ بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جانب دار ہو کر پور میں آیا تھا۔ تمام مجمع چیخیں مار اُٹھا، حضرت اقدس قدس سرہٗ پر اس واقعے کو سن کر بہت رِقت طاری ہوئی، فرمایا کہ: یہ واقعی شاہ صاحب تو آیۃ من آیات[1] اللہ تھے۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ:

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے مُلّا حسن اور ترمذی شریف کا کچھ حصہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے، سبق پڑھاتے وقت کہیں کے کہیں نکل جاتے تھے، میں تو غیر مقلد ہو جاتا، اگر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا، جب حاضر ہوا تو ترمذی میں فاتحہ خلف الامام[2] کی ہی بحث ہو رہی تھی، جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سنی تو قلب مطمئن ہو گیا کہ ہمارے پاس بھی دلائل موجود ہیں۔ حضرت مولانا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہ کر تو میں پکا حنفی بن گیا۔ غیر مقلدی سے بچ گیا اور حضرت کی خدمت میں رہ کر

(۱) اللہ کی نشانیوں میں سے نشانی

(۲) باجماعت نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کا سورت فاتحہ پڑھنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مسلمان بن گیا ہمارے حضرت مسئلہ یا تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے تھے یا مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے یا پھر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ایک دفعہ (حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) مجھے دیوبند لیکر چلے کہ حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم کا ممبر بنوانا ہے (یہ قصہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا تھا) ایک دفعہ میں سہارنپور میں حاضر تھا حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے آپ کے ہمراہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ المعروف علی میاں بھی تشریف لائے تھے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے فرمایا کہ یہاں ایک مولانا صاحب ندوہ کے آئے ہیں صاحب تصنیف ہیں انہوں نے بھی احقر سے تعلق جوڑ لیا ہے، میں ان ایام میں مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو نہ جانتا تھا۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بالجہر کرنا:

ایک دفعہ سنہری مسجد دہلی میں، میں نے دیکھا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسمِ ذات ''اللہ، اللہ'' کا ذکر درمیانہ جہر کے ساتھ کر رہے ہیں، حجرے کے اندر بیٹھے تھے اور دروازے پر پردہ لٹک رہا تھا، اُس وقت میں سمجھا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوفی بھی ہیں، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات:

1940ء میں ایک دفعہ جب احقر رائے پور حاضر ہوا تو فرمایا کہ:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب میں حاضر ہوا تو بھائی معزّ الدین صاحب خادم تھے، ہم بھی حجرے میں رہنے لگے، پُرانا گڑ رکھا تھا، اُس کو صاف کر کے رکھ لیا، بس چائے میں وہی ڈال کر پیتے تھے، اور ٹوٹی ہوئی ایک لاٹھی تھی زہریلے جانوروں کو اس سے بھگا دیا کرتے تھے، اور بیڑی ویڑی کبھی دیکھی بھی نہ تھی، نہ

کبھی لالٹین لے جاتے تھے، بس اندھیرے ہی میں اللہ تبارک وتعالیٰ حفاظت فرماتے تھے، ذکر سے ایسی طبیعت چسپاں ہوئی کہ ایک ہی مجلس میں پورا کرلیتا تھا، نہایت ہی شد و مد سے ذکر کرتا تھا، مولانا محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (۱) سہارن پور سے تشریف لاتے تو میرے پاس آبیٹھتے کہ تیرا ذکر سننے آیا ہوں، ساڑھے تین گھنٹے میں پورا ہوتا تھا، پھر جب کمر تھک جاتی تو ایک تختی سے سہارا لگالیتا، ذکر پورا کئے بغیر مجھے کوئی چیز اچھی نہ لگتی تھی، اب تو لوگوں کو کم ہی ذکر کا شوق و ذوق ہے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے!

صوفی نہ شود صافی تا نہ کشد جامے
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

''صوفی اس وقت تک صاف دل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ محبت الٰہی کا جام نہ نوش کرلے سالک کو بہت محنت کی ضرورت ہے تا کہ وہ کامل اور پختہ ہوجائے۔''

تواضع وانکسار ترقی کا زینہ ہے:

فرمایا: اس میں غصہ راستے میں حائل ہوجاتا ہے اور ترقی رُک جاتی ہے، جس قدر ہوسکے متحمل ہو، حلم ہو، بُردباری اور مسکینی، اِن شاء اللہ لے نکلتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ: حضرت! میں نے اس دربار میں ایک بات دیکھی ہے جو کسی بھی دربار میں نہیں دیکھی، وہ یہ کہ اپنے آپ کو مار دینا، ہیچ محض سمجھنا حتیٰ کہ خدام کو بھی اپنے سے بہتر یقین کرنا۔ فرمایا: ہاں! آپ خوب سمجھے، جب تک مسکینی رہتی ہے تو ترقی ہوتی رہتی ہے، جب یہ آیا کہ میں بھی کچھ ہوں تو بس وہیں رہ گیا، مشائخ کے پاس اسی لئے آتے ہیں کہ رذائلِ نفس نکل جائیں اور فضائل

(۱) والد گرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

پیدا ہو جائیں۔ شیخ طبیب ہوتا ہے، وہ سالک کے حالات پر نظر رکھتا ہے، مثلاً بخل ایک رذیلہ ہے وہ نکل جائے سخاوت پیدا ہو جائے، خودستائی، خودنمائی کی بجائے اپنے عیوب پر نظر ہو جائے، ذکر کرنے سے قلب میں اِنشراح پیدا ہوتا ہے اور اپنے عیوب پر نظر پڑتی ہے، ورنہ دُوسروں کے عیوب نظر آتے ہیں، اپنے نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں، عُجب کے بجائے خدا کا شکر کرے اور اِنعامِ خداوندی سمجھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی فضل وکرم نہ فرماتا تو میں کہیں کا بھی نہ رہتا۔ فرمایا کرتے تھے کہ: لوگ تصوّف کو معلوم نہیں کیا سمجھتے ہیں، تصوّف نام ہے اخلاقِ فاضلہ آجانے کا جو بغیر صحبت شیخِ کامل میسر نہیں آتا، تجربہ یہی بتلاتا ہے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی کسرنفسی:

ایک دفعہ حضرت اقدس لائل پور تشریف لائے، احقر کے مکان پر رات کے وقت تشریف فرما تھے، ایک دوست ملنے آئے، مجھ سے پوچھنے لگے کہ: یہ بزرگ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پیر ہیں، اللہ تعالیٰ کا راستہ بتاتے ہیں۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سن کر فرمانے لگے: توبہ توبہ، میں تو خادم ہوں۔ سبحان اللہ! یہ ہے اپنے آپ کو نیچے اُتار دینا۔

ذکر سے مشاہدہ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے:

ایک بار فرمایا: جب ذاکر میں ذکر خوب جاگزیں ہو جاتا ہے تو توکل کی کیفیت راسخ ہو جاتی ہے اور توحید پر یقین ہو جاتا ہے، اس وقت آدمی عملی موحد ہو جاتا ہے، ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے، جب تک یہ کیفیت راسخ نہ ہو تو کچا ہے، اور مراقبہ معیت خوب پختگی سے ہوتا ہے کسی وقت طبیعت اوجھل نہیں ہوتی، اور

حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (سورۃ الحجر:۹۹)

”یہاں تک کہ تیری موت (کا وقت) آجائے۔“

زندگی ہی میں نصیب ہوجاتا ہے، اُس وقت ایمان تقلیدی سے نکل جاتا ہے اور مشاہدے کا ایمان نصیب ہوتا ہے اور

أَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنۡ لَّمۡ تَكُنۡ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ.

''تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

درجۂ حضوری کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے اور کم از کم درجہ حضوری کا ہے، ''فَإِنَّهٗ يَرَاكَ'' یہ حضوری ہے جیسا کہ بعض محققین نے لکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ انجاح الحاجہ میں حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح بیان فرمایا ہے، اس پر بہت خوش ہوئے۔

حضرت رائے پوری کی خودداری اور اخلاقِ عالیہ:

غالباً 1940ء کا واقعہ ہے کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ دہرہ دون میں حافظ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹھی پر رسپنہ ندی کے کنارے تشریف فرما تھے، راج پور میں کھیڑی کے ایک نواب صاحب نے دعوت کی کہ حضرت مع مہمانوں کے میری دعوت کھائیں، حضرت نے فرمایا کہ: ہم تو یہیں دعوت کھائیں گے، تم دعوت تیار کرا کے یہاں ہی بھیج دو۔ نواب صاحب نے قبول فرمایا، گاڑیوں پر دعوت کا سامان رکھ کر دہرہ دون ہی بھجوا دیا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہوکر دعوت کھالی۔ میرے دِل میں یوں ہی وسوسہ سا گزرا کہ چلے جاتے تو اچھا تھا، فوراً فرمایا کہ: یہ بڑے اُونچے لوگ ہیں، ہمیں خاطر میں کب لاتے ہیں، یہ تو اپنے کتوں کو موٹر میں بٹھا کر علاج کروانے دہرہ دون بھیجتے ہیں، اگر ہمیں کھانا موٹروں میں رکھ کر بھیج دیں گے تو کیا حرج ہے، اس طرح کرنے سے میرا صرف یہ مطلب ہے کہ کچھ تو نیچے اُتریں۔ چنانچہ دُوسرے دن نواب صاحب مع بیگم صاحبہ خود تشریف

لائے اور عذر اور معذرت کیا کہ ہمیں معاف فرمایا جائے، ہمیں تو خود حاضر ہونا تھا، میں بیمار ہو گیا۔ خیر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ملاطفت سے پیش آئے۔ اگلی جمعرات کو پھر دعوت کے لئے راج پور کی کوٹھی پر بیگم صاحبہ نے خود عرض کیا اور بیعت بھی حضرت سے کر لی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ پڑھنے کو فرمایا، پھر بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ: حضرت! یہ تو نماز بھی نہیں پڑھتے، صرف اس لئے عرض کیا کہ شاید اس طرح اور نیچے اُتر آئیں اور حضرت سے بیعت ہو جائیں۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرما لیا، پھر تو نواب صاحب خود کھانے میں شریک ہوئے اور بیعت بھی ہو گئے اور بڑے گرویدہ ہوئے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو اخلاقِ عظیمہ سے اللہ تعالیٰ نے حصۂ وافر عنایت فرمایا تھا کہ دُوسرا تو اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔

فراستِ مؤمن:

تقسیمِ ملک سے پہلے شام کا کھانا کھا کر مجھ کو نزدیک بلا کر بٹھاتے اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کراتے:

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل: ۴، ۵)

اس کا ترجمہ کراتے، پھر فرماتے: عِبَادًا لَّنَآ کا کیا مطلب ہے؟ عرض کرتا کہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اپنے بندے'' ترجمہ فرمایا ہے، فرماتے کہ: وہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ بخت نصر تھا جو کہ بت پرست بادشاہ تھا اور بنی اسرائیل کو غلام بنا کر لے گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے صاحبزادے بھی اگر

طغیانی پر اُتر آئیں تو مشرکین سے پٹائی کرادی جاتی ہے، ایسا ہی حال ہمارا ہو رہا ہے کہ ہر معاملے میں خلافِ شریعت کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اللہ فضل کرے کہیں پٹائی نہ ہو۔ بھائی الطاف سے فرماتے: ارے الطاف! کر لے جلدی جلدی جو کرنا ہے، معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے۔ آخر کار وہی ہوا جو ہونا تھا اور خوب پٹائی ہوئی، پھر بھی ہم کو سمجھ نہ آئی۔

اپنی کرنی اپنی بھرنی:

فرمایا کرتے تھے کہ: اگر ہم فقط موجودہ حالات سے ہی سبق لیتے اور مراقبہ کرتے تو اس میں بھی بڑا سبق تھا کہ جب ''اپنی کرنی اور اپنی بھرنی'' ہی ٹھہری تو اپنوں کی خاطر اپنی عاقبت نہ خراب کرے، کوئی وقت پر کام نہیں آتا، نہ باپ، نہ بھائی، نہ بیٹا، نہ بیٹی، خواہ کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو، دُکھ درد کے وقت کام نہیں آتا، ملک کی تقسیم کے وقت سب کچھ کھل کر سامنے آگیا، لہٰذا اپنے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑے اس کو اپنا خیر خواہ تسلیم کرے، کسی پر بھروسہ نہ کرے، اس کی ذات پر توکل کرے، آخر اس ہی کی طرف واپس جانا ہے تو جیتے جی کیوں نہ اسی کا ہو رہے، اگر زندگی میں ملائکہ سے تعلق ہو گیا تو قبر میں مانوس رہے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں وحشت نہ ہوگی، نہ منکر نکیر کے سوال و جواب سے گھبرائے گا، کیونکہ رَبّ العالمین پر پہلے ہی ایمان ہے۔ اگر رَبّ العالمین پر دُنیا میں یقین ہے، یعنی یہ یقین کرتا ہے کہ میرا رَبّ مجھے روزی پہنچاتا ہے، میرے کرنے نہ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، آسمان سے روزی اُترتی ہے میرا رَبّ مجھے روزی پہنچاتا ہے، یہ یقین پیدا کرلے تو پھر اُس کو آخرت میں کیا ڈر ہے؟ ہمیں تو خدا تبارک و تعالیٰ پر اتنا بھی اعتماد اور توکل نہیں ہے جتنا مہمان کو میزبان پر ہوتا ہے، جتنا چھوٹے بچے کو ماں باپ پر ہوتا ہے، ہم تو باوجود ایمان لانے کے یہ اعتماد ہی نہیں

کرتے کہ ہمارا کوئی ربّ ہے جو ہماری روزی کا وعدہ کرتا ہے، نہ آخرت میں باز پُرس پر یقین ہے، بے عملی کی زندگی تب ہی تو گزارتے ہیں، اس کو بخشنے والا مانتے ہیں، یہ تو ٹھیک ہے کہ وہ غفورٌ رحیم ہے لیکن اس نے ہم پر اپنی عبادت بھی تو فرض کردی ہے، اُس کو ماننا بھی تو فرض ہے اس لئے ہم کو یقین نہیں آتا کہ عبادت کریں گے تو بخشے جائیں گے، نیکی کرنا فرض ہے اور شرک اور کفر اور گناہوں سے بچنا فرض ہے، ایمان نام ہے خوف اور رَجا کے بین بین رہنے کا، نیکی کرے اور اس کے رحم وکرم پر اُمید رکھے اور اُس سے ہر وقت ڈرتا رہے، بندے کو ہر حال میں اپنی بندگی کے اقرار کے بغیر چارہ کار نہیں ہے، لیکن اپنے اعمال پر اِترانا نہ چاہئے ورنہ مارا جائے گا، یہ محض فضلِ ربی سے ہوا جو نیکی ہوگی:

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ (سورۃ الاعراف:۴۳)

قرآن پاک اعلان کرتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں، اپنی طرف نسبت نہ کرے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِنعام سمجھے:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا ۔ (سورۃ الحج:۷۸)

الجهد الوسع والطاقة وبالفتح المشقة، یہ جہادِ اکبر ہے، یعنی اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق مشقت اُٹھاؤ، نیت خالص ہو اور نفس کے خلاف کرنے کو مجاہدہ کہتے ہیں، مراد یہ ہے کہ اقوال اور اعمال اور کُل اَحوال میں اِخلاص ہو اور یہ جہاد بالنفس سے اور مخالفۃ الھویٰ (۱) سے ہوتا ہے، اِخلاص نصیب ہوتا ہے صفائے قلب سے اور فنائے نفس سے، اور یہ ہر وقت جہاد بالنفس الامارۃ (۲) بالسوء

(۱) حرص وہوس (شہواتِ نفس) کی مخالفت
(۲) برائی پر ابھارنے والے نفس کے خلاف مقابلہ

سے نصیب ہوجاتا ہے بشرطیکہ شیخ راسخ فی العلم (۱) کی طویل صحبت نصیب ہو، ان کے سینوں سے انوار لیتا رہے کیونکہ صوفی جب فنائے نفس اور صفائے قلب کے بعد مخلصین میں سے ہوجاتا ہے تو لومۃ لائم (۲) کی کچھ پروانہیں کرتا اور اس کی عبادت بلا ریا وسمعہ ہوجاتی ہے، حدیث میں ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى۔ (۳)

اس وقت اس کی عبادت اللہ تعالیٰ کا مطیع ہوجاتا ہے، پھر نافرمان نہیں بنتا، اور بے شک یہ جہادِ اکبر ہے اس آیۂ مبارکہ میں جس کی تصریح ہے۔

صحبتِ شیخِ کامل سے صفائی قلب نصیب ہوتی ہے:

یہ تجربے میں آیا ہے کہ بغیر مصاحبتِ شیخِ کامل مکمل کے یہ نصیب نہیں ہوتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بہ برکت صحبتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفائی قلب و فنائے نفس دفعتہً ہوجاتا ہے اور ہمارا وہ حال نہیں ہے، ہمیں طویل صحبت کی ضرورت ہے، انہوں نے تو علومِ ظاہرہ اور باطنہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کرلئے تھے، وہ تو سورج کے سامنے تھے اور ہم سب رات میں ہیں، جوں جوں بُعد ہوتا جائے گا ظلمت آتی جائے گی۔

بیعت کا مقصد:

فرمایا کہ: اصل غرض تو بیعت سے صحبتِ نیک ہے کہ انسان اپنے ماحول سے اثر لیتا ہے خواہ اس کو شعور ہو یا نہ ہو، دیکھو! پہاڑوں کے رہنے والے بالعموم میدان کے رہنے والوں سے سخت دِل ہوتے ہیں، اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہر

---

(۱) علم میں پختہ

(۲) ملامت، طعن وتشنیع

(۳) بخاری حدیث ۱

وقت پتھروں میں رہ کر سخت ہو جاتے ہیں، شہری لوگ بالعموم دیہاتیوں سے مہذّب ہوتے ہیں اُکھڑ نہیں ہوتے بات کو سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ (سورۃ التوبہ:۹۷)

ہم بچوں کو بُرے بچوں کی صحبت سے بچاتے ہیں، اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کی آوارگی اس میں بھی سرایت نہ کر جائے۔

شریعت نے نماز باجماعت رکھی ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنے سے اس میں شوق و ذوق بڑھے گا ''وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ''، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جب کوئی جماعت میں شریک نہیں ہوتا تھا اس کی بیمار پُرسی کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اَذان اسی واسطے شریعت نے رکھی ہے کہ ایک ماحول پیدا کیا جائے، ایک دُوسرے کی نماز کا اثر پڑے گا، نماز باجماعت پڑھنے والا عمدہ نماز پڑھتا ہے کیونکہ زیادہ عمدہ موقع استفادے کا ملتا ہے، ذکر بھی اکٹھے بیٹھ کر کرنے سے ایک کا اثر دُوسرے پر پڑتا ہے اور جمعیتِ خاطر نصیب ہوتی ہے۔

ذکر کی برکات:

اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکیلے آہستہ بیٹھ کر ذکر کرنے سے مل کر ذکر کرنا بدرجہا بہتر ہے کہ اس کا اثر متعدی ہوتا ہے، ذکرِ جہر سے خواطر کم ہوتے ہیں، آج کل طبیعتیں غبی اور سرد ہیں لہٰذا جہری آواز سے ذکر کرنا زیادہ مؤثر رہتا ہے، قلب میں حرارت پیدا ہوتی ہے، ہاں! مُفرِطِ جہر [1] نہ ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متقدمین صوفیا جہر ہی کرتے تھے، حضرت خواجہ

---

(۱) زیادہ جہر (بہت اونچی آواز)

نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے آہستہ کو پسند کیا، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کو خوب لکھا ہے، جب خوب ذکر جاگزیں ہوجائے اور ہر بُنِ مو(۱) سے ذکر کی آوازیں آنے لگیں تو آہستہ کرنا چاہئے، جب یہ کیفیت خوب پختہ ہوجائے تو اسم(۲) سے مسمّٰی کی طرف چلے کہ جو کچھ عبادات فرض، واجب، مستحب ہورہی ہیں وہ مشیتِ ربانی(۳) کے تحت ہورہی ہیں، جب یہ کیفیت بھی خوب پختہ ہوجائے اور بلاارادہ ہونے لگے تو یہ خیال کرے کہ ہر نعمت جو مل رہی ہے وہ باری تعالیٰ فیاض وجود ہی کی طرف سے آرہی ہے:

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ۔ (سورۃ النحل:۵۳)

سب خیالات ہی کا کرشمہ ہے، اصل میں جب عشقِ باری تعالیٰ نصیب ہوتا ہے تو سب کچھ اس کے مقابلے میں ہیچ ہوجاتا ہے، ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ لوگ کیسے کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں نیند مراقبے میں بہت آتی ہے، بھلا مراقبہ معیت کا نصیب ہو اور پھر نیند آجائے، نیند کہاں!

عشق جانِ طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسیٰ صعقا
عاشقی بامردگان پائندہ نیست
زانکہ مردہ سوئے ما آئندہ نیست

"اے عاشق! عشق طور پہاڑ کی جان ہے۔ تجلی الٰہی سے طور تو مست ہوکر ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش

(۱) بال کی جڑ (یعنی بال و کھال)
(۲) نام سے نام والے کی طرف (ذکرِ الٰہی سے معرفتِ الٰہی کی طرف)
(۳) اللہ کی مرضی و حکم

ہو کر گر پڑے۔ مُردوں (یعنی مخلوقات) کے ساتھ عشق کر
ناپائیدار نہیں کیونکہ مردہ ہماری طرف آنے والا نہیں (یعنی
ضابطہ یہ ہے کہ زندہ سے فائدہ حاصل ہوتا ہے نہ کہ مردہ سے
اور حقیقت میں زندہ ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، چنانچہ ارشاد
باری تعالیٰ ہے: هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ)۔''

اصل میں یہ راستہ قربِ باری کا ہے، مزدوری اور ثواب کا راستہ نہیں ہے، خواہ مالک الملک ثواب بھی عطا فرمائے اور قرب سے بھی نوازے یہ اس کی عنایتِ بے غایت ہے!

تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن
کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

''تو اللہ تعالیٰ کی بندگی منگتوں کی طرح مزدوری کے عوض نہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے بندوں کو روزی دینا جانتا ہے۔''

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ:

جب مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرے تو فرمایا: یہ آپ کا لڑکا کسی وقت بڑے پایہ کا ہوگا!

ہفت شہرِ عشق را عطار گشت
ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

''شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ تو ہفت اقلیم[1] عشق کے بادشاہ ہو گئے اور ابھی ہم ایک ہی کوچے کے پیچ وخم میں چکر لگا رہے ہیں۔''

---

(۱) سات ملک

شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چو تو در بند ہر چیزئے خدا را بندہ کے باشی

جب تو ہر چیز کی فکر میں ہے تو خدا کا کب بندہ بنے گا؟ اس لئے سب پر نمازِ جنازہ پڑھ دے اور ایک مالک الملک سے جوڑ لے، ''لا'' کی نفی کے نیچے اپنے آپ کو بھی لائے کہ میں بھی نہیں ہوں فقط ایک ہی ذات ہے، جب تک اس کا عشق نہیں ہوتا کام نہیں بنتا!

زعشق ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی است

''ہمارے ادھورے عشق سے وہ محبوبِ حقیقی مل نہیں سکتا۔''

رِقتِ قلب نعمت ہے:

مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ [1] کو فرمایا کرتے تھے کہ: آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے، آپ کو دِل گداز والا، رِقت والا عنایت فرمایا گیا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا 1942ء کا واقعہ ہے، مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ڈھڈیاں حاضر تھے کہ مولانا ولی محمد جالندھری کو کہنا کہ

غنیمت جان لے مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

غالباً 1940ء کا واقعہ ہے، عصر کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ایسی تقریر فرمائی کہ سب کو رُلا دیا، خصوصاً احقر پر بہت اثر ہوا، صبح کو بعد نمازِ فجر جب مجلس ہوئی تو میں نے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا!

---

(۱) ابن حضرت مولانا محمد جالندھری فاروقی اور خلیفہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مدفون میانی قبرستان لاہور (متوفی ۱۳۷۷ھ)

ازیں افیوں کہ ساقی درمے افگند

حریفاں را نہ سر ماند نہ دستار

’’ساقی نے جو تھوڑی سی بقدر ایک درہم افیون (یعنی ذکر الٰہی کی چاشنی) عطا کی اس کی لذت اور سرور سے ایسی بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی کہ تمام احباب مجلس کو نہ اپنے سر کا پتہ رہا اور نہ اپنی پگڑی کا پتہ رہا۔‘‘

مولانا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا غلام رسول جالندھری رحمۃ اللہ علیہ [1] نے تائید کی۔

مولانا محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر:

حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ جو والد تھے حضرت مولانا عبد اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے اور احقر محمد انوری کے والد حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مہربان تھے اور تمام جماعت رائے پور کے اُستاذ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے، بہت اُونچے عشاق میں سے گزرے ہیں، مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی تھی پھر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر مرید ہو گئے، مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا!

کراں ہائے ہائے تے زار و زار رؤواں

میں تسبیح ہنجواں والی پرُوواں

’’میں ہائے ہائے کرتا اور زار و قطار روتا ہوں یوں سمجھ کہ میں آنسوؤں کے موتیوں کی تسبیح پرو رہا ہوں۔‘‘

فرمایا کہ: واقع مولانا محمد صاحب تو بہت بڑے عشاق میں سے تھے،

---

(۱) خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مدفون شیخو پورہ

میں نے سہارن پور میں زیارت کی ہے، بس ساری رات روتے ہی رہے، جب ذکر شروع کرتے تو یہ شعر پڑھتے!

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

"اگر میں اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے ہزار مرتبہ بھی دھو لوں۔ پھر بھی اس منہ سے آپ کا نام لینا بڑی بے ادبی کی بات ہے۔"

جو ایک بار مولانا کا وعظ سن لیتا تھا، اس کی تہجد کبھی فوت نہیں ہوتی تھی، بڑا متعدی عشق تھا، بعض اولیاء کی نسبت لازمی ہوتی ہے کہ خود صاحبِ کمال اور دُوسروں کو ایسا نہیں بناتے، بعضوں کی نسبت متعدی ہوتی ہے کہ وہ دُوسروں کو بھی اسی رنگ میں رنگ دیتے ہیں، فرماتے!

تاثیرِ صحبت:

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتے بے ریا
گر تو سنگِ خوارۂ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

"اولیاء اللہ کے ساتھ کچھ وقت رہنا سو سال کی بے ریاء عبادت سے بہتر ہے۔ اگر تُو عام پتھر ہے تو تُو چمکدار مرمر ہو جائے گا جب تو کسی اللہ والے کے پاس پہنچے گا تو تُو موتی بن جائے گا۔"

اولیاء اللہ کی صحبتِ مبارکہ بڑی تاثیر رکھتی ہے، انسان دُوسرے کے

اخلاق جذب کرتا رہتا ہے۔ اگرچہ غیر شعوری طور پر ہی ہو، پھر بھی صحبت کی تاثیر جاتی نہیں۔

یہ جو مشہور ہے!

بر زبان تسبیح و در دِل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

''زبان سے سبحان اللہ کہنا اور دل گائے اور گدھے (یعنی دنیا کی چیزوں) کے خیال میں لگا ہو اس طرح کی تسبیح کا کیا اثر ہوگا۔''

ہم نے تو اس کے برعکس بھی تاثیر دیکھی ''ایں چنیں تسبیح ہم دارد اثر''

جب ''وَتَبَارَكَ اسْمُكَ'' ہم روزانہ نماز میں پڑھتے ہیں، سورۂ رحمٰن میں ہے:

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ (سورۃ الرحمٰن:۷۸)

تو اللہ کا نام کب اثر سے خالی ہے، اگر دوا کی تاثیر معلوم نہ بھی ہو تب بھی اثر تو رکھتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا نام اثر نہ رکھے گا، ہاں! اگر توجہ سے ہو تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

چودھری عالم علی کا ذکرِ خیر:

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: صوفی عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ (1) کے والد ہمارے حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے تو ہیٹ کوٹ پتلون پہنے ہوئے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اعتراض نہ کیا، بہت شفقت سے رکھا، کئی دن رہ کر گئے، پھر جب دوبارہ آئے تو میں پہچان نہ سکا، پاجامہ پہنے

(۱) سابق صد مسلم لیگ پنجاب، وزیرِ زراعت پنجاب، بیعت کردہ و میزبان حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

ہوئے، ٹخنے ننگے، دیسی جوتی، لاٹھی کے ساتھ لوٹا لٹکا یا ہوا، دو پیسے کی ٹوپی سر پر، لمبا کُرتہ، ہم دیکھ کر حیران رہ گئے، دریافت کیا: چودھری صاحب! وہ فیشن دار لباس کہاں گیا؟ فرمایا: اس بوڑھے (شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے کچھ کر دیا ہے، بس اس لباس سے نفرت ہی ہوگئی، پھر تو کایا پلٹ ہوگئی۔ ریاست بہاولپور میں ڈسٹرکٹ جج تھے بالکل سادے رہے، تہجد گزار، ذاکر شاغل، سادہ غذا، درویش صفت بن گئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت بھی عطا فرمائی تھی کہ چودھری عالم علی سے کہنا کہ آپ جس انداز سے چل رہے ہیں چلتے رہیے، کوئی اللہ کا بندہ اللہ کا نام پوچھے تو بتلا دیا کریں۔

شیخ کی صحبت ضروری ہے:

خود مجتہد نہ بن بیٹھے، شیخ کے پاس آتا رہے اور اپنے احوال ذکر کرتا رہے، شیخ کو آئینہ یقین کرے، مؤمن، مؤمن کے لئے مرآۃ ہے کہ عیوب دیکھتا ہے لیکن دُوسروں کے پاس نہیں کھولتا اور خود چھپاتا نہیں، آدمی بعض دفعہ ناجائز اُمور کرتا رہتا ہے اور اس کو کمالات گمان کرلیتا ہے، شیخ اس کو مطلع کرتا ہے اور اصلاح کرتا ہے، اسی لئے پیر کا ہونا ضروری ہے!

تا راہ بین نباشی کے راہبر شوی
در مکتبِ حقائق پیشِ ادیب عشق
ہاں اے پسر! بکوش کہ روزے پدر شوی

"جب تو خود راستہ سے بے خبر ہے تو تُو کسی اور کا رہبر کیسے ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر حقائق کے مکتب میں عشق الٰہی کا ادب سکھانے والے کے سامنے چند روز تو عشق کا ادب سیکھنے کی کوشش کرے گا تو تُو بھی دوسروں کیلئے رہبر و پیشوا بن جائے گا۔"

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ:

غالباً 1940ء میں رائے پور میں فرمایا تھا کہ: وہ حضرت مخدوم جہانیانِ جہاں گشت حضرت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۱) قوم گوجر جاٹ راجپوت جو کوہ شوالک کے دامن میں بستے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ صحبت سے اسلام میں داخل ہوئے، حضرت مخدوم جہانیاں جب ہردوار کے قریب جوالا پور تشریف لائے گاؤں سے باہر ایک پہاڑ میں ڈیرہ لگالیا، لوگ زیارت کے لئے حاضر ہوئے، راجہ کے اولاد نہیں تھی، اپنی رانی کو بھی ساتھ لے گیا اور عرض کیا: حضرت! ہمارے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولادِ نرینہ دے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک شرط ہے، پہلا جو آپ کے لڑکا ہوگا وہ ہم لیں گے، اس نے قبول کرلیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا فرمائی اور فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ تجھے دو بیٹے عطا فرمائے گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ چند یوم قیام فرما کر چلے گئے، سترہ سال کے بعد تشریف لائے، راجہ رانی کو فکر لاحق ہوگیا کہ وعدے کے موافق ہمیں اس لڑکے کو حضرت کے پاس لے چلنا چاہئے، پھر خیال آیا کہ چھوٹے بیٹے کو لے جاتے ہیں، جب حضرت کی خدمت میں پہنچے، حضرت نے معاً فرمایا: یہ تو وہ لڑکا نہیں ہے، بہت شرمسار ہوئے، ادھر اس لڑکے کے پیٹ میں سخت درد اُٹھا پیغام پہنچا کہ لڑکا مرتا ہے، لاچار ہوگئے اور وہ لڑکا لاکر حضرت کے پیش کردیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب ٹھیک ہے! فرمایا: وہ وعدہ یاد ہے؟ راجہ نے کہا کہ: حضرت! خوب یاد ہے، فرمایا کہ: پورا کرو! لڑکے کو فوراً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کردیا، حضرت نے فرمایا کہ: پڑھ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اور قینچی سے سر سے بودی کاٹ دی اور اُس کو اپنے پاس بٹھالیا۔ گھر

---

(۱) سلسلہ سُہروردیہ کے مشہور صوفی بزرگ (متوفی ۷۸۵ھ) مزار اُچ شریف نزد احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور پنجاب

جا کر رانی نے کہا کہ: ہم ہندو رہ کر کیا کریں گے ہمیں مسلمان ہو جانا چاہیے۔ شام کو وہ دونوں بھی حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے، اب تک جوالا پور میں ان دونوں بھائیوں کی اولاد ہے، مسلمان کی اولاد مسلمان راجپوت کہلاتی ہے، اور ہندو کی ہندو راجپوت۔ پھر اور لوگ بھی اسلام میں داخل ہو گئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اپنے اپنے گھروں سے مورتیاں لے آؤ! حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام بت اپنے دستِ مبارک سے مسجد کی دیوار میں لگا دیئے۔

مقصودِ اصلی:

فرمایا: مقصودِ اصلی رِضائے خدا کا حصول ہے، اور جو انوارات اور کیفیات راستے میں سالک کو نظر آئیں انہیں میں نہیں رہ جانا چاہیے بلکہ ان سب پر ''لا'' کی نفی کھینچ دینا چاہیے، یہ سب غیر اللہ ہے، مقصود تو اللہ کی ذات ہے، یہ ساری کیفیات اگر نصیب بھی ہو جائیں مگر رِضائے مولا کے کام نصیب نہ ہوں تو کچھ نہیں، کوشش کر کے سب کی نفی کرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچے، یہ کشف و کرامات تو زہرِ قاتل ہیں ان کی طرف تو دِھیان بھی نہ کرے ورنہ مارا جائے گا!

نفس و شیطان زد کریما راہِ من
رحمتت باشد شفاعت خواہِ من

''اے رب کریم! نفس اور شیطان نے مجھے گمراہ کر دیا ہے۔
اب تو آپ کی رحمت کی شفاعت سے ہی میرا بیڑا پار ہوگا۔''

بجز رحمتِ خداوندی کے کوئی منزلِ مقصود پر نہیں پہنچا، اسی واسطے دُعا آئی ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ (سورۃ الفاتحہ:۵،۶)

"تُو ہی چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تیرا اِنعام ہوا۔"

معلوم ہوا کہ بندے کی کوشش کچھ نہیں کرسکتی جب تک رحمتِ خداوندی شاملِ حال نہ رہے، خود بیچارہ کیا کرے گا:

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

(سورۃ البقرۃ: ۲۱۳)

جو کچھ ہُوا ، ہُوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا ، تیرے کرم سے ہوگا

اسی واسطے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِتباع ضروری ہے، اور کوئی شخص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اِتباع کے بغیر عارف نہیں ہوا، اسی لئے اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کی تاثیر:

فرمایا کہ: اولیاء اللہ کے حالات باعثِ تقویتِ ایمان والایقان ہیں اور حصولِ برکات کا باعث ہیں، لیکن میں نے تجربہ کیا ہے کہ جتنا مجھ پر اثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات پڑھنے سے ہوتا ہے، کسی کے حالات پڑھنے سے نہیں ہوتا، حتیٰ کہ بعض دفعہ بالکل دروازہ بند کر کے بیٹھتا ہوں اور حالاتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پڑھتا ہوں تو دھاڑیں مار کر روتا ہوں، سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی کیا رِیس کرسکتا ہے جنھوں نے خدا اور رسول کے عشق میں بڑی بڑی ایذائیں اُٹھائیں، ہجرتیں کیں، گھر بار لُٹائے:

وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا (سورۃ آل عمران: ۱۹۵)

لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے حالات سناؤ، میں کہتا ہوں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کون ولی اللہ ہوسکتا ہے، انکی غلامی سے سب کچھ ملتا ہے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر:

فرمایا: ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دادا صاحب حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ (۱) کے خدام میں سے تھے، غالباً خلیفہ بھی تھے، پیدل چل کر دہلی جا کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جمعہ کی نماز ادا فرماتے، ایک دفعہ جانے کا اتفاق ہوا تو آپ کے گاؤں تگری کا ایک بوڑھا بھی مُصر ہوا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گے، پہنچے تو وہاں شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فاقہ تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دادا صاحب فرمانے لگے: لو یہ دونی لے لو تم جا کر بازار سے کچھ کھالینا، ہمارے حضرت کے ہاں تو آج کل فاقہ ہے، وہ کہنے لگا: ہم بھی فاقہ کریں گے، ایک دن تو خیر نبھ گیا، اگلے روز بھوک کی شکایت کی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دادا صاحب نے فرمایا: میں تو کہہ رہا تھا تجھ سے برداشت نہ ہوسکے گا، لو یہ دونی بازار سے کچھ کھا پی لو، چپکے ہی چلے جاؤ، جب وہ دروازے پر گیا، ایک درویش ملا، پوچھا: تم کدھر جارہے ہو؟ کہا کہ: کچھ کھاؤں گا، یہاں خانقاہ میں تو آج کل فاقہ ہے، درویش نے کہا کہ: میاں! تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ تم بھی درویشوں کے ساتھ ہی رہو، جب سب کھائیں گے تو تم بھی کھالینا۔ شرمندہ ہوکر واپس آبیٹھا، اتنے میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ حجرے سے باہر تشریف لے آئے فرمایا کہ: سب ذاکرین کو بلالو! جب سب آگئے تو دُعا فرمائی: یا اللہ! ہم بھوکے ہیں، تو ان درویشوں کے طفیل ہمیں کھانا دے۔ اتنے میں شاہی پیادے پہنچے کہ فلاں شہزادے کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، دیگیں حضرت کی دعوت کے لئے بھیجی ہیں اور یہ روپے تو حضرت کی نذر ہیں۔ فرمایا: روپے تو تم ہی لے جاؤ اور دعوت ہم کھالیتے ہیں۔ اور سب نے سیر ہوکر کھایا۔

---

(۱) سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ (متوفی ۱۲۴۰ھ) خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا: حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی بہت خدمت کی، حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نازک مزاج بہت تھے، ایک دفعہ پنکھا ہلا رہے تھے، فرمایا: کیا ہاتھوں میں سکت نہیں رہی؟ جب زور زور سے ہلانے لگے تو فرمایا: ہمیں اُڑاؤ گے کیا؟ ان کی زبان سے نکلا: ''نہ یوں بنتی ہے، نہ یوں'' فوراً ناراض ہوکر نکال دیا کہ یہاں تو یہی ہوگا۔ کئی دن کے بعد راضی ہوئے، پھر جب راضی ہوئے تو ایک دن فرمایا کہ: غلام علی! میں نے تیرے ساتھ سختی کی جو تیرے فائدے کے لئے کی تھی، بس اب تم ماشاء اللہ کامیاب ہو، جاؤ اور کوئی اللہ کا بندہ اللہ کا نام پوچھے تو بتا دینا۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کسی ویران مسجد میں جا بیٹھے، اس کو صاف کیا اور عبادت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ: کسی کے دروازے پر نہ جانا، کئی دن کا فاقہ ہوا لیکن کسی کے دروازے پر نہ گئے، آخر ایک آدمی آیا اور بلند آواز سے پکارا: کوئی اندر ہے تو کھانا لے لو! حضرت رحمۃ اللہ علیہ پہلے تو اُٹھے پھر بیٹھ گئے کہ حضرت نے منع فرمایا ہے کہ کسی کے دروازے پر نہ جانا۔ آخر وہ مسجد کے اندر صحن میں آ گیا کہ: کیا مرنے ہی کی ٹھان رکھی ہے، کھانا لے لو! میں نے اُٹھ کر کھانا لے لیا کہ یہ اِنکار تو ناشکری ہے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ نے خوب دیا، سینکڑوں مہمان آتے تھے۔

سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۱) کے ساتھ ایک خاص خادم رہتا تھا، بڑا صابر شاکر، حضرت کا معمول تھا انبالہ شہر سے باہر جنگل میں چلے جاتے تھے، درویش بھی

(۱) سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ (متوفی ۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ مدفون انبالہ) خلیفہ حضرت قادر بخش جہان خیلی رحمۃ اللہ علیہ

جاتا تھا، وہاں تخلیہ میں عبادت کرتے اور مراقبہ فرماتے اور توکل پر گزارا تھا۔ ایک دفعہ رات کو مراقبہ فرما رہے تھے کہ اُوپر کچھ گرنے کی آواز آئی، درویش کو بلایا کہ دیکھ یہ کیا ہے شاید یہ ڈھیلے ہیں، اس نے کہا کہ: حضرت! یہ تو اشرفیاں ہیں، فرمایا: اب امتحان ہو چکا اور موجاں مان، یعنی موج سے کھاؤ اب راستہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا اب اِن شاء اللہ پروانہیں رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہزاروں مہمان ہوتے تھے۔

توکل:

فرمایا کہ: ہمارا تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ جب جنگل میں بھی توکل کر کے بیٹھ جائے اور اللہ اللہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو اس کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے اور غیب سے روزی پہنچاتا ہے، یہ تو ہمارے یقین کا فرق ہے۔ ایک مرید نے اپنے شیخ سے پوچھا: اگر مجھے ایک وقت روٹی نہ ملے تو پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: فکر نہ کرو، دُوسرے وقت ملے گی۔ اُس نے کہا کہ: اگر دُوسرے وقت بھی نہ ملے؟ فرمایا: فکر نہ کر، تیسرے وقت ملے گی۔ اُس نے کہا: اگر تیسرے وقت بھی نہ ملے؟ تو فرمایا: تیرے توکل میں کمی ہے، اللہ پر اعتماد نہیں ہے۔

حضرت منشی رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

فرمایا: ہمارے حضرت منشی رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ (۱) بڑے صاحبِ کشف و کرامات تھے، میری موجودگی میں ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ: علماء وعظ کہتے ہیں مگر اثر خاک نہیں ہوتا، اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ: محبوب کا اثر محب پر پڑتا ہے، ہمارا محبوب تو سونا ہے اور وہ پتھر ہے، دِل میں اس کی محبت ہے، وعظ و نصیحت نورانی لطیف اس پر خاک اثر ہوگا، پہلے یہ نکلے تو اثر ہو۔ فرمایا: مجھے

(۱) خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مدفون جالندھر

حضرت منشی صاحب کا جواب بہت پسند آیا۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ:

ایک دفعہ احقر نے بعد عصر 1942ء ڈھڈیاں میں عرض کیا: حضرت شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کا ایک شعر ہے!

قباحتہائے فعلِ ما کہ سگ زاں عارے دارد
بجز دریائے فضل تو کے شوید ایں قباحتہا

''ہمارے عملوں کی برائیاں اس درجہ کی ہیں کہ کتّے کو بھی ان سے شرم آتی ہے۔ تیرے فضل کے دریا کے سوا کوئی چیز نہیں جو ان برائیوں کو دھوڈالے۔''

(ہمارے اعمالِ بد کی قباحتیں ایسی ہیں کہ ان سے کتا بھی شرماتا ہے، تیرے فضل کے دریا کے سوا کون ان قباحتوں کو دھوسکتا ہے) سن کر بہت رِقت ہوئی کہ سبحان اللہ واقعی خوب فرمایا۔ پھر فرمایا کہ: حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر سنا ہے کہ وعظ سادہ فرماتے تھے مگر ایسا مؤثر کہ سننے والے سب روتے تھے، میں نے بھی سنا یہ اکثر پڑھا کرتے تھے اور خود بھی حضرت پر رِقت طاری ہوتی تھی اور سامعین بھی روتے تھے!

رنگا لے چنیریا گوندالے ری سیس
تو کیا کیا کرے گی اری دن کے دن
نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
کھڑی منھ تکے گی اری دن کے دن

''شاعر دلہن کو مخاطب کر کے کہتا ہے جس کا دولہا اچانک اُسے لینے آسکتا ہے۔ اور یہی حال ملک الموت کا بھی کہ وہ کسی بھی

وقت اچانک روح لینے آدھمکے گا۔ تو کہتا ہے کہ دلہن تو دوپٹہ
رنگالے اور سر گندالے دولہا میاں کے آنے پر فوری طور پر کیا
کیا کرے گی۔ وہ کسی بھی وقت اچانک تجھے لینے آجائے گا
اس وقت منہ تکتی رہ جائے گی کہ ہائے میں نے ابھی کچھ بھی
تیاری نہیں کی یہی حال اُس انسان کا ہے جس نے ساری
زندگی غفلت میں گذاردی عزرائیل کے آنے پر پچھتا رہا ہے
کہ میں نے تو عاقبت کیلئے کچھ بھی تیاری نہیں کی۔''

مولانا محمد رمضان کا کشف:

فرمایا کہ: مولانا نور محمد شہباز رحمۃ اللہ علیہ شریعت والے بڑے عالمِ دِین تھے، طبیعت میں جلال تھا، اور مولانا محمد رمضان(۱) بھی اس علاقے کے تھے، انہوں نے ''رنگیلی بلبل'' کتاب لکھی (مسئلہ وحدۃ الوجود پر)۔ مولانا محمد رمضان بڑے صاحبِ کشف تھے، ایک دفعہ کسی مسجد میں گئے، وضو کے لئے پانی مانگا کورے لوٹے میں خادم نے دیا، اس میں پانی بجائے ٹھنڈا ہونے کے گرم ہوگیا، مولانا نے فرمایا کہ: یہ لوٹا اس مٹی کا بنا ہوا ہے جس قبر میں مردے کو عذاب ہو رہا ہے، دُوسرے لوٹے میں پانی دیا فوراً پانی ٹھنڈا ہوگیا۔ احقر نے عرض کیا کہ: مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ ''رُومی، جامی، مہی اینہاں وڈّے کفر کمائے'' سب کو کافر کہہ گئے، مولانا رُومی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد رمضان مہم(۲) کے رہنے والے تھے، فرمایا کہ: ہمارے حضرت فرماتے ہیں اُن کو بُرا نہ کہنا چاہئے، سبھی صاحبِ حال گزرے ہیں۔

---

(۱) ہادیٔ ہریانہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ نسباً صدیقی، شہادت ۱۲۴۰ھ۔ 1825ء
(۲) مہم بھارت کی ریاست ہریانہ کی ایک تحصیل ہے جو روہتک ضلع میں واقع ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ:

فرمایا: حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ(۱) اپنے شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے روٹھ کر گھر کو چل دیئے، نکلتے ہی راستہ بھول گئے، راستے میں ڈھاک کا جنگل تھا، ایک درخت پر چڑھے کہ کوئی آدمی نظر آئے تو اس سے راستہ پوچھیں، دیکھا کہ ایک آدمی چلا آرہا ہے، اُس سے پوچھا، کہ بھائی جی تھانیسر کا راستہ کونسا ہے؟ فرمایا کہ راستہ تو تم پیچھے ہی بھول آئے واپس وہیں جاؤ جہاں سے چلے تھے اسی وقت حضرت کے خیال میں آیا یہ تو کوئی غیبی فرشتہ ہے جو مجھے راہ راست بتلانے آیا، مراد یہ تھی کہ واپس جاؤ اسی شیخ ہی سے راستہ ملے گا، واپس گئے تو حضرت دروازے پر منتظر کھڑے تھے سینے سے لگالیا اور اب اجازت دے کر واپس کیا کہ کوئی پوچھے تو اللہ تعالیٰ کا نام بتلادیا کرو۔ حضرت ان کو اصل میں مقام جمع الجمع تک لے جانا چاہتے تھے۔

احقر محمد انوری عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

چو دیدی کار رو در کارگر آر
قیاسِ کارگر از کار بردار

"(جب تو نے کام دیکھا تو کاریگر کی طرف متوجہ ہو، اور کام ہی سے صانع کا کمال معلوم ہوتا ہے) یہ تو مقامِ جمع ہے، یعنی ان کو آئینہ بنائے اور باری تعالیٰ تک پہنچے، اور اگر بحالتِ مجموعی سب پر نظر رہے تو یہ مقام جمع الجمع ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ کے شیخ ان کو

(۱) سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بزرگ نسباً فاروقی (متوفی ۸۳۶ھ مدفون ردولی یوپی ہند)

مقام جمع الجمع (۱) میں لے جانا چاہتے تھے۔"

حضرت میراں بھیک رحمۃ اللہ علیہ:

فرمایا کہ حضرت شاہ ابو المعالی انبیٹوی رحمۃ اللہ علیہ (۲) کے مرید حضرت میراں بھیک رحمۃ اللہ علیہ جن کا صوفی عبدالحمید صاحب کے گاؤں ٹھسکہ میں مزار ہے، مشہور ہے زیارت گاہ خواص وعوام ہے، (میں بھی ٹھسکہ میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گیا

---

(۱) معنی اصطلاحات جمع وفرق وجمع الجمع:

آں یکے ماہے ہمے بیند عیاں | آں یکے تاریک مے بیند جہاں
آں یکے سہ ماہ مے بیند بہم | ایں سہ کس بنشستہ یک موضع بہم
چشم ہر سہ باز گوش ہر سہ نیز | در تو آویزاں واز من در گریز

یعنی ایک شخص تو وہ ہے جو چاند کو صاف دیکھ رہا ہے (چاند سے مراد تشبیہاً اللہ تعالیٰ ہیں اور بیند سے مراد مشاہدہ ہے جس کا حاصل غلبۂ اِستحضار فی الذہن ہے نہ کہ دیکھنا اس کو عیاں کہنا مجازاً ہے باعتبار اطمینانِ تام کے یعنی مشاہدہ وغلبہ توجہ بحق سے مشرف ہے اور خلق کی طرف اصلاً ملتفت نہیں)، دُوسرا وہ شخص ہے جو عالم کو تاریک دیکھ رہا ہے، یعنی صرف مخلوق پر نظرِ التفات ہے، اس کو مرأۃ مشاہدہ انوارِ حق نہیں بنایا اور مصنوع سے صانع کی طرف منصرف نہیں گویا عالم اس کی نظر میں تاریک ہے، ایک تیسرا شخص وہ ہے جو تین چاند دفعۃً دیکھ رہا ہے (مراد اس سے وہ شخص ہے جو ایک حالت میں حق اور خلق پر نظر رکھتا ہے، پس ایک ماہ تو حق تعالیٰ، ایک ماہ خلق باعتبار مرأۃ ہونے کے ورنہ بدون مراۃ کے ابھی تاریک کہہ چکے ہیں، تیسرا ماہ یہ مجموعہ دو ماہ کا ہر چند اس مجموعے کا کہ موجودہ اعتباری ہے شمار کرنا ضرور نہ تھا لیکن چونکہ نظر بحق ونظر بخلق کا جمع علیٰ سبیل التعاقب اس مرتبے میں مقصود بالحکم ہیں بلکہ علیٰ سبیل الاجماع ملحوظ ہے، اس مجموعے کے اعتبار کرنے سے اس اجتماع کی طرف اشارہ ہوگیا کیونکہ مجموعے میں ہیئتِ وحدانیہ کا اعتبار ضروری ہے اور وحدت اور اجتماع دونوں کا مترادف ہیں، پس اوّل کو اصطلاح میں "جمع" کہتے ہیں، ثانی کو "فرق"، ثالث کو "جمع الجمع" غرض یہ تین قسم کے اَشخاص اور تینوں اپنی اپنی جگہ مست بیٹھے ہیں، بلا واسطہ اکتساب ومجاہدہ جو اَحوالِ باطنیہ حاصل ہوجاتے ہیں اس کو "جذب" کہتے ہیں اور اجتبا اور محبوبیت اور مرادیت بھی کہتے ہیں۔

(۲) سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بزرگ نسباً سادات (متوفی ۱۱ ربیع الاول ۱۱۱۶ھ) خلیفہ شیخ داوٗد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تھا، یہ 1938ء کا واقعہ ہے)۔

ایک دفعہ حضرت شاہ ابو المعالی قدس سرہٗ حضرت میراں بھیک رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گئے، نکال دیا، ناچار واپس ہوئے، برسات کا موسم تھا، شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ کا مکان کچا تھا، ٹپکنے لگا، گھر والوں نے کہا: ایک تو مرید تھا، وہ بھی نکال دیا، اب اس مکان کو کون دُرست کرے؟ اِدھر حضرت میراں بھیک رحمۃ اللہ علیہ نے خیال کیا کہ شیخ کا مکان ٹپکتا ہوگا، فوراً چل دیئے، دریائے جمنا خوب چڑھاؤ پر تھا، اُسے عبور کر کے انبیٹھ آئے اور ہمسایہ کے مکان کی سیڑھی سے چڑھ کر سوراخ بند کر دیئے، گھر والوں نے کہا: کون ہے جو ہمارے کوٹھے پر پھر رہا ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: بھیک ہی ہوگا، پھر بلند آواز سے پکارا بھیک! حضرت اس خوشی میں کہ مجھے حضرت نے بلایا ہے فوراً کوٹھے پر سے کود کر نیچے آئے اور حاضر ہو کر سر جھکا کر کھڑے ہو گئے، حضرت شاہ ابو المعالی نے اُٹھ کر سینے سے لگالیا اور اجازت دے کر واپس کیا۔ سبحان اللہ یہ ہے کہ سچا عشق شیخ کا۔

سانپ کے کاٹے کا عمل:

احقر کو ایک بار جبکہ بستی حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری تھی فرمایا: جو آیت دِل میں آئے لکھ دیا کرو، یا پڑھ کر دَم کر دیا کرو، اِن شاء اللہ صحت ہو جایا کرے گی۔ ایک دفعہ چہل کاف[1] کی بھی اجازت عنایت فرمائی تھی ''کَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ......''، ایک دفعہ عرض کی کہ: حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت سات یا گیارہ بار پڑھ کر سانپ کے کاٹے پر دَم کرنا فرمایا تھا، فرمایا کہ: ضرور کر دیا کرو!

(۱) حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ومنسوب ایک وظیفہ جس میں چالیس ''کاف'' آتے ہیں اسی نسبت سے اسے چہل کاف کہتے ہیں۔

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴿۸۱﴾

(سورۃ الصافات:۷۹ تا ۸۱)

ایک دفعہ عرض کیا: مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ[۱] واں بچھراں والے، باؤلے کتے یا زہریلے جانور کے لئے نمک پر دَم کر دیا کرتے تھے کہ بیمار کو اتنا کھلائے کہ دست ہونے لگیں، فرمایا کہ: نمک کی تاثیر ہی یہی ہے کہ اس سے دست ہونے لگتے ہیں، جب دست ہونے لگتے ہیں تو زہر اُتر جاتا ہے۔ سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ تین تین بار پڑھنا چاہئے۔ حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ آیت لکھ دیتے تھے بخار اُتر جاتا تھا:

قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ﴿۷۰﴾ (سورۃ الانبیاء:۶۹، ۷۰)

فراخیٔ رِزق:

بعض لوگ اپنی پریشانیاں بیان کرتے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اُن کو ''یَامُغْنِیُ'' پڑھنے کو فرمادیتے کہ ایک دو چلے اس کے کرلو۔ دو رکعت اِشراق یا چاشت کے وقت پڑھ کر ایک ہزار بار ''یَامُغْنِیُ'' پڑھے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر ''یَامُغْنِیُ'' ایک ہزار بار پڑھے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر ''یَامُغْنِیُ'' ایک ہزار بار پڑھے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر تین سو ساٹھ مرتبہ ''یَامُغْنِیُ'' پڑھے۔ اسی طرح دو تین چلے پورے کرلے، فرماتے کہ: ذکر ہی کی کثرت سے سب کچھ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے پڑھے، کسی چیز کی بھوک نہیں رہتی، جب اپنے

---

(۱) مشہور مفسر قرآن، سلسلہ نقشبندیہ مدفون واں بچھراں میانوالی خلیفہ حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف (متوفی ۱۳۶۲ھ-1943ء)

مالک تعالیٰ کو راضی کرلیا، باقی کیا رہ گیا؟ مالک الملک کی مرضی کے ساتھ راضی رہنا ہی اعلیٰ بات ہے۔

اَرواح کا متمثل ہونا:

فرمایا: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انفاس العارفین میں لکھا ہے کہ میرے والد صاحب میرزاہد ہروی سے سبق پڑھ کر تشریف لارہے تھے کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی رباعی زبان پر چڑھ گئی، والد صاحب اسے پڑھنے لگے:

جز ذکرِ دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جز سرِّ عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوحِ دِل از نقشِ غیرِ حق
علمیکہ راہِ حق نہ نماید جہالت است

"یادِ الٰہی کے سوا تو جو کچھ بھی کرے گا وہ تو بس عمر کا ضائع کرنا ہے۔ عشق الٰہی کے بھید اور راز کے سوا تو جو کچھ پڑھے گا وہ سب کا سب بیہودہ ہے۔ اے سعدی تو اپنے دل کی تختی کو اللہ تعالیٰ کے ماسوا کے نقش سے صاف کرلے۔ جو علم کہ حق کا راستہ نہ دکھائے وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔"

تین مصرعے تو یاد آتے تھے، چوتھا مصرعہ زبان پر نہ چڑھتا تھا، اچانک ایک نورانی جسم برآمد ہوا انہوں نے پڑھا!

علمیکہ راہِ حق نہ نماید جہالت است

میں نے خوش ہوکر پوچھا: آپ کون بزرگ ہیں؟ فرمایا: وہ جلدی جلدی لمبے قدم اُٹھا کر چلنے لگا، میں ساتھ دوڑنے لگا، وہ اور تیز ہوگئے تا آنکہ غائب ہوگئے۔

احقر نے دریافت کیا کہ: حضرت! یہ کیا ہوا؟ فرمایا: یہ رُوح متجسّد اور

متمثّل ہوگئی جیسا کہ آخرت میں سب اعراض جواہر بن جائیں گے، ایسا ہی رُوح کا متجسّد ہوجانا کوئی محال[1] اَمر نہیں ہے، خدائے تعالیٰ قادر ہے کہ اس طرح بھی کسی اپنے بندے کی تربیت فرمائے جیسا کہ حضرت مولانا اللہ بخش بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ[2] نے فرمایا کہ: دہلی میں حدیث پڑھا رہا تھا، جس میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ تھا اُس کو دس آدمی اُٹھاتے تھے، میں ہنسنے لگا کہ ایسا بھی پیالہ ہوگا، اچانک غنودگی طاری ہوئی اور حضرت عالی شاہ مولانا عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، فرمایا: لا کتاب اور پڑھ حدیث، میں نے کتاب لاکر حدیث پڑھی اس میں قصعہ کا لفظ تھا، فرمایا: گستاخ کرتو ترجمہ لگن، مجھے فوراً تنبہ ہوا اور سارا شک رفع ہوگیا، جیسا خواب میں ہوا کرتا ہے، کبھی جاگنے کی حالت میں بھی ہوجاتا ہے۔

خواب میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا:

احقر محمد انوری 1955ء میں سخت بیمار ہوا۔ لائل پور کے اچھے ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ اسی عالم میں 35 روز گزر گئے۔ جب بالکل مایوسی ہوگئی تو ایک رات خواب میں امیدوں کا دروازہ کھلا، سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے اترے ہیں اور آپ کے ساتھ بہت سے پتنگے ہیں جو سنہری رنگ کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سرہانے کی طرف تشریف فرما ہوئے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۔

(سورۃ الشوریٰ: ۲۳)

---

(۱) ناممکن کام

(۲) خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مدفون دین پور متصل بہاولنگر، متوفی ۱۳۵۲ھ۔1933ء

صبح نماز فجر کے وقت بیدار ہوا تو بخار اتر گیا اور شفایاب ہوگیا۔ احقر نے یہ سارا واقعہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھ کر ارسال کر دیا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا بہت مبارک ہے۔ اور اسکا اثر یہ ہے کہ توکل پیدا ہوگا۔ یہ تجلی ہے آپ کی ترقی ہوگی۔ سچ یہ ہے کہ دنیا میں جو انسان جس سے محبت کرتا ہے، اسے دیکھ کر اپنے سارے دکھ درد، غم، مصائب اور تکالیف بھول جاتا ہے۔ احقر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد عشق تھا۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے نجد:

فرمایا: جب نجدیوں کی حکومت آئی اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱) حج کو تشریف لے گئے میں بھی گیا، اس وقت الطاف الرحمٰن اور مولانا عبدالعزیز گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۲) سائیں سکندر علی بھائی محمد علی کے ساتھ تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بذل المجہود (۳) کا جو حصہ طبع ہو چکا تھا وہ نجدیوں نے قبضے میں کرلیا، حضرت خود ابنِ سعود سے ملے اور کتاب چھڑوا کر لائے، پھر علمائے نجد نے اعتراض کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ تم لوگ ''سیّدنا'' کیوں کہتے ہو؟ اُس کا ثبوت کہاں ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حدیث میں آتا نہیں: ''أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ'' أَنَا سَيِّدُ کا لفظ آیا نہیں؟ لاجواب ہو گئے۔ حضرت سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: کوئی اللہ کا بندہ ہو تو ان کی (نجدیوں کی) اصلاح کردے۔ حالانکہ خود بھی ماشاء اللہ حضرت سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کفر و شرک

(۱) خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ، متوفی ۱۳۴۶ھ۔ 1927ء

(۲) نواسہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مدفون رائے پور، متوفی ۱۴۱۲ھ۔ 1992ء

(۳) ابوداؤد کی شرح

اور بدعات کے رَدّ میں شمشیر برہنہ تھے، پھر بھی ان نجدیوں کی سختیاں دیکھ کر یہ فرمایا کرتے تھے۔

پیغمبر کی ولادت گاہ واجب الاحترام ہوتی ہے:

بہاولپور کے مشہور مقدمہ قادیانیوں کے ایام میں حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ: ہم نے خوب تیار کر کے مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف تفسیر عثمانی و دیگر کتب خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) کو بھیجا تھا، پیغمبر کی ولادت گاہ واجب الاحترام جگہ ہوتی ہے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لیلۃ الاسراء[1] میں تشریف لے گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! یہ جگہ بیت اللحم ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، لہٰذا آپ نے براق سے اُتر کر دو رکعت نماز ادا فرمائی، یہ حدیث گیارہ کتابوں سے نکال کر دی، مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: جب میں نے ابنِ سعود کے سامنے یہ حدیث پڑھی تو اس نے عبداللہ بلیہد کی طرف دیکھا کہ جواب دے، تو قاضی بلیہد نے پوچھا: یہ حدیث کہاں ہے؟ میں نے حوالہ دیا تو جواب کچھ نہ دے سکے، اس پر میں نے ابنِ سعود سے کہا: فقط نجد میں ہی محدثین نہیں ہیں، دُنیا میں اور لوگ بھی حدیث جانتے ہیں۔

جھاڑ پھونک میں عامل کی توجہ کام کرتی ہے:

غالباً 1953ء کا واقعہ ہے کہ جب حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ لائل پور تشریف لائے تو مولانا مفتی یونس مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ[2] بیمار تھے

---

(۱) شب معراج

(۲) مفتیٔ شہر لائل پور (فیصل آباد) خلیفہ مجاز حضرت پیر فضل علی قریشی مسکین پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۳ھ۔ 1954ء) مدفون دار العلوم فتح دین عبداللہ پور فیصل آباد

مولانا کے اصرار پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، مولانا نے عرض کیا کہ حضرت مجھے دم فرمائیں حضرت نے دم فرمایا پھر گلاس میں پانی دیا کہ اس پر دم فرما دیں پھر (مولانا نے) فرمایا کہ یہاں کے علماء کہتے ہیں کہ پانی میں سانس لینا منع ہے تو دم کرنا کیسے جائز ہوگا۔ (حضرت اقدس نے) فرمایا پانی پر دم کرتے وقت دم کرنے والے کی توجہ لینا مقصود ہوتا ہے، سانس ہی ڈالنا منظور نہیں ہوتا۔ پانی پیتے وقت سانس کی ممانعت اور چیز ہے مولانا کی خوب تسلی ہوگئی، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ''تعویذ لینے والے کو چاہیے کہ اس وقت تعویذ کی فرمائش کرے جب تعویذ دینے والے کی پوری توجہ ہو اس کا فوری اثر ان شاء اللہ ہوتا ہے ورنہ جب تعویذ لکھنے والے کی توجہ اس طرف نہ ہو یا غصے کی حالت میں ہو کچھ اثر نہیں ہوتا یا برعکس ہوجاتا ہے۔''

منتہی کو ذکر کا احساس نہ ہونا:

ایک دفعہ احقر نے عرض کیا کہ: شروع میں تو ذکر کرتے وقت خوب گرمی محسوس ہوتی تھی، بلکہ دِل سے ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی، اب اتنا ہی ذکر کرتا ہوں لیکن کچھ محسوس نہیں ہوتا، پہلے رِقت بھی بہت ہوتی تھی بعد میں یہ کیفیت بھی بالکل زائل ہوگئی۔ فرمایا: شروع میں ذکر جاگزیں نہیں ہوتا تو محسوس ہوتا ہے، لیکن جب جزوِ بدن بن جاتا ہے تو پھر محسوس نہیں ہوتا، صرف احساس کا فرق ہوتا ہے، احساس ختم ہوگیا، یہ مبارک ہے۔ انوارات میں تو اور ترقی ہوتی ہے لیکن چونکہ جزوِ بدن بن جاتا ہے اس لئے محسوس نہیں ہوتا، جب تک کھانا ہضم نہ ہو تو پیٹ میں گرانی محسوس ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جنت میں فضلہ نہیں نکلے گا سب کا سب جزوِ بدن بن جائے گی ''لَا یَتَغَوَّطُوْنَ'' وغیرہ الفاظ آئے ہیں۔ (۱)

---

(۱) مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۹۶ باب صفۃ الجنّۃ

طالبِ جنت بھی طالبِ مولیٰ ہے:

ایک بار کسی نے سوال کیا کہ عبادت کرنا، جنت مانگنا، قرآنِ عزیز میں آتا ہے، لیکن بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ عبادت کرے اللہ کے لئے، نہ کہ اپنے لئے، اس میں تطبیق کیسے ہو؟ فرمایا: جنت مانگنا بھی دراصل رضائے خدا ہی کا مانگنا ہے، جنت بھی تو مقامِ رضائے مولا ہے اور جنت کی نعمتیں دراصل تجلیاتِ ربانی ہی ہیں، مختلف اَشکال میں۔ اولیاء اللہ کے لئے دُنیا میں سکونِ قلب اور اطمینان صرف اللہ ہی کے نام سے ملتا ہے:

أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ (سورۃ الرعد: ۲۸)

یہی معنی تنزیہی آخرت میں لباس، پھلوں اور درختوں کا پہن لیں گے، دُنیا میں تو لباس اسماء اور کلماتِ طیبات کا پہن لیا، حدیث میں آتا ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

اس سے جنت میں درخت لگ جاتے ہیں جتنے چاہو درخت لگالو، بہت احادیث اس مضمون کی وارِد ہیں، یہی کلمات وہاں درختوں کی شکل میں نظر آئیں گے جو طالبِ جنت ہے وہ دراصل طالبِ مولا ہی ہے، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریفہ میں یہی لکھا ہے، اب الفاظ تو یاد نہیں رہے۔

فائدہ: سبحان اللہ خوب حل فرمایا، حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر سورۂ یوسف میں یوں ہی لکھا ہے۔

خان صاحب کا مدرسہ:

فرمایا: بانس بریلی میں دو سال یا کچھ عرصے کے لئے خان صاحب (۱)

---

(۱) احمد رضا خان فاضل بریلوی

کے مدرسے میں ان کے بچوں کا اُستاذ بھی رہا ہوں، مصطفیٰ رضا صاحب اور حامد رضا صاحب دو بھائی تھے، مولانا احمد رضا خان صاحب اس وقت زندہ تھے، مجھ سے مصطفیٰ رضا نے پڑھا ہے، چونکہ بحث و مباحثے سے میں کوسوں دُور بھاگتا تھا، اس لئے میرے ساتھ کبھی مناظرہ نہیں ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (۱) ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سنانے لگے کہ میری چونکہ لڑکی وہاں تھی اس لئے مجھے وہاں جانا تھا، مولانا حامد رضا خان صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا، مصافحہ تو انہوں نے کرلیا لیکن تحقیق کے بعد جب انہیں معلوم ہوا کہ میں حبیب الرحمٰن لدھیانوی ہوں، تو فرمایا: یہ تو کافر سے مصافحہ ہوگیا۔ میرے رشتہ دار بھی اسی محلے میں رہتے تھے اور اسی برادری سے تھے، انہیں سن کر بہت رنج ہوا، دُوسرے روز میرا وعظ اسی محلے میں رکھ دیا، رات کو میں نے بیان کیا کہ قوموں نے کسی رسولِ برحق کی تصدیق نہیں کی، یا تو اُسے خدا کہا جیسے کہ عیسائیوں نے، یا تکذیب ہی کر گئے:

مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ⑮ (سورۃ یٰسٓ: ۱۵)

اور ہم نے یوں کہا کہ جو نبی کو بشر کہے، وہ کافر ہے، حالانکہ یہ صاف انکار ہے قرآنِ عزیز کا، عقائد کی کتابوں میں لکھتے ہیں: ''اَرْسَلَ اللّٰهُ بَشَرًا اِلٰى بَشَرٍ'' اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اِنسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا، کیونکہ مجانست ہی سے باہمی موانست ہوتی ہے اور افادہ اور اِستفادہ ہوسکتا ہے۔ غرض کچھ اندازِ بیان ایسا القاء ہوا کہ وہ سارے لاجواب ہوگئے، اور ہمارے رشتہ دار کہتے تھے کہ

---

(۱) بانی تحریک مجلس احرار الاسلام بیعت کردہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۶ھ۔1956ء) مدفون قبرستان ملحقہ جامع مسجد دہلی، آپ کے ایک فرزند حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد بنے۔

مولوی حامد رضا صاحب کہتے تھے کہ: بیان تو اچھا کیا، حضرت بھی بہت خوش ہوئے۔

حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقۂ تبلیغ:

ایک دفعہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری لائل پور ہوئی تو بیٹھتے ہی فرمایا کہ: آپ کے مولوی سردار احمد بھی بریلی کو جاتے وقت اسی ڈبے میں سفر کر رہے تھے جس میں ہم تھے، ہمارے ساتھ تو انہوں نے کوئی بات اُلجھنے کی نہیں کی، اچھے ہی رہے، حالانکہ ہم یہاں کئی بار آئے، ہمیں خوب جانتے بھی تھے۔ احقر نے عرض کیا: میرے تو محلے میں رہتے ہیں، ہمارے ساتھ بھی کبھی نہیں اُلجھے، میں جو بیان کرتا ہوں کبھی مسئلے سے باہر نہیں نکلا، نہ کبھی کسی کا نام لے کر بُرا بھلا کہتا ہوں، یہی وجہ ہے کہ میرے مدرسے میں سینکڑوں ہی لڑکے لڑکیاں ان لوگوں کے پڑھتے ہیں، لوگوں نے میرے متعلق کہا بھی ہے کہ وہ دیوبندی ہے اور سخت قسم کا دیوبندی ہے، لیکن کسی کو بُرا نہیں کہتا، مسائل بیان کرتا ہے۔ فرمایا: ہرگز نہ اُلجھنا، جو لوگ خواہ مخواہ اُلجھتے ہیں اپنا ہی نقصان کرتے ہیں، اگر تو مقصد تعمیر ہے تو یہی طریق اَسلم (۱) ہے، اور اگر مقصود تخریب ہے تو خیر جس کی جو مرضی ہے کرے، آپ اس میں نہ شامل ہونا اسی میں بھلا ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کا طریق یہی ہے۔ مولانا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (۲) نے فرمایا: یہ تو کسی کو کچھ کہتا بھی نہیں، فرمایا: بہت اچھا کرتا ہے! لوگ ماننے والے تو ہیں نہیں، پھر تماشا دِکھانے سے کیا فائدہ؟

احقر محمد نے عرض کیا کہ: حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ دیوبند سے رُخصت کرتے وقت وصایا فرمایا کرتے تھے کہ: کسی سے اُلجھیو مت، مسائل متفق

---

(۱) سلامتی والا راستہ، بہتر طریقہ

(۲) خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ بیعت کردہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۰ھ۔1970ء) مدفون میاں چنوں

علیہا بیان کرو اور اُصولی باتیں عمدہ پیرائے میں بیان کرنا، اِن شاء اللہ خلق اللہ مانوس ہوگی، پھر جب لوگوں کو مانوس کرلوگے پھر جو کہوگے مان لیں گے، ہاں! مرزائیت کے متعلق خوب تاکید فرماتے تھے کہ دِین کو نقصان جتنا اس فتنے سے پہنچا ہے کسی سے نہیں پہنچا۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال:

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: جس روز حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا، ہم سفر میں تھے، دیوبند حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے پر نہیں پہنچ سکے، سنا ہے کہ صبح سویرے خلافِ معمول اور خلافِ عادت بچوں کے ساتھ خوب کھل گئے تھے، سب خوش تھے کہ آج بفضلہٖ تعالیٰ طبیعت اچھی ہے، بارہ بجے رات تک طبیعت اچھی رہی پھر خراب ہوگئی، پانی طلب فرمایا، خادم نے پانی دیا، فرمایا کہ: مجھے اُٹھ لینے دو، سہارا لگا کر کھانا پینا خلافِ سنت ہے۔ پانی پی کر لیٹ گئے اور قبلہ رُخ ہوگئے اور کچھ پڑھنے لگے۔ مولانا محفوظ علی رحمۃ اللہ علیہ(۱) کو اِطلاع دی گئی وہ آئے تو حضرت فرما رہے تھے: ''حَسْبُنَا اللّٰهُ'' پھر رُوح پرواز کرگئی، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، آن کی آن میں خبر سارے ملک میں پھیل گئی، کوئی ایک بجے شب کے قریب انتقال فرمایا، جنازہ پڑھا تو بدن مبارک اسی طرح نرم تھا جیسا کہ زندہ کا ہوتا ہے، چہرۂ مبارک پر انوارات کی بارش ہورہی تھی، مظاہر العلوم اور شہر سہارنپور سے لوگ ہزارہا کی تعداد میں گئے، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ ناظمِ مدرسہ اور تمام مدرّسین گئے، نمازِ جنازہ مولانا سیّد اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی، جہاں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بنایا گیا ہے وہاں بعد مغرب اکثر دیکھا گیا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مراقب بیٹھے ہیں، اولیاء اللہ کا اکثر یہی حال ہوتا ہے، جب رُخصت ہوتے ہیں تو ایسی خوشی ہوتی ہے!

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم شاداں و فرحاں بروم

”وہ دن میری بہت خوشی کا ہوگا جس دن کے میں اس ویران گھر (دنیا) سے کوچ کر جاؤں گا، میرا مقصود محبوب حقیقی کا وصال ہے اس لئے میں دنیا سے خوشی خوشی جاؤں گا۔“

منتہی کے لئے مراقبہ کافی ہے:

25 دسمبر 1942ء کو ڈھڈیاں ہی کا واقعہ ہے کہ ایک دن دوپہر کو حضرت آرام فرما رہے تھے، میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیر دبا رہا تھا، عرض کیا: تمام بدن میں ایک گرمی سی محسوس ہو رہی ہے، یہ عارضی نہیں ہے بلکہ یہ دائمی ہوگئی ہے۔ فرمایا کہ: اسی کو انوارات کہتے ہیں، اب تُو ذکر نہ کیا کر تجھے اب چلّوں کی ضرورت نہیں۔ اب آپ ذکر محض ربط قائم رکھنے کے لئے جاری رکھیں، صرف پانچ سات تسبیح کر لی اور بس، میں بھی یہی کرتا ہوں، زیادہ جہر کی ضرورت نہیں اور شغل اسی طرح جاری رکھیں کہ میرا سارا بدن اللہ اللہ کرتا ہے اور میں سنتا ہوں۔ پھر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی چھڑوا دیا کہ مراقبہ اور شغل جاری رہنا چاہئے۔ فرمایا: تلاوت میں جی لگتا ہے یا وعظ میں زیادہ دل لگتا ہے، وہی کیا کر اسی میں ترقی ہے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے برکت دے۔ آمین ثم آمین

تصوّف کا منتہیٰ اپنے آپ کو مٹا دینا ہے:

ایک بار رائے پور میں عرض کیا کہ: ایسی حالت ہوگئی ہے کہ ہر شخص بہترین نظر آتا ہے اور اپنا آپ خراب۔ فرمایا: یہ تو مطلوب ہے، تصوّف کا منتہیٰ یہی ہے کہ اپنا کمینہ پن بالکل واضح ہو جائے، یہ محض قال ہی تک محدود نہ رہے بلکہ حال بن جائے کہ میں سب سے کمترین ہوں۔

باطنی انوارات ظاہر کو بھی متأثر کرتے ہیں:

رائے پور حاضری تھی ایک دن عرض کیا کہ: جب بیٹھتا ہوں بارش چھنا چھن ہوتی محسوس ہوتی ہے۔ فرمایا: مبارک ہو، عنقریب بارش باطن میں ہوگی، یہ انوارات کی بارش ہے۔

اعلیٰ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا کلیر شریف اور پھر گنگوہ جانا:

فرمایا ہمارے حضرت پیران کلیر(۱) تشریف لے گئے، عرس پر نہیں ویسے ہی وہاں تشریف لے گئے، فرماتے تھے کہ: موسم گلابی سا تھا، سردی کا موسم نکل چکا تھا، اندر سوئیں تو مچھر کاٹتا، باہر سردی لگتی تھی، میں نے باہر صحن ہی میں فرش پر بستر لگالیا، رات خوب بارش ہوئی، مگر میں نے کہا کون اُٹھے، رضائی صبح کو خشک کرلیں گے، جب نوافل کے لئے اُٹھا تو فرشِ مسجد بالکل خشک تھا اور رضائی بھی خشک، یہ انوارات کی بارش تھی، (روضۂ مطہرہ پر سلام عرض کرتے ہیں اس وقت ایسے انوارات کی بارش ہوتی ہے کہ ہر شخص محسوس کرتا ہے، جب طوافِ کعبہ کرتے ہیں تب ایسی انوارات کی بارش ہوتی ہے) پھر آواز آئی: عبدالرحیم! میں نے جواب دیا: جی ہاں! پھر تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی: عبدالرحیم! میں نے جواب دیا: جی حاضر ہوں! پھر تیسری بار آواز آئی: عبدالرحیم! تو عرض کیا کہ: حضرت! آپ مجھے نظر تو آتے نہیں، آپ کون بزرگ ہیں؟ فرمایا: میں علی احمد ہوں، آپ کی قسمت گنگوہ میں ہے۔ میں صبح کو رائے پور چلا آیا، پھر حج کے لئے حاضری ہوئی تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے، فرمایا: جب جاؤ گے تو ہمیں مل کر جانا۔ میں حاضر ہوا کہ آج جانے کا خیال ہے، ایک خط دیا کہ گنگوہ جاؤ گے تو دے

(۱) حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۰ھ) خواہرزادہ وخلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن، سلسلہ (چشتیہ) صابریہ انہی کے نام سے موسوم ہے۔

دینا۔ پھر ہم نے گنگوہ جانے کا خیال نہ کیا، پھر ایک روز خیال آیا کہ چلو گنگوہ ہو آئیں، جب گنگوہ پہنچا تو حضرت ظہر کی نماز کا وضو فرما رہے تھے، فرمایا: آ گئے! میں نے عرض کیا کہ: حاضر ہو گیا! فرمایا کہ: حاجی صاحب نے کوئی رقعہ بھی ہمارے نام دیا تھا، بہت شرمندہ ہوا، جواب دیا کہ: حضرت! دیا تو تھا، فرمایا: کتنا قیام ہوگا؟ عرض کیا کہ: تین شب! پھر حضرت نے بیعت فرمالیا، پہلے شیخ میاں عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا، پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چاروں طریق کی اجازت مرحمت فرمائی، پہلے نقشبندیہ قادریہ کی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت فرمادی تھی۔

سلطان الاذکار غیر حقیقی:

ایک بزرگ نے عرض کیا کہ: میرا رُواں رُواں ذاکر ہے اور قرآن کی آوازیں آتی ہیں، کیا یہی ذکرِ سرّ ہے؟ فرمایا: نہیں! یہ سلطان الاذکار ہے لیکن غیر حقیقی۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت کی نوازشات:

اس احقر کو ایک دفعہ شروع میں انبالہ ساتھ لے گئے اور فرمایا کہ: جمعہ پڑھاؤ! میں نے تعمیلِ ارشاد کی، بیان کیا، شام کو مجھے واپس آنا تھا، فرمانے لگے: میں خود آپ کو سوار کرانے اسٹیشن تک جاؤں گا۔ اسٹیشن پر پہنچ کر مجھے کرایہ نکال کر دینے لگے، عرض کیا: جو میرے پاس ہے وہ بھی تو حضرت ہی کا ہے، پھر فرمایا: لو یہ ساتھی آپ کا ٹکٹ بھی لے آیا، پھر لاہور سیّد محمد جمیل [1] کی کوٹھی پر کچھ رقم عنایت فرمائی اور فرمایا کہ: تو انکار نہ کیا کر! یہ میں اپنی طرف سے نہیں دیتا سب اُدھر ہی

(۱) اکاؤنٹنٹ جنرل مشرقی پاکستان ڈھاکہ خصوصی فیض یافتہ و بیعت کردہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بانی انجمن اشاعت قرآن عظیم و بانی نیو ٹاؤن، موجودہ بنوری ٹاؤن، کراچی

سے ہے۔

صحبت کا اثر:

صحبت کی تاثیر کے عمدہ ہونے کے بیان میں یہ اَشعار اکثر پڑھتے تھے:

گل خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عنبری
کہ از بوئے دِل آویزے تو مستم
بگفت من گِل ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

''(۱) مجھے ایک دن حمام میں خوشبو دار مٹی میرے ایک دوست سے ملی۔ (۲) میں نے اس مٹی سے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر ہے کیونکہ تیری دل لبھانے والی خوشبو سے میں تو مست ہو گیا ہوں۔ (۳) اس نے کہا کہ میں تو ناچیز مٹی ہوں لیکن میں کچھ مدت پھول کے ساتھ رہی ہوں۔ (۴) میرے ہمنشین پھول کے حُسن نے مجھ میں اثر کر دیا ہے ورنہ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں۔''

فرماتے تھے کہ اس سے معلوم ہوا کہ بے جان چیزوں میں اثر آتا ہے۔
احقر نے عرض کیا کہ: مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: چنبیلی کا تیل اس طرح نکالتے ہیں کہ چنبیلی کے پھولوں کی ایک تہ بچھا دیتے ہیں، اس کے اُوپر تلوں

کی ایک تہ بچھا دیتے ہیں، پھر اس پر چنبیلی کے پھولوں کی تہ بچھا دیتے ہیں، غرض اس طرح کئی تہیں بچھا کر مکان کو خوب بند کر دیتے ہیں کہ ذرا ہوا نہ آئے، پھر پھولوں کو جب خشک ہو جاتے ہیں پھینک دیتے ہیں اور تلوں کا تیل نکال لیتے ہیں، اس کو کہتے ہیں "چنبیلی کا تیل"، چنبیلی میں تو دُہنیت (۱) ہے ہی نہیں، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ:

فرمایا: حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت لگاؤ تھا، اکثر تشریف لایا کرتے تھے، احقر نے عرض کیا کہ: حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ایک دفعہ دیو بند حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، مجھ سے فرمایا: یہ سفر تو میں نے محض اس لئے کیا ہے کہ آپ کو دارالعلوم کا رُکن بنانا ہے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی احقر پر عنایات:

احقر محمد ایک دفعہ رائے پور حاضر تھا کہ لرزے سے بخار آنے لگا، میں بازار سے حاجی ظفر الدین کو پیسے دے کر دوا منگا لیتا تھا، اور حضرت اقدس سے مخفی رکھتا تھا، ایک دن میرے حجرے میں جو حضرت کے حجرہ سے متصل تھا، تشریف لائے، فرمایا: میرے پاس عرق رکھا ہے وہ تجھے دے جاتا ہوں، اُسے پیا کر اِن شاء اللہ صحت ہو جائے گی، اور مولانا عبدالعزیز گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دوائیوں کا اسٹاک رہتا ہے، وہ لے لیا کر، وہ ذاکرین کے لئے ہے۔ پھر تمام اَدویہ کے نام فرمائے کہ یہ دوائیں سب موجود رہتی ہیں، آپ بازار سے نہ منگایا کرو۔

میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ خانقاہ کے احاطے یا احاطے کے محاذ میں اِستنجاء کرنا خلافِ ادب ہے، دُور جانا چاہیئے، اسی پر عمل کرتا رہا، بخار آیا تو

---

(۱) چکنائی۔ روغن

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے زور سے منع فرمادیا کہ جب آپ معذور ہیں تو اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں؟

جب سفر میں حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ریل گاڑی میں ہوتا تو بھائی الطاف الرحمٰن کو فرماتے کہ: مولانا کا وضو کرا! میں نہایت شرمندہ ہوتا، فرماتے: نہیں! یہ وضو کرائے گا۔ اب الطافِ کریمانہ اور شفقتیں یاد آتی ہیں تو خون رُلاتی ہیں، ایسا شفیق مربی! کئی بار میں نے عرض کیا کہ: جتنے ہم نالائق ہیں، اُتنے ہی حضرت ہم پر مہربان ہیں، فرماتے: توبہ، توبہ۔

ایک بار لاہور میں فرمایا: تو جب کبھی آئے تو بے تکلف میرے پاس کو ہوکر بیٹھا کر۔ جب کبھی دہلی یا سہارن پور کا سفر ہوتا تو اکثر یوں ہوتا کہ احقر کو بلاوا بھیجتے کہ تو بھی آ، ہم دہلی یا سہارن پور جارہے ہیں۔ پھر بزرگوں کے سامنے ایسے انداز سے تکلم فرماتے کہ وہ حضرات بھی اس نالائق کا خیال فرماتے۔ اَب تو کسی سے بات بھی کرتے ہیں تو اپنی تعریف پر محمول کیا جاتا ہے، یہی شفقتیں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھیں۔

مسوری کا قیام:

مسوری پہاڑ پر حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ تشریف لے گئے، مجھے بھی وہیں بلالیا کہ تو یہیں آجا۔ سہارن پور پہنچا تو اور ساتھی بھی مل گئے جو حضرت ہی کی خدمت میں جارہے تھے، حاضر ہوا تو بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا یہ احقر کی پہلی ملاقات حافظ مسعود رحمۃ اللہ علیہ بہٹ والوں سے تھی۔ بعد عصر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سیر کو تشریف لے جاتے، ہم بھی ساتھ ہوجاتے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ: رَسوت کے درخت یہاں بکثرت ہیں، اس کا پھول آنکھ کے اَمراض کے لئے اکسیر ہے، توڑ کر کھالیا کرو۔ میں وہاں تیرہ یوم حاضرِ خدمت رہا، روزانہ

کھالیتا۔ الحمدللہ! آنکھ کے اَمراض سے محفوظ رہا، پہلے انجنہاری[۱] بہت نکلتی تھی، دوبارہ نہیں نکلی، ویسے بھی آنکھ میں درد وغیرہ بھی نہیں ہوا۔

جمعہ بھی وہاں ہی آ گیا، تو حافظ عبدالقدیر مرحوم منصوری والوں سے دریافت فرمایا کہ جمعہ کہاں پڑھنا ہے انہوں نے فرمایا کہ جہاں حضرت اقدس مدظلہٗ پڑھیں گے ہم بھی وہاں ہی پڑھ لیں گے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر محمد جمعہ کی نماز پڑھائے تو ہم یہیں جمعہ پڑھ لیں گے۔ شاہ مسعود صاحب نے فرمایا کہ حضرت تحقیق کرلیں پھر پڑھ لیں فرمایا کہ: جمعہ کی نماز کے لئے شہر میں مسجد بھی شرط ہے، احقر نے عرض کیا کہ حضرت فقہائے حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے تو مسجد کی قید نہیں لگائی، درمختار میں ہے: وَتُؤَدّٰی بِمَوَاضِعَ مُتَعَدَّدَةٍ (اور جمعہ متعدد جگہوں میں ادا کیا جا سکتا ہے) جواز جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں اور ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ جائز ہے۔ فرمایا: بس! ہم تو یہیں پڑھ لیں گے، اِذنِ عام ہونا چاہیے، سو اگر اَذان دے دی جائے اور دروازے کھول دیئے جائیں، جو کوئی چاہے آ کر شریکِ صلوٰۃ ہو سکتا ہے تو بس کافی ہو جائے گا؟ احقر نے عرض کیا کہ کافی ہے۔ پھر فرمایا کہ: بس تو ہی جمعہ پڑھا دے! جہاں حضرت کا قیام تھا دو پہاڑیوں کا اِتصال تھا، اس لئے اُسے ہل جنکشن کہتے تھے۔ شاہ مسعود صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطبہ والی کتاب لائے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خطبہ کتاب سے پڑھنے کی ضرورت نہیں اس کو خطبہ حفظ یاد ہے۔ احقر نے خطبہ پڑھ کر نماز پڑھا دی۔

فرمایا: بازار سے دُودھ نہیں پینا چاہئے کیونکہ یہاں کے ہندو گائے کا پیشاب ڈال کر دُودھ لاتے ہیں جو نجس ہوتا ہے اور یہ اس کو "پَوِتَر" جانتے ہیں۔ جس روز چلنا تھا فرمایا کہ: تو آج چلا جا۔ حافظ عبدالقدیر نے اصرار کیا کہ نہیں

---

(۱)　آنکھ کی پلک کے کنارے کی پھنسی (گُہانجنی)

حضرت! یہ کل کو چلا جائے گا، فرمایا کہ: اگر یہ بروقت اسکول میں پہنچ گیا تو میں آپ کی کرامت سمجھوں گا۔ دُوسرے دن فجر کے بعد میں اور چودھری عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ (۱) دونوں چلے، ان کو فرمایا کہ: اسکی راستے میں خدمت کرتے جائیو۔ چودھری صاحب نے واقعی بہت ہی خدمت کی، میر گوہر علی رحمۃ اللہ علیہ (۲) وہاں بس چلاتے تھے، دہرہ دون میں قیام تھا، وہ ہمیں اسٹیشن سہارن پور پہنچا گئے، لیکن باوجود انتہائی کوشش کرنے کے بروقت رائے کوٹ اسکول میں نہ پہنچ سکا، یہ حضرت کا کشف تھا۔

ڈھڈیاں شریف کا قیام:

1942ء میں جب ڈھڈیاں حاضر ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی فرحت ہوئی کہ تیرا تو انتظار ہی کر رہا تھا، میں نے عرض کیا کہ: ملکوال کے اسٹیشن سے بھول کر خوشاب جانے والی گاڑی پر سوار ہوگیا، جب اسٹیشن ہرن پور آیا تو میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ بھیرہ کب آئے گا؟ وہ بولا: بھیرا اِدھر کہاں؟ یہ گاڑی تو خوشاب کو جا رہی ہے۔ میں حیران ہوا، پھر اسی نے بتایا کہ آپ یہیں اُتر جائیں، ابھی ایک گاڑی آپ کو ملکوال لے جائے گی، ہم دو آدمی تھے، واپس ملکوال آگئے تو رات ہو چکی تھی، بازار سے کھانا کھایا، مسجد قریب ہی تھی نمازِ عشاء پڑھ کر مسجد ہی میں بستر جمایا کہ یہیں آرام کریں گے، مسجد کے اِمام صاحب نے ہمیں مسجد کی دُکانوں میں جگہ دے دی، دو چار پائیاں مل گئیں، دسمبر کی ستائیسویں تاریخ تھی، سخت سردی تھی، سردی کے باعث نیند نہ آئی، آخر تھک کر وضو کر لیا اور نماز کی نیت باندھ لی، ساتھی کو بخار ہوگیا، اَذان ہوئی تو ہم مسجد میں چلے گئے، اور

---

(۱) خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1995ء) مدفون ملتان

(۲) فیض یافتہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1991ء) نسباً سادات مدفون قبرستان ڈھوک رتہ، راولپنڈی

ایک گوشے میں سامان رکھ دیا، اِمامِ مسجد کوئی مبتدع عالم تھے، غلط سلط درس بھی سنا، دُھوپ نکلی تو اسٹیشن پر آگئے، گاڑی چلی بھیرہ کا اسٹیشن آیا، اُتر کر تانگہ کرایہ پر لیا، کھوٹ اُترے، ایک آدمی کو کہا کہ ہمیں ڈھڈیاں پہنچادے، وہ ہمیں حضرت کی مسجد میں چھوڑ گیا۔ جب میں نے سارا سفرنامہ سنایا تو بہت خوش ہوئے، فرمایا: ایک ڈھڈیاں ضلع جہلم میں بھی ہے، اچھا ہوا کہ خاموش رہے، ورنہ لوگ ایسے سخت قسم کے مبتدع ہیں کہ مخالف کو پیٹ دیتے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ: اس علاقے کے لوگ بہت اچھے ہیں، ہم نے راستہ پوچھا تو یہاں تک پہنچا گیا اور الفاظ دُعائیہ کہتا رہا، اللہ ایمان بخشے حیاتی ہووے، ہمارے ہاں یہ ہے کہ جب کسی سے راستہ پوچھو تو کہہ دیتے ہیں کہ: ''سیدھا چلا جا!'' جب دوبارہ پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں: ''اندھا ہے، کیا تیری آنکھیں نہیں؟'' یہ سن کر بہت ہنسے۔ میں نے ایک ماہ کے قریب قیام کیا، روزانہ سیر کو جاتے، بعد نمازِ عشاء روزانہ میں دیر سے مسجد سے نکلتا تو حضرت اقدس لیٹ چکے ہوتے تھے اور میاں اِمام الدین (۱) کو دُعائیں یاد کرواتے تھے، الحزب الاعظم اور دلائل الخیرات کی تمام دُعائیں اور دُرود شریف حضرت کو حفظ تھے۔

ایک روز احقر بعد نمازِ عشاء حاضر ہوا تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ میاں امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سونے کی دُعا سکھلا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ: باوضو سونے کی کوشش کیا کرو اور یہ دُعا پڑھا کرو:

رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔

'اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو

---

(۱) حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے تایا زاد بھائی مدفون ڈھڈیاں، آپ کے بیٹے مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 2004ء، مدفون دریا خان) حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز تھے۔

اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔''

نیز یہ دُعا بتلائی:

اَللّٰهُمَّ أَسۡلَمۡتُ وَجۡهِي اِلَيۡكَ وَفَوَّضۡتُ أَمۡرِيۡ اِلَيۡكَ وَأَلۡجَئۡتُ ظَهۡرِيۡ اِلَيۡكَ رَغۡبَةً وَرَهۡبَةً اِلَيۡكَ لَا مَلۡجَأَ وَلَا مَنۡجَأَ مِنۡكَ اِلَّا اِلَيۡكَ، اَللّٰهُمَّ اٰمَنۡتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيۡ أَنۡزَلۡتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيۡ أَرۡسَلۡتَ۔

''اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ آپ کی طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ آپ کے سپرد کیا اور جھکا دی اپنی پیٹھ آپ کے سامنے شوق کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور آپ کے علاوہ نہ کوئی جائے پناہ ہے اور نہ کوئی نجات کی جگہ ہے، اے اللہ! میں ایمان لایا تیری اس کتاب جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔''

احقر نے اس حدیث کو سند کے ساتھ پڑھ کر سنا دیا،

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخۡبَرَنَا عَبۡدُ اللهِ قَالَ اَخۡبَرَنَا سُفۡيَانُ عَنۡ مَنۡصُوۡرٍ عَنۡ سَعۡدِ بۡنِ عُبَيۡدَةَ عَنِ الۡبَرَاءِ بۡنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيۡتَ مَضۡجَعَكَ فَتَوَضَّأۡ وُضُوۡءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضۡطَجِعۡ عَلٰى شِقِّكَ الۡاَيۡمَنِ ثُمَّ قُلۡ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِيۡ اِلَيۡكَ وَفَوَّضۡتُ اَمۡرِيۡ اِلَيۡكَ وَاَلۡجَئۡتُ ظَهۡرِيۡ اِلَيۡكَ رَغۡبَةً وَّرَهۡبَةً اِلَيۡكَ لَا مَلۡجَأَ وَلَا مَنۡجَأَ مِنۡكَ اِلَّا اِلَيۡكَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنۡتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيۡ اَنۡزَلۡتَ وَنَبِيِّكَ

الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَیْلَتِكَ فَاَنْتَ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْھُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهٖ۔(۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب میں دوبارہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنانے لگا تو میں نے بجائے ''وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ'' کہنے کے ''وَرَسُوْلِكَ'' کہہ دیا، فرمایا: ''لَا! وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ'' فرمایا: سبحان اللہ! اتنا اہتمام تھا الفاظِ مبارکہ محفوظ کرانے کا۔ یہ منکرینِ حدیث کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں یاد کیسے ہوگئیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذہنِ ثاقب اور حافظۂ قوی عطا فرمایا تھا کہ سب کچھ محفوظ ہوجاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قصیدہ سن کر سارا سنا دیا تھا، حدیث کے انکار سے خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض آتا ہے، نعوذ باللہ من ذٰلک، یہ تو صاف انکار ہے رسالت کا۔

یہ سن کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔ کتنا اہتمام تھا سنت پر سونے کا اور ادعیہ ماثورہ پڑھنے کا اور یہ بھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو الفاظ یاد کرنے کا بڑا اہتمام تھا گو روایت بالمعنیٰ بھی بہت آئی ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عشق الفاظِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یاد کرنے کا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوامع کلم عنایت فرمائے گئے تھے:

ایک دفعہ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ: دُعائیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں، ان کے الفاظ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوامع کلم عنایت فرمائے گئے تھے، فرمایا: بے شک!

---

(۱) بخاری، حدیث ۲۴۷

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے نکاح:

ایک دن فجر کی نماز کے بعد احقر محمد انوری سے فرمانے لگے: تو خطبہ پڑھ کر عبدالوحید(۱) کا نکاح کردے، تو ہی ہمارے خاندان کا نکاح خواں ہے۔ تین روپے مہر باندھا اور نکاح کر دیا۔ جب کھانا کھانے لگے تو فرمایا: ولیمے کی نیت سے کھاؤ۔ جب اس لڑکی کا انتقال ہوا تو مولانا عبدالجلیل(۲) کی دُوسری ہمشیرہ سے نکاح کر دیا وہی سادگی۔ فرماتے تھے: اگر اس طرح کرلیں تو آرام میں رہیں۔ جب میں نے اپنی لڑکی کے نکاح کا ارادہ مولانا عبدالجلیل سے کیا، تو فرمایا: خود ہی خطبہ پڑھ کر خود ہی ایجاب وقبول کرادے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔

جب اسی روز میں نے حضرت اقدس کی لائل پور سے سرگودھا کو روانگی کے وقت اپنی لڑکی کو بھی ساتھ ہی رُخصت کر دیا تو حضرت رائے پوری نے فرمایا: تو نے تو کمال ہی کر دیا، میرا تو خیال تھا رُخصتی بعد میں کرو گے، ہم آج جا رہے ہیں، ساتھ اُن کو بھی لیتے جائیں گے، بہت دُعائیں دیں۔

شطحیات:

شطحیات کے متعلق ایک دفعہ ارشاد فرمایا: جن بزرگوں کو خوب جانچ پڑتال کرلیا کہ بالکل متبعِ سنت ہیں اور ظاہراً شریعت کے پابند ہیں ان سے کوئی کلمہ ایسا نکلے جس سے معلوم ہو کہ اپنا کمال ظاہر کر رہا ہے تو جلدی نہ کرنا چاہئے، بلکہ تاؤیل کرے کہ یہ تو تحدیثِ نعمت کے طور پر فرما رہے ہیں، یا غلبۂ حال پر محمول کیا جا سکتا ہے، بعض بزرگوں سے ایسے کلمات ثابت ہیں، ان کو ہمارے اکابر نے اسی طرح تاؤیل کیا ہے، جلدی نہیں فرمائی۔

---

(۱) خواہرزادہ وخلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۸ھ ڈھڈیاں)

(۲) برادزادہ وخلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۳۰ھ ڈھڈیاں)

ذاکر کے پاس بیٹھنے کا ادب:

رائے پور میں ظہر کے بعد احقر ذکر کر رہا تھا، مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ دو تین اور آدمی بیٹھے چائے پی رہے تھے اور باتیں بھی کر رہے تھے، حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرۂ مبارکہ سے اُٹھ کر میرے حجرے میں تشریف لے آئے، میں اپنے ذکر میں مشغول تھا، فرمایا: جب ایک آدمی ذکر کر رہا ہو تو پاس باتیں کرنا اور اس کی یکسوئی میں خلل ڈالنا جائز نہیں، یہ فرمایا اور دروازہ بند کر دیا، وہ حضرات باہر تشریف لے گئے۔

انحطاطِ زمانہ:

احقر نے عرض کیا کہ: جب ہم شروع میں رائے پور حاضر ہوتے تھے تو ہر شخص اپنے کام میں مصروف نظر آتا تھا اور اب اس کے برعکس ہر شخص ذکر چھوڑ کر دُوسروں کو بھی باتوں میں لگاتا ہے۔ فرمایا: پہلے خشیتِ اِلٰہی کا غلبہ تھا اور اب خشیتِ اِلٰہی میں کمی آگئی ہے، پھر بھی غنیمت ہے کہ اتنا تو ابھی باقی ہے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی کسرِ نفسی:

صوفی عبداللہ جالندھری مرحوم فرماتے تھے کہ میرے سامنے کسی نے پوچھا: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ کرامات کا بہت صدور ہوا۔ فرمایا: یہ تو علمی مسئلہ ہے کہ کیوں شیخ سے کرامات کا صدور کثرت سے ہوا؟ تیرے لئے تو میں ہی شیخ عبدالقادر ہوں، بس اپنے کام سے کام رکھے، تحقیق نہ کرتا پھرے، بزرگوں کی باتیں اُونچی ہوتی ہیں، ہمیں تو اگر اللہ تعالیٰ بخش دے تو سب کچھ آگیا۔

یقین کے مدارج:

اگر کسی ایسے شخص سے سنا جو اس کے نزدیک یقین کے قابل ہے کہ آگ گرم ہوتی ہے تو یہ علم الیقین ہے، پھر دُور سے آگ کو دیکھ بھی لیا تو یہ عین الیقین

ہے اور پھر بالخصوص جبکہ آگ کی گرمی بھی محسوس ہوئی، پھر اس میں اُنگلی رکھ دی یہ حق الیقین ہے، پھر بازو تمام کا تمام آگ میں داخل کردیا، پھر آگ میں کود گیا پھر آگ ہی ہوگیا، یہ یقین کی ترقی ہوئی جتنی جتنی استعداد ہے اتنی ہی ترقی کرتا ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا کہ قوم گمراہ ہوگئی تو کچھ نہ ہوا، حالانکہ فرمانِ خداوندی سنا تھا، یقین بھی ہوگیا تھا، لیکن توراۃ کی اَلواح نہ پھینکیں، پھر جب آنکھوں سے دیکھ لیا تو اَلواح بھی پھینک دیں ''لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ'' مشاہدہ ہوا تو اور غصہ بڑھ گیا اور بھائی کی ڈاڑھی پکڑلی۔

یقین کہتے ہیں اعتقادِ جازم مطابق للواقع کو، اگر صرف یہی مرتبہ ہے تو علم الیقین ہے، اگر اس کے ساتھ غلبۂ حال بھی ہے، لیکن اس غلبۂ حال میں مدرک کو غیر مدرک سے غیبت نہ ہو تو عین الیقین ہے، اگر ایسا غلبہ ہے کہ غیر مدرک سے غیبت بھی ہے تو حق الیقین ہے۔

شریعت، طریقت، معرفت:

شریعت نام ہے مجموعہ اَحکامِ تکلیفیہ کا، اس میں اعمالِ ظاہری اور باطنی سب آگئے، متقدمین اصطلاح میں فقہ کو اس کا مترادف سمجھتے تھے جیسا کہ اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے: ''مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا'' پھر متأخرین کے نزدیک شریعت کا جو جزو اعمالِ ظاہرہ سے تعلق رکھتا ہے اُس کو فقہ کہنے لگے اور جس جزو کا تعلق اعمالِ باطنہ سے ہے تصوّف کہنے لگے۔ ان اعمالِ باطن کے طرق کو طریقت کہنے لگے، پھر ان اعمالِ باطن سے جو جلا اور صفائی باطن میں پیدا ہو، اس سے جو حقائقِ کونیہ اعیان، اعراض یا حقائقِ اِلٰہیہ صفاتِ فعلیہ بالخصوص معاملات فِيمَا بَيْنَ اللهِ وَ بَيْنَ الْعَبْدِ ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں، اور اس انکشاف کو معرفت کہتے ہیں، اس صاحبِ انکشاف کو عارف اور محقق

کہتے ہیں، لہٰذا یہ سب اُمورِ شریعت ہی سے متعلق ہیں۔ یہ جو عوام میں مشہور ہوگیا ہے کہ شریعت صرف ان ہی اُمور کو کہتے ہیں جو متعلق باَحکامِ ظاہرہ ہیں، یہ اصطلاح کسی عالمِ دِین سے منقول نہیں ہے اور عوام اس سے مغالطے میں پڑ جاتے ہیں، اور وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ تنافی بین الظاہر والباطن ہے، حضرت شمس تبریزی (۱) قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

شریعت را مقدّم دار اکنوں
طریقت از شریعت نیست بیروں

"جب تو نے سلوک میں قدم رکھا ہے تو ہر اَمر میں شریعت کو مقدّم رکھنا چاہیے، طریقت کوئی الگ چیز ہرگز نہیں ہے۔"

احقر نے عرض کیا کہ: حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: معاملہ فیما بین اللہ وبین العبد کو دیانت کہتے ہیں، جو صاحبِ دیانت ہے وہ متدین کہلاتا ہے، باقاعدگی سے جب بندہ ذاکر ہوجاتا ہے تو باری تعالیٰ اپنا تعارف کراتے ہیں، مثلاً رِقت کا پیدا ہونا، خواب اچھے آنا، آخرت کا فکر لگ جانا وغیرہ، فرمایا کہ: مآل سب کا ایک ہی ہے، حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کو "اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" سے شروع فرمایا، اس میں اشارہ ہے کہ جو بات پیغمبرِ برحق فرمائیں گے اس میں اِخلاص ہی اِخلاص ہے، لہٰذا اُمت کو بھی پہلے نیت صاف کرلینا چاہیے کہ ظاہر اور باطن ایک ہوجائے، متحد اور متفق ہوجائے۔ بہت خوش ہوئے۔

---

(۱) مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و مُرشد (متوفی ۶۴۵ھ-1247ء) مدفون قونیہ، ترکی۔ اس نام سے مشابہت رکھنے والے شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ علیہ مدفون ملتان ایک علیحدہ شخصیت ہیں۔

عروج ونزول:

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ احقر کی مسجد (انوری فیصل آباد) میں تشریف لائے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے اور بہت سے علماء بھی جمع تھے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے فرمایا شاہ صاحب کے لیے چائے لاؤ، میں نے چائے کا انتظام کیا۔ چائے سے فارغ ہوکر ایک آیت قرآنی میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چینوٹ کی تقریر کے دوران میں اشکال پیش آیا۔ مولانا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ میاں چنوں والے تشریف رکھتے تھے۔ شاہ صاحب نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ حضرت اس آیت کا مطلب کیا ہے:

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾ (سورۃ الاعراف: ۵۷)

”اور انہوں آپ پر نازل کردہ نور کی پیروی کی یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔“

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایسے ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام آسمان سے تو اُترے نہیں تھے، آسمان سے کتابوں کے نزول کا تو آتا ہے، پھر اس آیت میں ”اور اِتباع کیا انہوں نے اس نور کا جو آپ کے ساتھ اُترا“ اور ”كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْكِتٰبَ (سورۃ البقرۃ: ۲۱۳)“ میں اَنْزَلَ مَعَھُمُ الْكِتٰبَ ”اور ان کے ساتھ کتاب اُتاری“ سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کہیں اُونچے مقام سے آتے ہیں، کتاب تو لوحِ محفوظ ہی سے انبیاء علیہم السلام پر اُتاری گئی، اس شبہ کو حل فرمایئے۔ مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت استحضار نہ ہوگا جواب بن نہ آیا تو حضرت کی طرف رجوع کر کے شاہ صاحب نے دریافت فرمایا

، پھر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر فرمائی، اس وقت جو لطف اہلِ علم لے رہے تھے وہ بھولے گا نہیں، حضرت نے فرمایا اُنْزِلَ مَعَهٗ کا یہ مطلب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نزول کی حالت بیان فرمائی گئی ہے، فرمایا کہ: انبیاء علیہم السلام میں پہلے عروج ہوتا ہے پھر نزول ہوتا ہے، جب نزول ہوتا ہے تو اُن کو خلق اللہ کی رہنمائی کے لئے بھیجا جاتا ہے، جب یہ شان ہوتی ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام مخلوق کے ساتھ ربط پیدا فرماتے ہیں، علماء فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزول نہایت کامل اکمل تھا، اسی لئے بے شمار خلق اللہ کو ہدایت بھی ہوئی ''وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ (سورۃ النصر:۲)'' اور آخرت میں ''اِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ'' فرمایا ہے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے رشتہ داریاں اسی سلسلے کی کڑی ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دینا اور ذی النورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دو صاحبزادیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے فرما دینا، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں سے نکاح فرمالینا اس سے یہی مطلب ہے کہ باہمی بے تکلفی ہو جائے، اور مناسبت سے بھی زیادہ ہی فیضان ہوتا ہے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے چونکہ علمِ قرآن و حدیث بہت ملتا تھا تو حدیث میں آتا ہے کہ ہم لوگ ان کو اہلِ بیت میں سے گنتے تھے، ان کا آنا جانا بے تکلف تھا، اور خود فرمایا: ''جو قرآن سیکھنا چاہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے سیکھے'' اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مہمانوں کا انتظام سپرد فرمانا اور ''أَنْفِقْ يَا بِلَالُ! وَلَا تَخْشَ عَنْ ذِي الْعَرْشِ اِقْلَالًا'' بے تکلف فرمانا، اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے مختلف عمروں میں نکاح فرمالینا کہ اُمت کو پورا کامل دِین پہنچنے کا بندوبست ہو جائے، اسی واسطے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نصف علمِ دِین اُمت کو پہنچا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ان سے مشورہ کرتے تھے اور مسائل کے متعلق سوالات کیا

کرتے تھے، اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے بغایت شفقت فرمانا کہ غلام کا بیٹا ہو کر اس کے دِل میں نہ رہے کہ میں تو بہت ہی کم درجے کا آدمی ہوں، اسی احساسِ کمتری کو دُور فرمایا اور ان کو سپہ سالار بنایا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مؤذِّن بنایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بے تکلفی فرمانا اور ان کے لئے دُعائیں کرنا۔ صوفیاء کرام کے ہاں ایک ہوتا ہے عروج دوم نزول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری معراج بھی ہوئی ہمارا یہ یقین ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگنے کی حالت میں جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں پر اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تشریف لے گئے چانچہ یہ مولانا محمد صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے کئی بار حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا حضرت کا عربی قصیدہ اور مقدمہ بہاولپور قادیانیوں کا رد سنایا، دوسرا عروج باطنی بھی ہوا:

اَلْعُرُوْجُ اِنْخِلَاعٌ عَنْ صِفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ وَالتَّلَبُّسُ بِالصِّفَاتِ الْمَلَكِيَّةِ وَالصِّفَاتِ الْقُدْسِيَّةِ۔

”عروج بشری صفات سے نکلنا ہے اور صفات ملکیہ اور صفات قدسیہ کے ساتھ متصف ہونا ہے۔“

اور اس سیر کو سَيْرٌ فِي اللهِ وَإِلَى اللهِ کہا جاتا ہے، یہ ایک اصطلاح ہے صوفیاء کرام کی۔ دوسرا نزول ہے:

هُوَ التَّلَبُّسُ بِالصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ بَعْدَ اِنْخِلَاءِ التَّامِ۔

”نزول صفات بشریہ کے ساتھ متصف ہونا ہے تخلی تام کے بعد۔“

اور یہ مقام مقامِ تکمیل ہے اور دَعْوَةُ الْخَلْقِ ہے اس کو سَيْرٌ مِّنَ اللهِ کہتے ہیں اس آیت مبارکہ میں یہی نزول بیان ہو رہا ہے یعنی قرآن مجید یا وہ نور جس کو قرآن مجید میں هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى کہہ کر پکارا ہے۔ نبی کو جب مخلوق

کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ حالتِ نزول ہی میں بھیجا جاتا ہے شاہ صاحب کو اشکال یہ تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہیں سے اترے نہ تھے تو اُنْزِلَ مَعَهٗ کیوں فرمایا گیا ایک اور مجلس میں عرض کیا کہ حضرت نے جیسا اس دن شاہ جی کو ارشاد فرمایا کہ حالت نزول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان فرمائی۔ اس آیت میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی یہی حالت بیان فرمائی ہے:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ص وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (سورۃ البقرۃ: ۲۱۳)

”(ابتداء میں لوگ) ایک ہی دین پر تھے (جب اختلاف ہونے لگا) تو اللہ نے نبیوں کا بھیجا جو (ایمان والوں کو) بشارت دیتے تھے اور (شریروں کو) ڈراتے تھے اور ان کو حق وراستی کے ساتھ کتاب دی۔“

فرمایا کہ ہاں یہی حالت بیان فرمائی گئی ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے جواب سے شاہ صاحب پھولے نہیں سماتے تھے کہ مدت کے بعد دولت ملی ہے۔

احقر نے عرض کیا کہ حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: اسی لئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کرامات کا صدور کثرت سے ہوا کیونکہ نزول دیر سے ہوا۔ تو فرمایا کہ: اچھا! حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا، یہ بات تو میرے جی کو بھی لگتی ہے، اس سے بہت سے اِشکال دُور ہوجاتے ہیں۔ احقر کے خیال میں واللہ اعلم یہ فرمایا جارہا ہے کہ بوقتِ نزول جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جس کو قرآنِ پاک نور سے تعبیر کرتا ہے، اس کا ان لوگوں نے اِتباع کرلیا تو واقعی ان کے لئے درجات ہیں، سو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں، اس واسطے ان کے اِتباع کا قرآن وحدیث میں حکم فرمایا گیا، غرض ایسی تحقیق کسی

کتاب میں تو دیکھی نہیں۔ یہ علومِ وہبیہ(۱) ہی ہیں، جن کے کبھی کبھی ہمارے حضرت اقدس قدس سرہٗ اظہار پر مجبور ہوجاتے تھے۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

فَقَطْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ

محمد عفا اللہ عنہ

لائل پور

۴ ربیع الاوّل ۱۳۸۳ھ

تھانہ بھون اور رائے پور میں پہلی حاضری

(1) احقر (حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ) پہلی مرتبہ ڈیرہ دون حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا، پہلے تھانہ بھون پہنچا دوپہر کے وقت مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ(۲) بھی بعض احباب کے ساتھ موجود تھے۔ ایک چارپائی خالی تھی میں بھی اس پر لیٹ گیا اذان ظہر کی ہوئی، نماز ظہر کی جماعت حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے۔ سہ دری کے سامنے سنتوں میں مشغول ہوگئے۔ نماز کے بعد سہ دری میں تشریف فرما ہوئے اور کچھ کام لکھنے کا کرنے لگے پھر عصر کا وقت ہوگیا عصر کی جماعت بھی مولانا ظفر احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی۔ نماز سے فارغ ہوکر تمام لوگ درجہ بدرجہ بیٹھ گئے۔

مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ قریب بیٹھے۔ غرض سب خلفاء حاضرین جمع ہوگئے خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے حضرت گفتگو فرماتے رہے، شام ہوئی۔ نماز مغرب خود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی پھر گھر تشریف لے گئے۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علوم

(۲) بانی جامعہ اشرفیہ لاہور خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1961ء) مدفون کراچی

احقر کے پاس خادم آیا کہ کھانا کھاؤ گے میں نے اثبات میں جواب دیا انہوں نے فرمایا کہ چھ پیسے کی روٹی اور سالن بکری کے گوشت کا ملے گا میں نے کہا کہ لادو۔ وہ لے آئے میں نے چھ پیسے ان کے حوالے کیے۔ اور کھانا لیکر رکھ لیا پھر پڑھنے لگ گیا فارغ ہوکر کھانا کھایا۔ پیاس لگی پانی نہ ملا ایک بزرگ پاس بیٹھے کھانا کھارہے تھے۔ تو بولے پانی اپنالانا چاہیے یہ کیا واہیات ہے کہ دوسروں سے پانی مانگتے ہو۔ میں اٹھا تو کوئی لوٹا نہ تھا۔ وہ فرمانے لگے گھر سے آئے تھے لوٹا کیوں نہ لائے۔ لوٹا تو میں لایا تھا لیکن اوپر حجرے میں رکھا ہے آپ ذرا عنایت فرمائیں تو میں پانی پی کر دیدونگا اور پانی بھی خود لادوں گا۔ جواب نفی میں پاکر اپنا لوٹا لے آیا اور پانی لیکر پیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا اور رات گذاری۔

صبح کی نماز کے بعد حضرت کی مجلس ہوئی دس بجے دن تک خوب مجلس رہی۔ حضرت تو اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ اور احقر پریشان خاطر مسجد میں بیٹھا رہا، ایک بزرگ مجھ سے فرمانے لگے کہ تم دیوبند بھی جاؤ گے میں نے اثبات میں جواب دیا وہ کہنے لگے لوگ تماشہ دیکھنے آتے ہیں تھانہ بھون حاضر ہوکر دیوبند جانے کی کیا حاجت رہ جاتی ہے عرض کیا گیا وہ بھی بزرگوں کی جگہ ہے کیونکہ میں نے دیوبند میں پڑھا ہے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کرونگا ان کے اعزہ واقارب کا قیام دیوبند میں ہے ان حضرات سے ملونگا اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرونگا۔ حضرت میاں صاحب دیوبندی کی زیارت کروں گا حضرات بزرگان دیوبند کے مزارات پر بھی حاضر ہونا ہے۔ ان کا حق ہے، شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاؤں گا۔ وہ بزرگ فرمانے لگے ہم تو تھانہ بھون سے واپسی پر کہیں نہیں جاتے۔ میں چپ ہو رہا۔ مناظرہ کرنا اچھا نہیں۔ پھر خیر پور ٹامیوالی کے حافظ محمد رمضان صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے وہ مل گئے

مزاج پُرسی کے بعد فرمانے لگے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ دون میں تشریف فرما ہیں۔

میں نے اسی وقت سامان درست کیا اور بعد نماز ظہر حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لی، اسٹیشن تھانہ بھون پر چلا گیا سہارنپور پہنچے تو گاڑی تیار تھی ڈیرہ دون شام کے وقت نماز مغرب اتر کر پڑھی پھر حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹھی کا راستہ پوچھا غرض شہر سے باہر رسپنا ندی کے کنارے کوٹھی پر پہنچ گیا عشاء کا وقت تھا نماز ہو چکی تھی حضرت کھانا تناول فرما رہے تھے احقر باہر بیٹھ گیا آہٹ پا کر حضرت نے آواز دی کہ کون ہے؟

احقر نے حاضر ہو کر السلام علیکم عرض کیا پہلی حاضری تھی حضرت نے پہچان لیا بڑی ہی شفقت فرمائی، فرمایا کھانا کھا لو ہم تو فارغ ہو چکے۔ احقر نے کھانا کھالیا آموں کا موسم تھا نہایت عمدہ قسم کے آم شاہ مسعود سلمہ، نے بھیجے تھے وہ مجھے کھلائے پھر حالات دریافت فرماتے رہے مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام رسول جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور بہت احباب جمع تھے مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں اپنے گھر آ گیا تین دن ٹھہرا پھر رائیکوٹ چلا آیا پھر حضرت کی زیارت لدھیانہ مولانا عبدالرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں ہوئی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے خود بلوا بھیجا تھا میں حاضر ہوا فوراً حضرت نے بیعت کا ذکر کیا۔

(2) سہارنپور میں مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (۱) تشریف لائے تھے ان کو کچھ ابریز کی عبارتوں میں اشکال تھے وہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کر رہے تھے میں بھی وہاں حاضر تھا کچھ کچھ عرض کرتا

---

(۱) متوفی ۱۳۶۰ھ۔1941ء، خصوصی فیض یافتہ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وخلیفہ مجاز حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

رہا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جوابات دیئے حضرت شیخ الحدیث نے جوابات دیئے میری باتیں سن کر حضرت میرٹھی بہت خوش ہوئے پھر گفتگو اور شروع ہوگئی۔

میں تو سہارنپور سے اسی دن چلا آیا حاجی علی محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، حاجی ولی محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی محمد ابراہیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ میرے ہمراہ چلے آئے۔

(3) پھر حضرت نے مجھے رائیکوٹ سے آدمی بھیج کر بلایا اور پڑھنے کے لیے بھی کچھ فرمایا۔ احقر نے جو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے کے مطابق پڑھنا شروع کیا تو پانچویں روز سارے بدن سے ذکر الٰہی کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ پھر لدھیانہ میں ہی ملے، جب میں نے عرض کیا تو حضرت بہت خوش ہوئے پھر رائے کوٹ تشریف لے گئے اور مولانا عبدالعزیز گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ، راؤ عطاء الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، بھائی الطاف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے پھر جگراؤں ہوتے ہوئے ملسیاں تہاڑہ لودی وال تشریف لے گئے، احقر واپس رائے کوٹ آ گیا ماسٹر منظور رحمۃ اللہ علیہ (۱) اور چوہدری بہادر علی خاں صاحب میرے ہمراہ تھے احقر نے ماسٹر صاحب کو تلقین کی کہ حضرت سے بیعت ہو جاؤ وہ کہنے لگے میری خط و کتابت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہو رہی ہے میں نے جواب دیا اب حضرت تھانوی تو بیعت کرتے نہیں۔ کسی اپنے خلیفہ کے حوالہ کر دیں گے۔ مناسبت ہوگی نہیں آپ خواہ مخواہ پریشان ہو جاؤ گے غرض ان کے گاؤں سلیم پور تک میں نے ان کو راضی کر لیا، پھر ایک شبہ پیش کیا کہ نیک کام کرنا ضروری ہے بیعت کیوں ضروری ہے۔ میں نے عرض کیا جس گاؤں کا راستہ نہ دیکھا ہوا ہو۔ بغیر رہنما کے کیسے جائیں گے۔ راستہ بھی خطرناک ہے۔ یہ قربِ الٰہی کی راہ جس کسی نے دیکھی نہیں کیسے قطع کرے گا۔ جبکہ اس میں پرخطر وادیاں ہیں دشوار گذار راہ

(۱) خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۶ھ-1986ء) مدفون گوجرہ

ہے چور، ڈاکو بھی گھات میں ہیں کوئی راہبر ساتھ نہیں ہے بڑا مشکل ہے طے کر لینا۔ کوئی اللہ کا بندہ طے کر جائے تو الگ بات ہے رہبر ہونا ضروری ہے ورنہ گمراہ ہونے کا ڈر ہے انسان بسا اوقات بے دینی کی باتوں کو دین سمجھ لیتا ہے اور راستے سے بھٹک جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اسی لئے مبعوث فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحبت مبارکہ میں رکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کو کو تئیس سال خدمت مبارکہ میں رکھا گیا حتیٰ کہ قبر بھی پاس ہی بنی کہ عالم برزخ میں بھی انوار محمدی سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے...... وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ...... فرمایا اور ...... اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ (تمام صحابہ عادل ہے)......اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ تابعین بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہے۔ اسی لیے پیر کا پکڑنا ضروری ہے کہ انسان راستے سے بھٹک نہ جائے محض کتابوں کے مطالعہ سے کچھ نہیں بنتا صحبت ضروری ہے۔ راہ پُرخطر است تو تنہا مرو (راستہ خطرات سے بھرا ہے اکیلے مت جاؤ۔

یک زمانہ باصحبتے اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

"ایک ساعت اولیاء کے صحبت میں رہنا سو سال بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔"

اگر تھوڑا سا وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ولی کی صحبت میسر ہو جائے ایسی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے بھی بہتر ہے۔

گر تُو سنگ خارۂ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

"تو اگر سخت پتھر یا سفید مرمر کا پتھر ہو اگر صاحب دل تک پہنچے گا تو موتی بن جائے گا۔" (مولانا رومی)

حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی
چوں راہ بین نباشی کہ راہبر شوی

''اے غافل! محنت اور کوشش کرتا کہ بے خبر کی بجائے باخبر بن جائے۔ لیکن جب تو نے راستہ دیکھا ہی نہ ہو تو راہ دکھانے والا کیسے بن سکے گا۔''

در مکتب حقائق پیش ادیب عشق
ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوی

''معرفت کے مدرسہ میں عشق محمدی کے استاذ تک پہنچ جائے گا۔ پھر اے بیٹے (معرفت سیکھنے کے لیے) خوب کوشش کر تا کہ (بیٹے سے ترقی کر کے) تو بھی باپ بن جا۔''

گر نور عشق حق بدل جو جانت اوفتد
باللہ کز آفتاب فلک خوبتر شوی

''جب حق تعالیٰ کے عشق کا نور تیرے دل اور تیری جان میں سرائت کر جائے تو بخدا آسمان کے سورج سے بھی زیادہ روشن ہو جائے گا۔''

زپائے تا سرت ھمہ نوا خدا شود
در راہ عشق حق چو تو بے پاؤ سر شوی

''اگر سر سے پاؤں تک تو اللہ تعالیٰ کی آواز ہو جائے تو راہِ سلوک میں تو سر اور پاؤں کے بغیر قرار پائے گا۔''

ماسٹر صاحب مائل ہو گئے اگلے روز احقر شام کو دوبارہ حاضر ہوا تو

حضرت دھرمکوٹ تھے احقر حاضر ہوا تو منشی محمد موسیٰ میرے ہمراہ تھے شام کو قاری حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جلال آباد شرقی میں تشریف لے آئے۔ احقر سے مل کر معانقہ فرمایا اور بیٹھتے ہی فرمایا وہ آپ کے ماسٹر منظور محمد صاحب بیعت ہو گئے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ پھر ماسٹر صاحب نے بھی فرمایا کہ میں بیعت ہو گیا ہوں اور لو دھی وال کے قبرستان میں بیٹھ کر ہی بیعت فرمالیا اور ذکر تلقین فرمایا۔ ماسٹر صاحب اکثر مجھے ملتے رہتے اور ذکر اذکار کے متعلق پوچھتے رہتے تھے پھر ملک کی تقسیم تک یہی ہوتا رہا۔ غالباً 1942ء میں بیعت ہوئے تھے۔

جذب:

شروع شروع میں جب احقر رائے پور حاضر ہوتا تھا تو ایسی حالت ہوتی تھی جیسے بخار چڑھا ہوا ہے، ایک روز بعد مغرب عرض کیا کہ ایسا ہوتا ہے، فرمایا: بہت مبارک ہے، اس کو جذب کہتے ہیں، اور میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ آپ کو نسبتِ محمدیہ حاصل ہونے والی ہے، آپ کو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا غلبہ ہے، اس لئے اکثر خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں تشریف لانا تجلیٔ باری تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ محبوب کی شکل میں تجلی فرماتے ہیں، اس سے سالک کی ترقی ہوتی ہے، خواب اگر صالحہ اور صادقہ ہو اور بعد میں توجہ الی اللہ بڑھ جائے تو اس کو تجلی کہتے ہیں۔

پہلے جب حاضر ہوا تھا اور رِقت بہت ہوتی تھی، اس کا تذکرہ کیا تو فرمایا: یہ آثارِ ذکر ہیں، بہت مبارک ہیں، آپ پر انوار کی بارش رہتی ہے ظاہراً و باطناً۔ پھر حضرت عالی رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیران کلیر تشریف لے جانے اور انوار کی بارش ہونے کا واقعہ بیان فرمایا۔

ایک دفعہ میں نے عرض کیا: حضرت! آج کل مجھ پر خاموشی غالب ہے

اور چپ رہتا ہوں، البتہ بوقتِ تلاوت اور ذکر اذکار زبان خوب کھل جاتی ہے۔ فرمایا: بہت مبارک ہے، لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر نہیں رہتی۔ چنانچہ دو ماہ کے بعد زائل ہوگئی۔

حضرت مولانا محمد اِلیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر:

ایک دفعہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ رائے کوٹ تشریف لائے، (یہ تقسیمِ ملک سے پہلے کی بات ہے) حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد اِلیاس رحمۃ اللہ علیہ[1] کا ہمایوں[2] کے مقبرے اور عرب سرائے میں خاموش ہوکر بیٹھے رہنے کا بیان فرمایا کہ شاگرد کتاب کھول لیتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے، آپ چپ رہتے تھے، آپ کو کوئی ضروری بات کہنا ہوتی تو اِشارے سے کہتے، پھر کچھ عرصے کے بعد یہ کیفیت ختم ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: یہ رمضان شریف جو گزرا ہے اس میں، میں نے فقط چار روٹیاں سارے ماہ میں کھائی ہیں اور صرف ایک چائے کی پیالی پر گزارا کیا، ذکر خوب کیا، پچّیس تیس تسبیح نفی اثبات اور سارا قرآن مجید روزانہ ختم کرنا میرا معمول رہا، رات کو جاگتا بھی رہا، نوافل میں ساری رات سحری تک گزر جاتی، پھر بھی کچھ تھکن محسوس نہ ہوتی تھی۔ فرمایا: مبارک ہیں وہ لوگ جن کو نصیب ہوجائے۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عالی رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا آخری رمضان المبارک میں صرف ایک فنجان[3] چائے پر گزارا کرنے اور ساری رات جاگنے کا بیان فرمایا، اور فرمایا کہ: میں نے جرأت کر کے ایک دفعہ عرض کر دیا کہ حضرت!

---

(۱) بانی تبلیغی جماعت بیعت کردہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ چچا حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۳ھ۔ 1944ء)

(۲) مشہور مغل بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایوں (متوفی 1556ء) مدفون دہلی

(۳) قہوہ یا چائے پینے کی چھوٹی پیالی یا کپ

صرف ایک فنجان چائے پر گزارا کرتے ہیں اور ساتھ اتنا مجاہدہ بھی، تو فرمایا: بفضلہٖ تعالیٰ جنت کا مزا آرہا ہے۔ فرمایا: سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ عجیب معاملہ ہے۔

مولانا کریم بخش کا دلائل الخیرات پر اعتراض اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

ایک دفعہ حضرت اقدس کی خدمت میں لاہور حاضری ہوئی، مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ (پروفیسر اورینٹل کالج لاہور) تشریف لائے، ان کے ساتھ چند اور علماء بھی تھے، انہوں نے آتے ہی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ: دلائل الخیرات میں لکھا ہوا ہے: ''وَارْحَمْ مُحَمَّدًا'' اور یہ جائز نہیں ہے، رحمت کی دُعا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے جائز نہیں ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے جو کچھ پڑھا تھا وہ بھی بھول گیا ہوں، بزرگوں نے جو کچھ فرمایا ہے، اس کو ہم چھوڑ نہیں سکتے، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ باوجود محدث ہونے کے اس کو پڑھتے بھی تھے اور اجازت بھی دیتے تھے اور ہمارے حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی پڑھتے تھے اور اجازت بھی دیتے تھے، پھر ہم کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ اور حضرت مولانا محمد صدیق انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) بھی اس کا وِرد رکھتے تھے۔ پھر حضرت اقدس نے احقر (حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم جواب دو، میں نے مولانا کی خدمت میں عرض کیا کہ: مجھے بھی حضرت نے اجازت دلائل الخیرات پڑھنے کی دی ہے، اور ''اِرْحَمْ مُحَمَّدًا'' کہنا مطلقاً ناجائز نہیں ہے، بلکہ بہت سے علماء نے اس کو جائز کہا ہے، چنانچہ اِمام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تصریح کی ہے اور فتاویٰ شامی میں بھی تفصیل موجود ہے، فتاویٰ عالمگیری میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے، خلاصہ میں بھی اختلاف درج کیا ہے، چنانچہ علامہ شامی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ''وَيَجُوْزُ اَنْ يَّقُوْلَ وَارْحَمْ مُّحَمَّدًا''، اسی طرح اِمام

سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام خواہرزادہ کے اقوال اور خلاصۃ الفتاویٰ اور البحرالرائق شرح کنز الدقائق کی عبارات پیش کیں۔

پھر میں نے عرض کیا کہ: ''خزائن الاسرار'' حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے، اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دُرود درج کیا ہے جس میں ''وَارْحَمْ مُحَمَّدًا'' کا لفظ آیا ہے، اگرچہ اس پر ''القول البدیع'' میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کلام کیا ہے اور حافظ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کلام کیا ہے، لیکن ''خزائن الاسرار'' میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تضعیف نہیں کی، معلوم ہوا کہ اس کی کچھ اصل ضرور ہے، مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''الحزب الاعظم'' میں اس کو لکھا ہے، اس کی اجازت بھی سب اکابر دیتے آئے ہیں، اور حضرت اقدس نے مجھے بھی اجازت دی ہے بلکہ حکم دیا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا: اچھا! اگر کوئی شخص اپنی عبارت میں دُرود شریف کی عبارت لکھ دے جیسا کہ سبھی مصنّفین لکھتے آئے ہیں تو وہ جائز ہے یا نہیں؟ تو اس پر مولانا خاموش ہوگئے، احقر نے عرض کیا کہ: ''اَلصَّارِمُ الْمَسْلُوْلُ عَلٰى شَاتِمِ الرَّسُوْلِ'' کے دیباچے میں حافظ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے دُرود لکھا ہے، وہ انہوں نے اپنے الفاظ اور اپنی عبارت میں لکھا ہے، احقر نے ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف کردہ دُرود لفظ بلفظ سنایا، اس پر مولانا خاموش ہوگئے۔

مولانا کریم بخش کا ذکر پر اعتراض اور اس کا جواب:

مذکورہ بالا واقعے کے اگلے سال 1942ء کا واقعہ ہے کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد اللہ فاروقی کے مکان پر لاہور تشریف فرما ہوئے تو احقر بھی رائے کوٹ سے حاضر خدمت ہوا مجلس میں مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ، جن کے ساتھ تین چار اور عالم بھی تھے اور ایک معمر اہلِ حدیث

عالم بھی حاضر تھے، مولانا ان کی بڑی تعریف کرتے تھے، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے الجھ رہے تھے کہ آپ ذکر سنت کے خلاف کراتے ہیں، انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مفرد ''اللہ، اللہ'' کا ذکر کرنا بدعت ہے، اس لئے اس کو ترک کرنا واجب ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ: مسلم شریف میں حدیثِ صحیح موجود ہے:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰه، اَللّٰه۔ (۱)

''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین پر اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا۔''

کیا یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدعت کا سبق دیا؟ اور ترمذی میں بھی یہ حدیث موجود ہے، اور العرف الشذی میں حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَعُلِمَ مِنْهُ الْاِسْمُ الْمُفْرَدُ أَيْضًا ذِكْرٌ۔

''پس اس سے معلوم ہوا کہ اسم مفرد بھی ذکر ہے۔''

اور خود حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اس پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ: اس سے معلوم ہوا کہ مفرد اسم بھی ذکر ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے قادریہ اور چشتیہ سلسلے کا ذکر ''القول الجمیل''(۲) میں لکھا ہے کہ ان کے ہاں پہلے آٹھ تسبیح یعنی پانچ ''اللہ، اللہ'' اسمِ ذات کی، اور تین ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' نفی و اِثبات کی ہیں، کیا یہ بدعت ہے؟ یہ حضرات جہر سے ذکر کرتے ہیں اور بارہ تسبیح

---

(۱) مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۸۰

(۲) سلاسلِ طریقت کے اذکار واشغال پر مشتمل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف

چشتیہ کی بھی ذکر فرمائی ہیں، پہلے تو مولانا نے انکار کیا جب حضرت نے سنجیدگی کے ساتھ فرمایا تو مان گئے اور مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے: اللہ پہلا مبتدأ ہے، دُوسرا خبر ہے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُمیہ بن خلف کے کوڑے مارنے پر ''اَحد اَحد'' کا نعرہ لگاتے تھے[1]، کیا یہ بدعت ہے؟ حالانکہ یہ مفرد اسم ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اس پر بہت خوش ہوئے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ: حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ مفرد اسم ''اللہ'' کی تلقین فرمایا کرتے تھے، حالانکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث تھے۔ مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جزاء الاحسان حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ایک کتاب لکھی ہے۔

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میرے والد صاحب شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ نے یہ ذکر خواب میں حضرت زکریا علیہ السلام سے سیکھا تھا۔ جب مسلم شریف جیسی حدیث کی صحیح کتاب میں آ گیا اور سننِ ترمذی سے اس کو نقل کیا گیا اور حدیث کو ''حسن'' بتایا گیا تو کیا کلام رہ گیا؟ اور ''امداد السلوک'' میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے بھی ذکر فرمایا ہے، حالانکہ بڑے پائے کے محدث تھے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''ہم نے عرب، شام اور مصر میں اس پایہ کا محدث اور فقیہ النفس نہیں پایا'' پھر مولانا فرمانے لگے کہ میں تھانہ بھون گیا تھا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی روک دیا تھا کہ یہ بدعت ہے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعی میں نے غلطی کی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: جب ہم جالندھر جائیں گے تو مولانا خیر محمد جالندھری (بانی خیر المدارس ملتان خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) سے تحقیق کریں گے! اور ہم جالندھر ہی جا رہے ہیں۔ چنانچہ جالندھر میں حضرت مولانا

(۱) ابنِ ماجہ ص ۱۴

غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں قیام فرمایا، مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ زیارت کے لئے آئے تو کسی نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو یاد دِلا دیا، چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو وہ فرمانے لگے کہ: خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں ذکر اسمِ ذات کا بعض حضرات تو سوا لاکھ کرتے ہیں، جیسے کہ مفتی محمد حسن (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) اور دوازدہ تسبیح چشتیہ کی تو سارے ہی کرتے ہیں، کسی کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے منع نہیں فرمایا بلکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو خود تلقین فرماتے تھے۔ مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ تو (مجلس سے) نکالے گئے تھے جب اعتراض کسی بات پر کر رہے تھے، یہ یاد نہیں رہا کہ معاملہ کیا تھا، کیا حضرت کو اتنا بھی علم نہیں جتنا علم مولانا کریم بخش صاحب کو ہے۔

مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو ذکر اسمِ ذات ہی تلقین فرمایا تھا۔ پھر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے احقر (حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ) کو حکم دیا کہ مدرسہ خیر المدارس میں جاؤ اور کتب خانے سے تحقیق کریں اور جو کچھ محققین نے اس بارے میں لکھا ہے ہمیں آکر سناؤ۔ چنانچہ احقر نماز ظہر پڑھ کر خیر المدارس جو اسٹیشن کے قریب تھا گیا اور مولانا خیر محمد بھی ساتھ ہوئے کتابیں نکالی گئیں چنانچہ الیواقیت والجواہر ج ا ص ۷۹ پر نکل آیا فرماتے ہیں:

وَاَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰى اَنَّهُ الْاِسْمُ الْجَامِعُ لِحَقَائِقِ الْاَسْمَاءِ كُلِّهَا قَالَ وَنَظِيْرُ ذٰلِكَ اَيْضاً وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اَیْ وَلَذِكْرُ الْاِسْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ ذِكْرِ سَائِرِ اَسْمَائِهٖ۔ انتھی۔

”تمام محققین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اسمِ اللہ تمام اسماء مبارکہ کے حقائق کا جامع ہے اس کی نظیر قولِ باری تعالیٰ کا

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ یعنی وَلَذِكْرُ الِاسْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ ذِكْرِ سَائِرِ اَسْمَائِهٖ یعنی ذکر اس کے اسم اللہ کا اکبر ہے اس کے باقی اسماء کے ذکر سے۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے العرف الشذی مطبوعہ اول ص ۵۱۴ باب اشراط الساعۃ میں فرمایا ہے:

قَوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّ رُوْحَ الدُّنْيَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا خَرَجَ الرُّوْحُ تَفْسُدُ الدُّنْيَا اَقُوْلُ هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ اَللّٰهَ اَللّٰهَ مُفْرَداً اَيْضاً ذِكْرٌ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ تَيْمِيَّه رحمۃ اللہ علیہ اِنَّ اللّٰهَ مُفْرَدًا لَيْسَ بِذِكْرٍ وَتَأَوَّلَ فِي مِثْلِ هٰذَا بِالْحَذْفِ وَالتَّقْدِيْرِ، فِي الْقُرْاٰنِ الْعَزِيْزِ اَيْضاً "قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ" (الآیہ)

"علماء نے فرمایا دنیا کی روح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے جب روح نکل جائے گی تو دنیا فاسد ہو جائے گی میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل ہے اللہ مفرد بھی ذکر ہے اور حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ مفرد ذکر نہیں ہے اور جن احادیث میں آیا ہے حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں تاویل کی ہے کہ یہاں عبارت میں حذف ہے جیسے قل اللہ اس میں حذف ہے "اَيْ اَللّٰهُ اَنْزَلَهٗ" کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو نازل فرمایا۔"

پھر میں نے کہا تفسیر عزیزی نکالو اور یہ مقام دیکھو:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾ (سورۃ المزمل:۸)

"اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرو اور سب سے تعلق توڑ کر اسی

کے ہو رہو۔“

پرانا قدیم صحیح نسخہ کتب خانہ خیر المدارس سے نکل آیا تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا (مطبوعہ محمدی لاہور ص ۱۸۷)۔ (قَوْلُهٗ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ یعنی و یاد کن نام پروردگار خود را بر سبیل دوام در ہر وقت و ہر شغل وہمراہ ہر عبادت خواہ در اثناء آن وخواہ در اول و آخر آں وخواہ بزبان وخواہ بقلب وخواہ بروح وخواہ بسر وخواہ بخفی وخواہ بجلی وخواہ باخفی وخواہ بنفس وخواہ در روز وخواہ در شب ذکر لسانی وخواہ بجہر باشد وخواہ بخفیہ ونام پروردگار ھم خواہ اسم ذات باشد یا اسم اشارت کہ ہو است یا اسمے از اسماے حسنیٰ کہ اور مناسبت بانفس سالک ووقت وحال او بیشتر باشد چنانچہ از حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی بغدادی قدس سرہ منقول است کہ ہرگاہ طالب ایں راہ پیش ایشاں آمدمی اول اورا یک اربعین یا دو اربعین امرے فرمودند ومن بعد اورا بحضور خود نشاندہ نو دو نہ نام حسنی را بروے مے خواندند ونظر خود را بر چہرہ او مے دوختند اگر بیکے از اسماالٰہیہ اورا تغیرے در چہرہ وانزعاجی پیدانمے شد مے فرمودند کہ فتح تو بریں اسم خواہد بود واورا ذکر آں اسم تلقین مے نمودند۔ اگر بہ ہیچ کدام ازیں اسما اورا تغیرے در چہرہ انزعاجے پیدانمے شد مے فرمودند کہ راہ ابرار پیش گیرد بکار تجارت وزراعت وحرفت مشغول باش کہ استعداد سلوک راہ قرب وجذب نداری وخواہ اسم پروردگار محض تنہا باشد یا درضمن تہلیل کہ نفی واثبات است یا درضمن تسبیح وحمد وتکبیر ولاحول ودیگر اذکار مسنونہ باشد وخواہ کیفیت ذکر یک ضربی باشد خواہ دو ضربی فصاعداً خواہ باحبس نفس وخواہ بے حبس نفس وخواہ بدوں برزخ خواہ با برزخ وخواہ سہ رکنی وخواہ ہفت رکنی وخواہ باشرائط عشرہ کہ شد ومد وتحت وفوق وَمُحَارَبَہ وَمُرَاقَبَہ وَمُحَاسَبَہ وَمُوَاعَظَہ وتعظیم وحرمت است وخواہ بدوں این شرائط“ اِلٰی غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْخُصُوْصِيَاتِ الَّتِيْ اِسْتَنْبَطَهَا الْمَاهِرُوْنَ مِنَ

اَهْلِ الطَّرَائِقِ وَتَعْيِيْنِ اَحَدِ الشِّقَّيْنِ '' ازیں خصوصیات مذکورہ مفوض بصواب دید شیخ و مرشد است ...... چنانچہ در آیت دیگر فرمودہ اند فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ، اَهَمُّ الْمُهِمَّاتِ آں است کہ ہیچ لحہ و ہیچ نفس غافل نباشد و بہ ہیچ شغل و عمل ازیں یاد ماز نماند چنانچہ در آیت دیگر فرمودہ اند لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ واگر خوف آن باشد کہ بسبب شغلے و عملے از ذکر حق باز خواھم ماند پس آں شغل و عمل را از خود دور کن)۔[1]

ترجمہ: ''شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ یعنی اپنے رب کے نام کو یاد کر بھی ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر عبادت کے ساتھ، عبادت کے شروع میں، عبادت کے درمیان میں، دل سے اور زبان سے روح اور سِر سے، دن میں اور رات میں، ذکر لسانی ہو یا ذکر جہری، چاہے اسم ذات ہو یا اللہ کے نام کے طرف اشارہ ہو (جیسے ھُوَ) یا اللہ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہو کہ اس کا مالک کے ساتھ ایک مناسبت ہو چنانچہ حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی بغدادی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا طالب آتا تو ایک چلہ یا دو چلے اس کو اپنے سامنے بٹھاتا تو 99 اسماء حسنیٰ اس کے سامنے پڑھتا اور اس کے چہرے پر نظر کرتا اگر 99 ناموں میں سے کسی نام پر اس کے چہرہ متغیر ہو جاتا اس کو اس نام کے ذکر کا تلقین کرتا اور یہ وصیت کرتا کہ تیرے منازل اسی سے طے ہونگے اور 99 ناموں میں سے کسی نام پر اس کے چہرے پر تغیر نہ آتا اس سے کہتا کہ آپ تجارت یا زراعت کو پیشہ بنا کر نیک اعمال کا اہتمام کیجیے کیونکہ آپ کے اندر جذب کا مادہ نہیں ہے تو آپ کے لیے سلوک کے بجائے ابرار کا راستہ مناسب ہے اللہ کے نام کا مفرد بھی ذکر کر سکتے اور کلمہ طیبہ کے ضمن میں بھی کر سکتے اور سُبْحَانَ

(۱) تفسیر عزیزی ج ۲ ص ۲۳۰۔۲۲۹، سورۃ مزمل، طبع رشیدیہ کوئٹہ

اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ اور دیگر مسنون اذکار کے ضمن میں بھی کر سکتے۔ یک ضربی اَللهُ بھی اور دوضربی اَللهُ اَللهُ بھی پڑھ سکتے حبس دم بھی کر سکتے، بے حبس دم یعنی سانس کو روکنے کے بغیر بھی ذکر کر سکتے یہ سب طریقے مرشد کے صواب دید پر موقوف ہیں اس لیے اللہ نے قرآن میں فرمایا فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کہ اہل ذکر سے پوچھو اگر تمہیں جو علم نہ ہو۔ بس سب سے اعلم یہ ہے کہ آپ کا کوئی لمحہ اللہ کے ذکر سے غفلت میں نہ گزرے اور آپ کی کوئی عبادت کوئی عمل اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو چنانچہ دوسری جگہ اللہ نے فرمایا مردوہ ہے جن کو تجارت اللہ کے ذکر سے غفلت میں نہ ڈالے۔ اگر کسی کام کی وجہ سے غفلت کا خطرہ ہو تو اس عمل اور کام کو چھوڑ دیجیے۔“

علاوہ ازیں اور بھی کتابیں لا کر سنائیں۔ مجمع بہت تھا، پھر بوادر النوادر مصنفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک سوال وجواب اسی کے متعلق تھا وہ حضرت کو سنایا، فرمایا مجھے یاد ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور بڑی دیر تک دعاء خیر سے یاد فرماتے رہے۔ سہارن پور پہنچ کر سارے واقعات خود حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کو سنائے، میں بھی ساتھ تھا۔

اسم اور مسمّٰی ایک چیز ہیں:

ایک دفعہ رائے پور شریف میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ: اسمِ ذات کا ذکر کرتے وقت یہ یقین کرے کہ مسمّٰی اور اسم ایک ہیں۔ اس پر میں نے قصیدہ بدأ الامالی کا یہ شعر پڑھا!

وَ لَيْسَ الْاِسْمُ غَيْرَ الْمُسَمّٰى
لَدٰى اَهْلِ الْبَصِيْرَةِ خَيْرُ اٰلِ

”اسم مسمی کا غیر نہیں ہے اہلِ بصیرت کے ہاں جو بہترین

لوگ ہیں۔“

اور تفسیر رُوح المعانی کی وہ عبارت جس میں اسم اور مسمّٰی کے عین (ایک) اور غیر ہونے کی بحث آئی ہے، پیش کی۔ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ[1] بھی تشریف فرما تھے، انہوں نے فرمایا کہ: حضرت سیّد سلیمان ندوی[2] نے فرمایا کہ: میں نے ایک بار حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مفرد اسمِ ذات کے بار بار ذکر کرنے کے متعلق دریافت کیا تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب سے تسلی ہوگئی، یہ تو یاد نہیں رہا کہ سیّد صاحب نے کیا کہا تھا۔

ذکر سے مقصود یادداشت پیدا کرنا ہے:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: مقصود ذکر سے یادداشت پیدا کرنا ہے، جب بار بار توجہ سے ذکر کریں گے تو اللہ کا نام دِل میں گھر کر جائے گا، تا آنکہ ذاکر کا رُواں رُواں ذکر میں لگ جائے گا اور یادداشت قائم ہوجائے گی۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا تھانہ بھون کا سفر:

حضرت اقدس نے فرمایا: ایک دفعہ میں اور مولانا محمد اِلیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے سہارن پور کو چلے، راستے میں خیال آیا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرتے چلیں، چنانچہ ہم تھانہ بھون اُتر گئے (کیونکہ براستہ شاہدرہ آرہے تھے) اور خانقاہ میں پہنچ گئے، حضرت ابھی مجلس میں تشریف فرما تھے، حاضر ہوکر سلام اور مصافحہ کیا، میں ادباً پیچھے کو ہوکر بیٹھ گیا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ شفقت سے اُٹھے اور مجھے برابر بٹھالیا، کچھ دیر کے بعد کھانے کے متعلق دریافت فرمایا، مولانا محمد

---

(۱) مؤلف معارف الحدیث خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۷ھ۔1997ء) مدفون لکھنؤ، انڈیا

(۲) مشہور سیرت نگار خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۳ھ۔1953ء) مدفون کراچی

اِلیاس رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً عرض کیا کہ: دہلی سے چونکہ سیدھے سہارن پور جانے کا قصد تھا، اس لئے دہلی سے چلتے وقت کھانا کھالیا تھا، یہاں کی حاضری کا تو سفر شروع کرنے کے بعد خیال پیدا ہوا، لہٰذا ہم کھانا نہ کھائیں گے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس صاف صاف جواب سے بہت خوش ہوئے۔ پھر بے تکلف باتیں کرنے لگے۔ گاڑی کا وقت ہوا تو مصافحہ کر کے واپس اسٹیشن پر آ گئے، گاڑی جلدی آ گئی، ہم سوار ہوئے ہی تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ عزیز الحسن[1] کو ساتھ لئے ہوئے اسٹیشن پر آ گئے اور فرمانے لگے: میں نے خواجہ صاحب سے کہا آؤ آپ کو ایک بزرگ کی زیارت کرالائیں۔ یہ سن کر میں بہت شرمندہ ہوا، تھوڑی دیر بعد گاڑی چل دی۔

فرمایا: لوگ کہتے ہیں: تھانہ بھون میں بڑے قانون ہیں بلکہ قوانین کی بھرمار ہے، ہمارے ساتھ تو بڑے لطف و کرم سے پیش آئے۔

اپنے آپ کو ہیچ محض سمجھنا منتہائے تصوّف ہے:

ایک بار میں نے عرض کیا کہ میرا قلب کسی وقت غافل نہیں ہوتا، اگر غفلت بھی کروں تو نہیں کرسکتا، اور میں اپنے آپ کو سب سے نکما سمجھتا ہوں، یہ حالت دائمی سی ہوگئی ہے کہ سب لوگ اچھے اور نیک معلوم ہوتے ہیں اور میں اپنے آپ کو سب سے نکما اور نالائق سمجھتا ہوں۔ فرمایا: یہی تو منتہائے تصوّف ہے، اپنے آپ کو چھوٹا یقین کرلینا اور کبھی غافل نہ ہونا بہت ہی مبارک ہے، اس میں غم کی کیا بات ہے؟ یہ تو اِنعامِ اِلٰہی ہے اس پر جتنا شکر کریں کم ہے، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اور فرمایا: ''ضیاء القلوب'' کو دیکھ لیں اور کوئی توبہ کرنا چاہے تو اِنکار نہ کیا کریں اور توبہ کرادیا کریں، شاید اسی سے کسی اللہ کے بندے کا کام بن جائے اور ہدایت ہوجائے اور ہمارا بیڑا بھی پار ہوجائے۔

---

(۱) خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ شاعری میں مشہور، مجذوب تخلص تھا، (متوفی 1944ء)

نسبت کا مطلب:

فرمایا کہ حضرت مولانا اللہ بخش کو آپ نے دیکھا ہے؟ عرض کی کہ دیکھا ہے اور خوب دیکھا ہے فرمایا: حضرت مولانا اللہ بخش بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: مجھے نسبت کے معنی معلوم نہیں تھے، جب میری والدہ کا انتقال ہوا میں رائے پور سے بہاولنگر گیا تو جس جگہ والدہ نماز پڑھا کرتی تھیں، جہاں بیٹھتی تھیں وہ جگہ دیکھ کر بے ساختہ پھوٹ پھوٹ کر رویا، جب بھی وہاں جاتا یہی کیفیت ہو جاتی، تب سمجھ میں آیا کہ نسبت اسے کہتے ہیں۔ جب شیخ سے محبت بغایت ہو جاتی ہے اور اس کا اِتباع کرنے میں تکلف نہیں رہتا تو اُس کو نسبت کہتے ہیں۔ کسی کی نسبت تو یہ ہوتی ہے، غرض اپنے اپنے لگاؤ سے ہوتا ہے، کسی کو نسبتِ محمدیہ ہوتی ہے، کسی کی نسبت الٰہیہ ہوتی ہے۔

نسبت کی تعریف:

فرمایا: تعلق خاص کو ''نسبت'' کہتے ہیں، صوفیہ اسی کو عشق سے تعبیر کرتے ہیں، کبھی السکینہ، کبھی نور سے تعبیر کرتے ہیں، احادیث اور قرآن میں بھی یہ اصطلاح وارِد ہوئی ہے۔

لَا يَطْرُبُوْنَ بِغَيْرِ ذِكْرِ حَبِيْبِهِمْ
اَبَدًا فَكُلُّ زَمَانِهِمْ اَفْرَاحُ
اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا
اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحُ

''انہیں محبوب کے تذکرہ کے بغیر کبھی بھی مستی و خوشی نہیں ہوتی اور محبوب کے ساتھ تمام زمانہ خوشی کا ہوتا ہے۔ اگر آپ کا شمار ان میں نہیں تو ان جیسا بن جاؤ کیوں کہ اچھے لوگوں کی

مشابہت میں کامیابی ہے۔"

شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

اَلنِّسْبَةُ كَيْفِيَّةٌ نَفْسَانِيَّةٌ رَاسِخَةٌ تَحْصُلُ لِلْعَارِفِ تَنْشَأُ بِهَا لَهٗ عَلَاقَةٌ قَوِيَّةٌ مَعَ اللّٰهِ يَتَرَتَّبُ بِهَا آثَارٌ بَدِيْعَةٌ مِنْ دَوَامِ الْحُضُوْرِ وَالشَّوْقِ اِلَيْهِ وَالطَّهَارَةِ الْكَامِلَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِناً وَمَلَكَةِ التَّوَاضُعِ وَالْاِنْقِيَادِ لِاَوَامِرِ اللّٰهِ وَفَنَاءِ النَّفْسِ حَتّٰى يَظُنَّ نَفْسَهٗ كَالْمَيِّتِ فِيْ يَدِ الْغَسَّالِ وَيُسَمِّيْهَا السَّادَةُ الصُّوْفِيَّةُ قَدَّسَ اللّٰهُ اَسْرَارَهُمْ وَكَثَّرَ اَمْثَالَهُمْ بِالنِّسْبَةِ مَرَّةً وَاُخْرٰى بِالسَّكِيْنَةِ وَتَارَةً بِالنُّوْرِ وَغَيْرِهَا وَهِيَ تَخْتَلِفُ قُوَّةً وَضُعْفًا تَتَفَاوَتُ نَوْعًا وَصِنْفًا وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

"نسبت ایک کیفیت کا نام ہے جو کہ عارف کو حاصل ہوتی ہے، اس سے عارف کو علاقہ قویہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا ہوجاتا ہے، اس سے عجیب وغریب آثار پیدا ہوتے ہیں، حضوری، دائمی، ذوق وشوق، تقویٰ وطہارت، ظاہری باطنی عاجزی اور واسع کا ملکہ پیدا ہوجانا اور اللہ کے حکموں کا فرمانبردار ہوجانا حاصل ہوجاتا ہے، اور نفس ایسا فنا ہوجاتا ہے کہ اپنے آپ کو ایسا سمجھنے لگتا ہے جیسے مردہ بدست غسال اور صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی اصطلاح میں اس کو سکینہ اور نور اور نسبت کہا جاتا ہے، اور یہ قوّت اور ضعف میں مختلف ہوتی ہے، اللہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے۔"

آثارِ ذکر کب ظاہر ہوتے ہیں؟

فرمایا کہ: اتنا ذکر کرے کہ ذکر کی بھوک لگ جائے، بغیر ذکر کئے چین نہ پڑے، جیسے بھوکے کو کھانا کھائے بغیر چین نہیں آتا، خواہ کتنا ہی غبی کیوں نہ ہو، تین چلّے لگاتار باشرائط ذکر کرنا آثارِ ذکر پیدا کر دیتا ہے، جب ذکر کی بھوک لگ گئی کام بن گیا۔ حضرت میاں عبدالرحیم قدس سرہٗ سہارن پوری فرماتے تھے کہ: مضبوط جوان آدمی جب قوّت کے ساتھ ذکر کرتا ہے تو تھوڑے ہی دنوں میں صاحبِ تصرف ہوجاتا ہے۔

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر:

فرمایا: ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ اوّل حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱) بڑے صاحبِ تصرف وکشف تھے، فرماتے تھے کہ: جب میں بازار جاتا ہوں اور لوگ سلام کرتے ہیں تو گھڑوں پانی پڑ جاتا ہے، ندامت میں ڈُوب جاتا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب تہجد کے لئے اُٹھے تو دیکھا ایک ہانڈی میں کسی نے جادُو کرکے اسے روانہ کردیا ہے اور ہوا میں اُڑی جارہی ہے۔ فرمایا: اس جادُو کو جو جارہا ہے بلالوں یا واپس کردُوں؟ خادم نے عرض کیا کہ: حضرت! اس کو بلالیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا، ہانڈی نیچے آگئی، فرمایا: جادُو! تو کہاں جارہا ہے؟ کہا: فلاں آدمی کو مارنے جاتا ہوں، فرمایا: میری مانے گا یا جس نے بھیجا ہے اس کی مانے گا؟ کہا: حضرت کی مانوں گا، فرمایا: تو جدھر سے آیا ہے اُدھر ہی لوٹ جا۔ دُوسرے دن شہرت ہوگئی کہ رات کو فلاں میاں جی (جنھوں نے جادُو کیا تھا) مرگئے ہیں۔

---

(۱) سلسلہ قادریہ نقشبندیہ کے بزرگ خلیفہ حضرت عبدالغفور اخوند سواتی رحمۃ اللہ علیہ سیدو شریف سوات، پیر مُرشد اوّل حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۳ھ مدفون سرساوا سہارنپور)

حکیم نورالدین بھیروی ثم قادیانی ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مہاراجہ جموں کے لئے دُعا کرانے کے لئے گیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا: نام نورالدین ہے؟ حکیم نے کہا: ہاں! فرمایا: قادیان میں ایک شخص غلام احمد نام کا پیدا ہوا ہے جو کچھ عرصہ بعد ایسے دعوے کرے گا جو نہ اُٹھائے جائیں نہ رکھے جائیں اور تم لوحِ محفوظ میں اس کے مصاحب لکھے ہوئے ہو، اس سے تعلق نہ رکھنا، دُور دُور رہنا، ورنہ اس کے ساتھ ہی تم بھی دوزخ میں پڑو گے۔ حکیم صاحب سوچ میں پڑ گئے کہ غلام احمد تو کوئی نہیں جو دعویٰ کرتا ہے۔ فرمایا: تم میں اُلجھنے کی عادت ہے، یہی عادت تم کو وہاں لے جائے گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد مرزا غلام احمد قادیان میں ظاہر ہوا اور دعوئ نبوت کیا، اور کبھی مسیح موعود بنا، اور حکیم نورالدین اس کا خلیفہ اوّل بنا اور اس کے دِین کو پھیلایا، یہ شخص بڑا عالم تھا، مرزا صاحب کو بہت کچھ سکھاتا تھا، اس کے ساتھ گمراہ ہوا۔

مقامِ فنائیت وصدیقیت:

فنا و بقا کے متعلق حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ: پہلے شیخ کی محبت میں فنا ہو جائے اس طرح کہ سب کچھ تج دے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فنا ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ میں فنائیت کا مقام آتا ہے۔

شیخ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے مردہ بدستِ غسّال، شیخ جو حکم دے اُس پر دِل میں کوئی اعتراض نہ لائے، ورنہ نقصان اُٹھائے گا، پہلے ہی شیخ اس کو بنائے جس کو رُسوخ فی العلم والعقیدہ حاصل ہو پھر اعتراض نہ کرے، اس میں ضرور کوئی راز ہوتا ہے۔ مولانا عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا ہے کہ حضرت شیخ الہند جب پان تھوک دیتے تھے تو مولانا اُٹھا کر منہ میں ڈال لیتے تھے، ہم نے تو اپنے شیخ کے سامنے کبھی اُف تک نہیں کی۔

فرمایا: حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر غارِ ثور پر پہنچے تو پہلے خود غار کے اندر گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باہر کھڑے رکھا، اور غار کو چادر مبارک سے صاف کیا اور سوراخوں میں چادر مبارک پھاڑ پھاڑ کر ٹھونستے رہے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر سانپ نے ڈس لیا، لیکن آپ نے پاؤں نہیں ہلایا کہ محبوب کے آرام میں خلل نہ آئے، جب بے ساختہ آنسو چہرۂ مبارک پر پڑے تو آنکھ کھل گئی، فرمایا: صدیق کیا ہے؟ عرض کیا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سانپ نے ڈس لیا ہے، فرمایا: پاؤں اِدھر کرو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعابِ مبارک اپنے ہاتھ مبارک سے لگا دیا، ٹھنڈک محسوس ہوئی گویا کبھی زخم آیا ہی نہ تھا، زہر اُتر گیا۔ دیکھئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا پاؤں تھا۔ جب کفار غار کے سامنے آگئے تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر کوئی ان میں سے اپنے پاؤں کی طرف نظر بھی کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (سورۃ التوبہ:۴۰)

''غم نہ کیجئے اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔''

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی معیت میں رکھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا:

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ۔ (سورۃ التوبہ:۴۰)

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب۔''

فرمایا: مصاحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی فضیلت ہے، ہر ایک کی قسمت کہاں!

مراقبۂ معیت اور اس کے اثرات:

فرمایا: اسی لئے صوفیائے کرام نے مراقبۂ معیت ارشاد فرمایا ہے، یعنی ہر وقت قلب کی نگرانی رکھنا، کسی وقت غفلت نہ کرنا، یوں سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہیں، پھر گناہ کا صدور نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے، گو معصوم نہیں ہوتا مگر محفوظ ضرور ہوجاتا ہے، حیاء کا غلبہ ہوجاتا ہے ''اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ'' فرمایا گیا ہے۔ اس سے یقین بھی بڑھ جاتا ہے، جب ہر وقت یہ دِھیان رہے کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ہیں تو غفلت نہیں ہوتی ''وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ'' قرآن میں آیا ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے ان لوگوں سے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ذکر میں جی نہیں لگتا یا وساوس آتے ہیں، یا مراقبے کے وقت نیند بہت آتی ہے، بھلا جب باری تعالیٰ کا مشاہدہ ہو پھر نیند آئے، تعجب ہے اور حیرت ہے! میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم ذکرِ جہر کرتے رہو تاکہ غفلت دُور رہے، لیکن ذکرِ جہر بھی تب ہی مفید ہے جب دِل حاضر ہو، ورنہ لقلقہ (۱) ہے، مگر ذکر کسی حال میں چھوڑنا نہیں چاہئے، جب باری تعالیٰ نے زبان کو ذاکر بنایا، دِل کو بھی موافق کردے گا تا آنکہ سارا رُواں رُواں ذاکر ہوجائے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''لمعات'' میں فرماتے ہیں کہ پہلے زمانے کے اولیاء اللہ ذکرِ جہر ہی کرتے تھے، حضراتِ نقشبندیہ نے سری ذکر پر زور دیا، ورنہ قریب ترین راستہ یہی ہے کہ ذکرِ جہر کرے تا آنکہ تمام بدن ذاکر ہوجائے۔ ہمارے حضرات فرماتے ہیں کہ سارا بدن لطیفہ ہے، جب یہ ذاکر ہوگیا تو اِن شاء اللہ کام بن گیا۔

---

(۱) زور سے بولنے کی آواز

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سلوک:

فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رضا و تسلیم کا طریقہ ارشاد فرمایا اور ان کو توکل سکھایا، جو کہ نفسِ مطمئنہ کے صفات ہیں، کیونکہ ایمان کا مقتضی یہ ہے کہ رذائلِ نفس کا اِزالہ ہوجائے مگر یہ فنائے نفس کے بعد حاصل ہوتا ہے، یعنی ایمانِ حقیقی رذائلِ نفس کے اِزالے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو یہ ذکر اَذکار، مجاہدات، اوراد وغیرہ ثابت نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں ان کو دفعتاً یہ چیز حاصل ہوجایا کرتی تھی، جو دُوسروں کو ذکر اَذکار اور اَوراد وغیرہ کی پابندی کے بعد بھی اِلَّا مَاشَاءَ اللہُ ہی حاصل ہوتی ہے، ان کا سلوک دفعی تھا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آتے ہی اور اسلام لاتے ہی سب منازل طے کرلیتے تھے، چونکہ تصوّف کا مقصود صحبتِ نیک میں رہنا ہے، ان کو مدتوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رکھا گیا، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی تیئس سال صحبتِ مبارکہ میں رہنا نصیب ہوا، پھر روضۂ اقدس میں بھی، اور عالم برزخ میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت نصیب ہے، پھر اِن شاء اللہ تعالیٰ جنت میں بھی صحبتِ نبوی میں رہیں گے۔

تصوّف کا مطلب اور حاصل:

فرمایا: لوگ پوچھا کرتے ہیں تصوّف کا مطلب کیا ہے؟ میں کہتا ہوں صحبتِ نیک! تا کہ نیک پاک صحبت میں رہ کر رذائلِ نفس کو فضائل سے بدلا جائے، کوئی کہتا ہے تصوّف کا حاصل ہے نیت کا دُرست کرنا، کوئی کہتا ہے ظاہر و باطن کی یکسانیت، مقصد سب کا ایک ہے کہ اعلیٰ اخلاق آجائیں اور رذائل نکل جائیں۔ تحلیہ تب ہوگا جب پہلے تصفیہ ہوجائے، اخلاقِ فاضلہ تب آئیں گے جب رذیلہ نکل جائیں گے، ''تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللہِ'' کہیں جا کر نصیب ہوا کرتا ہے۔ حضرت

قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ (سورۃ النساء:۵۸)'' اور ''وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (سورۃ النحل:۵۳)'' کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے کہ وجود اور توابعِ وجود اور ممکن میں جو کچھ کمال ہے وہ اس کا ذاتی نہیں، بلکہ من اللہ ہے، اور امانت مودّع[1] مستعارہ ہے، یہ امانت مستعارہ اسی کے سپرد کر دینا ہے، اس طرح کہ اپنے آپ کو ہر خوبی وکمال سے خالی یقین کیا جائے جیسا کہ بادشاہ کسی کنّاس[2] کو لباسِ امیرانہ پہنا دے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ہر وقت، ہر آن اس سے عاری خیال کرے، جب صوفی پر یہ حالت غالب ہوتی ہے تو اپنے آپ کو تمام کمالاتِ وجود سے خالی خیال کرتا ہے بلکہ نیست و نابود خیال کرتا ہے اور نقائص سے بھرا ہوا خیال کرتا ہے یہ فنا کا مرتبہ ہے، اور کبھی یہ خیال اور احساس بھی مفقود ہو جاتا ہے یہ فناء الفنا ہے، پھر اپنے آپ کو موجود پاتا ہے ''موجود بوجود مستعار من اللہ تعالیٰ''، موصوف ایسی صفات سے جو مضاف باری تعالیٰ کی طرف ہیں، اللہ تعالیٰ کی بقا سے اپنے آپ کو باقی دیکھتا ہے، یہ مرتبہ بقا کا ہے، فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مولانا محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغ کے لئے ڈھاکہ بھیجنا:

ایک دفعہ احقر محمد انوری کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد محمد جمیل رحمۃ اللہ علیہ (اکاؤنٹینٹ جنرل پاکستان) کے اصرار پر ڈھاکہ بھیج دیا، تقریباً تین ہفتے قیام رہا، پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا والا نامہ گیا کہ اب واپس آجاؤ۔ سیّد صاحب (جو کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مریدین میں سے ہیں) مجھے ڈھاکہ میں تبلیغی جماعتوں اور بنگال کے علمائے کرام سے خطاب کرنے کو فرماتے، یہ محض برکت تھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ

(۱) اللہ کی طرف سے عطا کردہ

(۲) خاکروب

کی کہ وہاں پہنچ کر ایسی طبیعت کھل گئی کہ احقر کو خیال بھی نہ تھا کہ اتنا بڑا فائدہ ہو جائے گا۔ بفضلہٖ تعالیٰ بنگال کے اکثر علماء تبلیغ میں لگ گئے، سیّد صاحب نے اپنی کوٹھی پر جلسہ کیا، بہت بڑا اجتماع تھا، اُونچے درجے کے تعلیم یافتہ اُمراء اور وزراء اِکٹھے ہوگئے، میں ایک ادنیٰ سا طالبِ علم ڈرتا تھا کہ کیا کہوں گا، مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا، دو گھنٹے ان کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ عرض کرتا رہا۔ جب بیان ختم ہوا تو نورالامین صاحب وزیراعظم مشرقی پاکستان نے برسرِ مجلس اقرار کیا کہ اس طرح پر ہمیں کسی نے خطاب نہیں کیا تھا، اب ہم تبلیغ کے لئے ضرور وقت دیں گے۔ یہ محض اللہ کا فضل تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی برکت۔ ڈھاکہ سے براستہ دہلی، دیوبند، سہارن پور واپسی ہوئی۔ دہلی میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، بارہ روز قیام رہا، حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی ہوئی، اس لیے کہ انہوں نے اڈے پر آدمی کار دیکر بھیج دیئے تھے رات کو وہاں آیا صبح کو چائے پی کر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کا رُخ کیا مولانا نے خوب خاطر تواضع کی۔ حافظ فخرالدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حیات تھے، وہ بھی تشریف لاتے رہے، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر ڈاکٹر شنکرداس بھی روزانہ تشریف لاتے اور بڑی تواضع اور انکساری سے پیش آتے۔ دیوبند میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک روز رہا، حضرت شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر حاضری دی اور کھانا کھایا پھر مزار پر بھی حاضری دی، دیگر اکابر حضرات کے مزارات پر بھی حاضری نصیب ہوگئی۔ سہارن پور سے حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کرکے اور چائے پی کر واپس دہلی کے لئے روانہ ہوا اور وہاں سے ہوائی جہاز سے لاہور اور پھر لائل پور آگیا۔ تیسرے روز حضرت اقدس کی خدمت میں ڈھڈھیاں شریف پہنچا اور ساری رُوئیداد سنائی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ

بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے پاس بٹھایا مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمانے لگے وہ ہمارا خط جو مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا تھا وہ مولانا کے سامنے سناؤ اگرچہ مولانا تو اس کو سننا بھی گوارا نہ کریں گے مگر تم پڑھو۔ بعد نماز ظہر حجرے کے سامنے والے صحن میں جہاں اب مزار پاک بنایا گیا ہے تشریف فرما تھے خط مولانا عبدالوحید نے سنایا۔ مضمون یہ تھا:

سیدی مولائی مدّظلہ العالی سلام مسنون مولانا محمد صاحب لائل پوری بنگال سے واپسی پر میرے پاس بارہ روز ٹھہرے میرے لڑکوں اور لڑکیوں کو ان سے عقیدت ہوگئی ہے ڈاکٹر شنکر داس صاحب روزانہ ان کی خدمت میں بیٹھتے تھے جب مولانا چلے گئے تو ڈاکٹر صاحب آئے بہت افسوس کیا کہ مولانا بہت جلدی ہی چلے گئے میں نے کہا کہ ان کو حضرت اقدس مدّظلہ العالی نے بلاوا بھیجا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کہا کرتے ہیں کہ جیسا ان کا چہرہ نورانی ہے دل بھی نورانی ہوگا۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی بھی مولانا سے ملنے دیوبند سے آئے تھے، مولانا عبدالسبحان بھی ان کو اپنی مسجد میں لے گئے تھے والسلام۔ حبیب الرحمٰن دہلی کوچہ رحمان 15 رفروری 1953ء میں پہلے تو مولانا کو اپنا رشتہ دار سمجھتا تھا مگر اب محبت ہوگئی۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا سفر لکھنؤ:

ایک دفعہ موسم سرما تھا غالباً دسمبر کا مہینہ تھا میں حاضر ہوا بہت خوش ہوئے حضرت کے ہاں ماء اللحم آیا ہوا تھا وہ مجھے عنایت فرمایا مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ صاحبان بھی آئے ہوئے تھے۔ بھائی محمد اسماعیل لدھیانوی بعد میں مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے۔ لکھنؤ حضرت کو لیجانے پر اصرار ہوا۔ ادھر ہمارے ساتھی پنجاب کے لیے مُصر تھے حضرت نے مجھے رات کو بلا کر فرمایا کہ لکھنؤ میری جگہ آپ جاؤ عبدالجلیل

اور عبدالوحید اور اسماعیل بھی آپ کے ہمراہ جائیں گے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا اصرار ہے ضرور جانا چاہیے اور (مولانا مسعود علی رحمۃ اللہ علیہ) آزاد صاحب بھی خدمت کے لیے ہمراہ ہونگے پھر آزاد صاحب کو بلا کر تاکید کی دیکھنا اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ تو پہلے تشریف لے گئے مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ساتھ چلنے کے لیے رہ گئے اور چار روز رہنا قرار پایا میں نے عرض کی میں تو زیارت کے لیے حاضر ہوا تھا حضرت کے پاس ہی رہنا چاہتا تھا فرمایا یہ بھی میرے ہی پاس ہو۔ کوئی دور تو نہیں ہو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی ان شاء اللہ راحت ہی رہے گی۔

چنانچہ سفر طے ہو گیا آزاد صاحب ہمراہ چلے لیکن ریل میں جتنا آرام مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے ملا، وہ مدت العمر نہیں بھولوں گا۔ مولانا نے احقر کے لیے سیکنڈ کا ٹکٹ لیا اور خود بھی میرے پاس بیٹھے اور مراد آباد سے گاڑی لکھنؤ کے لیے تبدیل کی عشاء کی نماز باجماعت ہم نے پڑھ لی کھانا مولانا نے بڑا پرتکلف کھلایا لکھنؤ آیا تو دوسروں کے لیے رکشہ تھا اور احقر کے لیے آرام دہ تانگہ منگایا ہم پہنچے تو مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ہی شفقت فرمائی کھانے پر اور بھی بہت سے معززین کو مدعو کیا جاتا رہا عصر کے وقت مجلس ہوتی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی مولانا ڈاکٹر عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند سے جو بڑے بزرگ اور کم گو تھے بڑے عالم تھے علومِ جدیدہ اور قدیمہ کے ماہر تھے ملاقات ہوئی پہلے تو ان کے مکان پر گئے اتنی شفقت فرمائی کہ میں اس لائق کہاں تھا پھر روزانہ نماز ظہر میں تشریف لاتے رہے اور مغرب پڑھ کر جاتے تھے مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز عصر مجلس کا خاص اہتمام کرتے تھے اور مجھے شفقتاً فرماتے کہ آج کی مجلس تو بالکل حضرت کی مجلس تھی بھلا احقر کہاں اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کہاں۔

ڈاکٹر زین العابدین صاحب بھی دونوں وقت کھانے پر تشریف لاتے بڑے بے تکلف اور پُر رعب تھے ان کے صاحبزادہ صاحب بیمار تھے ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ تو اس کو دم کر دے اور وہ بھی بڑے فاضل تھے مجھ سے پڑھنے کے متعلق دریافت فرماتے تھے اور اپنی کیفیت بیان فرماتے تھے مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر گوشت لاتے اور دستر خوان پر مع صاحبزادہ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب سلمہٗ کھانے میں شریک ہوتے جتنا وقت لکھنؤ میں گذرا وہ مغتنمات (یعنی غنیمت ہے) زندگی میں سے سمجھتا ہوں مولانا عمران رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم بالکل قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند کے ہم شکل ہیں وہ تو ہر وقت موجود رہتے تھے ایک دفعہ کھانے پر بھی مدعو کیا سب حاضر ہوئے دار العلوم کی زیارت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی ہر کمرہ میں لے جاتے اور کافی وقت لگا کر سیر کرائی سب کیفیات بیان فرماتے مسجد کی بھی زیارت کی اور پھر ہوسٹل میں حاضری ہوئی بڑے بڑے بورڈ آویزاں ہیں ایک پر ہندوستان کے محدثین کے اسماء گرامی لکھے ہوئے ہیں ایک پر کتب مطالعہ، دوکوتو میں نے پڑھا حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات ہدیۃً عنایت فرمائیں فیصلہ کن مناظرہ ردِّ بریلویت میں اور معاف الحدیث جلد اول بڑی عمدہ کتابیں ہیں۔

واپسی ہوئی تو سب ہی حضرات اسٹیشن تک سوار کرانے آئے رات کی گاڑی جو دہلی کو جاتی ہے مراد آباد سے خورجہ گلاوٹی غازی آباد ہوتے ہوئے دہلی پہنچے وہاں سے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا تار آیا تھا کہ مجھے مل کر جانا لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ رائے پور حضرت اقدس مدظلہٗ کی خدمت میں تشریف لے گئے ہیں کھانا صبح کا دہلی میں ہی مولانا کے در دولت پر کھایا پھر فوراً

روانگی سہارنپور کے لئے ہوگئی میں دیوبند اتر گیا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جانا تھا وہاں ایک رات رہا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری ہوئی، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر بھی حاضر ہوا درس میں بھی بیٹھا مہتمم صاحب کی زیارت ہوئی مولانا سید مبارک علی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے بڑا ہی اکرام فرمایا اور کھانے پر مدعو فرمایا اگلے دن ظہر پڑھ کر گاڑی سہارنپور روانہ ہوئی صاحبزادہ محمد ازہر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد انظر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سوار کرانے اسٹیشن تک تشریف لائے جب میں بہٹ پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت اقدس یہاں تشریف لا چکے ہیں مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور مصافحہ فرماتے ہوئے دریافت فرمایا کہ تجھے اس سفر میں کسی قسم کی تکلیف تو نہیں ہوئی، عرض کیا عین راحت رہی ہاں اس قصبہ میں داخلہ ہوتے ہی طبیعت قے کی طرف مائل ہوگئی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ مسعود صاحب سے فرمایا کہ چائے مولانا کو پلاؤ چائے بعد عصر پی لی طبیعت فوراً بحال ہوگئی بکثرت مہمان تھے پھر سہارنپور تشریف لے آئے حضرت شیخ الحدیث کے پاس ایک شب مہمان ہوئے حکیم عبدالرشید صاحب بھی بریلی سے تشریف لے آئے تھے وہ مجھے مل کر بہت خوش ہوئے پھر شیخ الحدیث مدظلہ العالی کے ساتھ مبانی الاخبار شرح معانی الآثار للطحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی، رات کو کوئی ڈیڑھ بجے فرنیٹر میل سے سوار ہوئے بھائی محمد اسماعیل لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ٹکٹ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے پر خرید لیا تھا، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ والے ڈبہ میں مجھے بھی سعادت سفر کرنے کی نصیب ہوگئی۔ صبح کی نماز باجماعت گاڑی میں ادا فرمائی ہے، فرمایا کہ جماعت میں امام بن اور نماز پڑھا پھر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ہنستے ہوئے ہمارے ساتھ باتیں فرماتے ہوئے لدھیانہ اسٹیشن پر پہنچے میں نے عرض کیا کہ کبھی ہم یہاں اترتے تھے اور ملاں پور کو جاتے

تھے رائے کوٹ کا یہی اسٹیشن تھا۔

اِذَا النَّاسُ نَاسٌ وَالزَّمَانُ زَمَانٌ۔

''اس وقت لوگ لوگ تھے اور زمانہ زمانہ تھا۔''

اب کچھ بھی نہیں رہا

خواب و خیال ہی ہوگیا

كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحُجُوْنِ اِلَى الصَّفَاءِ

اَنِيْسٌ وَلَمْ يُسْمِرْ بِمَكَّةَ سَامِرٌ

''گویا کہ حجون سے لے کر صفا تک کوئی انیس نہیں تھا اور مکہ میں کوئی قصہ سنانے والا قصہ گو نہیں تھا۔''

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے آہ بھری اور حضرت منشی رحمت علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی موت کا واقعہ سنایا اور آنسو آ گئے فرمایا کَاَنْ لَّمْ يَكُنْ ہی ہوگیا۔

خاندان حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ میں عزیز داری:

ایک دفعہ حضرت نے فرمایا، یہ تحدیثِ نعمت کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے میرے ساتھ محبت کی ہے کسی نے نہیں کی انیس الرحمٰن جب اس کا رشتہ پہلا ٹوٹ گیا مولانا عبداللہ صاحب کے گاؤں میں پڑھاتے تھے کوئی ماسٹر صاحب تھے غالباً رحمت علی نام تھا جب انہوں نے جواب دیدیا جالندھر میں جب آپ سے بات ہوئی تو آپ کی زبان سے یہی نکلا لڑکی ہی حضرت اقدس کی ہے جیسا چاہو کرلو جب چاہو تو نکاح کردونگا پھر آپ نے ایسا ہی کیا جیسا میں کہتا رہا وہی کر دکھایا لیکن بعد میں ہمارا بھی جی بیٹھ گیا جب ان کا برتاؤ دیکھا مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا خط میرے پاس دھرم سالہ جیل سے آیا کہ میں بہت خوش ہوں مولانا محمد صاحب نے بالکل سنت کے مطابق کیا کوئی رسم نہیں کی کہ اس نے تو

احسان کے نیچے دبا دیا میں نے لکھا کہ رشتے کہاں رہتے ہیں۔ اب اگر قدردان ہوں گے تو کبھی نہ بھولو گے۔ دوسرا مولانا عبدالجلیل کا نکاح جب اس کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور میں نے ملتان میں سیر میں چلتے وقت جب تذکرہ کیا اور نکاح کا پیغام دیا تو فوراً بغیر چوں وچرا کے تیار ہو گئے فوراً ہی جب ہم لائل پور پہنچے تو نکاح کر دیا اور ہمارے ساتھ ہی رخصت فرما دیا۔ گھر ہی سے سب کچھ کرا دیا۔ اور یہاں بھی چھوارے گھر ہی سے دیدیئے ماشاء اللہ علماء کو اس سے سبق لینا چاہیے اگر عبدالجلیل میں میں ذرا بھی دیکھتا تو آپ کو کبھی تکلیف نہ دیتا یہ خیال کر کے کہ آپ سے ماشاء اللہ یگانگت کا معاملہ ہے۔ سوال کر دیا جس کو آپ نے گرنے نہیں دیا۔ اسی کو حقیقت میں فنائیت کہتے ہیں۔ ڈھڈیاں سے تمام لڑکیاں آپ کے گھر کو اپنا گھر سمجھتی ہیں جب آپ کے ہاں آتی ہیں سب بے تکلف رہتی ہیں آپ کے گھر سے بھی ماشاء اللہ بہت ہی عقلمند معاملہ فہم آپکی فرمانبردار ہیں ورنہ عورتوں کا معاملہ بہت ٹیڑھا ہوتا ہے میں نے ان کے سامنے اس لیے بات کی تھی کہ وہ شاید نہ مانیں گے لیکن میری مسرت کی انتہا نہ رہی جب ان کو آپ سے بھی آگے آگے پایا۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہماری کوئی ذات نہیں خبر نہیں ہم کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہاں بھی یہی معاملہ ہے ذات پات کا سوال میں نے ختم کر دیا۔

وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ ؕ

(سورۃ البقرۃ:۲۲۱)

''اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے، مشرک سے اگرچہ وہ تمہیں اچھا لگے۔''

قرآن مجید نے تو صرف ایمان کو لیا ہے باقی سب کچھ یوں ہی ہے کوئی ہزار ہا بار تذکرہ فرماتے کہ اس کا میرے پر بڑا احسان ہے۔ میں مجلس میں ہوتا تو

گھڑوں پانی پڑ جاتا میں کیا چیز ہوں سب حضرت ہی کی برکت سے ہوگیا۔

حنفیہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز نہیں:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ امرتسر میں مولانا محمد یعقوب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تشریف فرما تھے، مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء حاضرِ خدمت تھے۔ مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے متصل ہی مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کا مکان تھا وہاں بھی تشریف لے گئے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت اکرام سے پیش آئے احقر بھی ہمراہ تھا دوپہر کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمانے لگے تو احقر حضرت اقدس کے پاؤں دبانے لگا اتنے میں محمد یوسف خاں رحمۃ اللہ علیہ (۱) نورارتھ والے بھی آگئے اور مولانا عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت کے خادم آگئے خاں صاحب اپنے تایا صاحب کی باتیں کرنے لگے کہ وہ بریلوی ہیں لیکن ان کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ہے مجھ سے ناراض رہتے ہیں کہ تُو بیعت ہوکر گاؤں میں جمعہ چھوڑ بیٹھا ہے، خان محمد یوسف خاں رحمۃ اللہ علیہ نورارتھ والوں نے پوچھا کہ: کیا گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کی طرف اشارہ کیا کہ: ان سے پوچھو، میں بھی سن لوں گا۔ احقر نے عرض کیا: علمائے دیوبند اور سہارن پور تو گاؤں میں پڑھتے نہیں، کیونکہ ان کے نزدیک گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں، مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ پہلے گاؤں میں پڑھ بھی لیتے تھے پڑھا بھی دیتے تھے، مگر جب سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قدوری نکال کر "وَلَا يَجُوْزُ فِي الْقُرٰى" (اور بستیوں میں جائز نہیں ہے) دِکھادیا، مولانا کی سمجھ میں بات آگئی، اس کے بعد چھوڑ دیا۔ میرے والد ماجد (حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ) جب حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت مولانا

(۱) رئیس نورارتھ ضلع پاکپتن، خلیفہ ومیزبان حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۸ھ۔ 1997ء)

رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھئی میں حنفی ہوں اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں۔ والد صاحب نے واپس آکر گاؤں میں جمعہ پڑھانا ترک کردیا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ''اَوْثَقُ الْعُرىٰ'' اسی موضوع پر ہے، ایک غیر مقلد نے اس کا رَدّ لکھا تھا، اس کا جواب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ''اَحْسَنُ الْقِرىٰ'' کے نام سے لکھا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ''اَلْقَوْلُ الْبَدِيْعُ فِيْ اِشْتِرَاطِ الْمِصْرِ لِلتَّجْمِيْعِ'' ہے، مسئلے کا خوب حل فرمایا ہے۔

اس میں احمد رضا خاں اور محمد سلیمان شاہ پھلواری کے بھی دستخط ہیں، حضرت مولانا ظہیر احسن شوق نیموی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اس میں درج ہے ایک رسالہ ''جَامِعُ الْآثَار'' مولانا نیموی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے پھر اس کا رد کسی غیر مقلد نے لکھا تھا ''لَامِعُ الْاَنْوَار'' بھی حضرت نیموی کا رسالہ ہے۔ ''عَلَمُ الْهُدىٰ'' احمد رضا خاں نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے تحقیق خوب کی ہے دراصل اپنے ہی دل میں چور ہوتا ہے، ورنہ کوئی بات نہیں ہوتی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دفعہ دیوبند تشریف لے جاتے وقت لدھیانہ کے اسٹیشن پر کسی نے مسئلہ پوچھا فرمایا حنفی مسلک کو حدیث کے اعتبار سے ترجیح ہے یہی قوی معلوم ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں جمعہ ادا نہیں فرمایا، حالانکہ جمعہ کی فرضیت مکہ مکرمہ میں نازل ہو چکی تھی کفار کا غلبہ تھا مکہ میں ادا کرنے کی کوئی صورت نہ تھی حافظ نے فتح الباری میں یہی تحقیق کی ہے ''اَوْثَقُ الْعُرىٰ'' میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔

نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قبا میں جمعہ ادا ہوتا تھا نہ عوالی میں جمعہ ہوتا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَ الْعَوَالِيْ۔ (۱)

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۲۳ باب من این تؤتی الجمعة و علی من تجب

''لوگ ارد گرد کی چھوٹی بستیوں سے مسجد (نبوی) کی طرف جمعہ کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں باری باری آیا کرتے تھے۔''

اور بخاری شریف میں ہے:

قَالَ عَطَاءٌ اِذَا كُنْتَ فِي قَرْيَةٍ جَامِعَةٍ فَحَقٌّ عَلَيْكَ اَنْ تَشْهَدَهَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ اَوْ لَمْ تَسْمَعْهُ۔ (۱)

''عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب آپ قریہ جامعہ میں ہوں تو تیرے اوپر لازم ہے کہ آپ جمعہ میں حاضر ہوں آپ نے اذان سنی ہو یا نہیں۔''

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ مَا الْقَرْيَةُ الْجَامِعَةُ؟ قَالَ ذَاتُ الْجَمَاعَةِ ...... وَالدُّوْرِ الْمُجْتَمِعَةِ ...... اَلْاٰخِذُ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ مِثْلَ جِدَّةَ۔ (۲)

''میں نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے کہا قریہ جامعہ کیا ہے آپ نے کہا جس میں بہت سے گھر ہوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے جیسے جدّہ۔''

جدہ کی مثال سے واضح فرمادیا کہ قریہ جامعہ کیا ہوتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں ہے:

اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ

---

(۱) بخاری ج۱ ص۱۲۳ باب من این تؤتی الجمعة و علی من تجب

(۲) مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۱۶۸ باب القری الصِّغار

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ۔ (۱)

''اور جمعہ مسجد نبوی کے بعد جو پڑھا گیا وہ جواثٰی میں تھا جو بحرین کا ایک شہر تھا۔''

حالانکہ ۸ھ تک کثیر بستیاں فتح ہو چکی تھیں۔ ۸ھ میں پہلا جمعہ جو انہوں نے پڑھا وہ جواثٰی میں تھا۔ جواثا بحرین کا ایک شہر تھا اب بھی اس کے آثار دیکھے جاتے ہیں۔ چودھری شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ چک ۲۵۷ کوٹ بادل خاں والے ضلع لائل پور جو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں انہوں نے احقر کے نام بڑا تفصیل سے خط لکھا ہے کہ آج ہم ایک بستی کی سیر کو گئے جو بحرین کے علاقہ میں ہے کئی میلوں تک اس کے آثار چلے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے یہ ایک بڑا شہر قدیم زمانہ میں تھا، علامہ یاقوت حموی اپنے جغرافیہ میں فرماتے ہیں: هِيَ حِصْنٌ بِالْبَحْرَيْنِ یہ بحرین میں ایک قلعہ تھا۔

اور یہ بھی کہ وہاں چار ہزار وہ لوگ تھے جو بھرتی ہو سکتے تھے بوڑھے بچے عورتیں ملا کر تو بارہ ہزار بن جاتے تھے جب مسیلمہ کذاب سے لڑائی ہوئی اور مسلمان قلعہ میں محصور ہو گئے تو ایک شاعر کہتا ہے!

اَلاَ اَبْلِغْ اَبَا بَكْرٍ رَسُوْلاً
وَفُتْيَانُ الْمَدِيْنَةِ اَجْمَعِيْنَا
فَهَلْ لَكُمْ اِلٰى قَوْمٍ كِرَامٍ
وُقُوْفاً فِيْ جُوَاثَا مُحْصِرِيْنَا

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۲۲

كَانَ دِمَاءُهُمْ فِيْ كُلِّ فَجٍّ
دِمَاءُ الْبَدَنِ يُغْشِي النَّاظِرِيْنَا

''خبردار! ابوبکر کو قاصد روانہ کیجیے اور مدینہ کے تمام جوانوں کو، کیا تمہارے لیے رغبت ہے ایک معزز اور شریف قوم میں جنہوں نے جواثا میں اقامت اختیار کی ہے گویا کہ ان کے خون ہر گلی میں ان کے بدن کے خون دیکھنے والوں پر بے ہوشی طاری کرتا ہے۔''

دوسرا شاعر کہتا ہے!

وَالْمَسْجِدُ الثَّالِثُ الشَّرْقِيُّ كَانَ لَنَا
وَالْمِنْبَرَانِ وَفَصْلُ الْقَوْلِ بِالْخُطَبِ
يَوْمٌ لَا مِنْبَرَ لِلنَّاسِ نَعْرِفُهٗ
اِلَّا بِطَيْبَةٍ وَالْمَحْجُوْجُ ذَا الْحَجَبِ

''ہمارے لیے ایک تیسری مشرقی مسجد تھی اور منبر تھا اور فیصلہ کن خطبے تھے، ان دنوں میں جہاں لوگوں کے لیے منبر نہیں تھا جس کو ہم جانتے مگر صرف مدینہ میں منبر تھا اور مکہ میں تھا جہاں پر حج ہوتا ہے یعنی میرے گاؤں میں خطبہ جمعہ ہوا کرتا تھا جن ایام میں مکہ اور مدینہ کے علاوہ کسی اور جگہ جمعہ و خطبہ نہیں تھا۔''

میں وہاں کا رہنے والا ہوں جہاں جمعہ ہوتا تھا جب کہ کعبہ شریف اور مدینہ منورہ کے سوا کہیں جمعہ نہیں ہوتا تھا، امرأ القیس زمانہ جاہلیت میں شکار کی کثرت کو بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ ہم شام کو اس طرح لوٹے کہ گویا ہم جواثا سے آرہے ہیں، جواثا بڑی منڈی تھی کھجوروں کی۔

وَ رُحْنَا كَانَا مِنْ جُوَاثَا عِشِيَّةٍ
نِعَالُ النِّعَاجِ بَيْنَ عَدْلٍ وَمُحْقِبِ

''ہم جواثا سے شام کے وقت لوٹ کر آئے بکریوں کو لے جارہے تھے محقب اور عدل مکان کے درمیان۔''

قبا کوئی معمولی بستی نہ تھی بلکہ اچھی خاصی تھی جس میں چودہ شب قیام کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی رفتار اور سرگرمیوں اور حملہ کو دیکھ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے کہ دیکھیں کفار کیا کرتے ہیں اسی لیے تو قبا سے تسلی کے ساتھ تشریف لے گئے پیر کے روز مدینہ منورہ میں داخلہ ہوا حاکم نے فرمایا ہے:

تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ اَنَّ خُرُوْجَهٗ مِنْ مَّكَّةَ كَانَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَدُخُوْلَ الْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ۔ (۱)

''اس بات میں اخبار متواترہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلنا مکہ سے پیر کے دن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ میں داخل ہونا بھی پیر کے دن تھا۔''

احقر حضرت کو سنا رہا تھا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یوسف خاں (رحمۃ اللہ علیہ)! اب مسئلہ سمجھ گئے؟ ماشاء اللہ مولانا نے خوب یاد کر رکھا ہے ماشاء اللہ مولانا نے خوب بیان فرمایا، فرمایا ہم تو اپنے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھتے۔

ذکرِ جہر کے بارے میں حضرت مولانا محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

ایک دفعہ جبکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے دریافت فرمایا کہ: حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ذکرِ جہر کے متعلق کیا فرماتے تھے؟ میں نے عرض کیا: فرماتے تھے:

---

(۱) تفسیر مظہری ج ۴ ص ۲۱۹

آیتِ مبارکہ ''وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴿۲۰۵﴾ (سورۃ الاعراف:۲۰۵)'' سے دو طرح کے ذکر کا جواز نکلتا ہے، ایک سری، ایک جہری جو کہ چیخ کر کرنے سے ذرا کم ہو، دون بمعنی کم، یعنی بہت زیادہ چیخ پکار کے ساتھ نہ ہو۔ الغرض کسی طرح بھی ذکر کرے، غافل نہ ہو۔ یہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات القرآن میں بھی لکھا ہے۔ حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے کہ حضرت! یہ عقدہ تو حل ہو گیا، مجھے کوئی دلیل ذکرِ جہر کے بارے میں نہ ملتی تھی، آج الحمدللہ مل گئی۔ غرضیکہ دونوں طرح کا ذکر ثابت ہو گیا کسی پر اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا تھا جو کہ پہلے گذر چکا۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی عنایات:

ایک دفعہ فرمایا کہ میں جو کچھ دیا کروں تو انکار نہ کیا کر، میں اپنی طرف سے کچھ نہیں دے سکتا اس طرف سے ہی ہوتا ہے ایک دفعہ انبالہ مجھے ساتھ لے آئے میں انہی کپڑوں میں چلا آیا حافظ عزیز الرحمٰن سلمہ بڑا لڑکا ساتھ تھا جمعہ کی نماز کے بعد کچھ بیان بھی کیا مغرب کے قریب گاڑی لدھیانہ جانی تھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ خود پیدل اسٹیشن تک تشریف لے آئے ٹکٹ کا کرایہ عنایت فرمایا میں نے لینے سے انکار کیا کہ میرے پاس بہت ہیں اس وقت فرمایا لینے سے انکار نہ کیا کر سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہی دل میں ڈالتا ہے پھر ایک اور ساتھی کو اشارہ فرمایا کہ ٹکٹ خرید لینا اس کا بھی لے آئیو۔

ایک دفعہ مسوری پہاڑ پر حافظ شاہ مسعود کے ہاں مہمان تھے احقر بھی رائے کوٹ سے حاضر ہو گیا چوھدری عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اس کی خدمت کرتے جائیو، چوھدری صاحب نے ماشاء اللہ مجھے لدھیانہ کے اسٹیشن تک خوب

آرام پہنچایا تقسیم ملک سے قبل تقریباً ہر رمضان میں میرا معمول رہا کہ حضرت کے ہاں رائے پورے دو ماہ قیام کرتا تھا ساتھ کسی لڑکے کو بھی لے جاتا۔ عزیز الرحمٰن سلمہ نے اسی سال قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تراویح تو مسجد میں ادا فرماتے پھر عزیز الرحمٰن سلمہ حضرت کو کوٹھی میں سناتا نوافل میں، حضرت کی چارپائی قریب ہی ہوتی حضرت لیٹ کر سنتے اور حفاظ کو تاکید فرماتے کہ توجہ سے سنتے رہیں جب واپسی ہوئی تو نہایت ہی شفقت سے مصافحہ فرمایا اور حجرے سے باہر تشریف لائے عزیز الرحمٰن سلمہ کو فرمایا ماشاء اللہ خوب رہا اس کو رہنا کہتے ہیں، یہ بچہ ہونہار ہے اونچی نظر کرنا تو جانتا ہی نہیں۔ لدھیانہ میں ایک بار تشریف رکھتے تھے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ عزیز الرحمٰن حافظ ہے؟ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ ہے اور خوب پکے حافظوں میں سے ہے۔

روزہ میں سیّال دوا آنکھوں میں ڈالنا جائز ہے:

احقر محمد (حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ) رمضان المبارک میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رائے پور حاضر تھا، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ مفتیٔ سہارن پور بھی تشریف فرما تھے، نیز دُوسرے بہت سے علماء کا مجمع تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رمضان شریف میں آنکھ میں دن کے وقت سیال دوا ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہوگیا، کوئی جائز کہتا تو کوئی ناجائز۔ احقر نے عرض کیا: ناجائز ہونے کی تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ دُوسرے روز صبح مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہوئے مجھے فرمایا: آپ یہ مسئلہ فتاویٰ عالمگیری اور ہدایہ میں سے دیکھ کر بتائیں۔ احقر نے دونوں کتابوں میں سے مسئلہ نکال کر پیشِ خدمت کیا، ہر دو نے جائز لکھا تھا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

ضأن کی تحقیق:

ایک دفعہ جبکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ڈھڈیاں میں قیام پذیر تھے، حضرت مولانا عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ جھاوریاں سے تشریف لائے تھے، مولانا موصوف بڑے فاضل تھے اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور مولانا محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ جھاوریاں والوں کے شاگرد تھے، روزانہ طلباء کو سبق پڑھا کر جھاوریاں سے ڈھڈیاں مغرب کے وقت آجاتے تھے، انہوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ: جو فقہاء ضأن کو جائز کہتے ہیں اس سے مراد دُنبہ ہے، ضأن دُنبے کو کہتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو آواز دی، حاضر ہوا تو فرمایا: ضأن کے متعلق کچھ تازہ دیکھا ہوا یاد ہے؟ میں نے عرض کیا: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ میش کیا ہے اور شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھیڑ کیا ہے، اور شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بھیڑ ہی کیا ہے، اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترجمہ بھیڑ ہی کیا ہے اور صراح بہت قدیم لغات کی کتاب ہے، اس میں ضأن کا ترجمہ کیا گیا ہے: ''مالہٗ صوف'' اور ''مَعْز'' کا ترجمہ کیا ہے: ''مالہٗ شعر'' مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ صراح کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے، اسی کو معتبر مانتے تھے، اس سے تو یہی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص بھیڑ بھی سال سے کم کی قربانی میں ذبح کردے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے، حدیث میں آتا ہے کہ دُم تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو تو ناجائز ہے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارے ایک دُنبے کی چکی کو بھیڑیا زخمی کرگیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ حرج نہیں، ان صحابی رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ یہ بھی ایک قسم کی دُم ہی ہے اور بھیڑ بھی دُنبے ہی کی قسم ہے۔ میں نے یہ مسئلہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پوچھا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: جائز ہے، مولانا عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سمجھ میں بات آگئی اور اپنی تحقیق سے رُجوع کرلیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی خوش ہوگئے۔

''اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ'' کا مطلب

حکیم اسماعیل صاحب نے لاہور سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا کہ آیت مبارکہ ''اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ط (سورۃ الاحزاب:۷۲)''

''ہم نے آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر (خلافت ارضی کی) امانت پیش کی تو سب نے اس ذمہ داری سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اپنے ذمہ لے لیا وہ بیشک بڑا ناترس اور نادان ہے۔''

اس میں امانت سے کیا مراد ہے؟ حضرت نے اپنی تحقیق ان کو لکھوادی، پھر لاہور تشریف لے گئے، احقر بھی حاضر ہوا تو حکیم صاحب کے خط کا ذکر کیا، احقر نے عرض کیا کہ: فیض الباری شرح بخاری میں حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے امانت کو امانت ہی کے معنی میں لیا ہے، اور یہ ترجمہ کیا ہے: ''انسان نے ذمہ داری اپنے اُوپر لے لی اور سب مخلوق نے انکار کردیا اور ڈر گئے کہ ذمہ داری لیں'' یہی وجہ ہے کہ جو ذمہ داری کو نبھا گئے وہ پیغمبر برحق یا اُونچی شان کے اولیاء اللہ ہوئے، باقی کفار اور منافقین ہوئے، یا فساق وفجار۔

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر:

فرمایا: میاں عبدالرحیم سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ تھے، ہمارے حضرت کو اُن سے بڑی عقیدت تھی، بعض لوگوں کو حضرت میاں صاحب پر اعتراض تھا، وہ حضرت میاں صاحب کے انتقال کے بعد بھی ان کی شان میں کچھ نہ کچھ باتیں بناتے رہتے تھے، ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو نہایت رنج ہوا اور فرمایا: یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ ''اَلۡغِیۡبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا'' غیبت کا گناہ زنا سے بھی

زیادہ ہے، اور حدیث میں آیا ہے: ''أُذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ'' (أو کما قال) مرنے والوں کی خوبیوں کا ذکر کرو، کچھ خیال کرنا چاہئے۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب وقتِ وصال ہوا تو گھر کے لوگ جمع ہو گئے، حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی بچی روٹھ رہی تھی، گھر والوں نے عرض کیا: حضرت! اس کو تو منالیں یہ بگڑ رہی ہے، فرمایا: ہم نے اپنے رُوٹھے ہوئے کو منالیا ہے! اور کروَٹ لے لی اور واصل بحق ہو گئے، سبحان اللہ کیسی عالی شان موت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا:

ایک دفعہ فرمایا: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے آنکھیں بنوائیں، طبیب نے کہا کہ آپ رویا نہ کریں، حضرت نے چیخ ماری اور فرمایا: آنکھ کی خوبی ہی کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے نہ روئے، خدا کے خوف سے آسمان روتا ہے، زمین روتی ہے، پہاڑ روتے ہیں، آنکھیں بنیں یا نہ بنیں، میں رونا بند نہیں کر سکتا۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھے!

داند دلے کہ درد باو دادہ اند چیست
از خلق دُور رفتن و تنہا گریستن
نور آورد بہ سینہ و ظلمت رودز دل
آغاز صبح آخر شبہا گریستن

''(۱) دل جانتا ہے کہ اس کو کیا تکلیف ہے۔ وہ تکلیف مخلوق سے دُور بھاگنے کی اور تنہائی میں بیٹھ کر رونے کی ہے۔

(۲) صبح کے شروع میں اور رات کے آخری حصہ میں رونے سے سینہ میں نور آئے گا اور دل سے تاریکی دور ہو جائے گی۔''

احقر (محمد انوری) نے عرض کیا کہ عرفیؔ نے کہا ہے!

عرفیؔ اگر بہ گریہ میسر شدے وصال
صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

"عرفی اگر رونے سے محبوب حقیقی کا وصال حاصل ہوسکتا ہے
پھر تو اس تمنا میں سو سال تک رونا بھی آسان ہے۔"

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کرے تو کچھ نہیں اور روتا ہی رہے، فقط رونا کام نہیں آتا، ہاں! نماز میں روئے، دُعا میں روئے، جیسا کہ اولیاء اللہ روتے ہیں، اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے، یہ مفید ہوتا ہے، بعض باکمال باوجود عین وصول کے بھی روتے ہیں، اپنی اپنی طبیعتیں ہیں، حضرت مولانا محمد صاحب، مولانا عبداللہ فاروقی کے والد ماجد، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے عالی شان خلیفہ تھے، روتے روتے ان کی آنکھوں کے حلقوں کا گوشت گل گیا تھا، ایک شاعر نے کہا ہے!

بلبلے برگِ گل خوش رنگ در منقار داشت
و اندراں برگ و نوا خوش نالہ ہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل ایں گریہ و فریاد چیست
گفت مارا جلوۂ معشوق در ایں کار داشت

(حافظ شیرازیؔ)

"(۱) بلبل نے چونچ میں خوش رنگ پھول کی پتّی پکڑی ہوئی ہے۔ اور بلبل خود بھی خوش الحان اور سُریلی آواز والی ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ بلبل اس حال میں بھی زار و قطار رو رہی ہے۔ (۲) میں نے بلبل سے پوچھا کہ اس عین وصال کے وقت میں رونے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ معشوق

(پھول) کے دیدار نے ہی اس رونے میں لگا رکھا ہے۔"

بعضوں کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ پہلے تو خوب روتے ہیں، پھر رونا ختم ہوجاتا ہے، اور خاموشی اِختیار کرتے ہیں!

فروتنی است دلیل رسید گانِ کمال

کہ چوں سوار بمنزل رسد پیادہ شود

"آدمی کے اندر عاجزی اور تواضع کا ہونا یہ اس کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ جب سواری پر سفر کرتا ہوا سوار اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ پیدل چلتا ہے...... پہلے عین عروج میں تھے، پھر نزول ہوگیا اور رونا جاتا رہا۔"

خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر:

فرمایا: خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (۱) کے خلیفہ تھے، یہ نظامی سلسلہ ہے، اس میں قوالی سنتے ہیں، لیکن حضرت بہاولنگری (مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ: جب حضرت خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اِجازت دی اور اپنے وطن سیال شریف کو چلے تو جہاں سے گزرتے گئے لوگوں کا ہجوم ہوتا گیا، پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ انہی کے خلیفہ ہیں۔ خواجہ شمس الدین سیالوی اتنے محتاط بزرگ تھے کہ ایک دن قوال آئے کہ آپ کو قوالی سناتے ہیں تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: بھائی! اس حجرے میں تو میں کرنے نہیں دیتا، یہ تو میرے اللہ اللہ کرنے کا حجرہ ہے، کہیں باہر انتظام کیا گیا، وہاں آکر بیٹھے تو قوال طاؤس کو دُرست کرنے لگے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کیا

(۱) سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے مشہور باکمال بزرگ خلیفہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں (متوفی ۱۲۶۷ھ مدفون تونسہ شریف)

ہے؟ کہا: طاؤس ہے! حضرت رحمۃ اللہ علیہ فوراً اُٹھ گئے اور فرمایا: نہ بھئی! یہ تو دیوث ہے، ہمیں تو اللہ اللہ کرنے دو۔ پھر کس کی مجال تھی کہ قوالی کرتا اور سنتا۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

فرمایا: حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عشاق میں سے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بعض اوقات میں اپنے آپ سے تنگ آجاتا ہوں لیکن اے خسرو! تم سے دِل تنگ نہیں ہوتا، فرمایا: امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے!

نمی ندانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
مرا از آتشِ عشقِ تو دامن سوخت اے خسروؔ!
محمدؐ شمعِ محفل بود شب جائے کہ من بودم

"(۱) مجھے نہیں معلوم کہ کیسی منزل تھی جس جگہ کہ رات کو میرا پڑاؤ تھا۔ ہر طرف تڑپنے پھڑکنے کا رقص تھا جس جگہ کہ رات کو میرا پڑاؤ تھا۔ (۲) اے خسرو! میرا دامن تو عشق کی آگ سے جل گیا ہے۔ محفل کی شمع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جس جگہ کہ رات کو میرا پڑاؤ تھا۔"

فرمایا: یہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی معراج ہے، ان اَشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

فرمایا: حضرت سلطان جی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے محبت تھی، مگر حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین ہوئے۔

ایک غزل بھی حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے، وہ یہ ہے:

بے کارم و باکارم چوں مُد بحساب اندر
می گریم و می خندم چوں طفل بخواب اندر
در حکمت و در منطقِ جز عشق نہ فہمیدم
چنداں کہ نظر کردم شبہا بکتاب اندر
اے زاہدِ ظاہر بین از قرب چہ می پُرسی
او در من و من در او چوں بُو گلاب اندر
در سینہ نصیرالدینؔ جز عشق نمی گنجد
ایں طرفہ تماشا بین دُر بحَباب اندر

"(۱) میں نکمّا بھی ہوں اور کارآمد بھی ہوں جیسے وزن کرنے کے لئے کلو کا باٹ۔ میں روتا بھی ہوں اور ہنستا بھی ہوں جیسے بچہ کہ وہ خواب میں روتا بھی ہے اور ہنستا بھی ہے۔(۲) فلسفہ اور منطق میں مجھے عشق کے سوا کچھ سمجھ نہیں آیا۔ میں نے راتوں کو کتاب کے اندر جتنا بھی غور وخوض کیا۔(۳) اے حقیقت سے ناواقف زاہد تو محبوب کے قرب کے متعلق کیا پوچھتا ہے۔ بس یوں سمجھ لے کہ وہ مجھ میں اور میں اس میں جیسے گلاب کے اندر خوشبو ہوتی ہے۔(۴) نصیرالدین کے سینہ میں عشق الٰہی کے سوا کچھ نہیں سماتا۔ یہ عجیب تماشا بھی دیکھو کہ موتی پانی کے بلبلے کے اندر ہے۔"

ڈھڈیاں کا قیام اور اَشعار کا سننا:

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ جب ڈھڈیاں تشریف لے جاتے تھے تو طبیعت مبارک بہت کھلتی تھی، میں بعد نمازِ عشاء دُرود شریف زیادہ پڑھتا تھا، ذرا دیر سے

حاضری دیتا تھا، میاں اِمام الدین رحمۃ اللہ علیہ رشتے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ہوتے تھے، سب لوگ ان کا ادب کرتے تھے، وہ حضرت اقدس کے بچپن کے ساتھی تھے، قرآن مجید اِکٹھے پڑھا کرتے تھے، بعد از عشاء جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ لیٹ جاتے تھے تو وہ پنجابی کی نظمیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کرتے تھے، علی حیدرؒ کی سی حرفی، ہدایت اللہؒ کی سی حرفی، مولانا محمد علی مکھڈیؒ کی سی حرفی، وارثؒ شاہ کی ہیر اور کئی دُوسری منظوم کتابیں ان کو حفظ یاد تھیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اَشعار:

ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: یہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا کلام ہے، یہ اَشعار حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا سنائے۔

فِيْنَا رَسُوْلُ اللهِ يَتْلُوْا كِتَابَهٗ
إِذَ انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ

''ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہے جب صبحِ صادق ہوتی ہے۔''

أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا
بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنْ مَا قَالَ وَاقِعٌ

''ہمیں ہدایت سکھائی جب ہم اندھے تھے، پس ہمارے دِل اس پر یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ واقع ہونے والا ہے۔''

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ
إِذَ اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

''رات بھر اس کا پہلو بچھونے سے دُور رہتا ہے، جبکہ خواب

گا ہیں مشرکین کو بوجھل کر دیتی ہیں۔''

رَدِّ قادیانیت:

آخر عمر میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو رَدِّ مرزائیت کی طرف بڑی توجہ ہوگئی، مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ (۱) جن کو قادیانیوں اور لاہوری قادیانیوں کی کتابیں ازبر یاد تھیں، بلاکر مباحث سنتے، اسی طرح مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ (۲) کو بلاوا بھیجتے اوران سے قادیانیوں سے کئے گئے مناظروں کی رُوئیداد سنتے۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''شہادت القرآن'' (جو قادیانیت کے رَدّ میں ہے) کو بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اِس کو دوبارہ طبع کرانے کے بڑے متمنی تھے، آخر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے اس کتاب کی دوبارہ اشاعت ہوگئی اور اہلِ علم کو ایک علمی خزانہ ہاتھ آ گیا۔ مولانا سیّد ابوالحسن علی دام فضلہم کو بھی متوجہ کیا، چنانچہ انہوں نے بھی رَدِّ قادیانیت میں ایک کتاب عربی میں اور ایک اُردو میں لکھی۔ علماء جو آپس میں اُلجھتے رہتے ہیں اس سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا صدمہ ہوتا تھا، ان اَبحاث میں حضرت نہیں پڑتے تھے بلکہ اہم کام رَدِ مرزائیت کو قرار دیتے تھے، جیسا کہ آخری عمر کا معتد بہ حصہ حضرت علامہ محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا رَدِّ قادیانیت میں صَرف ہوا، اور آپ نے ''عقیدۃ الاسلام''، ''تحیۃ الاسلام''، ''صدع النقاب''، ''خاتم النبیین''، ''اکفار الملحدین'' وغیرہ کتابیں لکھیں اور مرزائیت کا رَدّ کیا، علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ان رسائل کی بڑی تعریف کی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

---

(۱) جو فاتح قادیان کے لقب سے مشہور ہیں (متوفی رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ۔ اگست 1980ء)

(۲) تحریک ختم نبوت کے مشہور مبلغ بیعت کردہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۳ھ۔ 1973ء) مدفون دین پور ضلع خانپور

ختم نبوّت پر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر:

غالباً نومبر 1959ء لاہور میں حاجی متین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹھی پر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ[1] بھی اس مجلس میں تشریف فرما تھے، حضرت اقدس نے احقر سے فرمایا کہ ختم نبوت کے متعلق اگر کوئی تقریر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد ہو تو سناؤ، میں نے عرض کیا تقریریں تو بہت سی ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

(سورۃ الاحزاب:۴۰)

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مہر ہیں سب نبیوں کے۔ اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔"

اس پر بھی ایک تقریر طویل آپ نے کی تھی، اب میں ایک اور تقریر سناتا ہوں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ

---

(۱) مشہور بین الاقوامی علمی شخصیت مصنف کتب کثیر خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۰ھ، 1999ء)

بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَ اَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰلِكُمۡ اِصۡرِىۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ ۝۸۱ (سورۃ آل عمران:۸۱)

''جب لیا اللہ تعالیٰ نے عہد انبیاء کرام علیہم السلام سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتادے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کرلیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کرلیا وہ بولے ہم نے اقرار کرلیا۔ فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔''

نبوت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا، اس کو حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں رکھ دیا، اور حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں منحصر کردیا...... وَجَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالۡكِتَابَ ...... پھر اس کی دو شاخیں کردیں، ایک بنی اسرائیل، چنانچہ ان کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار پائے۔

دوسری بنی اسماعیل ان میں خاتم النبیین علی الاطلاق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار پائے، اور سلسلہ نبوت آپ پر اختتام فرما دیا، اور بنی آدم کی سیادت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کردی۔

أَنَا سَيِّدُ وُلۡدِ اٰدَمَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ وَلَا فَخۡرَ، بِيَدِىۡ لِوَآءُ الۡحَمۡدِ وَ لَا فَخۡرَ،[۱] وَ قَدۡ أَخَذَ اللهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيِّيۡنَ أَىۡ مِنۡهُمۡ بِنُصۡرَتِهِ اِنۡ اَدۡرَكُوۡا زَمَانَهٗ، وَقَدۡ أَدۡرَكُوۡهُ فِىۡ

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲

الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَیُدْرِکُوْنَہٗ یَوْمَ الْعَرْضِ الْاَکْبَرِ۔

''میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور یہ میں بطور فخر نہیں کہتا میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے وعدہ لیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کا اگر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کو پالے اور ان سب نے مسجد اقصیٰ میں آپ کا زمانہ پالیا اور قیامت کے دن بھی سب آپ کا زمانہ پائیں گے۔''

اور فرمایا حضرت آدم علیہ السلام اور سب نبی میرے جھنڈے تلے ہوں گے اور سب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد اقصیٰ میں زمانہ پالیا، اور آئندہ بھی پالیں گے اور اگر سب کے سب ایک زمانہ میں ہوتے تو آپ کی مثال ایسی ہوتی، جیسا کہ امام اکبر ہوتا ہے، لیکن چونکہ آگے پیچھے ظاہر ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال شئے کے رتبے میں ظاہر ہوئے اور یہ تاخر زمانہ کے اعتبار سے ظاہر ہوا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ...... بَدَأَبِیَ الْخَلْقُ وُ کُنْتُ آخِرُھُمْ فِیْ الْبَعْثِ...... میرے ذریعے خلق ظاہر ہوئی اور ابتداء مجھ سے ہوئی اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بعد میں مجھے مبعوث کیا گیا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَ آخِرُھُمْ فِی الْبَعْثِ (۱) ...... میں خلق میں سب سے اول ہوں اور بعث میں سب سے آخر، یہ حدیثیں درمنثور اور کنز العمال میں ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے اور روح المعانی میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے اخذ میثاق کیا

---

(۱) کنز العمال حدیث ۳۲۱۲۹

کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں اور یہ بھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کا یہ اعلان کرنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا یعنی نبوت کسی کو تفویض نہیں کی جائے گی: اَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدِیْ ...... کو تفسیر در منثور مسند احمد، ابن جریر اور حاکم اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا اور حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے تلخیص مستدرک میں اس روایت کی تصحیح کی ہے:

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اَنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدَلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ۔ (۱)

"میں اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا گیا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی کیچڑ میں تھے۔"

اور یہ میثاق نبیوں سے لیا گیا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ (سورۃ آل عمران: ۱۸۷)

"اور جب اللہ نے عہد لیا اہلِ کتاب سے۔"

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ (سورۃ البقرۃ: ۶۳)

"اور جب ہم نے تم سے اقرار لیا اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو۔"

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا ؕ (سورۃ المائدہ: ۷۰)

"اور ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کی طرف رسولوں کو بھیجا۔"

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ

(۱) مسند احمد ج ۲۸ ص ۳۹۵

وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ (سورۃ الاحزاب:۷)

''اور جب ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام سے وعدہ لیا اور اقرار لیا اور تجھ سے بھی لیا اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور عیسیٰ علیہ السلام جو مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں اور لیا ہم نے ان سے مضبوط اقرار۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اَخذِ میثاق کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک طویل نعتیہ قصیدہ فارسی زبان میں ہے، اس میں فرماتے ہیں:

آیت میثاق دروے ثُمَّ ہست
ایں ہمہ از مقتضائے ختم است

''آیت میثاق میں لفظ ثم ہے یہ سب ختم نبوت کے مقتضیات میں سے ہیں۔''

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ۔ (سورۃ آل عمران:۸۱)

''پھر آیا تمہارے پاس ایسا رسول جو تصدیق کرنے والا ہے اس دین کی جو تمہارے پاس ہے۔''

یہ سب کچھ بہ مقتضائے ختم نبوت ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک طرف رکھا گیا اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ایک طرف رکھا گیا، معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے اس امت کے نبی ہیں نبی الانبیاء بھی آپ ہی ہیں، ثُمَّ جَآءَكُمْ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ عظیم الشان رسول سب نبیوں کے بعد آئے گا، سورۃ الصافات میں ہے:

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ (سورۃ الصافات: ۳۷)

''وہ رسول حق لے کر آ گیا اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق کردی۔''

اگر غور سے دیکھو گے تو اس آیت میں ...... وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ ...... میں لام استغراق کے لئے ہے اور جو رسول آئے گا وہ سب کے بعد ہوگا، اور نزول عیسیٰ علیہ السلام میں جو حدیث میں آتا ہے ...... حَكَمًا عَدْلًا ...... وہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا نزول بحیثیت پیغمبر نہیں ہوگا۔ پیغمبر تو عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے لیکن بحیثیت حَکَم عدل تشریف لائیں گے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے علاقے میں تشریف لے گئے، پیغمبر تو تھے لیکن بحیثیت پیغمبر کے تشریف نہیں لے گئے تھے، شریعت یوسفی پر عامل تھے، جیسا کہ

لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا لَمَا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِيْ۔ (۱)

''اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ (یعنی اس جہان میں) ہوتے تو اس کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔''

الحاصل یہ نکھر گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے میثاق لیا گیا، قرآن عزیز میں ہے:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ (سورۃ البقرۃ: ۱۰۱)

''اور جب آیا انکے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو ان کے

---

(۱) مرقاۃ ج ۱ ص ۲۵۱ طبع مصر

پاس ہے تو پھینک دیا ایک جماعت نے اہلِ کتاب میں سے
اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں۔''

ہدایت الحیاریٰ میں ہے:

لَوْ لَمْ يَظْهَرْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَطَلَتْ نُبُوَّةُ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ۔

اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابن عبداللہ کا ظہور نہ ہوتا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت باطل ہوجاتی۔ سو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق فعلی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ (سورۃ الصافات: ۳۷)

''بلکہ ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور دوسرے پیغمبروں کی
تصدیق کرتے ہیں۔''

یہ تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمائی جو اجل مفسرین میں سے ہیں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا اس کی دلیل ہے کہ باری تعالیٰ اور کوئی نبی نہیں بھیجے گا، یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت تفویض نہ کی جائے گی عدد انبیاء کا ختم ہوگیا ہے اور حسبِ حاجت کسی پہلے نبی ہی کو بھیجا جائے گا تاکہ دلیل ہوجائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی خاتم النبیین ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے تاکہ سب پر ثابت ہوجائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے افضل اور خاتم النبیین ہیں، تورات میں ہے ''نابی میابیخ مقربنج یا خیم لخ الاوخ الاوتشماعون''، یعنی ...... نَبِيٌّ من قُرْبِكَ مِنْ اَخِيْكَ كَاَخِيْكَ يُقِيْمُ لَكَ اِلٰهُكَ اِلَيْهِ تَسْمَعُوْنَ...... ''میں تیرے قریبی بھائی بندوں میں سے ایک نبی مبعوث کروں گا تم اسی کی سنو۔''

بنی اسرائیل کے قریبی بھائی بند بنی اسماعیل ہی ہیں۔ ان ہی میں سے نبی برحق مبعوث ہوئے ان ہی کے اتباع کا حکم فرمایا جارہا ہے، وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی کریں گے، اور اولاد بھی ہوگی، اور حج وعمرہ بھی کریں گے اور کل چالیس سال قیام فرمانے کے بعد انتقال فرمائیں گے، ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی پھر روضہ پاک میں دفن ہوں گے، جہاں ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حج کیا ہے، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وادی سے گزرے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

أَيُّ وَادٍ هٰذَا؟

''یہ کون سی وادی ہے؟''

معلوم ہوا کہ وادی ازرق ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى مُوْسٰى...... (۱) کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو گویا دیکھ رہا ہوں، اپنی انگلی کانوں میں دے کر بلند آواز سے تلبیہ کہتے جارہے ہیں۔

پھر حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ وادی ''ہرشیٰ'' سے گزر رہے ہیں، یہ مسلم شریف میں بھی ہی، شاید ان دونوں نبیوں نے اپنی زندگی میں حج نہیں کیا تھا، مسند احمد اور مسلم شریف میں بھی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج اور عمرہ کریں گے اور ''فجِ روحا'' سے احرام باندھیں گے۔

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات انبیاء علیہم السلام پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے،

---

(۱) بخاری ج......ص......

مسلم شریف میں ہے:

مَرَرْتُ بِمُوْسٰی لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ۔[۱]

''میں معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا کثیب احمر یعنی سرخ ٹیلے کے پاس وہ کھڑے تھے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

اور مسند احمد میں صحیح ابن حبان اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے اور ابن جریر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انبیاء کرام علیہم السلام علاتی بھائی ہیں دین ان کا واحد ہے:

اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِيْسٰی بِنِ مَرْيَمَ، لِاَنَّهٗ لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ نَبِيٌّ، وَ اَنَّهٗ خَلِيْفَتِيْ عَلٰی اُمَّتِيْ، وَ اَنَّهٗ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَاَعْرِفُوْهُ۔[۲]

''میں عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کے زیادہ لائق ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ اور وہ میرا خلیفہ ہوگا میری امت پر وہ اترنے والا ہے جب تم ان کو دیکھو تو ان کی قدر کو پہچان لو۔''

اور مستدرک حاکم میں ہے:

وَلَيَاْتِيَنَّ عَلٰی قَبْرِيْ حَتّٰی يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ۔[۳]

---

(۱) مسلم ج ۲ ص ۲۶۸ باب فضائل موسیٰ

(۲) مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۷

(۳) مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ طبع ہند

''عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آئیں گے میرے اوپر سلام کریں گے اور میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔''

اور فتح الباری میں بھی ہے، اور ایک ٹکڑا مسلم شریف میں بھی آیا ہے۔ اور واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا تمام دائرہ از اول تا آخر طے فرمایا ہے لہٰذا اول اور آخر میں ظہور فرمایا، اور تمام دائرہ نبوت پر حاوی ہو گئے اس تقدیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور پذیر ہونا اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ کے طور پر ہی ہو اس میں صریح منقصت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

بس اتنی تقریر کی تھی کہ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کو قلم بند کرو، اور حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی میرے پاس بیٹھے تھے اور بڑے غور سے سن رہے تھے، بہت ہی اصرار کیا کہ اسے ضرور قلم بند کرو، ورنہ میں آپ کے دروازے پر بیٹھ جاؤں گا، مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے تھے کہ بہاول پور کے حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کو بھی ضرور قلمبند کر دینا چاہیے۔

پنجابی زبان کی عارفانہ نظمیں:

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ 1942ء میں لدھیانہ تشریف لائے، علماء وزائرین حاضر تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشادات سے نوازتے رہے، حضرت اقدس کا منہ پک رہا تھا لیکن شفقۃً پہلے تو علی حیدر کے اشعار سنائے، علی حیدر کی ''سی حرفی'' خوب یاد تھی!

لام لین والی میں بھی یوسف دی ہاں توڑے لیکے آئی دو آٹی ہاں میں
گولی ہاں انھاں صاحباں دی توڑی ذات نمانی جُٹی ہاں میں
مکھن دی ہمسائی ہاں میں توڑی چھا نمانی کھٹی ہاں میں
علی حیدر راجا شراب دی ہاں توڑی ذات نمانی مٹی ہاں میں

''میں بھی یوسف کے خریداروں میں شمار ہوتی ہوں بے شک دھاگے دو اَٹیاں ہی لیکر آئی ہوں میں تو ان بزرگوں کی غلام ہوں بے شک ذاتی یعنی کاروباری لحاظ سے زمیندارہ کرنے والی ہوں میں مکھن کی پڑوسن ہوں بے شک میں غریبنی کھٹی لسی ہی ہوں علی حیدرا میں شراب جیسی نشیلی ہوں بے شک دیکھنے میں حقیر سی مٹی ہوں۔''

پھر مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ قلعہ مہیان سنگھ والوں کے حسبِ ذیل اَشعار سنائے:

اُٹھ جیا کجھ فکر کریئے تیری ستیاں رات وہاگئی آ
تیرے نال دیاں سیاں لدگئیاں، تینوں اجے وی نہ کوئی سار پئی آ
سرتے آن نقارے دی چوٹ لگی، ستی پئی نوں موت جگا رہی آ
ایتھے فیر غلامؔ نہ آوناں ای ہائے ہائے کویلڑے سار پئی آ

''فرماتے ہیں۔ اوہ بھائی اٹھ کھڑا ہو کچھ سوچ بچار کرلے تیرے سوتے سوتے رات گذر گئی ہے، تیرے ساتھ والے سب سفر پر روانہ ہو گئے تجھے نیند اس کی خبر بھی نہیں موت کے منادی نے آکر سر پر اعلان کر دیا موت تو لمحہ بیدار کر رہی ہے غلام رسول اس دنیا میں پھر لوٹ کر نہیں آنا ہائے افسوس بے وقت یاد آیا جب ساری عمر بیت گئی ہے۔''

اس کے بعد فرمایا: حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پھوک مصلیٰ، بھن چھڈ لوٹا نہ پھڑ تسبیح کاسہ سوٹا

''(اگر دکھاوے یعنی ریاکاری کی عبادت کرنی ہے تو اس سے بہتر ہے کہ) جائے نماز کو آگ لگا دے، لوٹا (وضو والا برتن) توڑ دے، تسبیح، پیالہ، عصا نہ پکڑ، (ریاکاری کی

عبادت سے یہ کرنا بہتر ہے ورنہ اخلاص والی بندگی کر)۔''

فرمایا: یہ مقام کہیں عرصے کے بعد جا کر نصیب ہوتا ہے، نفلی عبادات، مستحبات کو ترک کر دیتے ہیں اور محض فرائض و واجبات اور سنتِ مؤکدہ پر اِکتفا کرتے ہیں، کہیں اس کا غلط مطلب نہ لے لینا، یہ اُس وقت ہوتا ہے جب حضوری دائمی نصیب ہوجاتی ہے، بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جے چشماں توں دل دیاں کھولیں، ہو اللہ اللہ بولیں
سمجھ ایہہ بات ہے باریک، اللہ شاہ رگ تھیں نزدیک

''اگر تیرے دل (باطن) کی آنکھیں کھل جائیں۔ جیسے تیرے ظاہر میں آنکھیں ہیں باطن میں بھی آنکھیں ہیں۔ اور یہ آنکھیں اس وقت تک نہیں کھل سکتی جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ تیرے ہاتھ میں نہ آئے، یا کسی اللہ والے کی توجہ تجھ پر نہ ہو۔''

اَشعار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ:

جب پہلی بار رائے پور حاضری ہوئی، بعد مغرب خدمت میں بیٹھا تھا، خوب کھل کر باتیں فرما رہے تھے تو سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اَشعار بھی پڑھے!

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیوس ہر رگے ہرجائی ہو
بوٹی اندر مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو، جیں ایہہ بوٹی لائی ہو
ہور دوا نہ کاری دل دی کلمہ دل دی کاری ہو
کلمہ دُور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ہو

کلمہ ہیرے لعل جواہر کلمہ ہٹ پساری ہو
ایتھے اوتھے دو ہیں جہانیں باہو کلمہ دولت ساری ہو

''اسم اللہ وہ خوشبودار بوٹی ہے جو میرے پیر نے میرے دل کی زمیں میں لگائی ہے۔ غیر اِلٰہ کی نفی اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات کا اثبات نے دل کی کھیتی کو پانی کی طرح سیراب کیا اور دل کی فصل خوشبودار پھولوں سے مہکنے لگی خوشبو نے اتنا مست الست کر دیا کہ روحانیت پھٹنے کو آرہی ہے۔ میرا مرشد لمبی عمر صحت و عافیت والی پائے اے باھو جس نے میرے دل کی بنجر زمین کو خوشبودار فصل سے زرخیز دیا۔ دل کے لئے اور کوئی دوا کارگر نہیں ہوسکتی صرف کلمہ ہی دل کے لئے کارگر ہوسکتا ہے۔ کلمہ زنگار اتار دیتا ہے کلمے نے ہی تو کفر کی میل اتاری ہے۔ کلمہ ہی ہیرے اور لعل و جواہرے گویا کلمہ تو پساری یعنی جوہری کی دکان ہے۔ یہاں بھی اور وہاں بھی دونوں جہانوں میں اے باہو کلمہ ہی تو ساری دولت ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کا واقعہ:

فرمایا: حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو حاجی عبدالرحمٰن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے کر رُخصت کیا تو دہلی سے شورکوٹ کو چلے، فرمایا کہ: راستے میں کسی سے اُلجھیو مت! جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ بٹھنڈہ (۱) آئے تو ایک جوگی راستے پر بیٹھا تھا اور باتوں سے اپنی طرف کھینچتا تھا، پوچھا: جوان! کدھر جا رہے ہو؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تو شورکوٹ جا رہا ہوں، یہ کہا اور آگے چلے، فرمایا کہ: دو چار قدم آگے چلا تو معلوم ہوا کہ ظلمت سینے میں داخل ہو رہی ہے اور نورِ ایمان نکل رہا ہے، میں نے یوں سمجھا کہ اس جوگی کی شرارت ہے، فوراً پیچھے کی طرف پلٹا اور اس جوگی کے سامنے آکر لاٹھی کو گھما کر ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کی بڑے زور سے ضرب لگائی

(۱) بھارتی پنجاب کا مشہور شہر

جیسا کہ قادریہ کے ہاں زور سے ضرب لگاتے ہیں، وہ جوگی تڑپ اُٹھا اور بھاگ کر بازار میں گیا کہ لوگو! وہاں باہر ایک مسلا آیا ہے وہ کہتا ہے: ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ'' سارے بازار میں ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ'' کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کشف سے معلوم ہوا کہ راستے میں اُلجھ گیا ہے، فوراً پیچھے کو کھینچا، پھر اپنے پاس دہلی میں ایک سال رکھا، فرمایا: میں نے نہیں کہا تھا کہ کسی سے اُلجھیو مت! الحاصل یہ تاثیر ہے اللہ والوں کی صحبت کی کہ اس جوگی نے شرارت کی اور کلمۂ طیبہ کی ایک ہی ضرب سے پلٹ گیا، ان کو ''سلطان باہوؒ'' اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے ''ھُوْ'' کا وِرد بہت کمایا تھا، یعنی ''ہو والا بادشاہ'' قادریہ کے ہاں ''ہو ہو'' بھی بہت کیا جاتا ہے۔

پھر فرمایا: مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ قلعہ مہیاں سنگھ والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق بہت تھا، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں فرماتے ہیں!

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں
میرے احوال رو رو کے سنائیں
کہیں بعد از ہزاراں بار صلوات
کروڑیں بار تسلیم و تحیات
کہ اے محبوبِ ربانی نگاہ کر
وچھوڑے سے ہے جاں آئی لباں پر
میرا اس دیس وچہ لگدا نہیں جی
کہو اس درد دا دارو کراں کی
خدا جانے جدوں کی جائیاں میں
میرے بابل تیرے لڑ لائیاں میں

دیہو جلوہ اُٹھا بُردِ یمانی
نہیں تاں ہوچکی ہے زندگانی
چلیں اس دیس نوں وے سار باناں
جتھے کیتا رسول اللہ ٹکاناں

''اے صبح کی ٹھنڈی ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر جا کر رو رو کر میرا حال سنانا۔ ہزاروں اور کروڑوں بار درود وسلام پڑھنے کے بعد میری درخواست پیش کرنا، کہ اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف بھی نگاہ کرم کرو آپ کی جدائی کے صدمے سے میری جان نکلی جارہی ہے میرا تو اب اس دیس میں دل نہیں لگتا۔ بتاؤ اس دکھ کی کیا دوا کروں اللہ جانتا ہے جب سے میری پیدائش ہوئی ہے میرے ابا حضور نے اُسی دن سے مجھے تیرے نام کر دیا ہے۔ دیدار کراؤ اور بُرد یمانی (چادر) اتار دو اگر دیدار نہ کرایا تو سمجھ زندگی ختم ہوگئی۔ اے اونٹوں کے قافلے والو! اُس دیس کی طرف چلو جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔''

حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے متعلقین پر شفقت:

احقر (حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ) کے فرزند عزیز الرحمٰن سلّمہ نے بتایا کہ 1957ء میں جب میں اور سیّد جمیل احمد لاہور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ حالات دریافت فرماتے رہے، جب میں چلنے لگا تو عرض کیا کہ: حضرت! دُعا فرمانا۔ فرمایا: آپ لوگوں کے لئے تو ضرور دُعا کروں گا، آپ کے والد صاحب کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں، عبدالجلیل کے رشتے کے لئے ہم نے مولانا سے ذکر کیا، فوراً مان گئے رشتہ کر دیا۔

جب احقر محمد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے تحریکِ ختمِ نبوت 1953ء

کے دوران جیل گیا تو سرگودھا سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ میرے گھر لائل پور تشریف لائے اور بچوں کو تسلی و تشفی دیتے رہے۔ مولانا واحد بخش نے کہا: مولانا کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، وہ تو حضرت کے حکم کی دیر تھی، حضرت کا حکم ہوا فوراً جیل چلے گئے۔ اس پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ پر بہت رِقت طاری ہوئی، فرمایا: وہ تو پہلے بھی میرے ہی کہنے پر ڈھاکہ تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے، وہاں بھی ہم نے ہی بھیجا تھا۔

حق تعالیٰ کی صفات نہ اس کی عین ہیں نہ غیر:

ایک دفعہ رائے پور شریف میں فرمایا کہ: ہمارے حضرت نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے:

"حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كُشِفَ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ" اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ: ''اُس کے اور مخلوق کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں'' تو وہ پردے جل جاتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ پردے مخلوق ہوتے تو جل جاتے اور اگر عینِ ذات ہیں تو یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ ان کا عینِ ذات ہونا تو ظاہر ہے کہ باطل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ صفات اللہ تعالیٰ لا عین ولا غیر۔

مودودی صاحب کے بارے میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

مودودی صاحب[1] کے بارے میں بعض لوگ بار بار حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شکایت کرتے کہ محمد انوری لائل پوری ان کی مخالفت کرتا ہے، مودودیوں کا ایک بھی امیدوار الیکشن میں کامیاب نہیں ہوا۔ آخر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ان کو کیا کہوں، وہ عالم ہیں، بصیرت رکھتے ہیں، بلاوجہ تو مخالفت نہیں کرتے ہوں گے۔

---

(۱) ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی

میں الیکشن کے بعد جھاوریاں حاضر ہوا، گیا تو ڈھڈیاں ہی میں تھا اس وقت حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تیار تھے فوراً جھاوریاں روانہ ہو گئے اور مجھے اپنے پاس گاڑی میں بٹھایا دوسرے دن جھاوریاں سے چلے تو بھی مجھے اپنے پاس بٹھا کر پوچھا کہ اس مودودی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، عرض کی کہ یہ مودودی بڑا بے ادب واقع ہوا ہے بہت سے متواتراتِ دین کا انکار کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیل کرتا ہے تنقید کرتا ہے پھر اس پر کوئی کیونکر تنقید نہ کرے، اس نے لکھا ہے کہ کانا دجال وغیرہ سب افسانے ہیں، اس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین ہے، اس کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک افسانہ گو تھے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ) کئی ایک احادیث صحیحہ میں دجال کا حلیہ اعور آتا ہے یہ کہتا ہے یہ افسانہ ہے (ترجمان القرآن فروری 1946ء) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دجال کا مقید ہونا طویل قصے میں سنایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر خطبہ ارشاد فرمایا تمام حاضرین کو تمیم داری رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے اور بیعت کرنے اور قصہ سنانے کے متعلق بھی مسرت کا اظہار فرمایا کہ میں نے جو امور بار بار ارشاد پہلے فرمائے تھے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے میری موافقت کی ہے پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ آپ نے ضروری امور ہم سے ذکر فرمائے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار منبر شریف پر لاٹھی مار کر فرمایا یہ مدینہ ہے یہ مدینہ ہے یہ مدینہ ہے اور وہ جس کا ذکر تمیم داری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے وہ دجال ہے دجال ہے۔ امام مسلم نے اس کو اپنے کئی اساتذہ سے ذکر فرمایا ہے یہ مجمع علیہ ہے۔

مودودی صاحب اس کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلط قیاس کہتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامات قیامت کے متعلق کوئی قیاس یا ظنی بات اپنے تخمینہ سے نہیں بیان فرمائی نبی کی یہ شان نہیں ہوتی کہ اٹکل سے تخمینہ سے دینی امور خصوصاً

مستقبل کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝٤

(سورۃ النجم: ۳، ۴)

''اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔''

مودودی صاحب کا ارشاد ہے لیکن آپ کو یہ نہیں بتلایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا کہاں ظاہر ہوگا اور آیا وہ آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں احادیث میں منقول ہیں دراصل وہ آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔ (ترجمان القرآن فروری 1946ء)

دیکھئے کس دھڑلے سے منصوصات کا انکار کرتے جارہے ہیں مودودی صاحب کے نزدیک اسلامی عقائد کا بہت سا حصہ نکال دینا چاہیے مودودی صاحب نے ان احادیث کو صحیح تسلیم کر کے دراصل ان کو قیاسات بتلا دیا لیکن اس اصل کو ہضم کر گئے پھر واقعات کی کسوٹی پر پرکھ کر اس کو جھوٹا قرار دیا۔

اس میں قادیانیوں کی ترجمانی کی ہے اور تمام ملحدین کے لیے اسلام پر اعتراضات کرنے کے لیے راستہ صاف کر دیا (اَلْعِيَاذُ بِاللهِ) جب اَشْرَاطِ سَاعَة (علامات قیامت) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلط اور مشکوک باتیں بیان فرمادیں تو دین محمدی کے مشکوک اور غیر محفوظ ہونے میں کیا کسر باقی رہ گئی۔ افسوس کہ مودودی صاحب سے اصل کا مطالبہ کرتے ہیں مگر اس کو ظاہر نہیں کرتے کہ وہ اصل کیا ہے۔

مودودی صاحب کی زبانی اور ارشاد سنئے:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیاس اور گمان وہ چیز نہیں ہے جس کے صحیح

نہ ثابت ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر کوئی حرف آتا ہو اور جس پر ایمان لانے کے ہم مکلف ہوں، پھر جبکہ بعد کے واقعات سے ان باتوں کی تردید بھی ہوچکی ہے جو اس سلسلے میں آپ نے گمان کی بنا پر بیان فرمائی تھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کو خواہ مخواہ عقائد میں داخل رکھنے پر اصرار کیا جائے۔''

(حوالہ بالا فروری 1946ء ترجمان القرآن)

اس عبارت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مودودی صاحب نے صراحتاً توہین کی ہے، مودودی صاحب کوئی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دکھا سکیں گے کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ یہ امور میں نے قیاس سے بیان فرمائے ہیں جنگ مُوتہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر زید شہید ہوجائیں تو جھنڈا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیدینا اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوجائیں تو جھنڈا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دینا اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو مسلمان جس کو پسند کریں اس کو دیدینا۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ یہ سب شہید ہوجائیں گے بعد کے کون سے ایسے واقعات ہیں جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تغلیط بھی کردی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا مشرق (خراسان) کی جانب سے آنا اصفہان کے ستر ہزار یہود کا اس کے ساتھ ہونا عراق اور شام کے درمیانی راستے سے عرب کا رخ کرنا حرمین شریفین پر حملہ کی کوشش کرنا اور ناکام ہوکر شام فلسطین کی جانب جانا وہاں فساد مچانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونا اور آپ کا اس کو مقام لُدّ پر نیزہ سے مارنا یہ امور صحیح احادیث میں مذکور ہیں اور متواتر اور اجماعی عقاید اسلامی میں سے ہیں مودودی صاحب اس کو کبھی یہ فرمایا کبھی یہ فرمایا کے الفاظ سے دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں غلط ثابت ہوئیں (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ) مودودی صاحب سے

کوئی پوچھے کہ کیوں جی بعد کے کون سے واقعات ہیں کہ جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ امور کی تردید ہوگئی اگر دجال آگیا ہوتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمودہ راستہ نہ اختیار کرتا یا قیامت بپا ہوجاتی اور دجال تمیم داری رضی اللہ عنہ کے قصے کے مطابق برآمد نہ ہوتا تو ایک بات بھی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن صیاد کے قصے میں اپنے مقام پر آکر فوراً خطبہ دیا کہ لوگو! تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو دجال اکبر سے ڈراتے رہے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ڈرایا لیکن میں ایک بات ذکر کرتا ہوں جو کسی نبی نے ذکر نہیں فرمائی تم یاد رکھو اور جان لو کہ دجال اَعْوَرُ ہے اور ہمارا ربّ اَعْوَرُ نہیں ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۳۰)

نیز بخاری ج ۱ ص ۴۵۹ میں مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں دجال کو دیکھا جو آیاتِ قدرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دکھائیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے، حدیث کی مشہور کتاب مُصَنَّفُ عبدالرزاق میں صاف ہے۔ ابن صیاد دجال اکبر نہیں (فیض الباری) یہ خطبہ تو تھا ہی اس مغالطے کو دور کرنے کے لیے کہ ابن صیاد میں کاہنوں والی باتیں تھیں کہیں اسی کو دجال اکبر نہ سمجھ لیں کیوں مودودی صاحب فرمایئے صحیح احادیث کو تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیاس فرماتے ہیں اب کون سی نص قطعی الدلالت جناب کو مل گئی جس سے ابن صیاد کا اسلام پر مرنا اور مسلمانوں سے اس کا جنازہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے جس سے پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تغلیط پر آمادہ ہوگئے۔ ابوداؤد کی صحیح روایت نے تو آپ کے دعویٰ کا ابطال کردیا۔ آپ تو باب عقائد میں متواترات کو مانتے ہیں اب لایئے متواترات قطعی الدلالت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابن صیاد کے قصہ میں ''اِنْ کَانَ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ'' فرمانا بطور شک کے نہیں تھا بلکہ {قُلْ

اِنۡ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِيۡنَ } (سورۃ الزخرف:۸۱) کی طرح ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمادیا ہے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کے قصے کے بعد ابن صیاد کے دجال نہ ہونے میں شبہ ہو ہی نہیں سکتا، مودودی صاحب نے تجدید واحیائے دین میں تصوف کو جاہلیت کی ایک قسم قرار دیا ہے یعنی کفر ایک چیز ہے اور بزرگان دین پر برستے ہیں ان کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی شبہات ہیں حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی اس کتاب میں شبہات وارد کئے ہیں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

> ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے زمانہ میں اندیشہ تھا کہ شاید وہ آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو سال کی تاریخ نے ثابت نہیں کر دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندیشہ صحیح نہ تھا۔''
>
> (ترجمان القرآن فروری 1946ء)

توبہ توبہ یہ صاف کھلی توہین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔(اَلۡعَیَاذُ بِاللّٰہِ) مودودی صاحب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین میں مزا آتا ہے اس لیے اغلاط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمع کرتے ہیں کیوں جی یہ اندیشہ آپ نے کس نص قطعی الثبوت قطعی الدلالت سے ثابت کیا ہے اس قسم کی روایات تو آپ کے نزدیک قیاس اور تخمینہ ہیں۔مودودی صاحب کے نزدیک بہت سی روایاتِ حدیث قابل اخراج ہیں ان کو نقل کرنا صحیح نہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''اب ان چیزوں کو اس طرح نقل وروایت کئے جانا گویا یہ بھی عقائد اسلامی ہیں نہ تو اسلام کی صحیح نمائندگی ہے نہ اسے حدیث کا صحیح مفہوم ہی کہا جاسکتا۔'' (ترجمان القرآن فروری 1946ء)

گویا اب ان کی نزدیک صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث سے ان

روایات کو نکال دینا چاہیے اہل حدیث بھی غور فرمائیں مودودی صاحب حدیث کو حجت نہیں مانتے لکھتے ہیں:

''حدیث پر کسی چیز کی بِنا نہیں رکھی جاسکتی جسے مدار کفر وایمان قرار دیا جائے احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز ثابت ہوتی ہے وہ گمان صحت ہے نہ علم یقین۔'' (اَسْتَغْفِرُ اللهَ)

مودودی صاحب نے اس عبارت میں متواتر اور غیر متواتر کی بھی قید نہیں لگائی اگر متواتر کو کچھ مانا بھی ہے تو مذکورہ عبارت کی بنا پر متواترات کو بھی وہ حجت نہیں مان سکتے انسانوں تک یہ مجموعہ بھی بہرحال پہنچا ہے پھر مکان ظہور اور زمان ظہور وغیرہ تفاصیل جن احادیث میں مذکور ہیں، ان کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیاسات مانتے ہیں اور یہ بھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیاسات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی ان پر ایمان لانے کا مکلف ہو حالانکہ یہ روایات متواترہ ہیں جن میں نزول مسیح علیہ السلام اور ظہور دجال وغیرہ مذکور ہیں دیکھو ''اَلتَّصْرِيحُ فِيمَا تَوَاتَرَ فِي نُزُوْلِ الْمَسِيحِ'' مستقل کتاب اسی موضوع پر حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی نے لکھی ہے۔

صلح حدیبیہ کے بارے میں مودودی صاحب کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض اور اس کا جواب:

صلح حدیبیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دب کر صلح کی تھی اور حدیبیہ کا معاہدہ خلاف عقل اور غیر معقول بات تھی جو کفار مکہ نے تسلیم کرائی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجبوراً تسلیم کی تھی۔''

(کوثر 28/نومبر 1951ء)

ہمارے داخلی اور خارجی مسائل پر بھی اس قسم کی عبارت لکھی ہے جو صریح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تو جواب دیا تھا کفار نے صلح نامہ خود پیش کیا ہے اور صلح کے لیے خود پہل کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ''بیعت رضوان'' لے لی تھی قرآن مجید خود کہتا ہے:

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ (سورۃ الفتح:۲۲ تا ۲۴)

''اور اگر کفار تم سے جنگ کرتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر وہ کوئی حامی ومددگار نہ پاتے، یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائے گے اور اسی نے مکہ میں تم کو غلبہ عطا کرنے کے بعد ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے تھے۔''

سورۂ فتح ساری کا مطالعہ کر لینا چاہیے صلح حدیبیہ سمجھنے کے لیے۔ پھر مودودی صاحب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجبوری کہاں سے نظر آگئی۔ حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ یہ صلح بڑی عالی شان فتح تھی اور قرآن نے اس کو ''فَتْحِ مُبِیْن'' فرمایا سنن کبریٰ للبیہقی رحمۃ اللہ علیہ میں مفصل بیان ہے اور بخاری شریف میں تفصیل موجود ہے اور امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے شرح السیر الکبیر میں کہ مکہ والوں نے یہود خیبر سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ پر حملہ کریں گے تو ہم مدینہ پر حملہ کر دیں گے اور اگر خیبر پر حملہ کیا تو اہل مکہ مدینہ پر چڑھائی کر دیں

گے نبی اکرم ﷺ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے تو نبی اکرم ﷺ سے جب انہوں نے صلح کی ابتدا کی تو نبی اکرم ﷺ نے تمام شرائط ان کی تسلیم کرلیں چنانچہ مکہ والے صلح نامے مرتب ہونے کے بعد اپنے ہاتھ کٹوا بیٹھے اور یہود کا معاہدہ پورا نہ کرسکے اور ان کی امداد نہ کرسکے یہ نبی اکرم ﷺ کی بڑی کامیاب فتح تھی پھر نبی اکرم ﷺ نے خیبر بڑی آسانی سے فتح کرلیا چنانچہ وہی صحابی رضی اللہ عنہ جو صلح حدیبیہ کے وقت موجود تھے وہی خیبر کے فتح کرنے کے واسطے ساتھ گئے اور خیبر آسانی سے فتح کرلیا، ڈاکٹر حمید اللہ بیگ نے اس کو بڑے بسط کے ساتھ لکھا ہے اور شرح سیر الکبیر کا حوالہ دیا ہے۔ میرے پاس یہ شرح السیر الکبیر موجود ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی میں اس کو خوب لکھا ہے پھر نبی اکرم ﷺ کو دب کر صلح کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لاسکتے تھے کوئی روک سکتا تھا اس میں دبنے کی کیا بات تھی، یہ شخص خواہ مخواہ نبی اکرم ﷺ پر چسپاں کرتا ہے جب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بیعت رضوان ہی لے لی پھر دبنے کا سوال ہی نہ رہا فکر تو کفار کو پڑ رہی تھی کہ اب مارے جائیں گے۔ پھر اور کمال دیکھئے:

"جہاں تک مَردوں کا تعلق تھا قرآن نے اس کو باقی رہنے دیا
مگر جب کچھ عورتیں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف آگئیں
تو کفار نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو قرآن میں صاف آگیا
عورتوں کو واپس نہ کیا جائے یہ صریح بین الاقوامی معاہدہ کی
یک طرفہ ترمیم تھی۔"

اس کے آگے تین سطریں لکھی ہیں لیکن ہم اس پر اکتفاء کرتے ہیں
حدیث بخاری شریف مَاجَاءَ کُمْ مِنَّا رَجُلٌ ہے اور دوسری جگہ مَا جَاءَ کُمْ

مِنَّا اَحَدٌ ۔اَحَدٌ سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی جب مکہ سے مدینہ شریف چلا جائے تو واپس کرنا ہوگا اور مَاجَاءَ کُمْ مِنَّا رَجُلٌ صاف بتلارہا ہے کہ یہ معاہدہ مردوں کے متعلق ہی ہوا تھا عورتوں کا معاہدہ میں ذکر نہ تھا۔ جب عورتیں آ گئیں تو ابھی صلح نامہ مرتب ہی ہو رہا تھا ابھی اسی میدان میں بیٹھے تھے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں صلح نامہ میں ذکر نہیں کی گئیں لہٰذا واپس نہ ہوئیں یہ نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نَعُوْذُبِاللّٰہِ) غدر کیا ورنہ جو کفار ذرا ذرا سی بات پر بگڑتے تھے اس پر کیوں نہ بگڑتے اور ہرقل سے جب ابوسفیان کا مکالمہ ہوا جیسا کہ بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ اس نے کہا اب ان کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہے معلوم نہیں کیا ہوتا ہے تو اس نے صاف کیوں نہ کہہ دیا معاہدہ کر کے توڑ دیا ہے وہ تو اس وقت موقعہ کی انتظار میں تھے۔ مودودی صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ایک اور جگہ بھی کی ہے۔

''تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں'' اسلام ایک دین ہے جو آسمانی دین ہے: ''وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً'' اسلام کو تحریک کہنا مودودی صاحب کی شاطرانہ چال ہے کہ جب فیل ہو جائیں گے تو تحریک کے متعلق جیسا موقعہ دیکھیں گے کہہ دیں گے...... چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جب لوگوں نے اعتراض کیا تو فوراً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کر دیا کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو عرب میں زبردست کامیابی ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گذرنے کے بعد دریا سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کئے اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا جس کے اندر کریکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی اگر خدانخواستہ آپ کو بودے کم ہمت ضعیف الارادہ اور

نا قابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہی نتائج نکل سکتے۔'' (ص ۱۷)

اس عبارت میں سخت توہین کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغمبرانہ کمال نہ تھا بلکہ انسانی مواد عرب میں مل جانے کی وجہ سے یہ ہوا جو ہوا حالانکہ جو کچھ ہوا قرآن مجید کہتا ہے محض اللہ کی امداد سے ہوا:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۖ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (سورۃ الانفال: ۱۷)

''تم لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا ہے اور جب آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ آپ نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔''

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ (سورۃ آل عمران: ۱۲۳)

''اللہ تعالیٰ بدر کے دن تمہاری مدد کی اس حال میں کہ تم کمزور تھے۔''

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ

(سورۃ التوبہ: ۲۵،۲٦)

''اللہ تعالیٰ بے شک تمہیں بہت سے مقامات پر مدد دے چکا ہے اور حنین کے روز بھی جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود اپنی فراخی کے

تم پر تنگ ہوگئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگے، پھر اللہ تعالیٰ نے
اپنی رسول پر اور مؤمنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی
اور ایسے لشکر نازل کیے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں پر
عذاب بھیجا۔''

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (سورۃ آل عمران: ۱۶۴)

''بے شک اللہ نے احسان فرمایا مسلمانوں پر کیونکہ بھیجا ان
میں رسول انہیں میں سے جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیات
اور ان کو شرک سے پاک کرتا ہے اور ان کے اخلاق پاک کرتا
ہے اور ان کو سکھاتا ہے کتاب اور حکمت کی بات بے شک وہ
اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

غرض قرآن بھرا پڑا ہے اس بات سے کہ امداد محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان پر رحمت نازل ہوئی، کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے حضرات اس کے دام تزویر میں آجاتے ہیں۔

مودودی صاحب نے ایچ جی ویلز سے یہ خیالات مستعار لئے ہیں جو کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کا پرلے درجے کا دشمن تھا اس نے اپنی کتاب ''دنیا کی مختصر تاریخ'' میں یہ زہر اگلا ہے مودودی صاحب ہمارے انگریزی خواں طبقہ کے سامنے اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں کتاب مذکور کے ص ۱۷۸ پر پیغمبر اسلام کی سخت توہین کی ہے کہ ان کی کامیابی کا مدار اس جماعت کو قرار دیا ہے جن کو گمراہی سے نکالنے

والی خود ذات بابرکات تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی ہی صحبت نے ان کو معراج کمال تک پہنچا دیا۔

پھر آگے آگے دیکھتے جائیں اور بھی ان شاء اللہ تعالیٰ گل کھلے گے یہ سن کر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی بیس سال پہلے فرما دیا تھا یہ صاحب کوئی گل کھلائیں گے اور مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ آخر میں دہریت اور الحاد پھیلائے گا، مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ بھی چونک اٹھے تھے اور بیزاری کا اعلان کر دیا۔ میں تو خود اس پر معترض ہوں تو یہ کہاں سے اسلامی حکومت قائم کرنے والا آ گیا یہ خوار ہی ہوگا۔ چنانچہ جب اس کی کتاب تفہیمات کی جلد ثانی طبع ہوئی تو اس کے ص ۲۸۱ سطر ۷ میں یہ لکھ مارا:

> ''یہ صرف اس سوسائٹی کے لیے مقرر کی گئی ہے جس میں معاشی تصورات اور اصول وقوانین پوری طرح نافذ ہوں جہاں یہ نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا بڑا ظلم ہے۔'' (اَسْتَغْفِرُ اللہَ)

قرآن مجید کی شرعی سزا کو جرم کہنے والا کیا مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ چوری کی شرعی سزا کے متعلق تو سن لیا اب ذرا زنا کے متعلق عبارت ملاحظہ ہو ص ۲۸۱:

> ''جہاں عورتوں اور مردوں کی سوسائٹی مخلوط رکھی گئی ہو جہاں مدرسوں میں دفتروں میں اور تفریح گاہوں میں خلوت اور جلوت میں ہر جگہ جوان مردوں اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقعہ ملتا ہو جہاں ہر طرف بے شمار صنفی محرکات پھیلے ہوئے ہوں اور ازدواجی رشتہ کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لیے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود

ہوں معیار اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ
معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری
کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔"

کیا قرآن مجید نے یہ کہا ہے ایسی سوسائٹی میں یہ سزا نہ دو اور پاک سوسائٹی میں سزا دو یا یہ حکم ایک زمانہ کے لیے ہے، دوسرے زمانہ کے لیے نہیں ہے، یا ایک ملک کے لیے ہے دوسرے کے لیے نہیں ہے، اگر اس طرح کی ترمیم مودودی صاحب کے لیے جائز ہے تو دوسروں کے لیے کیوں جائز نہیں؟

مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے بارے میں علمائے کرام کے ارشادات

والا نامہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

محترم المقام زید مجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والا نامہ باعثِ سرفرازی ہوا، اُمورِ مسئولہ کا جواب حسبِ ذیل ہے:

سوال ۱: جماعتِ اسلامی یعنی مودودی صاحب کے متعلق؟

الجواب: یہ جماعت گمراہ جماعت ہے، اس کے عقائد اہلِ سنت والجماعت اور قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔

سوال ۲: اس جماعت کے ساتھ جو علمائے کرام کا اختلاف ہے کس نظریے سے ہے؟

الجواب: علماء کا اختلاف اس سے دِین کی وجہ سے ہے، یہ جماعت بددِین ہے۔

سوال ۳: مذہبی ہے یا سیاسی؟ اگر مذہبی ہے تو کن کن شقوں میں ہے؟ اور کس حد تک ہے؟

الجواب: مذہبی ہے، اس کے اُصول درجۂ کفر وضلالت تک پہنچانے والے ہیں۔

سوال ۴: اگر سیاسی یعنی اختلافِ رائے ہے تو پھر کس حد تک اختلاف رکھنا چاہئے؟

الجواب: اس کے اُصول وعقائد دِینِ اسلام اور اس کے عقائد کے خلاف ہیں، ان سے علیحدہ رہنا اَشد ضروری ہے، ان سے اختلاف سیاسی بھی ہے، مگر وہ اتنا اہم نہیں۔

سوال ۵: آیا اس جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے؟ تعاون کرنا اور اس کی شاخیں بڑھانا چاہئیں کہ نہیں؟ اس جماعت میں شامل ہونے کا سوال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ بظاہر اسلام کے لئے بہت کوشش کر رہی ہے خصوصاً قانونِ اسلامی کے لئے۔

الجواب: اس کے ساتھ مل کر کام کرنا اور تعاون کرنا دُرست نہیں ہے، اس جماعت کی کوششیں اس اسلام کے لئے نہیں جو کہ حقیقی ہے بلکہ ایک نام نہاد مودودی صاحب کے اِختراعی اور نئے اسلام کے لئے ہے، یہ لوگ عام مسلمانوں کو دھوکا دینے اور اپنے ہمدم بنانے کے لئے اسلام اور دِین کا نام لیتے ہیں، ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اصلی مسلمان اور دِین دار ہیں، ان کے رسالوں اور کتابوں میں دِینی پیرایہ میں وہ بددِینی اور اِلحاد کی باتیں مندرج ہیں جن کو ظاہر بین اور ناواقف انسان سمجھ نہیں سکتا، اور بالآخر اس اسلام سے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے اور اُمتِ محمدیہ جس پر ساڑھے تیرہ سو برس سے عمل پیرا رہی ہے، بالکل علیحدہ اور بیزار ہوجاتا ہے، عام لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور زہر کو تریاق سمجھ کر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ جن علماء کے اقوال آپ نے نقل فرمائے ہیں وہ اِسی دھوکے میں مبتلا ہوکر گمراہ ہوگئے، انہوں نے مودودی کی تصانیف غور سے نہیں دیکھیں اور نہ تمام تصانیف پر اطلاع حاصل کی، میں آپ کو ایک کھلی ہوئی بات دِکھلاتا ہوں جو کہ عقیدے اور

اُصول کی بات ہے، جس پر تمام مودودی تحریکات کا مدار ہے، اُس کو ''دستور جماعتِ اسلامی'' شائع کردہ مکتبہ جماعتِ اسلامی لاہور صفحہ نمبر ۵ سطر نمبر ۱۲ پر ذکر کیا گیا ہے، اور اس کو عقیدہ کا عنوان دے کر فرمایا گیا ہے کہ اس عقیدے کے دُوسرے جزو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجے میں ہو اس کو اسی درجے میں رکھے۔ اب اس عقیدے کے الفاظ پر غور فرمایئے:

الف: جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے سوا جس قدر انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں، جو کہ سب انسان ہی تھے، وہ سب معیارِ حق نہیں رہتے، اور نہ وہ [1] تنقید سے بالاتر رہتے ہیں اور نہ ان کی تقلید یعنی ذہنی غلامی جائز رہتی ہے۔ حالانکہ شریعتِ اسلامیہ میں ان سب انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے۔

''اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِكَتِہٖ وَكُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ۔۔۔۔ الخ''

پہلا کلمۂ اسلام ہے: ''لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ'' قرآن کی تعلیم ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے، فرمایا گیا ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰىھُمُ اقْتَدِہْ ط

(سورۃ الانعام: ۹۰)

دُوسری جگہ فرمایا گیا ہے:

---

(۱) مودودی صاحب نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک پر بھی تنقید کی ہے بلکہ تکذیب کی ہے، ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر مفصل بحث کریں گے۔ (محمد عفا اللہ عنہ)

ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ

(سورۃ النحل: ۱۲۳)

نیز تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان پر (انبیائے سابقین) اور ان پر نازل شدہ اَحکام پر ایمان لائیں:

قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ ۔ (سورۃ البقرۃ:۱۳۶)

اس مضمون کی متعدّد آیات قرآن شریف میں موجود ہیں، جن کا مقتضا یہی ہے کہ وہ تمام انبیاء علیہم السلام جن کا تذکرہ قرآن شریف میں کیا گیا ہے ان کو معیارِ حق سمجھا جائے اور ان کو تنقید سے بالاتر اِسی طرح مانا جائے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانا جاتا ہے، اور ان کی ذہنی غلامی اور تابعداری اور تقلید کی جائے، البتہ جو اُمور منسوخ ہو چکے ہیں، یا جن کا تذکرہ شریعتِ محمدیہ میں نہیں کیا گیا ہے، وہ اس سے خارج ہوں گے۔

ب: سابقینِ اوّلین مہاجرین اور اَنصار اور ان کے تابعین بالاحسان کے متعلق قرآن شریف سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور خداوند کریم سے وہ راضی ہیں۔ اور اسی طرح اَصحابِ حدیبیہ جنھوں نے شجرہ کے نیچے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی تھی، اللہ تعالیٰ نہایت زوردار اور تاکیدی کلمات کے ساتھ فرماتا ہے:

لَقَدۡ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ ۔ (سورۃ الفتح:۱۸)

اب آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جو کہ ازل سے ابد تک کی تمام باتوں اور ذرّے ذرّے سے واقف ہے اور اس کا علم قطعی اور یقینی ہے، کوئی چیز اس سے

چھپی ہوئی نہیں ہے، وہ جن لوگوں سے راضی ہونے کی قرآن میں خبر دے، کیا وہ لوگ یقیناً حق پر نہ ہوں گے؟ اور کیا ان کے اقوال اور اعمال حق کے معیار اور ذریعہ معرفتِ حقانیت نہ ہوں گے؟ کیا وہ تنقید اور عیب چینی سے بالاتر نہ ہوں گے؟ کیا ان کی تقلید اور ذہنی غلامی واجب نہ ہوگی؟ ان کے متعلق ایسا عقیدہ (جس کو مودودی صاحب فرما رہے ہیں) قرآن شریف کی کھلی ہوئی مخالفت اور بغاوت نہ ہوگی؟ پھر سوچئے کہ ایسے عقیدے رکھنے والے لوگ مسلمان رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا ایسی تعلیم مسلمانوں کو گمراہ کرنے والی اور اِلحاد میں ڈالنے والی نہ ہوگی؟

ج: سابقینِ اوّلین مہاجرین اور انصار اور ان کے تابعین بالاحسان کے لئے سورۂ توبہ میں فرمایا جاتا ہے:

وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰ (سورۃ التوبہ:۱۰۰)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے لئے ایسی ہمیشگی کے لئے جنتیں تیار کر رکھی ہیں، وہ حق کے لئے معیار اور تنقید سے بالاتر اور تقلید کے لائق نہ ہوں گے؟ کیا اللہ تعالیٰ علامُ الغیوب نہیں ہے؟ کیا وہ ان لوگوں کے لئے ایسی ابدی نعمت تیار کرسکتا ہے جن میں معصیت اور نافرمانی کا کوئی شائبہ بھی ہو؟ کیا ایسا عقیدہ جو کہ مودودی صاحب فرما رہے ہیں، رکھنا قرآن کی کھلی ہوئی مخالفت اور بغاوت نہیں ہے؟ پھر بتلایئے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان باقی رہ سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے جنتی ہونے کی جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دی ہے، کیا وہ حق کے معیار اور تنقید سے بالاتر اور تقلید کئے جانے کے قابل نہ ہوں

گے؟ کیا یہ فرمانِ نبوی (علیہ السلام) خداوندی وحی نہیں ہے؟ کیا اس میں کوئی غلطی ہوسکتی ہے؟ کیا یہ مودودی عقیدہ ان تمام احادیثِ صحیحہ کا انکار نہیں ہے؟ پھر بتلائیے کہ ایسی جماعت گمراہوں کی جماعت نہ ہوگی تو کیا ہوگی؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق سورۂ تحریم، سورۂ فتح، سورۂ حجرات، سورۂ اَعراف وغیرہ میں نہایت زوردار الفاظ وارِد ہیں، طول کی وجہ سے ہم نقل نہیں کرسکتے اور نہ ضرورت سمجھتے ہیں۔ بہرحال یہ مودودی مذہب کا عقیدہ اور دستور ہے، اس پر غور کیجئے اور نتیجہ معلوم کیجئے کہ جبکہ جڑ اور بنیاد یہ ہے تو پھل پھول کیا ہوں گے؟ دارالعلوم دیوبند سے متعدّد رسائل شائع ہوچکے ہیں، اور متعدّد زیرِ طبع ہیں، ان کو منگوائیے، اور کچھ لکھے جارہے ہیں وہ بھی ضیافتِ طبع کے لئے پیش ہوں گے۔ والسلام

عدیم الفرصتی اور سفرِ تعطیلِ رمضان کی وجہ سے بہت دیر ہوگئی، معاف فرمائیں۔

ننگِ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

وارِدِ حال قصبہ ٹانڈہ، ضلع فیض آباد

محلہ اللہ داد پور، ۱۹؍رمضان ۷۳ ۱۳ھ

یہ متبرک مکتوبِ ہدایت مدرسہ عربیہ جامع مسجد لائل پور کے ایک طالبِ علم مولانا صلاح الدین جبالی کے نام ان کے خط کے جواب میں حضرت شیخ الاسلام مسند الوقت ومنتہی الاسناد مولانا حسین احمد مدنی دام ظلہ العالی نے اِرسال فرمایا، مکتوب کیا ہے، دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے۔ قرآنِ عزیز اور اَحادیثِ

مبارکہ کا خلاصہ نہایت جامعیت کے ساتھ سامنے آ گیا ہے، معمولی اِستعداد کا طالبِ علم علیٰ وجہ البصیرۃ مودودیت کے مضر اَثرات پر مطلع ہوسکتا ہے اور اپنے دِین کی حفاظت کی فکر کرسکتا ہے، ہر مسلمان کو چاہئے کہ اسے حرزِ جان بنائے اور غور سے مطالعہ کرے اور دُوسرے دِینی بھائیوں کو بھی دِکھائے جو ظاہر بین مولوی یا مودودی نواز علماء دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور مودودیت کا زہر ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر رہا ہے، اس کے لئے اِن شاء اللہ تعالیٰ تریاق کا کام دے گا، مسلمان کا کام نہیں ہے کہ عصبیت کا شکار ہوکر اپنا دِین کھو بیٹھے، یوں بھی مودودی صاحب کی تحریریں کوئی متشابہات نہیں ہیں کہ کوئی ان کا مطلب نہ سمجھ سکے، مودودی صاحب اور ان کے متبعین یہی کہہ کر اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی سعی کیا کرتے ہیں کہ دراصل آپ اس عبارت کا مطلب نہیں سمجھے، آپ کو غلط فہمی ہوئی، آپ نے سیاق و سباق پر نظر نہیں کی، وغیرہ۔ لائل پور کے مودودی اخبار ''المنیر'' نے اس مکتوب کو شائع کیا اور خلطِ مبحث میں ماشاء اللہ بازی لے گیا، اصل بحث کو چھوا تک نہیں، اِدھر اُدھر کی باتوں میں سارا اَخبار بھر دیا، کہ مسلمان کو کافر کہنے میں احتیاط چاہئے۔ دیکھو! دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ میں یہ لکھا ہے، شامی کی عبارات یہ ہیں، فلاں بزرگ یوں فرماتے ہیں، غرض جن حضرات کو پلے باندھنے کے لئے تیار نہیں ہیں، اب ان ہی کے دامن میں پناہ گزیں ہو رہے ہیں۔ اِدھر تو احادیث کے متعلق اعلان ہو رہا ہے کہ چند اِنسانوں سے چند اِنسانوں تک پہنچتی آئی ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراضات کرکے اپنا دِل ٹھنڈا کیا جاتا ہے، اور خود بدولت پر زد پڑتی ہے تو پھر فقہائے متأخرین کو اِستشہاد میں پیش کرتے ہیں، حالانکہ حضرت مولانا مدنی مدظلہ العالی نے ان کو کافر نہیں لکھا، گمراہ لکھا ہے، بے دِین لکھا ہے۔ مودودیوں کو چاہئے کہ موہنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کی

شان میں گستاخی کرنے والے کے متعلق فقہائے اُمت کی تصریحات کا بھی مطالعہ کرلیں، پھر گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لیں۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

محمد عفا اللہ عنہ انوری

۲۹ر صفر المظفر ۱۳۷۵ھ

نقل والا نامہ

حضرت شیخ المشائخ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری مدظلہ العالی

مکرم بندہ مولوی عبدالغنی صاحب (۱)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گرامی نامہ شرفِ صدور ہوا، خیریت وکیفیت معلوم ہوئی، آپ نے اپنے والا نامے میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''اگرچہ خود مودودی سلف اور اکابرین کی شان میں گستاخی اور بے باکی سے کام لیتا ہے............الخ۔''

اس تحریر کے بعد آپ ہی فرمائیے کہ احقر کو جب اپنے اکابر اور سلف کی برکت اور صحبت سے اسلام نصیب ہوا ہے، ورنہ اس سے قبل معلوم نہیں احقر کیا تھا، ان حضرات کی صحبت ہی سے مسلمان ہوا، بھلا یہ فرمائیے کہ بقول آپ کے جو اِن حضرات کی شان میں گستاخی اور بے باکی سے کام لیتا ہے، اس کو ہم کب گوارا کرسکتے ہیں؟ اپنے میں تو اتنی ہی قوّت ہے کہ اس کو اچھا نہ سمجھیں چاہے وہ کتنا ہی دعویٰ کرتا ہو۔

احقر تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہی چاہتا ہے کہ احقر کو ان حضرات کے

---

(۱) یہ مولوی عبدالغنی، ایم بی ہائی اسکول لائل پور میں مدرس ہیں۔

ساتھ ہی حشر نصیب ہو اور ان کے اِخلاص سے کوئی شمہ احقر کو بھی نصیب ہو جاوے۔ فقط والسلام

از عبدالقادر

رائے پور

2/ستمبر 1951ء

علمائے کرام کا ایک اجتماع ۲۷/شوال ۱۳۷۰ھ - یکم اگست 1951ء کو دفتر جمعیۃ علمائے ہند دہلی میں ہوا، اس اجتماع میں شرکت فرمانے والے حضرات نے متفقہ بیان بغرضِ اشاعت دیا ہے، جس پر ان حضرات کے دستخط ہیں، بیان کے الفاظ یہ ہیں:

''مودودی صاحب کی جماعت اور جماعتِ اسلامی کے لٹریچر سے عام لوگوں پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں کہ ائمۂ ہدایت کے اِتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے، جو عوام کے لئے مہلک اور گمراہی کا باعث ہے اور دِین سے صحیح وابستگی رکھنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ عظام رحمۃ اللہ علیہ سے جو تعلق رہنا چاہیئے اس میں کمی آجاتی ہے، نیز مودودی صاحب کی بہت سی تحقیقات جو غلط ہیں، لوگ ان سے متأثر ہو کر مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر ان اُمور سے ایک جدید فقہ بلکہ دِین ہی کی ایک مُحدِث اور نئے رنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے، جو یقیناً مسلمانوں کے دِین کے لئے مضر ہے، اس لئے ہم ان اُمور اور ان پر مشتمل تحریک کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں اور اس سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔''

دستخط حضرات شرکائے اِجتماع

(مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ، (حضرت مولانا) حسین احمد مدنی، (مولانا قاری) محمد طیب (مہتمم دارالعلوم دیوبند)، (مولانا) عبداللطیف (مہتمم مظاہر العلوم سہارن پور)، (مولانا) محمد زکریا (شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور)، (مولانا) احمد سعید، (مولانا) سعید احمد (مفتی مظاہر العلوم سہارن پور)، (مولانا) محمد اعزاز علی امروہی (شیخ الادب دارالعلوم دیوبند)، (مولانا سیّد) فخر الحسن (اُستاذ دارالعلوم دیوبند)، (مولانا) حبیب الرحمٰن لدھیانوی، (مولانا) محمد میاں (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند صفحہ:۴۹، ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ)

(روزنامہ ''الجمعیۃ'' دہلی ۳/اگست 1951ء)

تصدیقات علمائے ساہیوال

علمائے دیوبند، سہارن پور، دہلی نے جو مودودی صاحب اور ان کی کتب سے بیزاری ظاہر کی ہے، بندہ بھی ان سے متفق ہے۔

(مولانا مفتی) فقیر اللہ عفی عنہ

رائے پوری جالندھری حال منٹگمری

۲۴/ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ

الجواب صحیح

(مولانا) عبدالحمید سیتاپوری (مدرّس مدرسہ ساہیوال)، (مولانا) عبداللہ (جالندھری مدرّس مدرسہ ساہیوال)، (مولوی) غلام محمد لائل پوری مدرس مدرسہ ساہیوال)، (مولانا) غلام رسول جالندھری (مدرّس مدرسہ)، (مولانا) مختار احمد جالندھری (مدرّس مدرسہ)

فتویٰ حضرت صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

مسلمانوں کو اس تحریک میں ہرگز ہرگز شریک نہیں ہونا چاہیئے، ان کے لئے زہرِ قاتل ہے، لوگوں کو اس میں شریک ہونے سے روکنا چاہیئے، ورنہ گمراہ ہوں گے، بجائے فائدے کے نقصان ہوگا، شرعاً اس تحریک میں حصہ لینا ہرگز جائز نہیں۔ اس جماعت کے مقصد کی نشر و اشاعت جو شخص کرتا ہے وہ بجائے فائدے کے گناہ کا کام کرتا ہے کہ مضر اَثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور گناہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے، اگر کوئی مسجد کا اِمام مودودی صاحب کا ہم خیال ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے، فقط واللہ اعلم۔

کتبہ

الجواب صحیح

مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند، السید مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند...... ۲۳/جمادی الثانیہ ۱۳۷۰ھ

فتویٰ حضرت شیخ العلماء مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ

مدرّسِ اعلیٰ دارالعلوم دیوبند

افسوس ہے کہ میں ضیقِ وقت سے مجبور ہوں، ورنہ اہلِ اسلام کے سامنے اس زہر کو پیش کرتا جو کہ اس جماعت کی جانب سے شہد میں ملا کر مسلمانوں کے سامنے لایا گیا ہے، اس لئے بالاختصار اس قدر عرض کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ جماعت اپنے اسلاف (یعنی مرزائی) سے بھی مسلمانوں کے دِین کے لئے زیادہ ضرر رساں ہے۔

المؤید فخرالحسن غفرلہٗ، مدرّس دارالعلوم دیوبند، محمد اعزاز علی امروہی غفرلہٗ

۱۹/جمادی الثانیہ ۱۳۷۰ھ

حضرت مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

میاں چنوں ضلع ملتان زید مجدہم

مودودی صاحب کی تحریرات دیکھی گئیں اور سنی بھی گئیں، جن سے اِلحاد اور سراسر بے دِینی ٹپک رہی ہے، لہٰذا ان کو ووٹ دینا یا تعاون کرنا دُرست نہیں، نیز ایسے شخص کی تحریروں سے اجتناب ضروری ہے۔

محمد ابراہیم میاں چنوں

میں بھی مولانا محمد ابراہیم صاحب کی تائید کرتا ہوں۔

(حضرت مولانا) عبدالعزیز (صاحب ساہیوال)

علمائے دِین لائل پور (فیصل آباد) وغیرہ کا متفقہ فیصلہ

اب جبکہ مودودیت کے خلاف علمائے حقانی نے ہر علمی مرکز سے مفصل اور تحقیقی فتاویٰ شائع فرمادیئے ہیں، چنانچہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور، خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون، مدرسہ امینیہ دہلی وغیرہا مرکزی مقامات سے مدلل اور محقق تحریرات شائع ہوچکی ہیں، ہم ذیل کے دستخط کنندگان علیٰ وجہ البصیرت اعلان کردینا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں کہ عوام وخواص جمیع مسلمین کو مودودیوں سے تعاون واشتراکِ عمل کرنے، نیز ان کی کتابوں ورسائل اور اَخبارات وغیرہ سے اجتناب ضروری ہے، پس جو علماء دانستہ یا نادانستہ مودودیوں سے ربط وضبط رکھتے ہیں اور ان سے اشتراکِ عمل اور ان کے تبلیغی وسیاسی اُمور میں تعاون کرتے ہیں، ان کو اپنے اکابر کے اتباع میں اعلانیہ مودودیت سے بیزاری کا اعلان کرنا چاہئے، ورنہ اس سے جو مضر نتائج ظاہر ہوسکتے ہیں اس کی تمام تر ذمہ داری ان ہی حضرات پر عائد ہوگی جو اس مداہنت کو عملی جامہ پہنا کر قوم کو ضلالت کے گڑھے میں پھینک رہے ہیں، ہم اپنی سعادت مندی اسی میں یقین کرتے ہیں کہ اپنے اکابر کے مسلک

پر چل کر سلف صالح کے منوّر طریق کو مشعلِ راہِ ہدایت بنائے رکھیں اور دُنیا میں سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج میں اپنی تمام قوّتوں کو صَرف کردیں جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیش فرمایا ہے، اب بھی جو حضرات مودودیت کو اپنائیں گے وہ عنداللہ مجرم ہیں اور ہم ان سے یکسوئی ضروری سمجھتے ہیں۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

دستخط علمائے کرام

(۱)...... (حضرت مولانا مفتی) محمد یونس عفا اللہ عنہ، خطیب جامع مسجد لائل پور
7/جولائی 1951ء

(۲)...... محمد عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام لائل پور

(۳)...... (مولانا) عبدالرحمٰن مہتمم مدرسہ اشرف المدارس گورونانک پورہ لائل پور
7نومبر 1951ء

(۴)...... (مولانا مفتی) زین العابدین غفرلہ خطیب جامع مسجد لائل پور

(۵)...... (مولانا) محمد یحییٰ لدھیانوی، ٹوبہ ٹیک سنگھ

(۶)...... بندہ محمد یوسف غفرلہ، ولمشایخہ دیوبندی مدرّس دینیات سٹی مسلم ہائی اسکول لائل پور

(۷)...... احقر شبیر احمد عربک ٹیچر سٹی مسلم ہائی اسکول لائل پور

(۸)...... ناچیز عبدالحی بقلم خود، فاضل دیوبند حال مقیم لائل پور 7نومبر 1951ء

(۹)...... حافظ غلام حسین امام مسجد جوالانگر لائل پور 7نومبر 1951ء

(۱۰)...... عبدالرحمٰن فاضل خیر المدارس ملتان خطیب مسجد گوبند پورہ گلی نمبر ۱،
۶/شوال ۱۳۷۰ھ

(۱۱)...... بقلم خود فقیر محمد فاضل مدرسہ امینیہ دہلی، اُستاذ شعبۂ دِینیات پرائمری

اسکول گورونانک پورہ ۱۰/۶/۰۷ ۱۳ھ

(۱۲)......بقلم خود ملک محمد خاں خطیب مسجد وسطی پرتاب نگر ۶ رشوال ۰۷ ۱۳ھ

(۱۳)......فضل الرحمٰن مدرّس مدرسہ اشرف المدارس گورونانک ـــــ پورہ لائل پور ۶ رشوال ۰۷ ۱۳ھ

(۱۴)......محمد یوسف بقلم خود فاضل مدرسہ علومِ نبوّت، حال مقیم مدرّس مدرسہ اشرف المدارس گورونانک پورہ لائل پور

(۱۵)......حبیب اللہ بقلم خود مقیم لائل پور

(۱۶)...... برکت اللہ مدرّس مدرسہ تعلیم الاسلام لائل پور

(۱۷)......(حاجی) کریم بخش مکان نمبر ۲۸۱ گلی نمبر ا، گوبند پورہ لائل پور

(۱۸)......فضل احمد عفی عنہ مدرّس مدرسہ عربیہ دارالعلوم عبداللہ پور لائل پور

(۱۹)......بقلم خود عبدالعزیز خطیب محلہ محمد پورہ لائل پور

(۲۰)...... احقر عبدالوحید غفرلہٗ شاہ پوری مظاہری مقیم موضع ڈھڈیاں ضلع سرگودھا

(۲۱)......العبد الضعیف محمد شفیع خطیب و مدرس مسجد گلی نمبر ا پرتاب نگر لائل پور

(۲۲)......دوست محمد جھنگی عفا اللہ عنہ (مقیم چنیوٹ)

(۲۳)......احقر عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ مدرّس مدرسہ تعلیم الاسلام لائل پور

(۲۴)......(مولانا) انیس الرحمٰن مہتمم مدرسہ تجوید القرآن خالصہ کالج لائل پور

(۲۵)......احقر عبدالعزیز مدرسہ عربی فیض محمدی ہرچرن پورہ لائل پور

(۲۶)......(مولانا) غلام فرید خطیب مسجد گول کریانہ کارخانہ بازار شہر لائل پور 7 نومبر 1951ء

(۲۷)......احقر امداد الحق مقیم جامع مسجد منڈی چک جھمرہ ضلع لائل پور

(۲۸)...... بندہ عبدالرحمٰن، مولانا فاضل و فاضلِ دیوبند، خطیب مسجد محلہ پرتاب

نگر لائل پور

یہ تحریر آج سے پانچ سال قبل لکھی گئی تھی، یونہی معرضِ التواء میں رکھی رہی، بعض علماء کے دستخط بعد میں بھی کرائے گئے۔

مذکورہ بالا تحریر سے رائے پور ضلع سہارن پور کے علمائے کرام نے بھی اتفاق فرمایا۔

(مولانا) جمیل احمد سنبھلی فاضل دارالعلوم دیوبند مقیم خانقاہ رحیمی رائے پور ضلع سہارن پور

(مولانا) عبدالسبحان دہلوی، حال وارِد رائے پور

(مولانا) لطیف الرحمٰن، مقیم خانقاہ رحیمی رائے پور

(مولانا) عبدالرحمٰن فاضل مدرسہ امینیہ دہلی، مقیم رائے پور

(مولانا) عبدالمنان فاضل مدرسہ امینیہ دہلی، حال وارِد رائے پور

تاریخِ طبع: ۲/ربیع الاوّل ۱۳۷۵ھ مطابق 2/اکتوبر 1955ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا

شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

کے

خلفاء ومجازین

مؤلف

قطب الاقطاب عالم ربانی شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بہت سے لوگ خطوط کے ذریعے اور اکثر زبانی بھی دریافت کرتے تھے، اس لئے حضراتِ مجازین کے اسماء ذیل میں درج کئے جاتے ہیں، جیسے یاد آتے گئے ویسے نام درج ہوتے گئے، اس سے تقدّم تأخرِ رُتبی (1) نہ سمجھ لیا جائے۔

1 مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ:

موجودہ چک نمبر 11، 11-ایل متصل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت بیعت کیا جب ان کے والد شیخ المشایخ حضرت مولانا حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ: میرے لڑکے عبدالعزیز کو آپ اپنی غلامی میں لے لیں، تو حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمالیا اور توبہ کرادی۔ حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت اقدس گنگوہی نور اللہ مرقدہ میرے والد حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شیخ تھے، آپ کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اِتنا عشق تھا کہ نام لیتے ہی بے ساختہ طاری رِقت ہوجاتی تھی، میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں احقر کو چھوڑ آئے تھے، میں حضرت کے گھر میں رہتا تھا، حضرت مجسم شفقت تھے، بہت کم گو، ہر وقت چپ رہتے تھے، تھوڑی سی بات کر کے خاموش ہوجاتے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کا ایک چھوٹا حجرہ گھر میں بنا ہوا تھا، جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی اور ایک طرف چوکی پر جائے نماز بچھا رہتا تھا، اور قریب ایک لوٹا رکھا رہتا تھا، ہر وقت دروازہ بند رہتا تھا، فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر دروازہ بند فرمالیتے تھے اور بعد اِشراق کھولتے اور

---

(1) رتبے کے لحاظ سے کسی کا نام پہلے یا بعد میں

خدام کو (ذکروغیرہ) تلقین فرماتے تھے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: پنجاب کے لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں جب ان کے پاس حافظ محمد صالح صاحب موجود ہیں، محمد صالح بھی رشید احمد ہی ہے۔ اللہ اکبر! بڑا ہی اعتماد تھا، ہمیں اس وقت تو قدر نہ ہوئی، آنکھیں نہ تھیں، لیکن پھر بھی آنکھیں نہ ہوئیں کہ بزرگوں کی قدر کرتے، ظاہراً باطناً کورے کا کورا ہی رہا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت کا کیا ٹھکانا ہے، مجھ کو گھوڑی دے کر کوٹ بادل خاں چنے خریدنے کے لئے بھیجا کرتے تھے، ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید حافظ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ چنے خرید لا، میں فتح پور میں گیا، گھوڑی کا بہت خیال رکھا، اس کو پانی پلایا، پھر سائے میں باندھ کر چارہ ڈال کر کام میں مصروف ہوا، حافظ صاحب نے عمدہ چنے خرید کر دیئے، سوار کرادیا اور چنے بھی گھوڑی پر لدوادیئے، مغرب کے بعد دیر سے رائے پور پہنچا، جب میں رائے پور کے قبرستان میں گیا (راستے میں قبرستان پڑتا تھا) تو دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں، میں گھوڑی سے اُترنے لگا تو فرمایا: چڑھے چڑھے گھر چلو! فرمایا کہ: مجھے فکر تھا کہ گھوڑی رسہ اپنے دانتوں سے کھول لیتی ہے کہیں چلی نہ گئی ہو، شاید اس پریشانی میں ہوگا۔ کبھی صدر پورہ مجھے اس کام کے لئے بھیجتے، بہت پیار کرتے تھے، صدر پورہ ضلع لدھیانہ میں ایک گاؤں ہے، تمام مسلمان کاشتکاروں کا گاؤں تھا، حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری نوّر اللہ مرقدہم دوبارہ حج کو تشریف لے گئے تو آپ کے والد صاحب ساتھ تھے اور حضرت حافظ محمد صالح بھی ساتھ تھے، مجھے خوب یاد ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا، حضرت الاستاذ مولانا فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گاؤں میں قرآن مجید سناتے تھے اور مولانا عبدالمجید

گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سے شرحِ وقایہ پڑھا کرتے تھے، حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کا والا نامہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام آیا کہ حضرت رائے پوری حرمین شریفین جارہے ہیں اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہئے، آپ بھی تیار ہوکر یہاں آجاؤ اِکھٹے رائے پور چلیں گے، مولانا نے قرآن مجید جلد سنادیا اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جلدی تیار ہوگئے اور حضرت حافظ صاحب سے رائے پور میں جاملے، پھر دونوں حضرات رائے پور ضلع سہارن پور گئے۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے آئے، بمبئی تک چھوڑنے گئے، ہر اسٹیشن پر نیچے اُتر کر حضرت رائے پوری کے ڈَبے کے سامنے آکر کھڑے ہوجاتے، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، بمبئی تک اسی طرح کرتے گئے، حضرت مولانا خلیل احمد نوّر اللہ مرقدہم ہمارے بعد مکہ معظمہ پہنچ گئے، یہ حضرت سہارن پوری کی کرامت ہے کہ بالکل حج قریب تھا جب سفر شروع کیا، لیکن حج سے قبل ہی مکہ مکرّمہ ہم سے مل گئے۔ اقدس فرماتے تھے کہ: سبحان اللہ! حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ جہاز میں ہر وقت الگ بیٹھے ہوئے پڑھنے میں مشغول رہتے تھے، مولانا سراج الدین ہوشیار پوری بھی ہمراہ تھے، میں تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبدالرشید صاحب جو بیمار ہوگئے، ان کی تیمارداری میں لگا رہتا تھا، آخر انتقال فرماگئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

مولانا عبداللہ فاروقی لاہوری احقر کو سناتے تھے کہ میں ایک بار گنگوہ حاضر ہوا، حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ کیا، معلوم ہوا کہ فلاں مسجد میں رہتے ہیں، وہاں پہنچا تو حافظ صاحب ذکر کررہے تھے، اِلَّا اللہ کی ضرب اتنی زور سے لگاتے تھے کہ تمام مسجد کانپ رہی تھی، میں باہر بیٹھا رہا، جب فارغ ہوئے تو حاضری دی، فوراً اُٹھے اور سینے سے لگالیا۔ مولانا عبدالعزیز صاحب بھی بڑے فاضل صابر

شاکر ہیں، حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی شریف اور بخاری شریف پڑھی، چک نمبر ۱۱، ۱۱-ایل میں مدرسہ صابریہ کو لئے بیٹھے ہیں، کسی سے مانگتے نہیں، اللہ تعالیٰ نے خوب برکت دی ہے، تقسیمِ ملک سے پہلے رائے پور گوجراں کے مدرسے میں کام کرتے تھے، دیوبند کے فاضل ہیں، کتابیں خوب یاد ہیں، متوکل ہیں۔

2 پیر جی عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی حضرت حافظ محمد صالح نوّر اللہ مرقدہم کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، ان کو بھی اجازت حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہے، خاموش طبیعت، بڑے بھائی کا ادب واحترام تو ان کی طبیعتِ ثانیہ بنا ہوا ہے، اب چیچہ وطنی میں مدرسہ عربیہ کی بنیاد رکھی ہے، بچے بھی عالم اور حافظ ہیں۔

3 حضرت مولانا فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی بڑے بزرگ ہیں، اپنے آپ کو مٹادیا ہے، ایک خادم ساتھ رکھتے ہیں، میاں شیر محمد صاحب بیچارے نے زمین، مکان، خویش، رشتہ دار، بھائی بہن سب کو چھوڑ رکھا ہے، حضرت مولانا کی خدمت میں رہتے ہیں، خوب ذکر کرتے ہیں۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہت خوش تھے، فرمایا کرتے تھے: شیر محمد بھی خوب آدمی ہے، مولانا کی خدمت کرتا ہے۔ حضرت مولانا فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے تقسیمِ ملک سے پہلے خوب درسِ حدیث دیا، بڑے بڑے علماء ان کے شاگرد ہیں۔ مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احد بخش رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ، برادر خورد مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامعہ رشیدیہ ساہیوال)، مولانا حافظ عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا

غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور احقر (حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ) ہم درس تھے، میں چھوٹا تھا، دیوبند میں ہم اِکٹھے حضرت شاہ صاحب نوّر اللہ مرقدہم سے پڑھتے تھے، میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے تقریرِ ترمذی لے آتا تھا، مولانا غلام محمد مجھ سے لے کر لکھا کرتے تھے، درس میں بھی لکھ لاتا تھا، عموماً نحو اور منطق کے رسائل حضرت مولانا فضل احمد پڑھایا کرتے تھے اور صَرف اور فقہ کی کتب حضرت مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ پڑھاتے تھے، حضرت مولانا فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ ہی کی برکت سے بڑے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ رائے پور پنجاب میں تشریف لایا کرتے تھے، حضرت مولانا ہی ہیں جو ہمارے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں اس وقت زندہ ہیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پانی پت وغیرہ میں رہے، ان کے بڑے بھائی مولانا مولا بخش رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم کامل بزرگ تھے، مولانا محمد نوّر اللہ مرقدہم کوٹوی کے لائق شاگردوں میں تھے، حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑی تعریف فرمایا کرتے تھے کہ ذہن ثاقب پایا تھا۔ حضرت مولانا کو تو حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت صحبتِ مبارکہ حاصل ہے، پہلے تو حضرت منشی رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے تھے ان کی طرف سے اجازت بھی ہے، پھر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صحبت تھی، ساتھ رہتے تھے اور کئی کئی مہینے رہتے تھے، پہلے پانچ سو روپیہ ہدیہ دیتے تھے، بعد میں ایک ہزار کر دیا، میری وساطت سے دیتے رہے۔ فنائے نفس تو خوب ہی اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا ہے، کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ پیر ہوں گے یا عالم ہوں گے، بالکل سادگی ہی میں زندگی گزارتے ہیں۔ جب کبھی زیارت کے لئے حاضری ہوئی تو بڑا ہی اکرام فرماتے ہیں، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ چونکہ احقر کے ساتھ بہت زیادہ محبت فرماتے تھے اس لئے مولانا بھی بہت شفقت فرماتے ہیں، میں ایک بار چک نمبر ۱۱ میں مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی

عیادت کے لئے گیا تو شام تک میرے پاس ہی بیٹھے رہے اور صبحِ صادق سے قبل شیر محمد کو دُودھ دے کر بھیجا کہ ہم خدمت سے محروم نہ رہ جائیں، جلدی دُودھ خود پلاکر آئیو کہ حضرت ہماری طرف سے یہ دعوت قبول فرمائیں۔ میں بہت ہی شرمندہ ہوا، میں نے عرض کیا کہ: میں تو خادم ہوں۔ مولانا کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے بہت صدمہ ہوا، میرے پاس تشریف لاتے رہتے ہیں، فرماتے تھے کہ: حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کا خیال ہے، لوگوں سے ڈر لگتا ہے کہیں ''لَا تَشُدُّ الرِّحَالُ'' والی حدیث نہ پڑھ دیں، حالانکہ اس کا مطلب تو یہ سنا ہے کہ نماز کے لئے زیادتی ثواب کی نیت سے سوائے تین مسجدوں کے کسی مسجد میں سفر کرکے نہ جانا چاہیے، یہ نہیں کہ کہیں سفر ہی نہ کرے۔

''لَا تَشُدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ'' کا مطلب حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی بیان فرمایا کرتے تھے، حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب یہی دیتے تھے، اللہ تعالیٰ مولانا کو دیر تک ہمارے سروں پر قائم رکھے اور آپ کا فیض خوب جاری رہے، گو حضرت سے مجاز نہیں ہیں تبرکاً ذکر آ گیا۔

4 مولانا سعید احمد حصاروی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ڈونگہ بونگہ علاقہ ضلع بہاولنگر میں رہتے ہیں، پہلے رائے پور گوجراں ضلع جالندھر میں پڑھتے رہے، مجھے سنایا کرتے ہیں کہ: تو جب حضرت مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کرتا تھا میں اس وقت رائے پور میں پڑھتا تھا اور تجھے چھوڑنے جایا کرتا تھا۔ بہت ہی نیک مسکین طبع ہیں، اکثر رائے پور اِنڈیا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے رہتے تھے، پھر ڈھڈیاں ضلع سرگودھا میں بھی حاضری دیتے رہتے تھے، میرے ساتھ بہت محبت ہے، جب میں ڈھڈیاں حاضر ہوتا تھا تو فرمایا کرتے تھے: جب تو ذکر کرتا ہے تو ایک نور محسوس ہوتا ہے، اور

جب میں ذکر تیرے پاس بیٹھ کر کرتا ہوں تو عجیب کیفیت محسوس کرتا ہوں۔ جب ڈونگہ بونگہ میں حاضر ہوتا ہوں تو بہت اِکرام کرتے ہیں، ہر وقت میرے پاس بیٹھے رہتے ہیں، بار بار مجھے فرماتے ہیں کہ: تیرے آنے سے ہمارا گھر نورانی ہوگیا۔ یہ مولانا کا حسنِ ظن ہے، وہ خود نورانی آدمی ہیں، اپنے مریدوں کو کہتے ہیں کہ اس سے استفادہ کرو۔ (آپ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلیفہ ہیں)

اجازت نامہ

نقل والا نامہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ

مکرّم بندہ مولانا محمد سعید احمد زید لطفہٗ از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا والا نامہ شرفِ صدور ہوا، ماشاء اللہ بہت اچھی حالتیں ہیں، ان حضرات کو جس طرح احقر بیعت کیا کرتا ہے اسی طرح میری طرف سے آپ ان سے بیعت لے لیں، دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لے کر یہ خیال کرکے کہ اس طرف سے تعمیلِ حکم کر رہا ہوں یہ کلمات کہلوا دیجئے: ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ، یا اللہ! ہم توبہ کرتے ہیں کفر سے، شرک سے، بدعت سے، چوری سے، زنا سے، جھوٹ بولنے سے، نماز چھوڑنے سے اور سب گناہوں سے جو ہم نے اپنی ساری عمر میں کئے اور اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ تیرے سارے حکم مانیں گے، تیرے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تابعداری کریں گے۔'' بس بیعت ہوگئی، اس کے بعد دُعائیہ کلمات کہہ دیجئے، بس اللہ تعالیٰ قائم رکھے۔ خلافِ شریعت باتوں سے بچتے رہنا، موت کو یاد رکھنا، مرنا ہے، چلے جانا ہے، وہاں سوائے نیک اعمال کے کوئی چیز کام نہیں آئے گی، نماز باجماعت کی پابندی کرنا، اور پڑھنے کے لئے جو مناسب سمجھیں بتا دیجئے۔ باقی جناب کے

بارے میں یہ عرض ہے کہ آپ کہیں نہ جائیں، نہ اتنے مایوس ہوں، اللہ تبارک و تعالیٰ شاید کسی بندے کی وجہ سے ہی کام بنادیں۔ انسان اپنے آپ تو کچھ بھی نہیں، اللہ ہی فضل فرمانے والے ہیں، شاید کسی وجہ سے مقبولیت ہوجائے۔

والسلام

21/دسمبر 1952ء از رائے پور

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صاحب کولکھا تھا: عنایت فرمائے بندہ از احقر عبدالقادر، السلام علیکم، مولوی محمد سعید احمد سلّمہ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا، انہی کے ہاتھ پر بیعت ہوجانا، ان سے بیعت ہونا احقر ہی سے بیعت ہونا ہے۔

5 شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ ابن شیخ حضرت مولانا محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ محدث مظاہر العلوم سہارن پور، بڑے بزرگ اور بڑے عالم باعمل، صاحبِ فضل وکمال ہیں، ساری عمر اللہ کے لئے درسِ حدیث دیا، بہت سی کتابوں مثلاً شمائل ترمذی، شرح موطا اِمام مالک اوجز المسالک، حکایاتِ صحابہ، فضائلِ رمضان، فضائل نماز، فضائلِ صدقات، فضائلِ تبلیغ وغیرہ کے مصنف ہیں، بڑے بڑے علماء آپ کے تلمیذ ہیں، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی صحبت اُٹھائی ہے، چپ بیٹھتے تھے، بذل المجہود شرح ابی داوٗد کے لکھنے میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری نوّر اللہ مرقدہم مہاجر مدنی کے ساتھ شریک رہے، جب کتاب ختم ہوئی تو ہمارے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بھی مدینہ طیبہ میں تھے اور مجلس میں موجود تھے، اس وقت حضرت شیخ الحدیث کو حضرت سہارن پوری اجازت دے رہے تھے، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر مبارک

بادی اور شیخ الحدیث رو رہے تھے، غرض حضرت شیخ الحدیث ہمارے شیخ کے بھی خلیفہ ہیں، اور حضرت سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی۔

6 احقر محمد لائل پوری عفا اللہ عنہ:

احقر کی پیدائش مئی 1901ء میں ہوئی اور حضرت مولانا محمد جالندھری قدس سرہٗ احقر کے والد حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ پر بے حد مہربان تھے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے، اور حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی قدس سرہ العزیز کے تلمیذ تھے، اور مولانا شیخ عبدالحق مصنف تفسیر حقانی کے ہم سبق تھے، کوٹ بادل خاں ضلع جالندھر میں رہتے تھے، میرے عقیقے پر تشریف لائے تھے اور حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے تھے، مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما ہوئے تھے، مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ تشریف لائے تھے، حضرت مولانا محمد قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اپنے نام پر نام میں نے ''محمد'' رکھ دیا ہے، اور برکت کی دُعا فرمائی۔ میں ابھی چھ ماہ کا ہوں گا کہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زمین ضلع لائل پور میں ملی، حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال اسی سال ہوا، والد صاحب ریل گاڑی میں بیٹھ چکے تھے کہ اطلاع ملی۔ میری والدہ ماجدہ کا انتقال ضلع لائل پور کے اسی گاؤں چک نمبر ۲۴۸ گ ب میں ہوا۔ پانچ سال کی عمر میں قرآنِ عزیز حافظ محمد عمر جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے ناظرہ پڑھا جو ہمارے گاؤں میں رہتے تھے، اعلیٰ درجے کے طبیب اور حافظِ قرآن تھے، باتجوید قرآنِ عزیز پڑھتے تھے، کئی سال رہ کر پھر اپنے وطنِ مالوف جالندھر شہر میں واپس تشریف لے گئے اور وہاں انتقال فرمایا۔ میں غالباً چھٹی جماعت میں داخل ہوگیا تھا کہ والد صاحب نے مجھے فارسی شروع کرادی، پھر بوستان تک گھر ہی میں پڑھتا رہا، ایک دفعہ کہنے سے سبق یاد ہوجاتا تھا، مگر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب ایک سو بار سبق یاد کرلیتا تھا تو چھٹی دیتے

تھے، کتابیں مجھے حفظ یاد ہوگئی تھیں، پھر سکندر نامہ اور یوسف زلیخا، جامع قواعد، احسن القواعد، نیرنگ عشق، رائے پور گوجراں ضلع جالندھر مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھیں۔ مولانا فضل احمد نے میزان منشعب، ابواب الصَرف، صَرف میر، نحو میر، شرح مائۃ عامل، ہدایۃ النحو پڑھائیں۔ ایساغوجی اور میزان، منطق، مرقات، تہذیب بھی آپ ہی سے پڑھیں۔ نفحۃ الیمن، قلیوبی، سبعہ معلقات، مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، اور حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں رہتا تھا۔ مولانا فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ابھی نہیں ہوا تھا، پھر مولانا کا نکاح ہوگیا اور میں روٹی مولانا موصوف کے گھر میں کھانے لگا۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماہانہ خرچ مولانا کی خدمت میں اِرسال کردیتے تھے، اگلے سال پھر طبیعت اُچاٹ ہوگئی، پھر دو سال پڑھنا چھوڑ دیا، تیسرے سال پھر کتابوں کو دُہرایا اور اگلے سبق پڑھے، منیۃ المصلّی، کافیہ، قدوری بھی پڑھ لیں۔ حضرت مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ نے امتحان لیا، بہت خوش ہوئے۔ گلاؤٹھی ضلع بلندشہر ساتھ لے گئے، وہاں کچھ حصہ کنز الدقائق، شرح تہذیب، مقاماتِ حریری تیرہ مقامات، شرح جامی تھوڑی سی پڑھی، بخار آنے لگا، گھر آگیا، پھر رائے پور گوجراں پہنچ کر کنز الدقائق، شرح وقایہ، قطبی، تصدیقات، شرح جامی وغیرہ ختم کیں۔ غرض پنجاب کے مختلف مدارس میں رہ کر کتابیں پڑھتا رہا۔ پھر مشکوٰۃ شریف مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی، پھر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی آمد آمد سن کر دیوبند شریف حاضری ہوئی، ۱۳۳۸ھ میں حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی شریف، مسلم شریف کا کچھ حصہ اور بخاری شریف پڑھی، مولانا حافظ محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم شریف پوری کی، ابوداؤد شریف حضرت میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے باقی کتبِ حدیث پڑھیں۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں سند حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت فرمائی، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہمیں بخاری شریف پڑھائیں گے، لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار ہوگئے پھر وصال ہوگیا، حسرت ہی رہ گئی، اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ چنانچہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پھر حضرت شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کی خدمت میں بخاری شریف بھی پڑھی، تمام اساتذہ خوش رہے، سند پر عمدہ الفاظ تحریر فرمائے۔ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اسی سال سہارن پور سے آئے تھے، انہوں نے ترمذی شریف، بخاری شریف ہمارے ساتھ ہی پڑھیں اور تقریریں بھی لکھیں۔ میں نے باقی فنون کی کتب اگلے سال دیوبند ہی میں پوری کیں، مقاماتِ حریری مولانا بدر عالم نے مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور شرح بھی لکھتے رہے، میں بھی ترمذی شریف اور بخاری شریف کی تقریر لکھتا تھا، مولانا احمد علی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر میرے ساتھی ہیں، مجھ سے لے کر تقریر نقل کرلیتے تھے۔ بیعت مجھے حضرت مولانا فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے کرادی تھی، میرے جیسا نجس اور ناپاک آدمی پر حضرت مفتی صاحب کا احسان ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے سفارش کی: حضرت! اس کو بیعت فرمالیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً قبول فرمالیا اور بیعت کرلیا۔ پھر احقر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، پھر 1938ء میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوگیا، یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت ہے کہ احقر کو رائے کوٹ سے بلاکر بیعت فرمالیا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد اجازت مرحمت فرمائی، اور بار بار اِصرار فرماتے رہے کہ: تو بیعت کرلیا کر! میں نے عرض کیا کہ شرم آتی ہے۔ فرمایا: میں لوگوں کو لکھ دیا کروں گا کہ تیری طرف متوجہ ہوں۔ پھر ہر سفر میں یہی فرماتے رہے، جب ملک بدل گیا پھر تو بہت بار فرمایا اور خطوط بھی بھیجتے رہے، ایک والا نامہ شرفِ صدور ہوا:

بگرامی خدمت مولانا مولوی محمد صاحب مدظلہ العالی

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا والا نامہ شرفِ صدور ہوا، خیریت و کیفیت معلوم ہوئی، یہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ حضرات کو احقر کے ساتھ محبت اور تعلق ہے، ورنہ احقر کس لائق ہے۔ میرا خود جی چاہتا ہے اور اس کی ضرورت میں خود اپنے نفع کی خاطر سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی زیارت کی جائے، اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوا اور حالات دُرست ہو گئے تو اِن شاء اللہ تعالیٰ کسی مناسب موقع پر حاضری کا خیال ہے، دُعا فرماتے رہیئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا فضل وکرم فرمائیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا نام پوچھنے آئیں ان کو ضرور بتلا دیا جائے، شاید کسی اللہ کے بندے کے اِخلاص سے ہمارا کام بن جائے اور بیڑا پار ہو جائے۔ باقی اس سے زائد ایک اور عرض ہے کہ گھر میں اور بچوں کو سلام و دعوات، جملہ احوال پُرساں کی خدمت میں نام بنام مسنون۔ یہاں بھی بفضلہٖ تعالیٰ بہت سہولت اور راحت سے رمضان گزرا ہے، الحمدللہ! فقط والسلام از رائے پور۔ ملک واحد بخش سے سلام مسنون کہہ دیجئے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر بھی اپنا فضل وکرم فرمائے۔

۵ر شوال ۱۳۶۷ھ

از احقر عبدالمنان اور مولوی عبداللہ نومسلم صاحب سلام مسنون۔

۷۸۶

مخدوم ومکرم بندہ جناب مولانا محمد صاحب،

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کا والا نامہ رائے پور سے ہوتا ہوا ریاست رام پور موصول ہوا،

احقر دِلّی کئی روز رہ کر وہاں رام پوری حضرات کے تشریف لے آنے کی وجہ سے اور اصرار سے رام پور آ گیا، یہاں بانس بریلی اور لکھنؤ کے سفر میں مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار سے اور حکیم محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار سے جانا ہے، معلوم نہیں کتنے روز لگیں۔ دہلی پاکستان جانے کی کسی صورت کی تلاش میں جانا ہوا تھا، مگر پرمٹوں کی مشکلات کی وجہ سے ملتوی ہوگیا، جب کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوگا ہوجائے گا۔ جناب کی خیریت کیفیت خط سے معلوم ہوکر بہت ہی خوشی ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ جناب کو بڑے درجے عطا فرمائے اور ہم پسماندگان کو بھی جناب کی برکت سے۔ آپ کی کیفیت اوراد وتعلیم سے بہت جی خوش ہوا، میرے عزیز بھائی! احقر کو بھی اپنی ادعیہ صالحہ میں فراموش نہ فرمانا۔ احقر بہت محتاج ہے اور آپ کے لئے دُعا گو ہے، عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا والا نامہ بھی جو اس میں رکھا تھا دیکھا، کیا عرض کروں جناب کے ساتھ کسی طرح بھی احقر اور احقر کا کنبہ برابری نہیں کرسکتا، ویسے تو اگر یہ ہوجائے تو ہم لوگوں کے لئے بڑی سعادت ہے، ویسے تو ہم لوگوں میں کوئی برابری نہیں ہے، نہ ذاتاً نہ صفاتاً، بہت ہی اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہوں اور تصوّر کرتا ہوں، یہ تکلف سے نہیں عرض کرتا۔ باقی عبدالجلیل کے لئے تو موجبِ سعادت ہے، ایسی صحبت اس کو اس علاقے میں کہاں میسر ہوسکتی ہے علماً اور صلاحیت کے اعتبار سے، بلکہ اس کو علمی اور دِینی نفع بہت کچھ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں، لیکن جناب کے والد بزرگوار اور گھر کے لوگ کس طرح راضی ہو سکتے ہیں جبکہ ہر طرح سے جناب کا خاندان ہمارے خاندان سے اُونچا ہے، مکرّر عرض ہے کہ جناب کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا اعلیٰ درجہ نصیب فرمائے۔ اب احقر کو پاکستان جانے کا زیادہ شوق نہیں رہا، کیا تعجب ہے اللہ تعالیٰ اب آپ سے دِینی سلسلہ چلائے۔ گھر میں بچوں کو دُعا اور پیار، ان کی والدہ کو سلام۔ چوہدری اسماعیل

سنا ہے کہ وہیں ہیں، مولوی عبدالرحمٰن بھی وہی ہیں، مولوی عبدالغنی، مولوی محمد شریف صاحب، ملک واحد بخش کو بھی سلام مسنون فرمائیں، مکرّر اسی واسطے تو شرم آتی ہے عرض کرتے ہوئے کہ پہلے جو نسبت کی تھی مولوی انیس الرحمٰن کی جناب سے تو اس سے جناب کو تکلیف ہی پہنچی، اب کس منہ سے عرض کیا جائے۔ برخوردار عزیزم حافظ عزیز الرحمٰن کی بیماری کا بہت فکر ہوا، اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

فقط والسلام

9/نومبر 1948ء

بخدمت شریف مولانا مولوی محمد صاحب دامت برکاتہم

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف! ایک والا نامہ تین روز ہوئے سیّد وجاہت حسین کی معرفت شرفِ صدور ہوا، اس میں برخوردار عبدالرحمٰن مرحوم کے 5/مئی 1948ء کو اِنتقال کی خبر معلوم ہوکر بہت افسوس ہوا، اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور اپنے قرب سے نوازیں اور آپ حضرات کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں، بالخصوص اس کی والدہ صاحبہ کو اور بہن بھائیوں کو صبر کی تلقین فرمادیجئے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ یہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ حضرات احقر سے محبت کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے نوازے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ دیگر تمام پُرسانِ اَحوال کی خدمت میں سلام مسنون فرمادیجئے گا۔ حضرت مولانا فضل احمد صاحب اور دُوسرے حضرات کو برخوردار کی وفات کا افسوس ہوا، سب دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور بہت بہت سلام مسنون عرض کرتے ہیں، فقط والسلام از احقر عبدالمنان

سلام مسنون اور اِستدعائے دُعا۔

از رائے پور

۶/رجب ۱۳۶۷ھ-26/مئی 1948ء

مکرّر عرض ہے کہ احقر کی استعداد تو جنابِ والا سے کم ہے، کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، مگر یہ خیال ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ مل جائے، اس بناء پر عرض ہے کہ اگر کوئی توبہ کرنے والا ہو تو احقر کی طرف سے جنابِ والا کو اجازت ہے، خدا کرے آپ خیر و عافیت سے ہوں، فقط والسلام۔ نیز حاجی علی محمد ولی محمد صاحبان کی خدمت میں سلام مسنون فرما دیجئے گا، ان دونوں حضرات کے احقر پر بہت ہی احسانات ہیں، احقر سوائے دُعا کے اور کیا عرض کرسکتا ہے، کاش! یہ حضرات شروع میں لائل پور چلے جاتے تو پریشانی سے شاید بچ جاتے، دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنا فضل و کرم فرمائیں۔

دسمبر 1961ء میں جب میں بمرض فالج سخت بیمار ہوا تو جب مولانا عبدالوحید صاحب نے میری بیماری کا ذکر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں کیا تو سخت بے چین ہوگئے اور رات کو کچھ نہ کھایا اور سب خدام سے فرماتے تھے کہ: دُعا کرو اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ نصیب فرمائے۔ ریاض الدین میواتی نے بھی ذکر کیا کہ جب میں 1957ء میں حج کے ارادے سے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کرنے لگا تو فرمایا کہ: ریاض الدین! ہمارے حضرت مولانا محمد صاحب بھی حج کو گئے ہوئے ہیں، ان کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھنا، حتیٰ کہ نفلی طواف بھی چھوڑ دینا اور خدمت کرنا، اِن شاء اللہ تعالیٰ تم کو نفلی طواف کا ثواب ملے گا۔ پھر ریاض الدین میواتی ہمیں مکہ مکرّمہ میں ملا، جب مدینہ طیبہ سے واپس آئے تھے تو ساتھ ہی رہا، بہت خدمت کی۔ ریاض الدین یہ بھی ذکر کرتا تھا کہ حضرت فرماتے تھے:

لائل پور میں محض مولانا محمد صاحب کی خاطر جاتا ہوں، ورنہ وہاں ہمارا کیا رکھا ہے، یہ تو لاہور اور لائل پور بھی کئی بار فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِیْ الْجَنَّۃِ الْعُلْیَا وَاجْعَلْہُ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا ومُشَفَّعًا وَاحْشُرْنِیْ مَعَہٗ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

”اے اللہ! جنت کے اعلیٰ مقام میں اس کے درجات کو بلند فرما اور اے اللہ! تو اس کو قیامت کے دن میرے لیے سفارش کرنے والا اور شفاعت قبول کیا گیا بنا اور مجھے اٹھا اس کے ساتھ۔آمین یارب العالمین“

لائل پور ہی کے ایک صاحب کو تحریر فرمایا کہ: تم مولانا ہی کے ساتھ رہنا کہ جو مولانا محمد صاحب ہیں وہی میں ہوں۔

7 حضرت ماسٹر منظور محمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سلیم پور ضلع لدھیانہ کے رہنے والے ہیں، تقسیم ملک کے بعد گوجرہ ضلع فیصل آباد میں قیام کیا۔ میرے ترغیب دینے اور بار بار اِصرار کرنے پر حضرت اقدس قدس سرہٗ کی طرف رُجوع کیا اور لودھی وال کے قبرستان میں بیٹھ کر بیعت ہوئے، کئی سال احقر سے بھی ملتے رہے، ذکر شغل کے متعلق پوچھتے رہے، مکتوباتِ معصومیہ کا بہت مطالعہ کیا، کوئی اِشکال پیش آتا تھا تو احقر سے پوچھتے رہتے تھے، خوب ذکر کیا، اکثر رِقت رہتی تھی، باہر جنگل میں نکل جاتے، گھر میں دروازہ بند کر کے روتے رہتے، اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا، پھر ماچھی واڑہ تبدیل ہو گئے وہاں بھی خوب ذکر کیا، احقر کچھ دنوں کے لئے سمرالہ ضلع لدھیانہ میں آ گیا تھا، ہر جمعہ کو ماسٹر صاحب کئی ساتھیوں کو لے کر جمعہ کی نماز میرے ہمراہ پڑھتے،

مجھے بھی ایک بار ماچھی واڑہ لے گئے، بیان بھی کرایا، میں اکثر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ماسٹر صاحب کے حالات بیان کرتا رہتا تھا، مسوری پہاڑ پر ایک دفعہ مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بلایا، احقر حاضر ہوا بڑی ہی شفقت فرمائی، ماسٹر صاحب کا خط گیا کہ مجھے رِقت بہت رہتی ہے، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھوایا کہ: مبارک ہو کہ یہ سب آثارِ ذکر میں سے ہے۔ ملک بدل گیا تو بھی لائل پور احقر سے ملنے آتے تھے اور مجھے بھی بلاتے تھے، پہلے تاندلیانوالہ میں رہے، پھر گوجرہ میں تبادلہ ہو گیا، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بہت محبت تھی۔ ان کے بھائیوں کو بھی احقر سے بہت محبت ہے، ماسٹر صاحب کے والد ماجد میاں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ماسٹر صاحب کی عمر دراز کرے اور ان سے فیض پہنچتا رہے۔

8 مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ لِلّٰہ ضلع جہلم کے رہنے والے ہیں، اب کھیوڑہ میں رہتے ہیں، بڑے منکسر مزاج عالم باعمل ہیں، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا بہت احترام تھا، عقائد خوب پختہ، علمائے دیوبند کے جاں نثار، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے میرے سامنے ان کو اجازت عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ: آپ کی طبیعت بہت اچھی ہے۔

9 صوفی شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جھنگ ارسطو دواخانہ۔ ایک دفعہ صوفی صاحب لاہور آئے ہوئے تھے، حضرت اقدس رحمہ اللہ کے ہمراہ ٹہلنے جارہے تھے، حضرت نے فرمایا: صوفی جی! کچھ کرتے بھی ہو کہ نرے لیڈر ہی ہو؟ صوفی جی نے عرض کیا کہ: ذکر کیا کرتا ہوں اور محمد لائل پوری سے ملتا رہتا ہوں، یہ بھی مجھ پر شفقت کرتے ہیں، فرمایا کہ: آپ جتنی محبت مولانا سے کرو گے اتنی ہی ترقی کرو گے، بس مولانا محمد صاحب سے ضرور ملتے رہیں۔ پھر تو صوفی صاحب بہت ہی گرویدہ ہو گئے، افلاس کی اکثر

شکایت کرتے رہتے تھے میں نے عرض کیا کہ: کثرت سے ذکر اِن شاء اللہ تعالیٰ سب پریشانیاں دُور کردیتا ہے۔ پھر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں کئی سال ہوئے اجازت عطا فرمائی، الحمدللہ۔

10 حضرت مولانا عبدالعزیز گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عالی مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں، جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو سہارن پور میں پڑھتے تھے، فارغ ہوئے تو حضرت اقدس کی خدمت میں رہنے لگے، والد صاحب گمتھلہ میں بڑے زمیندار تھے، مگر مولانا نے فقیری ہی کو پسند فرمایا۔ حافظِ قرآن ہیں اور خوب یاد ہے، ہر وقت وِردِ زبان رہتا ہے، میں نے پہلے پہل ڈیرہ دون میں حافظ محمد ابراہیم کی کوٹھی جو رسپنہ ندی کے کنارے ہے وہاں مولانا کو دیکھا تھا، طبیعت میں جلال ہے، میں جب رائے پور حاضر ہوتا تو چپ رہتا تھا، ایک طرف بیٹھا پڑھتا رہتا تھا، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ جب باہر نکلتے تو آکر بیٹھ جاتا اور جب کوئی مسئلہ دریافت فرماتے تو نہایت ادب سے عرض کرتا۔ مولانا کے سپرد مہمانوں کا انتظام تھا، دسترخوان کا انتظام تھا، اب تقسیم کے بعد سرگودھا میں قیام فرما ہیں۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تو بہت حاضر ہوتا تھا، اب طبیعت بیماریوں کے باعث کمزور ہوگئی ہے، کبھی ڈھڈیاں جانا ہوتا ہے تو سیدھا ہی نکل جاتا ہوں۔

جب حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ آخری دفعہ آئے تو فرمانے لگے: ہم تو آپ حضرات کو ملنے کے لئے ویزا بنوا کر زبردستی آئے ہیں اور حساب بھی نمٹا آئے۔ پھر میں نے حرمین شریفین کے لئے تیاری کرلی، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ دو دن روتے ہی رہے، غایت شفقت فرماتے تھے، اپنی چارپائی پر بٹھاتے اور فرماتے کہ: مدینہ منورہ کی حاضری کی نیت کرلینا، ہمارے اکابر کا یہی طریقہ رہا ہے۔ میں

نے گزارش کی کہ: میں نے مدینہ منورہ حاضری کی نیت کرلی ہے جو ارشاد حضرت اقدس کا ہے۔ بہت خوش ہوئے اور بہت دُعائیں دیں۔ فرمایا: ہمیں بھی دُعاؤں میں یاد رکھنا، اور بہت رِقت طاری ہوئی۔ مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے رائے پور رہنے کے لئے فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ مولانا کو تادیر رائے پور رہنے کی توفیق بخشے اور فیضِ رحیمی اور قادری اس وجہ سے جاری رہے۔ آمین ثم آمین

11 مولانا فخر الحسن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اُستاذ دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا ابراہیم صاحب صدر مدرّس دیوبند کی سفارش سے اجازت عطا فرمائی اور فرمایا: دو ہزار نفی اثبات جہر کے ساتھ بلا ناغہ جاری رکھیں۔

12 حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے لکھنؤ۔ ندوۃ العلماء میں تعلیم پائی اور حضرت مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر بھی حدیث سنی، حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی کی ہے، فرماتے تھے: میں نے اپنے بھائی مولانا ڈاکٹر عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ کا دورۂ حدیث حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنا اور تقریر لکھنا عرض کیا تو حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو خوب یاد تھا۔ مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ بڑے فاضل تھے، مسلم شریف حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ سے پڑھی تھی، مجھے خود سناتے تھے کہ: میں روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر لکھی ہوئی تقریر حضرت کی خدمت میں پیش کرتا تھا اور حضرت پسند فرماتے تھے اور اغلاط کی تصحیح بھی فرمادیتے تھے۔ مولانا علی میاں صاحب مولانا محمد اِلیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سہارن پور آئے ہوئے تھے، میں بھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، فرمایا: یہاں ایک ـــــ مولانا آئے

ہوئے ہیں، وہ مصنف بھی ہیں، حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس میں تھے میں مبتدعین کی رائے کوٹ میں بعض شرارتوں کا ذکر کر رہا تھا، حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ غور سے سن رہے تھے، پھر فرمانے لگے کہ: ان لوگوں نے ہمارے کام میں بھی بہت رُکاوٹیں پیدا کیں، ان سے اُلجھنا مناسب نہیں، بس مناسب طریقہ سے کنارہ کش ہوجانا چاہئے۔ پھر مولانا علی میاں سے ملاقات بھی ہوگئی، میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ: تقویۃ الایمان کے متعلق بعض مبتدعین اعتراض کر رہے تھے، میں نے کہا کہ: ان کی عبقات بھی دیکھی ہے، اس میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں لکھتے ہیں: ''وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى اِسْمِهِ الْأَعْظَمِ وَ نُوْرِهِ الْأَتَمِّ'' ذرا اس کتاب کا ایک صفحہ تو پڑھ دو اور اُردو ترجمہ کردو۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے، پھر تو مولانا علی میاں بہت محبت کرنے لگے۔ ایک دفعہ رائے پور آئے اور مجھے فرمایا کہ: مجھے سہارن پور ہی میں آپ کے بارے میں معلوم ہوگیا تھا، اس لئے میں بھی حاضر ہوگیا۔ ایک دفعہ احقر کو لکھنؤ لے گئے، بہت ہی احترام کیا۔ مختارات، قصص النبیّین وغیرہما بہت کتب کے مصنف ہیں، مؤرّخ ہیں، لاہور میں کئی بار زیارت ہوئی، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی رہے، مودودیت کی طرف پہلے بہت رُجحان تھا، اب تو ادھر سے ہٹ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا فیض عام رکھے اور حمایتِ حق کرتے رہیں، اور سلف کا طریقہ اپناتے رہیں۔

13 مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ماہنامہ ''الفرقان'' کے مدیر تھے اور ''معارف الحدیث'' حدیث کی کتاب لکھ کر خدمتِ حدیث خوب کی ہے۔ مبتدعین (۱) سے خوب مناظرے کئے

(۱) اہلِ بدعت (بدعتی)

اور ماشاءاللہ مسکت اور محقق جواب دیئے۔ انکے چہرے سے آثارِ ذکر نمایاں ہیں۔ ہمارے حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خوب معتقد ہیں، اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے عشاق میں سے ہیں۔ لکھنؤ کے سفر میں احقر کی بہت خدمت کی، بہت شرمندہ ہوں کہ میرے جیسا ایک عام آدمی مولانا کی خدمت دیکھ کر اپنے دِل میں سلف کی یاد تازہ محسوس کرتا ہے۔ ایک دفعہ رائے پور میں فرمانے لگے کہ: حضرت شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کن سے مجاز تھے؟ میں نے عرض کیا: یہ میں نے بہاولپور کے سفر میں جب شاہ صاحب امرتسر سے لاہور جارہے تھے ریل گاڑی میں پوچھا تھا تو فرمایا: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے اجازت ہے اور ہمارا خاندان دس پشت سے سہروردی بھی ہے، مجھے اپنے والد ماجد حضرت مولانا معظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت ہے۔ مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سن کر فرمانے لگے: اب تسلی ہوگئی۔

14 حضرت مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ میاں چنوں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سالہا سال آتے رہے، پھر ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوتی رہی، اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیعت ہوئے اور حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھی جاتے رہے، لیکن خود لکھتے ہیں کہ: اجازت کسی کی طرف سے نہیں ہوئی۔ سنا ہے کہ بعد میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت فرمادی تھی۔ بزرگ ہیں، عالم باعمل ہیں، اگر مولانا بیعتِ ارشاد بھی فرمائیں تو ہزاروں کو فیضان ہو، مخلصین میں سے ہیں۔ رائے کوٹ میں، میں نے خواب میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، میں نے دوڑ کر مصافحہ کیا تو حضرت مولانا ابراہیم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کار میں بیٹھے دیکھا۔ اگر میرا خواب صحیح ہے اور اِن شاءاللہ صحیح ہے تو بڑی بشارت ہے۔

15 حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (جامعہ رشیدیہ ساہیوال) کو اِجازت کے متعلق مجھے تحقیق نہیں، سنا ہے کہ اجازت ہے۔

16 مولانا عبداللہ دھرم کوٹی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی اجازت کے متعلق بھی مجھے کچھ تحقیق نہیں، لوگوں سے سنا ہے کہ مولانا عبدالوحید صاحب نے اجازت دِلوائی تھی۔

17 مولانا نیاز محمد رحمۃ اللہ علیہ تلمبہ:

آپ کی اجازت کے متعلق بھی مجھے کچھ تحقیق نہیں، لوگوں سے سنا ہے۔

18 مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے زبانی اور تحریری بھی اجازت فرمائی تھی۔

19 مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ:

اب یاد نہیں پڑتا کس نے کہا تھا، اس کو مولانا عبدالمنان گوجرانوالہ نے بتایا تھا کہ حضرت اقدس نے ان کو اجازت دی تھی، لیکن میرے سامنے یہ بات نہیں ہوئی، میں مولانا عبدالجلیل کو باصرار کہتا ہوں کہ آپ بیعت کرلیا کریں، اِن شاء اللہ تعالیٰ برکت ہی رہے گی۔

20 قاری محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے خود ذکر کیا تھا کہ مجھے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی (مدرس مدرسہ فاروقیہ، عارف والا)۔

21 مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سہارن پور میں پڑھتے رہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آتے تھے، رمضان بھی گزارتے تھے، حافظ ہیں، مولانا ہیں، ان کو بھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ

نے اجازت دی تھی، میرے سامنے بھی فرمایا تھا۔

22 مولانا انور حسین نفیس شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جب بیعت ہوئے تو شروع میں کثرت سے میرے پاس آتے رہے، پھر سنا ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے دی تھی، اب تو میرے ہاں گاہے گاہے آتے ہیں، محض سرسری ملاقات ہے، لاہور میں کاتب ہیں۔

23 حضرت مولانا قاضی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ (جھاوریاں ضلع سرگودھا):

آپ پہلے حضرت موہڑہ شریف والوں کی طرف سے مجاز ہیں، پھر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجازت مرحمت فرمائی، بڑے ہی مخلص عالم ہیں، تبلیغ میں بھی انہماک ہے، درد والے ہیں، ہمدردی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔

24 حافظ عطاء المنعم رحمۃ اللہ علیہ:

سنا ہے کہ آپ کو بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دی ہے، آپ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں۔ حضرت شاہ جی تو میرے ساتھ حقیقی بھائیوں کی طرح ملتے تھے، بلکہ میرا بڑا ادب کرتے تھے۔

25 مولانا محمد یحییٰ بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت مولانا اللہ بخش بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں، خود کہتے تھے کہ پہلے مجھے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف پڑھنے کے متعلق ترغیب دی تھی کہ آپ کے پاس آؤں، مظاہر العلوم کے فارغ شدہ ہیں، بڑے ذاکر اور شاغل ہیں، ان کے والد مولانا عبدالرحمٰن صاحب بھی زندہ ہیں، بہت منکسر المزاج ہیں، مسکین الطبع ہیں، مولانا عبدالوحید نے اجازت دِلائی۔

26 حضرت خان محمد یوسف خاں رحمۃ اللہ علیہ (نورارتھ والے):

آپ سادہ مزاج خاموش رہتے ہیں۔

27 حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بہت بابرکت ہستی ہیں، اکثر رائے پور تشریف لاتے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تجدیدِ بیعت کے لئے عرض کیا تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجدیدِ بیعت کی ضرورت نہیں، آنجناب تشریف لایا کریں۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم تھے اور مشاہیر میں سے ہیں۔

اگر کوئی اور صاحب بھی حضرت اقدس سے مجاز ہوں اور مجھے معلوم نہ ہو تو مجھے معذور تصوّر فرمائیں، اور اگر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ان کو اجازت نہ ہو تو خواہ مخواہ حضرت اقدس کے ذمے رکھ کر معصیتِ اتہام میں گرفتار نہ ہوں، جیسا کہ سنا جارہا ہے بعض حضرات ایسا کرتے پھر رہے ہیں اور اپنے کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا فرزند ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے، یوں تو سارے ارادت مند جو تعلق مریدی کا رکھتے ہیں رُوحانی اولاد ہی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ اَوْلِيَائِكَ وَاَصْفِيَائِكَ وَارْزُقْنَا شَفَاعَةَ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ ِالْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

"اے اللہ! ہمارا حشر کر اپنے نیک اور دوست بندوں کی جماعت میں اور ہمیں اپنے رسول کی شفاعت نصیب فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ چنے ہوئے ہیں اور اس کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور ہماری آخری پکار یہ ہوگی الحمد للہ رب العالمین اور اللہ سلام

بھیجے اپنے محبوب اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر اور ان کے اہل بیت پر اور ان کی ازواج پر جو کہ مومنوں کی مائیں ہیں، برحمتك یا ارحم الراحمین۔''

ہمارے حضرت اقدس قدس سرہٗ جب حضرت عالی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ کے خلیفہ ہوئے تو بالکل ظاہر نہیں کیا اور سالہا سال تک رائے پور ہی میں بیٹھے رہے۔ جب اپنے وطن تشریف لاتے لاہور مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اکیلے ہی تشریف فرما ہوتے، ہاں مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ، سائیں سکندر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی بعد میں آجاتے، کچھ دن قیام فرما کر اکیلے لالہ موسیٰ کی طرف تشریف لے جاتے، کئی سال کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خوب شہرت ہوئی، پھر تو ڈھڈیاں ضلع سرگودھا میں خوب رونق رہتی، رَحِمَهُ اللهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا (ہمارے ہاں عمامہ باندھنے کا معمول نہیں ہے ہاں پنجاب میں بعض حضرات کا معمول ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

مولانا رُومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر
آں رہے را کہ بارہا تو دیدۂ
بے قلادہ اندراں آشفتۂ
تو برو در سایۂ عاقل گریز
تا رہی زاں دُشمنِ پنہاں گریز
یار باید راہ را تنہا مرو
از سرِ خود اندریں صحرا مرو

"(۱) کسی اللہ والے مرشد کامل کا دامن تھام لے۔ کیونکہ اس سفر میں بہت آفتیں ہیں اور یہ بہت خوف و خطرے کا راستہ ہے۔(۲) وہ راستہ کہ جس کو تو نے کئی بار دیکھا ہے لیکن اس راستہ میں بغیر رہبر کی اتباع کے تو پریشان ہی ہوا ہے۔(۳) تو بھاگ کر جلدی سے کسی عقلمند رہبر کے ساتھ ہو جا اور تو اس میں جلدی کرتا کہ تو پوشیدہ دشمن (نفس امّارہ) کے مکر وفریب سے رہائی حاصل کرلے۔(۴) راہ سلوک میں کسی مرشد کامل کے ساتھ ہونا ضروری ہے اس لئے تنہا سفر نہ کر۔ اپنے خیال کے مطابق ہرگز اس صحرا میں سفر نہیں کرنا چاہیے۔"

حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی
تا راہ بیں نہ باشی کے راہ بر شوی
در مکتبِ حقائق پیش ادیب عشق
ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوی
گر نور عشق حق بدل و جانت اوفتد
باللہ کز آفتاب فلک خوبتر شوی
از پائے تا سرت ہمہ نورِ خدا شود
در راہِ عشق حق چو تو بے پا و سر شوی

"(۱) اے بے خبر آدمی! تُو کوشش کرتا کہ تو بھی باخبر ہو جائے جب تُو خود ہی راستہ سے بے خبر ہے تو تُو کسی اور کا کیسے رہبر بن سکتا ہے۔(۲) ہاں حقائق کے مکتب میں عشقِ الٰہی کا

ادب سکھانے والے کے سامنے چند روز تُو عشق کا ادب سیکھنے کی کوشش کرے گا تو تُو بھی دوسروں کے لئے رہبر و پیشوا بن جائے گا۔ (۳) اگر تیرے دل و جان پر حق تعالیٰ کے نورِ عشق کا کچھ پَرتو پڑ جائے اللہ کی قسم تُو آسمان کے آفتاب سے بھی زیادہ بڑھیا ہو جائے گا۔ (۴) سر سے لے کر پاؤں تک تیرا سارا وجود نورِ خدا سے منور ہو جائے گا جب کہ تو حق تعالیٰ کے عشق کی راہ میں بیخود ہو جائے گا۔''

حضرت شاہ عبدالقادر قدس سرہ العزیز ابن الحافظ احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن عارف باللہ مولانا محمد اکرم قدس سرہ العزیز، مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت العارف کلیم اللہ قدس سرہٗ خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور سوات شریف عرف اخوند صاحب کے تھے، حضرت اخوند صاحب بڑے صاحبِ کرامات قطب الوقت گزرے ہیں، عارف باللہ میاں عبدالرحیم قدس سرہٗ حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ خاص تھے، ان کے خلیفہ حضرت عارف باصفا الشیخ الشیوخ مولانا الحافظ عبدالرحیم شاہ رائے پوری تھے، حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کا وطن مالوف تگری ضلع انبالہ جمنا کے ادھر پنجاب میں تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دادا صاحب حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ العزیز سے مجاز تھے، ایں خانہ ہمہ آفتاب است، ان کی کرامات مشہور ہیں۔

صرف زندہ بزرگوں کے متعلق تحریر کیا گیا ہے، ورنہ حضرت مولانا غلام رسول جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (ان کو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ پنجاب کے شاہ ولایت ہیں)، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ فاروقی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حافظ عبدالقدیر مسوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا خدا

بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احمد الدین رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے اجلہ خلفاء میں سے گزرے ہیں۔

حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ یہ نصائح اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے:

اپنے آپ کو بالکل نیچے اُتار دے کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں، دُنیاداروں سے اس طرح ملے کہ اس کو کچھ غرض ہے، اس طرح للچا کر بات کرے، لیکن جب وہ کچھ دینے لگیں تو بالکل مستغنی ہو جائے، اپنے اللہ سے مانگے۔

اپنے آپ کو یہ سمجھنا کہ مجھے کسی کی پروانہیں، یہ تکبر کی علامت ہے، بلکہ یہ خیال کرے کہ بندہ سراسر احتیاج ہے، نیازمند ہے، کوئی بھی کام نہیں آتا، نہ باپ، نہ بیٹا، نہ بھائی، نہ بیوی، نہ اماں، نہ دوست احباب بس اپنی کرنی اپنی بھرنی، دُنیا میں ملک کی تقسیم کے وقت سب کچھ کھل کر سامنے آ گیا، لہٰذا اپنوں کی خاطر آخرت کو نہ چھوڑے، اللہ اور رسول برحق سے تعلق جوڑے، یہ بات یقین کے درجے کو پہنچ جائے کہ میرا اللہ ہی میرا خیر خواہ ہے، میرا رَبّ ہے، وہی میرا کام بنائے گا، اس کے دَر کا ہو رہے، اِن شاء اللہ تعالیٰ سب کام دُرست ہو جاتے ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے کسی نے پوچھا تھا کہ: حضرت حاجی اِمداد اللہ قدس سرہٗ کے متعلق سنا ہے کہ کتابیں بھی پوری نہیں کی تھیں، پھر آپ اتنے بڑے عالمِ ربانی ہو کر ان سے بیعت ہو گے؟ فرمایا: یہ دریافت کرنے کا مجھ سے کسی کو حق نہیں ہے۔ سوال کیا کہ: پھر کیا ہوا حضرت؟ فرمایا: پھر کیا ہونا تھا، پھر تو مر مٹے۔ اس پر فرمایا کرتے تھے (ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ) حضرت میراں بھیک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے!

پڑیئے پڑ مر رہیئے ہر کے دوار
کبھی تو ہر پوچھے گا کون پڑا دربار

"اللہ کی بارگاہ میں ہمہ وقت سر بسجود رہو کبھی نہ کبھی تو معبود پوچھے گا کون دستک دے رہا ہے۔"

کتنا ہی کسی نے قصور کیا ہو، حضرت اقدس نوّر اللہ مرقدہم کبھی ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ اس کی دِل شکنی ہوگی۔ بھائی الطاف الرحمٰن ذکر کرتے تھے کہ ایک دفعہ چائے میں بجائے میٹھا ڈالنے کے میں نے غفلت سے سوڈا ڈال دیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ بڑے مزے لے کر پیتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: آج تو بھائی نے بہت ہی مزے کی چائے پلائی۔ مجھے دیر میں تنبہ ہوا تو معلوم ہوا کہ میں نے غلطی سے سوڈا ملا دیا تھا، فوراً معذرت کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت فرمائی، فرمایا: ہمیں تو بڑے مزے کی لگی۔

میں نے ایک دفعہ گزارش کی کہ: حضرت! میں نے یہاں آکر ایک سبق سیکھا ہے، اپنے آپ کو پیچھے ڈال دینا، یہ حضرت کے دربار کے سوا کسی دربار میں نہیں ملا۔ (بہت خوش ہوئے) دُوسرا دُنیا سے بالکل دِل سرد ہوجانا کہ لالچ کا نام نہ رہے، یہ حضرت اقدس نوّر اللہ مرقدہم کا ہی خاصہ تھا، یہ خاص اِنعام ہے باری تعالیٰ کا بڑا فضل ہے جس پر ہوجائے، فرمایا کہ: مشائخ کے پاس اس لئے آتے ہیں کہ رذائلِ نفس نکل جائیں، فضائل پیدا ہوجائیں، مثلاً بخل نکل جائے سخاوت پیدا ہوجائے، خودستائی خودنمائی کی بجائے اپنے عیوب پر نظر ہوجائے، عُجب کے بجائے خدا کا شکر اور اِنعام سمجھنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرماتا تو میں کہیں کا بھی نہ رہتا۔ فرمایا کرتے: لوگ تصوّف کو شاید کیا سمجھتے ہیں، تصوّف نام ہے اخلاقِ فاضلہ کا، یہ بغیر صحبتِ شیخِ کامل کے میسر نہیں ہوتا، تجربہ یہی بتلاتا ہے۔

لائل پور میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے، ایک دوست ملنے آئے اور پوچھنے لگے کہ: یہ بزرگ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پیر ہیں،

ہمیں اللہ تعالیٰ کا راستہ بتاتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: توبہ، توبہ! میں تو خادم ہوں۔

فرمایا کہ: مولانا محمد اِلیاس رحمۃ اللہ علیہ میوات میں تشریف لے گئے، لوگوں نے کہا کہ: سارے گاؤں میں تو گشت کرلی، اگر فلاں چودھری کے پاس چلو تو جانیں۔ فرمایا: وہاں لے چلو۔ وہاں پہنچ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگا کر فرمایا کہ: حضرت! اگر آپ نماز کو چلیں تو شاید ہمارا اس میں بڑا فائدہ ہوجائے۔ اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دھکا دیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ لڑکھڑا کر دُور گرے، اُٹھے اور اس کے پاؤں پکڑ لئے کہ مجھ سے غلطی ہوئی میں نے آپ کی ریش کو ہاتھ لگا دیا، میں اس لائق کہاں تھا، آپ کے پاؤں پکڑنے چاہئے تھے، وہ بے چارا رونے لگا اور ہمیشہ ساتھ رہا، اب نام تو یاد نہیں رہا۔

فرمایا کہ: اتنا ذکر کرے کہ ذکر کی بھوک لگ جائے تا آنکہ ذکر رگ وریشے میں سرایت کرجائے، پھر اِن شاء اللہ تعالیٰ کبھی غفلت نہ ہوگی۔ اس کی مشق خوب کرے، کم ازکم ایک گھنٹے تک بڑھائے کہ میرا تمام بدن ذکر کرتا ہے اور میں سنتا ہوں، اور مراقبہ معیت کا کرے اور اسم سے مسمّٰی کی طرف چلے۔

ایک دفعہ فرمایا: جب راؤ فضل الرحمٰن رائے پوری حج کو گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے، میں حرمِ مکہ میں اپنے خلوہ میں باب الشامیہ میں بیٹھا تھا کہ شام کے ایک شیخ تشریف لائے، فرمانے لگے کہ: میرا لطیفہ قلب رُکا ہوا ہے، بڑی ہی سعی کی مگر جاری نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ: چھوڑو لطیفہ قلب کو، اس فکر میں کیوں پڑے ہو؟ آپ کو یہ یقین ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جو عقائد لائے ہیں وہ حق ہیں؟ فرمایا: ہاں! اس کا تو یقین ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو مقصود تو آپ کو حاصل ہے، آپ لطائف کی فکر میں ہیں۔ فوراً سنتے ہی ان کی طبیعت ہشاش بشاش

ہوگئی۔فرمایا: آپ نے میری مشکل حل کردی۔ پھر تو بڑے ہی گرویدہ ہوگئے اور اِستفادہ فرماتے رہے۔

فرمایا: جب صوفی کی نظر میں مدح وذم برابر ہوجائیں تو کام بن گیا۔

نَوَّرَ اللہُ مَرْقَدَھُمْ وَرَضِیَ عَنْھُمْ وَأَرْضَاھُمْ

احقر محمد عفا اللہ عنہ انوری قادری

۲۱/ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ/15/اپریل 1963ء

مجموعہ رسائل انوری

(حصہ دوم)

رسائل حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

تمام رسائل کے شروع میں تفصیلی فہرست موجود ہے۔

مختصر سوانح

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب:

محمد ایوب الرحمٰن بن مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت:

آپ 11/اپریل 1946ء کو رائے کوٹ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی اور حافظ برکت اللہ صاحب کے پاس حفظِ قرآن مجید کا آغاز کیا اور اپنے برادرِ اکبر مولانا حافظ عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کی تکمیل فرمائی۔ ابتدائی کتب کی تعلیم اپنے والد گرامی کے زیر سایہ ان کے قائم کردہ مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پورہ میں حاصل کی۔ کچھ کتب برادرِ اکبر مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ اور باقی دوسرے اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ دورۂ حدیث اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مکمل فرمایا۔ 1965ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر 1966ء میں ایبٹ آباد شیخ البانڈی میں حضرت مولانا عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ سے اعزازی طور پر مکرر مشکوٰۃ شریف پڑھی۔ مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کتب دینیہ کے خریدنے اور ان کے مطالعہ کا خاص ذوق رکھتے تھے اور دینی مسائل میں اپنے اکابر علماء دیوبند کی رائے کو حرف آخر سمجھتے تھے۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف چھپوا کر اہل علم تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مولانا سلیمان احمد بن مولانا سید محمد اظہار الحق سہیل نے بھی آپ کو ۲۷ شعبان ۱۴۱۵ھ، 29 جنوری 1995ء کو تحریری سندِ حدیث عطا

کی اس کے علاوہ دیگر علماء سے بھی سندِ حدیث کی اجازت ہے۔ آپ کو عربی زبان پر بھی عبور حاصل تھا جس کی بدولت عربی کتابوں کا ترجمہ باآسانی کر لیتے تھے، عربی میں فی البدیہہ تقریر کرنے کا ملکہ بھی حاصل تھا، عرب ممالک سے آئی ہوئی تبلیغی جماعتوں کی ترجمانی بھی فرماتے تھے۔ آپ کی عربی اتنی فصیح تھی کہ امام کعبہ شیخ عبداللہ بن سُبیّل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ آپ سے پوچھا: ”أنت سعودي؟“۔

دینی خدمات:

اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پورہ میں تدریس کا آغاز کیا۔ پھر حیدرآباد لطیف آباد نمبر 10 میں مولانا عبدالعلیم ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد و مدرسہ میں کچھ عرصہ تدریس کی۔ 1979ء میں مدینہ مسجد کلفٹن میں تقریباً پانچ سال امامت و خطابت کی خدمات سرانجام دیں۔ پھر فیصل آباد منتقل ہو گئے اور ذاتی کوششوں سے تین مساجد تعمیر کروائیں۔ مسجد اشرفیہ عاصم ٹاؤن میں امامت وخطابت سنبھالی۔ کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر اگست 1998ء میں دوبارہ کراچی منتقل ہو گئے اور ایک مسجد میں اعزازی طور پر خطابت فرمائی۔

بیعت وخلافت:

آپ کو آپ کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی بیعت کروادیا تھا بچپن میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں کھیلے اور لڑکپن میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وصحبت سے بہرہ ور ہوتے رہے، تقریباً بارہ برس حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ آپ کو بہت سے علماء ومشائخ سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے جن مشائخ سے اجازت حاصل ہوئی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1۔ ابن الانور حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ وحضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ ودیگر مشائخ۔

2۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ وحضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ۔

3۔ حضرت قاری محفوظ الحق رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)، خلیفہ مجاز حضرت مولانا ابرارالحق رحمۃ اللہ علیہ (ہردوئی)۔

4۔ حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ و داماد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ۔

5۔ حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ چک نمبر 11 خلیفہ مجاز مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

6۔ حضرت مولانا عبدالجلیل قادری رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ وخلیفہ و داماد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ۔

7۔ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

8۔ حضرت صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ (راولپنڈی) خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ ڈھڈیاں وحضرت مولانا سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ ڈونگا بونگہ۔

9۔ حضرت مولانا محمد ایوب ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (ایبٹ آباد) خلیفہ مجاز خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (خانیوال)۔

10۔ حضرت مولانا غلام مؤمن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (لاہور) خلیفہ مجاز حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔

اس کے علاوہ مشائخ کثیر سے اوراد ووظائف کی اجازت حاصل تھی

کراچی میں خانقاہی نظام قائم فرما کر بہت سی جگہوں پر مجالس ذکر شروع کروائیں

ملک کے دیگر شہروں میں بھی خانقاہی نظام ومجالس ذکر کی سرپرستی فرمائی۔

حج وعمرہ:

آپ نے پہلا حج 1957ء میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ فرمایا اور دوسرا حج 1985ء میں کیا اس کے علاوہ کئی بار عمرہ کے سفر پر تشریف لے گئے۔

تصانیف:

1۔ اپنے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ اربعین کی شرح تحریر فرمائی جو 800 صفحات پر مشتمل تھی لیکن صد افسوس کہ حوادثاتِ زمانہ کی نذر ہوگئی۔

2۔ ایک مختصر چہل حدیث

3۔ نماز کے بعد اذکار پر ایک رسالہ ''الاربعین فی وظائف بعد الصلاۃللنبی الامین''

4۔ ''اتحاد بین المسلمین کا اخلاقی پہلو'' کے عنوان پر احادیث جمع فرمائیں۔

5۔ الاربعین فی اکرام المسلمین

6۔ ''انوار الوظائف'' کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی۔

اسکے علاوہ مختلف جرائد وماہناموں میں مضامین کی اشاعت ہوتی رہی۔

وصال پُرملال:

انتقال سے تقریباً دوسال پہلے مختلف امراض نے گھیر لیا تھا جس کی وجہ سے سفر ترک فرمادیا تھا وصال سے ہفتہ پہلے طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ کو بعد نماز تراویح غشی طاری ہوگئی اور تادمِ حیات حالتِ استغراق میں رہے۔ ہسپتال بھی منتقل کیا گیا لیکن حالت بدستور رہی۔ پی این ایس شفاء میں کمانڈر عمر ضیاء صدیقی صاحب کے اثر ورسوخ کی وجہ سے کافی سہولت رہی آپ کے چھوٹے بیٹے محمد راشد انوری اور داماد مولانا عبدالحق صاحب ہر طرح

خدمت سرانجام دیتے رہے۔ پھر عزیز واقارب کے مشورہ سے کراچی سے فیصل آباد منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹ رمضان المبارک کو بعد افطار ایمبولینس پر روانگی ہوئی آپ کے ہمراہ آپ کے دو صاحبزادے محمد طیب اور محمد راشد اور بیٹی اور داماد مولانا عبدالحق تھے۔ آپ کے سر اور چہرے کے قریب چھوٹے بیٹے محمد راشد بیٹھے تھے دورانِ سفر اس حالت میں آپ ان کے سر پر وقفہ وقفہ سے اپنا شفقت بھرا ہاتھ پھیرتے رہے۔ اگلے روز تقریباً 12 بج کر 40 منٹ پر کہروڑ پکا پہنچے تو کچھ دیر کے لیے آنکھیں کھولیں اور پڑھا...... اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جنازہ وتدفین:

بعد عصر فیصل آباد پہنچے مسجد انوری کے ملحق کمرے میں آپ کے بھتیجے مولانا خلیل الرحمٰن انوری نے غسل دیا ساتھ آپ کے صاحبزادوں محمد طیب اور محمد راشد نے مدد کی۔ زم زم سے بھگوئے ہوئے کپڑے میں کفن دیا گیا جو کہ آپ کی چھوٹی صاحبزادی نے بھیجا تھا۔ بعد نماز تراویح بڑے قبرستان غلام محمد آباد میں آپ کے برادرِ محترم مولانا مقبول الرحمٰن انوری نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے والد محترم کے احاطہ قبور میں دونوں بھائیوں مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مسعود الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان میں تدفین ہوئی۔

وصیت:

چونکہ آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے محمد راشد انوری تادمِ حیات آپ کے ساتھ ہی رہے انہیں آپ نے وصیت کی تھی کہ اگر میرا انتقال کراچی میں ہوگیا تو میری تدفین دارالعلوم کراچی کے اندر قبرستان میں کی جائے چنانچہ صاحبزادہ

نے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے اس کی اجازت بھی لے لی تھی مگر جو اللہ کو منظور......

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ﴿۵۵﴾ (سورۃ طٰہٰ: ۵۵)

''اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے ایک مرتبہ پھر تمہیں نکال لائیں گے۔''

دوسری وصیت جو اکثر فرماتے تھے کہ، آپ کے پاس حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی لنگی تھی جس میں حضرت رائپوری کا انتقال ہوا تھا اور اسی لنگی میں آپ کے والد محترم حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تھا۔ فرمایا کرتے کہ میرے کفن پر ڈال دینا۔ اور ایک رومال تھا جو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری 1950ء میں حج سے واپسی پر لائے اور آپ کے والد گرامی کو ہدیہ فرمایا تھا وہ بھی سر کی طرف ڈال دیا گیا۔

اولاد:

پسماندگان میں بیوہ ، تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں:

1۔ محمد قاسم 2۔ محمد طیب 3۔ محمد راشد

آپ نے تمام اولاد کو دینی علوم سے بہرہ مند فرمایا۔

خلفاء ومجازین

کراچی:

(1) مفتی طاہر، امام نیوٹاؤن مسجد، (2) قاری محمد اقبال ناظم بنوری ٹاؤن، (3) برگیڈیئر قاری فیوض الرحمٰن، (4) حافظ عبدالقیوم نعمانی، (5) مفتی محمد نوید ظفر، (6) مولانا اعجاز مصطفیٰ امیر ختم نبوت کراچی، (7) بھائی عبداللطیف داماد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، (8) مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی داماد

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، (9) مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی ابن حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، (10) مولانا محمد طیب لدھیانوی ابن حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، (11) کمانڈر عمر ضیاء صدیقی، (12) مولانا رشید احمد درخواستی، (13) قاری عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم کراچی، (14) مولانا محمد احمد مدنی شہید رحمۃ اللہ علیہ، 15)) بھائی سلیم پریس والے، (16) قاری عبدالحئی دین پوری نیو ٹاؤن، (17) قاری خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ آفیسر کالونی گارڈن، (18) قاری محمد بخش، (19) مولانا مشتاق عباسی، (20) مفتی عبدالقدوس استاذ سائٹ بنوریہ، (21) مفتی احسان، (22) مولانا اعجاز اشرف، (23) مولانا حُسن الرحمٰن، (24) قاری رفعت الحق، (25) قاری عبد الرحمٰن دارالعلوم کراچی، (26) اقبال احمد جمال

کمالیہ:

(27) مولانا محمد احمد لدھیانوی

کبیر والا:

(28) مولانا عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ

فیصل آباد:

(29) حضرت حافظ حبیب احمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (30) مولانا محمد نعیم الرحمٰن، (31) حافظ غیور الاسلام، (32) مولانا محمد شاہد معاویہ، (33) میاں محمد کاشف رشید، (34) مولانا محمد ذیشان، (35) قاری عبداللطیف، (36) مولانا عاصم اسلام، (37) مولانا ڈاکٹر عمران فاروق، (38) قاری نصر اللہ رحیمی۔

خان بیلہ:

(39) فقیر اللہ بخش

معمولات:

1۔ قرآن مجید کے روزانہ چھ پارے۔

2۔ الحزب الاعظم کی ایک منزل روزانہ (جو کہ 1957ء سے آپکا معمول تھا)

3۔ دلائل الخیرات ایک منزل روزانہ اور بروز جمعہ مکمل۔

4۔ اوراد فتحیہ۔

5۔ الحزب البحر۔

6۔ منزل۔

7۔ ذکر جہری سلسلہ قادریہ۔

عمر مبارک کے آخری سالوں میں اس کے ساتھ دیگر وظائف واوراد کی بھی بہت کثرت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ فقیہا وکنت لہ یوم القیامۃ شافعا وشہیدا (رواہ البیہقی)

احادیث

الاربعین

فی وظائف بعد الصلوٰۃ

للنبی الامین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اجمعین

مؤلفہ
احقر محمد ایوب الرحمٰن لائلپوری حنفی غفر اللہ لہٗ
ولوالدیہ والمشائخہ

یہ کتاب سب سے پہلے اس ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوئی تھی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثاً مِنْ اَمْرِ دِیْنِہَا بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیْہًا وَکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَّشَہِیْدًا ۔ (مشکوٰۃ)

اَلْاَرْبَعِیْن

فِیْ وَظَائِفِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ لِلنَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

ابن

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

عرضِ مؤلّف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ، فَنِعْمَ النَّصِیْرُ وَنِعْمَ الْھَادِ، ھُوَ الَّذِیْ قَالَ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوْا اللّٰہَ قِیَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ، وَبَیَّنَ لَنَا سَبِیْلَ الرَّشَادِ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَکْرَمِ الْعِبَادِ، الَّذِیْ قَالَ فِیْ جَوَابِہِ الَّذِیْ سُئِلَ عَنْہُ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ، قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلٰوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَفْضَلَ الصَّلٰوَاتِ، وَاَعْلَاھَا وَاَکْمَلَھَا وَاَنْمَاھَا وَاَبْرَکَھَا وَاَطْیَبَھَا وَاَزْکَاھَا صَلٰوۃً وَّسَلَامًا دَائِمَیْنَ اِلٰی یَوْمِ التَّنَادِ، بَاقِیَیْنَ بَعْدَ ذٰلِکَ اَبَداً، رِزْقاً مِّنَ اللّٰہِ مَالَہٗ مِنْ نَّفَادٍ۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ احقر محمد ایوب الرحمٰن انوری عرض کرتا ہے کہ کافی دیر سے خیال تھا کہ حدیث شریف میں بے شمار دعائیں آتی ہیں کہ ہادی برحق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کے لیے ایک وقت بھی ایسا نہیں چھوڑا جس میں بندہ کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہنے دیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر مسلمان کو تعلیم فرمائی کہ کھانے اور پینے کے شروع میں اور اس کے ختم پر اور سوتے وقت اور سونے سے جاگنے پر صبح وشام اور گھر میں داخل ہوتے اور گھر سے نکلتے وقت اور مسجد میں داخل ہونے اور پھر اس سے باہر آنے کے وقت اور بازاروں میں جانے کے وقت اور اونچائی پر چڑھنے اور اترنے کے وقت اور اس کے علاوہ تمام اوقات جو انسان پر گذرتے ہیں، دعائیں ارشاد فرمائی ہیں، اُمت کو چاہیے کہ ان دعاؤں کو یاد کر کے حسبِ موقع ومقام پڑھا کریں کیونکہ ان کے پڑھنے میں اوّل تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا بہتر سے بہتر ذریعہ ہے دوسرے ان کا ورد

رکھنا آفات وبلیات سے حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے اس بناء پر خیال تھا کہ چالیس احادیث جمع کروں (جیسا کہ حدیث میں ہے):

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثاً مِنْ اَمْرِ دِیْنِہَا بَعَثَہُ اللہُ فَقِیْہًا وَ کُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَّشَہِیْدًا۔ (۱)

''فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جو شخص یاد کرے میری امت کے لیے چالیس احادیث اس کے دین کے معاملہ میں تو اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کو بڑا عالم خوب سمجھدار اور میں قیامت کے دن اس کا شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا۔''

جن میں مختلف اوقات کی دعائیں مذکور ہوں کئی ایک عوارضات کی وجہ سے دیر ہوتی گئی جس کی وجہ سے لکھ نہ سکا یہ بھی خیال تھا کہ من آنم کہ من دانم اپنی ہیچمندانی اور کم مائیگی پر نظر کر کے دل ہی دل میں شرماتا تھا کہ ترے پاس تو علم وعمل کچھ بھی نہیں۔

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسب کمال
بے کمالی میں بھی افسوس میں کامل نہ ہوا

مگر ساتھ ہی دل نے یہ بھی کہا کہ مانا کہ تیرے پاس کچھ بھی نہیں مگر شاید یہی زادِ راہ آخرت ہو جائے، امام الانبیاء خاتم النبیین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نامی ہی تیری زبان سے نکلے گا اور قلم سے لکھا جائے گا، درود شریف ہی لکھو گے آخر یہ کیا تھوڑی نیکی ہے آخر جب خیال مصمم ہو گیا اور کچھ مختلف احادیث جمع بھی کیں تو اچانک خیال آیا کہ پہلے وہ احادیث جمع کر دی جائیں جن میں نماز کے بعد

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۶ کتاب العلم

کی دعائیں مذکور ہیں اس کے بعد جب کبھی اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو یہ بھی جمع کر دی جائے گی۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ

آخر آج ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ کو مُسْتَعِیْناً بِاللّٰہِ قلم اٹھایا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اختتام تک پہنچائے اور احقر کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

''میری دعا پر سارا جہاں آمین کہتا ہے۔''

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

اس رسالہ کی تدوین و تالیف میں جن کتب سے استفادہ کیا گیا وہ درج ذیل ہیں:

(۱) ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ وفوائد مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (۲) ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (۳) تفسیر کشف الرحمٰن (۴) تفسیر ابن کثیر (۵) بخاری (۶) ترمذی (۷) ابو داؤد (۸) نسائی (۹) ابن ماجہ (۱۰) زجاجۃ المصابیح (۱۱) مشکوٰۃ (۱۲) معارف الحدیث (۱۳) شمائل ترمذی (۱۴) خصائل نبوی (۱۵) حصن حصین (۱۶) ریاض الصالحین (۱۷) الحزب الاعظم (۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی فقہ (۱۹) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تعلیمات (۲۰) فضائل ذکر (۲۱) فضائل درود (۲۲) نفائس مرغوبہ فی حکم الدعا بعد المکتوبہ (۲۳) الصلوٰۃ (۲۴) مکتوبات بزرگان (۲۵) متبرکہ چہل حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲۶) احکام دعا۔

محمد ایوب الرحمٰن عفا اللہ عنہ لائل پوری
ابن شیخ المشائخ
حضرت اقدس مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر پڑھنے کی دعا

حدیث ۱ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضٰى صَلَاتَهٗ مَسَحَ جَبْهَتَهٗ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَالَ "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ، الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ"۔ (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز ختم کرتے تو دائیں ہاتھ سے اپنی پیشانی مبارک کو چھوتے پھر فرماتے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے، اے اللہ! تو ہر غم اور پریشانی کو مجھ سے دور فرمادے)۔''

فائدہ: یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ حدیث کی مختلف کتابوں میں آئی ہے، حدیث کی کتاب طبرانی اور مسند بزار اور عمل الیوم واللیلۃ (ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالہ سے یہ حدیث حصن حصین (جو کہ حدیث کی نہایت صحیح اور معتبر کتاب ہے) اس میں بھی ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

حدیث ۲ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ مَسَحَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى رَأْسِهٖ وَ قَالَ "بِسْمِ اللهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي

---

(۱) عمل الیوم واللیلۃ، ص۴۹ باب مایقول فی دبر الصلوٰۃ الصبح حدیث ۱۱۱

اَلْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔ (۱)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے اور نماز سے فارغ ہوتے تو دایاں ہاتھ سر مبارک پر (آگے کی جانب) پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔ نے (اللہ کے نام سے (شروع) کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بڑا مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے، اے اللہ! تو ہر غم اور پریشانی کو مجھ سے دور فرمادے)۔''

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث نہایت صحیح ہے جیسا کہ خود صاحبِ حصن حصین اپنی اسی کتاب کے خطبہ میں فرماتے ہیں: ''اَخْرَجْتُہٗ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ'' میں نے اس کتاب کو صحیح احادیث سے بیان کیا ہے۔ یہ حدیث سعایہ میں طبرانی اور مسند بزار کے حوالہ سے موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا صَلّٰی وَفَرَغَ مَسَحَ بِیَمِیْنِہٖ عَلٰی رَأْسِہٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔ (۲)

فائدہ: اس حدیث میں اور پہلی حدیث میں کوئی تضاد نہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح سنا گیا اور کبھی اس طرح سنا گیا، اس قسم کے اذکار اور دعاؤں میں تنگی اور پابندی نہیں جس کا جو جی چاہے ان مذکورہ دعاؤں میں سے پڑھ سکتا ہے۔

---

(۱) حصن حصین ص ۲۲۳ دارالاشاعت کراچی، مجمع الزوائد، حدیث ۱۶۹۷۱

(۲) رواہ الطبرانی والبزار کذا فی السعایہ، نفائس مرغوبہ

نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام...الخ، پڑھنا

حدیث ۳ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثاً وَقَالَ "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ (۱)

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ کلمہ استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ) پڑھتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب فرماتے اور اس کے بعد فرماتے ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (اے اللہ! تو ہی سالم ہے (اور محفوظ ومنزہ ہے ہر عیب ونقص سے، حوادث وآفات سے ہر قسم کے تغیر وزوال سے) اور تیرے ہی طرف سے اور تیرے ہی ہاتھ میں ہے سلامتی (جس کے لیے چاہے اور جب چاہے سلامتی کا فیصلہ کرے اور جس کے لیے نہ چاہے نہ کرے) تو برکت والا ہے اے بزرگی وبرتری والے تعظیم واکرام والے)۔

فائدہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی یعنی سلام پھیرنے کے بعد متصلاً پہلے تین دفعہ استغفار فرماتے تھے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، دراصل کمال عبدیت ہے کہ نماز جیسی

---

(۱) مسلم ج۱ ص۲۶۲، ترمذی ج۱ ص۶۶

اہم عبادت کے بعد بھی اپنے کو قصور وار اور حق عبادت ادا کرنے سے قاصر و عاجز سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی و بخشش مانگی جائے۔ اس حدیث میں استغفار کے بعد جو چھوٹی سی دعا منقول ہے صحیح روایات میں وہ صرف اتنی ہی آئی ہے، عوام میں اس دعا کے اندر وَمِنْكَ السَّلَامُ کے بعد جو یہ اضافہ مشہور ہے وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ دَارَ السَّلَامِ، حضرات محدثین نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ بعد کا اضافہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے، واللہ اعلم۔ (۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر نماز کے بعد کی دعا تلقین فرمانا

حدیث ۴ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ بِيَدِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ! فَقُلْتُ وَاَنَا اُحِبُّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَا تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ "رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"۔ (۲)

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ! مجھے تجھ سے محبت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اس محبت ہی کی بناء پر میں تجھ سے

(۱) معارف الحدیث
(۲) مشکوۃ ص ۸۸

کہتا ہوں) کہ ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ضرور کیا کرو اور اس کو کبھی نہ چھوڑو ''رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ'' (اے میرے رب! میری مدد فرما (یعنی مجھے توفیق دے) اپنے ذکر کی اور اپنے شکر کی اور اپنی عبادت کی)۔''

حدیث ۵ عَنِ الْمُغِیْرَۃَ بْنِ شُعْبَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ''۔(۱)

''حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد کہا کرتے تھے: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ'' (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا اور یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اس کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اے اللہ! جو کچھ تو کسی کو دے کوئی اسے روکنے والا نہیں ......اور جس چیز کے نہ دینے کا تو فیصلہ کرے کوئی اسے دینے والا نہیں اور کسی سرمایہ والے کو اس کا سرمایہ تجھ سے

---

(۱) مسلم ج ا ص ۲۶۳، بخاری ج ۲ ص ۹۳، ترمذی ج ا ص ۶۶

مستغنی نہیں کرسکتا (یعنی بڑے سے بڑا سرمایہ والا اور صاحب جاہ وعظمت بھی ہر آن تیرے کرم کا محتاج ہے)۔''

نماز کے بعد بلند آواز سے دعا پڑھنا اور اس کی تحقیق

حدیث ۶ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ یَقُوْلُ بِصَوْتِہٖ الْاَعْلٰی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔ (۱)

''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد نماز کے ختم پر بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ'' (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا اور یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور وہی حمد وستائش کا مستحق ہے اور ہر چیز پر قادر ہے گناہوں سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت

(۱) مسلم ج۱ ص ۲۶۳

سب اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے سے ہے، اس کے سوا کوئی
معبود نہیں، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، سب نعمتیں
اسی کی ہیں، فضل واحسان اسی کا ہے اچھی تعریف بھی اسی کے
لیے ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم پورے اخلاص کے
ساتھ اس کی بندگی کرتے ہیں، اگرچہ کافروں کو برا لگے)۔''

فائدہ: وَفِی الْاُمِّ (لِلشَّافِعِیِّ رحمۃ اللہ علیہ) حُمِلَ ذٰلِکَ عَلٰی سَبِیْلِ التَّعْلِیْمِ فَاِنْ حَصَلَ التَّعْلِیْمُ اَمْسَکَ کَذَا فِی الْمِرْقَاتِ[۱] اور ''کتاب الامّ'' (یہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے) میں ہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے دعا مذکور کے پڑھنے کو اس بات پر محمول کیا گیا کہ یہ سکھانے کے طریقہ پر تو جائز ہے جب مقصد حاصل ہو جائے تو دعا کو بلند آواز سے پڑھنا چھوڑ دے۔

(اس کے متعلق حدیث نمبر ۸ پر مفصل آرہا ہے) نیز حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کوئی منافات نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے بعد اس طرح سنا گیا اور کبھی اس طرح۔ جس نے جو سنا اور جس طریقہ سے سنا وہ نقل کر دیا، اس قسم کے اذکار اور دعاؤں میں تنگی اور پابندی نہیں وقت کی گنجائش اور اپنے ذوق کے مطابق جس کا جو جی چاہے ان مذکورہ دعاؤں میں سے پڑھ سکتا ہے۔

حدیث عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ کَانَ یُعَلِّمُ بَنِیْہِ ھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ وَیَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَعَوَّذُ بِھِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوۃِ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِکَ

---

(۱) زجاجۃ المصابیح جلد ۱ ص ۲۸۱

مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ"۔ (۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعوذ کے یہ کلمات سکھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ" (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخل وکنجوسی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں نکمی عمر سے (یعنی ایسے بڑھاپے سے جس میں حواس اور قویٰ سلامت نہ رہیں اور آدمی بالکل نکما اور دوسرں کے لیے بوجھ بن جائے) اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنوں سے اور قبر کے عذاب سے)۔"

حدیث ۸ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنْتُ اَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّکْبِیْرِ۔ (۲)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے ختم ہونے کو تکبیر سے پہچان لیتا تھا، (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد بلند آواز سے اللہ اکبر فرمایا کرتے تھے)۔"

فائدہ: علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ تکبیر بلند آواز سے ایام تشریق کے علاوہ نماز کے بعد نہ کہے بلکہ آہستہ آواز سے کہے۔ (۳)

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۸۸ باب الذکر بعد الصلوٰۃ

(۲) بخاری ج ۱ ص ۱۱۶

(۳) زجاجۃ المصابیح: ج ۱ ص ۲۸۱

بِهٰذِهِ الْاَخْبَارِ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ لٰكِنَّهُمْ اِخْتَلَفُوْا فِيْ مَوْضِعَيْنِ الْاَوَّلُ فِيْ اَنَّهٗ هَلْ يُجْهَرُ بِهَا اَمْ يُسَرُّ فَاخْتَارَ ابْنُ حَزْمٍ الْجَهْرَ اَخْذًا بِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ الصَّرِيْحِ فِي الْجَهْرِ وَاخْتَارَ غَيْرُهٗ السِّرَّ وَحَمَلُوْا حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَلَى الْجَهْرِ اَحْيَانًا بَيَانًا لِلْجَوَازِ وَبَعْضُهُمْ حَمَلُوْهُ عَلٰی اَنَّهٗ كَانَ فِيْ سَفَرِ الْغَزْوَةِ لِاِرْهَابِ الْعَدُوِّ وَكَذَا فِيْ عُمْدَةِ الْقَارِيْ وَغَيْرِهٖ۔ اِنْتَهٰی۔

یعنی ان حدیثوں کی وجہ سے (جو کہ ذکر اور دعا بعد الصلوٰۃ کے بارے میں منقول ہیں) علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا مستحب ہے پھر دو باتوں میں اختلاف ہوا ایک یہ کہ آیا اذکار اور دعاؤں کو جہراً یعنی زور سے پڑھا جائے یا آہستہ تو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے (جو کہ اوپر مذکور ہوئی ہے) جہر کو اختیار کیا اور ان کے علاوہ اورلوگوں نے سراً یعنی آہستہ پڑھنے کو اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی بغرض تعلیم جہر فرمایا کرتے تھے یا یہ کہ جہاد کے سفر میں دشمنوں کو خوف دلانے کے لیے جہر فرماتے تھے، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ذکر کیا ہے اوران کے علاوہ اور علماء نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔[1]

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اس کو اسی طرح بیان فرمانا حدیث نمبر ٦ کے فائدہ میں گذر چکا ہے فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

وَاعِظٌ يَّدْعُوْا كُلَّ اُسْبُوْعٍ بِدُعَآءٍ مَّسْنُوْنٍ جَهْرَ التَّعْلِيْمِ

(۱) سعایہ

لِلْقَوْمِ وَ یُخَافِتُہُ الْقَوْمُ اِذَا تَعَلَّمَ الْقَوْمُ خَافَتَ ھُوَ اَیْضًا وَاِنْ جَھَرَ فَھُوَ بِدْعَۃٌ۔ (۱)

''کہ اگر امام دعائے ماثور زور زور سے پڑھے اور لوگ بھی زور سے پڑھیں اس لیے کہ دعا کو سیکھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور جب لوگ سیکھ جائیں پھر زور زور سے پڑھنا بدعت ہے۔''

نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت

حدیث ۹ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ صَدِیِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاھِلِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ آیَۃَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ کَانَ بِمَنْزِلَۃِ مَنْ قَاتَلَ عَنْ اَنْبِیَاءِ اللہِ تَعَالٰی حَتّٰی یُسْتَشْھَدَ۔ (۲)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی آیۃ الکرسی ہر فرض نماز کے بعد پڑھے اس کا درجہ اس شخص جیسا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی طرف سے جہاد کیا حتیٰ کہ (اسی جہاد میں) شہید ہوگیا۔''

شہداء کا مقام

فائدہ: سبحان اللہ! آیۃ الکرسی پڑھنے والوں کو کتنا اونچا مقام حاصل ہوا اب جنہوں نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے جان قربان کی ان کا کیا درجہ ہے قرآن پاک میں جابجا ان کے مقامات کو بیان فرمایا گیا ہے ہم تبرکاً ایک آیۃ کریمہ بیان کرتے ہیں:

---

(۱) فتاویٰ بزازیہ برعالمگیریہ ج ۴ ص ۴۲ باب الحادی عشر فی القراۃ

(۲) عمل الیوم واللیلۃ ص ۱۵۲، باب مایقول فی دبر صلوٰۃ الصبح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ (سورۃ آل عمران: ۱۶۹۔۱۷۱)

”(اے مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں، ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے، (اور) خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضلِ خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔“

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ہیں، عرش کی قندیلیں ان کے لیے ہیں ساری جنت میں جہاں کہیں چاہیں کھائیں پئیں اور ان قندیلوں

میں آرام کریں۔

مسند احمد میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد والے دن شہید کئے گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ڈال دیں جو جنتی درختوں کے پھل کھائیں اور جنتی نہروں کا پانی پئیں اور عرش کے سائے تلے وہاں لٹکتی ہوئی قندیلوں میں آرام وراحت حاصل کریں، جب کھانے پینے رہنے سہنے کی یہ بہترین نعمتیں انہیں ملیں تو کہنے لگے کاش کہ ہمارے بھائیوں کو جو دنیا میں ہیں ہماری ان نعمتوں کی خبر مل جاتی تاکہ وہ جہاد سے منہ نہ پھیریں اور اللہ تعالیٰ کی راہ کی لڑائیوں سے تھک کر نہ بیٹھے رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تم بے فکر رہو میں یہ خبر ان تک پہنچا دیتا ہوں؛ چنانچہ یہ آیات نازل ہوئیں۔

مسند احمد میں یہ بھی ہے کہ شہید لوگ جنت کے دروازے پر نہر کے کنارے گنبد سبز میں ہیں صبح وشام انہیں جنت کی نعمتیں پہنچ جاتی ہیں دونوں حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ بعض شہداء وہ ہیں جن کی روحیں پرندوں کے قالب میں ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا ٹھکانا یہ گنبد ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جنت میں سے پھرتے پھراتے یہاں جمع ہوتے ہوں اور پھر یہ کھانے یہیں کھلائے جاتے ہوں لیکن اس کے باوجود اصلی عنصری جسم سے روح کا تعلق قائم رہتا ہے۔ واللہ اعلم

اللہ تعالیٰ سے جو بڑا مہربان اور زبردست احسانوں والا ہے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل وکرم سے ایمان واسلام پر موت دے آمین۔ پھر فرمایا کہ یہ شہید جن جن نعمتوں اور آسائشوں میں ہیں ان سے بے حد مسرور اور بہت خوش ہیں اور انہیں یہ بھی خوشی اور راحت ہے کہ ان کے بھائی جو ان کے بعد اللہ کی راہ میں شہید ہونگے اور ان کے پاس آئے گے انہیں آئندہ کا کچھ خوف نہ ہوگا اور

اپنے پیچھے چھوڑی چیزوں پر انہیں حسرت بھی نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جنت نصیب فرمائے۔آمین

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مطلب یہ کہ جب شہید جنت میں گئے اور وہاں اپنی منزلیں اور رحمتیں اور راحتیں دیکھیں تو کہنے لگے کاش کہ اس کا علم ہمارے ان بھائیوں کو بھی ہوتا جو اب تک دنیا ہی میں ہیں تاکہ جوانمردی سے جان توڑ کر جہاد کرتے اور ان جگہوں میں جا گھستے جہاں سے زندہ واپس آنے کی امید نہ ہوتی تو وہ بھی ہماری ان نعمتوں میں حصہ دار بنتے پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ان کے اس حال کی خبر پہنچادی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے کہدیا کہ میں نے تمہاری خبر تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدی ہے۔ اس سے وہ بہت ہی مسرور ومحظوظ ہوئے۔ (۱)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا اونچا مقام ہے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شہید ہونے میں بہت تکلیف ہوتی ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ صرف مقابلہ میں حوصلہ کے ساتھ ڈٹ جانا ہی ہوتا ہے باقی رہی تکلیف، حدیث شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہید قتل ہونے کی تکلیف بس اتنی ہی محسوس کرتا ہے ہے جیسے تم چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتے ہو۔ (۲)

یہ تکلیف عام لوگوں کی موت کی تکلیف سے کہیں کم ہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ آیت الکرسی والی حدیث پر کوشش سے عمل کرے، چونکہ آیت الکرسی پڑھنے کی وجہ سے اتنا اونچا مقام اس کو حاصل ہونا تھا اس لیے دوسری حدیث میں

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۳۳، کتاب الجہاد

(۲) تفسیر ابن کثیر

اس کی بشارت ان الفاظ میں دی گئی:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ لَمْ یَحُلْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ۔ (۱)

''حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اس کے اور اس کے جنت میں داخل ہونے کے درمیان صرف موت حائل ہے۔''

(یعنی جب موت درمیان سے اٹھ گئی تو جنت میں داخل ہوگا) یعنی اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ طَیْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّۃِ۔ (۲)

''بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں جو جنت کے درختوں سے کھاتی پیتی ہیں۔''

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے کہ بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں جنت کے پھل کھاتی اور پانی پیتی پھرتی ہیں اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں آرام کرتی ہیں۔

---

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۲، مشکوٰۃ ص ۸۹

(۲) مشکوٰۃ ص ۱۴۳

رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت

آیت الکرسی کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے ایک لمبی حدیث میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا:

مَنْ قَرَأَهَا حِيْنَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهٗ آمَنَهُ اللهُ عَلٰى دَارِهٖ وَدَارِ جَارِهٖ وَاَهْلِ دُوَيْرَاتٍ حَوْلِهٖ۔ (۱)

''کہ جو آدمی آیت الکرسی کو سوتے وقت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے اور جتنے مکانات اس کے مکان کے ارد گرد ہوں سب کو امن میں رکھتا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لینی چاہیے۔

مہاجرین کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک کی کونسی آیت بہت عظمت والی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت الکرسی پڑھ کر سنائی۔ (۲)

مسند احمد میں ایک لمبی حدیث ہے اس کے آخر میں ہے کہ آیت الکرسی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوتھائی قرآن فرمایا، ایک اور لمبی حدیث ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں اس کے آخر میں ہے (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سب سے زیادہ بزرگی والی آیت کونسی اتری ہے۔ فرمایا آیت الکرسی: اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ...... (۳)

فائدہ: آیت الکرسی اس واسطے سب آیتوں سے افضل ہے کہ اس میں صرف

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۹۰

(۲) مشکوٰۃ ص ۱۸۹

(۳) مشکوٰۃ ص ۱۸۹

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا بیان ہے۔ مستدرک حاکم میں حدیث آتی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآن کریم کی تمام آیتوں کی سردار ہے جس گھر میں وہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے وہ آیت الکرسی ہے۔

ترمذی میں ہے کہ ہر چیز کی کوہان اور بلندی ہے اور قرآن کی بلندی سورہ بقرہ ہے اور اس میں بھی آیت الکرسی تمام آیتوں کی سردار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس سوال پر کہ سارے قرآن میں سب سے زیادہ بزرگ آیت کونسی ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خوب معلوم ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ وہ آیت الکرسی ہے۔

ابن مردویہ کی ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیا کرو جو شخص یہ کرے گا میں اس کو شکر گذار دل اور ذکر کرنے والی زبان دوں گا اور اسے نبیوں کا ثواب اور صدیقوں کا عمل دوں گا اور اس پر ہمیشگی صرف نبیوں سے ہوتی ہے یا صدیقوں سے یا اس بندے سے جس کا دل میں نے ایمان کے لیے آزمالیا ہو، یا اسے اپنی راہ میں شہید کرنا چاہتا ہوں۔ (لیکن یہ حدیث بہت منکر ہے، واللہ اعلم)۔[۱]

فائدہ: اس ساری تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیت الکرسی پڑھنے کی وجہ سے شہادت عظمیٰ کا ثواب حاصل ہوتا ہے اس لیے بھی کہ ایمان ویقین کی وہ کیفیت نصیب ہوتی ہے کہ اسلام کے کسی بھی مشکل موقع پر اگر جان دینے کی ضرورت واقع ہو تو وہ خوش دلی کیساتھ میدان جہاد میں سر دینے کے لیے آجاتا ہے۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر

صبح کی نماز کے بعد ایک دعا پڑھنے سے چالیس ہزار نیکیاں ملنا

حدیث ۱۰ عَنْ تَمِیْمِ نِ الدَّارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اِلٰهاً وَاحِدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ اَرْبَعِیْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ۔ (۱)

''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی فجر کی نماز کے بعد پڑھے: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَاحِدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ واحداور یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں (جو کہ) معبود واحد ہے صمد ہے (یعنی سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں) نہ اس نے کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے چالیس ہزار نیکی لکھے گا۔''

فائدہ: سبحان اللہ! کتنی بڑی فضیلت ہے غالباً اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے اسی واسطے سورہ اخلاص کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کو بڑی شان اور وضاحت و دلائل سے بیان فرمایا گیا ہے۔ بعض احادیث میں سورہ اخلاص نماز

---

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۶

کے بعد پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

نماز کے بعد سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت

مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین کام ہیں جو انہیں ایمان کے ساتھ کرلے وہ جنت کے تمام دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں چلا جائے اور جس کسی حُورِ جنت سے چاہے نکاح کرا دیا جائے (۱) جو اپنے قاتل کو معاف کردے (۲) اور پوشیدہ قرض ادا کردے (۳) اور ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞'' کو پڑھ لے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ان تین کاموں میں سے ایک کرلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک پر بھی یہی درجہ ہے۔

مظاہر حق میں ہے کہ ایک روایت میں ہے جس نے سورۃ اخلاص کو سو بار فجر کی نماز کے بعد کسی سے کلام کئے بغیر پڑھا اٹھائے جاتے ہیں اس کے لیے اس دن میں عمل پچاس صدیقوں کے۔

مسند دارمی میں حدیث ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ اخلاص دس مرتبہ پڑھے اس کے لیے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے دو محل اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے تین محل بنائے جائے گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تو ہم بہت سے محل بنوالیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ (اور اس سے اچھے) دینے والا ہے، یہ حدیث مسند احمد میں بھی کچھ اختصار سے آئی ہے۔ [1]

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۹۰

مرض الموت میں سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت

ظفر جلیل میں ایک حدیث شرح الصدور کے حوالہ سے نقل کی گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جوکوئی سورۃ اخلاص مرض الموت میں پڑھے تو (وہ) اپنی قبر میں فتنے میں نہ ڈالا جائے گا اور قبر کے بھینچنے (یعنی دبانے) سے امن میں رہے گا اور قیامت کے دن ملائکہ اس کو اپنی ہتھیلیوں میں اٹھائیں گے یہاں تک کہ اس کو پُل صراط سے جنت کی طرف گذاریں گے۔

سورۂ اخلاص کے فضائل احادیث میں بے شمار آئے ہیں طوالت کے خوف سے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

مُعَوِّذَتَین کی فضیلت

حدیث ۱۱ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ۔ (۱)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حکم فرمایا مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا کہ میں ہر (فرض) نماز کے بعد اَلْمُعَوِّذَاتِ پڑھا کروں۔“

فائدہ: معوذات سے مراد تین سورتیں ہیں: سورہ اخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس احادیث میں سورہ الفلق اور سورہ الناس کی بھی بہت فضیلت آئی ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے جارہے تھے مقام جحفہ اور مقام ابواء کے درمیان (یہ دو مقام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہیں اور یہ واقعہ غالباً سفر کا ہے) کہ اچانک ہم کو ڈھانپ

---

(۱) مشکوۃ ص۸۹

لیا آندھی نے اور سخت اندھیرے نے پس شروع کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پناہ پکڑتے تھے ساتھ ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' کے اور فرماتے تھے اے عقبہ! پناہ پکڑ (اللہ کی) ساتھ ان دونوں سورتوں کے پس نہیں پناہ پکڑی کسی پناہ پکڑنے والے نے مانند ان دونوں کے۔[1]

فائدہ: جو شخص قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتا ہے کوئی چیز باقی نہیں رہتی مگر یہ کہ کہتی ہے اے رب اس کو میرے شر سے بچا اور روایت کیا ہے ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کی نماز کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ' سات سات بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے بسبب ان کے ہر برائی سے دوسرے جمعہ تک حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے نہیں دیکھا ان آیتوں کو جو اس رات کو اتریں ان کے برابر کسی نے کبھی آیتیں نہیں دیکھیں (یعنی) ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ''۔

مُعَوِّذتَین اور سورۂ اخلاص رات کو سوتے وقت دم کرنا

فائدہ: لبید بن اعصم یہودی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا تھا اور بالوں میں گیارہ گرہیں دی تھیں جب ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' کی گیارہ آیات نازل ہوئیں تو گیارہ گرہیں کھل گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحت ہوئی یہ جو فرمایا کہ ان کے برابر کوئی آیت نہیں یعنی دفعِ سحر اور حفظِ بلیات کے واسطے یہ دونوں سورتیں بے نظیر ہیں، شمائل ترمذی میں حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۸۸

فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر رات جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح ملاکر ان پر دم فرماتے اور سورۂ اخلاص اور سورۂ الفلق اور سورۂ الناس پڑھ کر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے، تین مرتبہ ایسے ہی کرتے سر سے ابتدا فرماتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن پر۔

حدیث ۱۲ اَخْبَرَنَا اَبُوْ يَعْلٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ اَبِىْ عَائِشَةَ حَدَّثَنَا مَوْلٰى لِاُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ سَائِلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا"۔ (۱)

''حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو یہ دعا فرماتے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ سَائِلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا'' (اے اللہ! میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو نفع بخش ہو اور وہ عمل جو تیرے دربار میں مقبول ہو اور حلال اور پاکیزہ روزی (مانگتا ہوں)۔''

فائدہ: یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی دوسرے الفاظ سے آئی ہے۔

حدیث ۱۳ عَنِ الشَّعْبِىِّ رحمۃ اللہ علیہ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ اَنَّ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ كَتَبَ اِلَى الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ اَنِ اكْتُبْ اِلَىَّ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ

---

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۸

اِلَیْهِ الْمُغِیْرَةُ اِنِّیْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (۱)

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ مجھے کوئی حدیث جو کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو لکھ کر بھیجیں، تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تھے تو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' تین مرتبہ پڑھتے تھے، (اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے (تمام) تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے)۔''

حدیث ۱۴ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ فِیْ دُبُرِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِائَةَ تَسْبِیْحَةٍ وَهَلَّلَ مِائَةَ تَهْلِیْلَةٍ غُفِرَلَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی فجر کی نماز کے بعد سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے اور سو دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے

(۱) مسلم ج۱ ص ۲۶۳

(۲) عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۱۴۰

اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

حدیث ۱۵ (نسائی جلد ۱) نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِیْمِ کے تحت ایک لمبی حدیث ذکر فرمائی ہے اس کے آخر میں فَمَا صَلّٰی بَعْدَ یَوْمَئِذٍ صَلٰوۃً اِلَّا قَالَ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوۃِ "رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَعِذْنِیْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ"۔ (۱)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: "رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَعِذْنِیْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" (اے جبرئیل اور میکائیل اور اسرفیل علیہم السلام کے رب مجھے دوزخ کی گرمی اور قبر کے عذاب سے پناہ عطا فرما)۔"

فائدہ: یہ حدیث طبرانی میں بھی ہے مگر اس میں اس دعا سے پہلے لفظ "اَللّٰھُمَّ" بھی ہے، حصن حصین میں بھی یہ حدیث نماز کے سلام کے بعد کی دعاؤں میں مذکور ہے۔

فجر اور عصر کے استغفار کی فضیلت

حدیث ۱۶ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ حَدَّثَنِیْ مُعَاذٌ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ بَعْدَ الْفَجْرِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَبَعْدَ الْعَصْرِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ

(۱) سنن نسائی کبریٰ حدیث ۱۲۶۸

اِلَیْہِ" کُفِّرَتْ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (۱)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو آدمی فجر اور عصر کے بعد تین تین بار "اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اَتُوْبُ اِلَیْہِ" پڑھے، اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا (یعنی گناہ معاف ہو جائیں گے) خواہ اتنی کثرت سے ہوں جتنی سمندر کی جھاگ۔

حدیث ۱۷ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ "رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْ لِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ وَاھْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْھُدٰی لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَاکِرًا لَّکَ رَاھِبًا لَّکَ مِطْوَاعاً لَّکَ مُخْبِتًا وَاِلَیْکَ اَوَّاھاً (اَوْ) مُنِیْباً رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاھْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَۃَ صَدْرِیْ"۔ (۲)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز کے بعد) یہ دعا فرماتے تھے: "رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْ لِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ وَاھْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْھُدٰی لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَاکِرًا لَّکَ رَاھِبًا لَّکَ مِطْوَاعاً لَّکَ مُخْبِتًا وَاِلَیْکَ اَوَّاھاً (اَوْ) مُنِیْباً رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ

---

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۳

(۲) مشکوٰۃ ص ۲۱۹، ترمذی ج ۲ ص ۱۹۵

حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ'' (اے میرے رب! میری مدد فرما اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ فرما، مجھ کو کامیاب کر اور میرے دشمن کو مجھ پر کامیاب نہ کر، میرے لیے خفیہ تدبیر فرما، اور میرے مخالف کے لیے تدبیر نہ فرما، مجھے ہدایت دے اور میری طرف ہدایت کا راستہ آسان کر دے اور جو شخص مجھ پر ظلم کرے اس کے مقابلہ میں میری مدد کر، اے اللہ مجھ کو بنا لے اپنا (بہت) شکر گذار، اپنے سے (بہت) ڈرنے والا، اپنا بہت فرمانبردار اپنی طرف گڑ گڑانے والا، (اور) متوجہ ہونے والا، اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول کر لے، میرے گناہوں کو دھو ڈال میری دعا قبول فرما، میری حجت مضبوط کر دے، اور میری زبان کو سیدھا رکھ، اور میرے دل کو راہ راست پر لگا اور میرے سینے کی سوزش (یعنی کینہ کو) نکال دے)۔''

حدیث ۱۸ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَرَجُلٌ يُصَلِّیْ ثُمَّ دَعَا "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ" فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ دَعَا اللهَ بِاِسْمِهِ الْعَظِيْمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى۔ (۱)

---

(۱) ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۰، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۹۴

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے (اور) ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، پھر (نماز کے بعد اس آدمی نے ان الفاظ سے) دعا کی: ’’اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ‘‘ (اے اللہ! میں تجھ سے ان کلمات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تمام تعریفیں صرف تیرے لیے ہیں، ترے سوا کوئی معبود نہیں، (تو) بڑا احسان کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کو کسی نمونہ کے بغیر بنانے والا ہے، اے بزرگی اور بخشش والے، اے سدا زندہ رہنے والے اور سب کی ہستی قائم رکھنے والے‘‘ (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے ایسے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ذریعہ سے دعا کی جائے تو وہ قبول ہو اور جب اسکے وسیلہ سے اس سے مانگا جائے تو ضرور عطا فرمائے)۔‘‘

حدیث ۱۹ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَرْوَانَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ کَعْبًا رضی اللہ عنہ حَلَفَ لَہٗ بِاللّٰہِ الَّذِیْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی اِنَّا لَنَجِدُ فِی التَّوْرٰۃِ اَنَّ دَاؤُدَ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِہٖ قَالَ ’’اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ لِیْ عِصْمَۃً وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْھَا مَعَاشِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ (یَعْنِیْ) بِعَفْوِکَ مِنْ نِّقْمَتِکَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ

وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ كَعْبٌ اَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهٗ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ۔ (۱)

”حضرت عطاء بن ابی مروان رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس اللہ تعالیٰ (جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھاڑ دیا تھا) کی قسم کھا کر بیان کیا کہ ہم تورات میں (لکھا ہوا) پاتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے تھے: ”اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ لِيْ عِصْمَةً وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ (يَعْنِيْ) بِعَفْوِكَ مِنْ نِّقْمَتِكَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ كَعْبٌ اَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهٗ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ“ (اے اللہ! میرا دین سنوار دے جس کو تو نے میرے لیے پشت پناہ بنایا ہے اور میری دنیا سدھار دے جس میں تو نے میری معاش تجویز فرمائی ہے، اے اللہ! میں تیری رضا کی پناہ لیتا ہوں تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں تیری سزا سے اور تیری ہی پناہ لیتا ہوں تیرے قہر وغضب سے)۔“

(۱) سنن النسائی الکبریٰ، حدیث ۹۹۶۵

اس حدیث کے راوی فرماتے ہیں کہ میرے پاس حدیث بیان کی حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہ ان کے پاس حدیث بیان کی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بھی) یہ کلمات نماز سے فارغ ہونے کے وقت فرماتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن حبان میں بھی کچھ اختلاف لفظی کے ساتھ ہے اس حدیث میں لفظ اَعُوْذُ اور بِعَفْوِكَ کے درمیان یعنی کا جو لفظ آیا ہے وہ دعا میں نہ پڑھے اسی لئے قوسین میں کر دیا گیا ہے۔

حدیث ۲۰ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ كَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ، قَالَ تَمَامُ الْمِائَةِ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" غُفِرَتْ خَطَایَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللهِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَللهُ اَكْبَرُ ۳۳ اور ایک مرتبہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' پڑھے، اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ اتنی کثرت سے ہوں جتنی سمندر کی جھاگ۔''

فائدہ: علماء کرام کے نزدیک ان خطایا سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔

حدیث ۲۱ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

(۱) مسلم ج ۱ ص ۲۶۴

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعَقِّبٰتٌ لَا یَخِیْبُ قَائِلُھُنَّ اَوْ فَاعِلُھُنَّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ ثَلَاثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَسْبِیْحَۃً ثَلَاثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَحْمِیْدَۃً اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَکْبِیْرَۃً۔ (۱)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات) ایسے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا وہ یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللہ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۴ مرتبہ اَللہُ اَکْبَرُ۔"

فائدہ: ان کلمات کو پیچھے آنے والے یا تو اس وجہ سے فرمایا کہ یہ نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں یا اس وجہ سے کلمات ایک دوسرے کے بعد پڑھے جاتے ہیں یا اس وجہ سے کہ گناہوں کے بعد پڑھنے سے ان گناہوں کو دھونے اور مٹادینے والے ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں نمازوں کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللہ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۴ مرتبہ اَللہُ اَکْبَرُ پڑھنے کا حکم کیا گیا ہے۔

حدیث ۲۲ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ الْفُقَرَاءُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَذْھَبَ اَھْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْاَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ وَلَھُمْ فَضْلٌ مِنْ اَمْوَالٍ یَحُجُّوْنَ بِھَا وَ یَعْتَمِرُوْنَ وَیُجَاھِدُوْنَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ اَدْرَکْتُمْ مَنْ سَبَقَکُمْ وَلَمْ یُدْرِکْکُمْ اَحَدٌ بَعْدَکُمْ وَ کُنْتُمْ خَیْرَ مَنْ

(۱) مسلم ج ۱ ص ۲۶۴، ترمذی ج ۲ ص ۱۷۸

اَنْتُمْ بَیْنَ ظَهْرَانِیْهِمْ اِلاَّ مَنْ عَمِلَ مِثْلَهٗ تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلاَثاً وَّثَلاَثِیْنَ فَاخْتَلَفَا بَیْنَنَا فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلاَثاً وَّثَلاَثِیْنَ وَنَحْمَدُ ثَلاَثاً وَّثَلاَثِیْنَ وَنُكَبِّرُ اَرْبَعاً وَّثَلاَثِیْنَ فَرَجَعْتُ اِلَیْهِ فَقَالَ تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ حَتّٰى یَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلاَثٌ وَّثَلاَثُوْنَ۔ (۱)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ فقیر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے اور دائمی عیش حاصل کر رہے ہیں کیونکہ وہ نماز بھی پڑھتے ہیں جیسے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں (غرض جو عبادت ہم کرتے ہیں وہ اس میں شریک ہیں اور) ان کے پاس مالوں کی زیادتی ہے جس سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں کہ اگر اس پر تم لوگ عمل کرو تو جو لوگ تم سے آگے نکل گئے ہوں تم ان تک پہنچ جاؤ گے اور تمہیں تمہارے بعد کوئی نہ پہنچ سکے گا اور تم تمام لوگوں میں بہتر ہو جاؤ گے، اس کے سوائے جو اسی کے مثل عمل کرے، تم ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر پڑھ لیا کرو۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے اختلاف کیا

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۱۶ باب الذکر بعد الصلوٰۃ

اور ہم میں سے بعض نے کہا کہ ہم ۳۳ مرتبہ تسبیح پڑھے گے اور ۳۳ مرتبہ تحمید پڑھیں گے اور تکبیر ۳۴ مرتبہ پڑھیں گے تو میں نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے ۳۳ مرتبہ ہوجائے۔"

حدیث ۲۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ الْفُقَرَاءُ اِلَى الرَّسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَغْنِيَاءَ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَلَهُمْ اَمْوَالٌ يُعْتِقُوْنَ وَ يَتَصَدَّقُوْنَ قَالَ فَاِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُوْلُوْا سُبْحَانَ اللهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مَرَّةً وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ عَشَرَ مَرَّاتٍ فَاِنَّكُمْ تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَا يَسْبِقُكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ۔ (۱)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مالدار نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس مال ودولت ہے جس سے غلاموں کو آزاد کرتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم نماز پڑھ چکو تو ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور ۱۰ مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہہ لیا کرو، اس

(۱) سنن الترمذی، حدیث ۴۱۰

کے ذریعہ سے تم ان لوگوں کا ثواب پالو گے جو تم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اور جو تم سے پیچھے ہیں وہ تم سے نہ بڑھ سکیں گے۔''(۱)

فائدہ: ترمذی میں یہ بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو خصلتیں ایسی ہیں جس مسلمان میں جمع ہوں گی وہ جنت میں داخل ہوگا وہ خصلتیں یہ ہیں ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا اور سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا، ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

ہاتھوں پر تسبیح کا شمار کرنا

حدیث ۲۴ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُلَّتَانِ لَا یُحْصِیْهِمَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُمَا یَسِیْرٌ وَمَنْ یَّعْمَلُ بِهِمَا قَلِیْلٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ یُسَبِّحُ اللّٰہَ اَحَدُکُمْ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ عَشْرًا وَیَحْمَدُ عَشْرًا وَیُکَبِّرُ عَشْرًا فَهِیَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ عَلَی اللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَّخَمْسُ مِائَةٍ فِی الْمِیْزَانِ وَاَنَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَعْقِدُهُنَّ بِیَدِهٖ وَاِذَا اٰوٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ اَوْ مَضْجَعِهٖ یُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَیَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَ کَبَّرَ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ فَهِیَ مِائَةٌ عَلَی اللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِی الْمِیْزَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

---

(۱) مشکوۃ ص ۸۸

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قِيْلَ وَكَيْفَ لَا يُحْصِيْهِمَا فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَاْتِيْ اَحَدَكُمْ وَهُوَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَيَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا اَوْ يَاْتِيْهِ عِنْدَ مَنَامِهٖ فَيُنَمِّهٖ۔ (۱)

''حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں ہیں نہیں گھیرتا (یعنی نہیں عمل کرتا) کوئی مسلمان مگر یہ کہ (ان پر عمل کرنے کی وجہ سے) جنت میں داخل ہوتا ہے وہ ہے تو بہت آسان اور ان پر عمل کرنے والے کم ہیں (وہ کیا ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں ہر نماز کے بعد ہر ایک تم میں سے سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ دس مرتبہ پڑھے یہ (کلمات) ڈیڑھ سو ہوجائیں گے زبان پر (یعنی پانچوں نمازوں کے بعد کا مجموعہ ایک سو پچاس مرتبہ ہوا) اور ڈیڑھ ہزار ہونگے میزان میں (یعنی دس گنا ہوجانے کی وجہ سے پندرہ سو نیکیاں حساب میں شمار کی جائیں گی،) (راوی فرماتے ہیں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ مبارک پر (ان کلمات کو) شمار کرتے تھے، (اور فرمایا) جب تم بستر پر یا لیٹنے کی جگہ آؤ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳۔۳۳ مرتبہ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ رتبہ (پڑھو) یہ کلمات زبان پر سو ہیں اور میزان

(۱) سنن النسائی الکبریٰ، حدیث ۱۰۷۱۲

میں ہزار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے
جو دن رات میں ڈھائی ہزار گناہ کرے، (یعنی اتنے تو گناہ
بھی نہیں ہونگے جتنی اس نے نیکیاں حاصل کرلی ہیں کیونکہ
ان سب کا مجموعہ ڈھائی ہزار نیکیاں ہوئیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
نے دریافت کیا کہ ان پر عمل کیسے نہیں کیا جاسکتا؟ (یعنی
دونوں کام ایسے آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے کم ہیں
یہ کیا بات ہے) فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس
نماز میں آتا ہے پس کہتا ہے اس طرح یاد کر اس طرح یاد کر
(یعنی کوئی ایسی بات یاد دلاتا ہے کہ نمازی نماز سے فارغ
ہوکر ان کو پڑھنے سے پہلے ہی اٹھ کر چلا جاتا ہے) یا سونے
کے وقت آتا ہے پس اس کو سلا دیتا ہے۔''

فائدہ: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اگرچہ کوئی ایسا نہ ہوگا جس کی ڈھائی ہزار برائیاں ہوں مگر اس زمانہ میں ہم لوگوں کی بداعمالیاں روزانہ کی اس سے کہیں زیادہ ہیں لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رُوْحِیْ فِدَاہُ) نے اپنی شفقت سے برائیوں پر نیکیوں کے غالب آجانے کا نسخہ ارشاد فرمایا، عمل کرنا یا نہ کرنا ہمارا کام ہے۔

اس حدیث میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انگلیوں پر تسبیح کا شمار کرنا معلوم ہوتا ہے، متعدد احادیث میں مختلف الفاظ سے یہ بات نقل کی گئی ہے ایک حدیث میں حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اوپر تسبیح (سُبْحَانَ اللہ کہنا) اور تہلیل (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہنا) اور تقدیس (اللہ کی پاکی بیان کرنا مثلاً سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھنا یا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ کہنا) لازم کرلو اور انگلیوں پر گنا کرو اس لیے کہ انگلیوں سے

قیامت میں سوال کیا جائے گا اور ان سے جواب طلب کیا جائے گا کہ کیا عمل کیے (اور جواب میں) گویائی (بولنے کی صلاحیت) دی جائے گی اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرنا، (اگر ایسا کروگی تو اللہ کی) رحمت سے محروم کردی جاؤ گی۔ [1]

فائدہ: قیامت میں آدمی کے بدن سے اس کے ہاتھ پاؤں سے بھی سوال ہوگا ہر ہر حصہ بدن نے کیا کیا نیک کام کئے اور کیا ناجائز اور برے کام کیے قرآن پاک میں متعدد جگہ اس کا ذکر ہے ایک جگہ ارشاد ہے: ''یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ''(جس روز ان کے خلاف میں ان کی زبانیں گواہی دینگی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی (گواہی دیں گے) ان کاموں کی جو یہ لوگ کرتے تھے) دوسری جگہ ارشاد ہے: ''وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ'' اس جگہ کئی آیات میں اس کا ذکر ہے جن کا ترجمہ یہ ہے: (جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کر کے لائے جائیں گے پھر وہ اکٹھا کرنے کی غرض سے روکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ سب اس دوزخ کے قریب پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان لوگوں کے برخلاف ان اعمال کی گواہی دیں گے جو یہ لوگ کرتے رہے تھے اور وہ لوگ اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی وہ اعضاء جواب دیں گے کہ جو اللہ ہر بولنے والی چیز کو گویائی عطا کرتا ہے اسی نے ہم کو بھی گویا (یعنی بولنے والا) کردیا اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور تم اسی کی طرف واپس لائے گئے ہو) احادیث میں اعضاء کی گواہی کو بڑی تشریح کے ساتھ فرمایا گیا ہے طوالت کے خوف سے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کے اعضاء سے نیک کام بکثرت ہونے چاہئیں تاکہ گواہ دونوں قسم کے مل سکیں اسی

(۱) مشکوٰۃ ۲۰۲

لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا کو انگلیوں پر شمار کرنے کا حکم فرمایا۔

رات کو سوتے وقت تسبیح فاطمہ پڑھنے کے فوائد

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو سونے کے وقت سُبْحَانَ اللہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳۔۳۳ مرتبہ اور اَللہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے اس کو تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی کہتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کو پڑھنے کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث سے جن میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خادم کے بدلے یہ تسبیحات تعلیم فرمائیں یہ استنباط کیا ہے کہ جو شخص ان پر مداومت کرے اس کو مشقت کے کاموں میں تھکان اور تعب نہیں ہوگا، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر معمولی تعب ہوا بھی تب بھی مضرت نہ ہوگی۔ حصن حصین میں ہے کہ جب کسی کو کسی کام میں تعب اور مشقت ہو یا قوت کی زیادتی مطلوب ہو تو سوتے وقت سُبْحَانَ اللہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳۔۳۳ مرتبہ اور اَللہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عمل مجرب ہے یعنی تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت پڑھنا ازالہ تھکان اور زیادتی قوت کا سبب ہوتا ہے۔

فائدہ: گذشتہ احادیث میں نماز کے بعد ۳۳۔۳۳ مرتبہ تسبیحات پڑھنے کے متعلق آیا ہے اور اس حدیث میں دس دس مرتبہ تسبیح پڑھنا آیا ہے یہ اختلاف بظاہر حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ آدمی فراغت اور مشاغل کے اعتبار سے مختلف ہیں جو لوگ دوسرے ضروری کاموں میں مشغول ہیں ان کے لیے کم مقدار تجویز فرمائی اور جو لوگ فارغ ہیں ان کے لیے زیادہ مقدار اسی طرح گذشتہ تسبیح والی تمام احادیث میں سمجھ لیا جائے، لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ جو عدد احادیث

میں مذکور ہیں ان کی رعایت ضروری ہے کہ جو چیز دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے اس میں مقدار کی رعایت ضروری ہے۔

حدیث ۲۵ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ سَعِیْدٍ هَلْ حَفِظْتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا یَقُوْلُهٗ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ یَقُوْلُ "سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"۔ (۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی کلمات یاد ہیں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کہتے تھے فرمایا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ کلمات) کہتے تھے: "سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"(پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ پروردگار عزت والا، پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب تعریف ہے اللہ تعالیٰ کی جو رب ہے سارے جہانوں کا)۔"

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب ونقائص سے پاک اور تمام محاسن وکمالات کی جامع ہے سب خوبیاں اسی کی ذات میں مجتمع ہیں اور انبیاء ورسل علیہم السلام پر اس کی طرف سے سلام آتا ہے جو ان کی عظمت وعصمت اور سالم ومنصور ہونے کی دلیل ہے۔

---

(۱) مسند ابویعلیٰ، حدیث ۱۱۱۸

یہ حدیث ترمذی بَابُ مَایَقُوْلُ اِذَا سَلَّمَ میں بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: وَرُوِیَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ: "سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز کے بعد) یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"۔ آثار السنن بَابُ فِی الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ میں اور حصن حصین میں نماز کے بعد کی دعاؤں کے بیان میں بھی یہ حدیث ہے۔

مجلس کے اختتام کی دعا اور فضیلت

احادیث میں اختتامِ مجلس پر بھی ان آیات کے پڑھنے کی فضیلت ثابت ہے، تفسیر مظہری میں حدیث ہے:

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی مِنَ الْاَجْرِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَلْیَکُنْ آخِرَ کَلَامِہٖ مِنْ مَّجْلِسِہٖ "سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"۔ (۱)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کا ثواب بہت بڑے ترازو میں تولا جائے، (یعنی ثواب بہت زیادہ مقدار میں ہو کہ وہی بڑے ترازو میں تلے گا معمولی چیز تو بڑے ترازو کے باسنگ میں آجائے گی اس کو چاہیے کہ مجلس کے ختم پر یہ آیات پڑھا کرے: سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ

(۱) تفسیر مظہری ج ۶ ص ۱۲۰ سورۃ الصافات

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔“

نماز کے بعد دعا کا طریقہ

حدیث ۲۶ عَنْ فُضَالَۃَ بِنْ عُبَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَقَالَ ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ“ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ فَاِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمِدِ اللہَ بِمَا ھُوَاَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰی رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللہَ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُ تُجَبْ۔ (۱)

”حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مسجد میں) تشریف فرما تھے ایک صاحب داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ“ کے ساتھ دعا کی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے نمازی! تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھے تو اول تو اللہ تعالیٰ کی حمد کر جیسا کہ اس کی شان کے مناسب ہے پھر مجھ پر درود پڑھ پھر دعا مانگ، حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ایک اور صاحب آئے انہوں نے اول اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صاحب سے یہ ارشاد فرمایا اے نمازی! اب دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔“

---

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵، مشکوٰۃ ص ۸۶

فائدہ: یہ مضمون بھی بکثرت روایات میں ذکر کیا گیا ہے، ترمذی میں حدیث ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهٗ"۔ (۱)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے جب میں فارغ ہوا تو میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے پہلے میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ثنا کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا پھر اپنے لیے دعا کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو سوال کر اللہ تعالیٰ تیرا سوال قبول فرمائے گا۔"

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود شریف دعا کے اول میں درمیان میں اور اخیر میں ہونا چاہیے، علماء نے اس کے استحباب پر اتفاق نقل کیا ہے کہ دعا کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف سے ہونی چاہیے اور اسی پر دعا ختم ہونی چاہیے، اقلیشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو پہلے حمد کے ساتھ ابتدا کر پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور درود شریف کو دعا کے بیچ میں دعا کے اخیر میں پڑھ اور درود کے وقت میں

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۸۷

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ فضائل کو ذکر کیا کر کہ اس کی وجہ سے تو مستجاب الدعوات بنے گا اور تیرے اور اس کے درمیان سے حجاب اٹھ جائے گا۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

دعاء بعد فرائض کے احادیث سے ثبوت

بعض احادیث میں نماز کے بعد دعا مانگنے کا واضح ثبوت ملتا ہے جیسا کہ احادیث ۵، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۶ (اور اس کے فائدے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث) ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۹ میں مذکور ہے، حدیث ۲۷، ۳۶، ۳۷ میں اور بھی وضاحت ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نماز کے بعد بیٹھے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے ہیں۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ فض الوعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء میں ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے ایک حدیث بیان فرمائی:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ يَحْيَى الْاَسْلَمِيُّ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ وَرَاٰى رَجُلاً رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ قَبْلَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ لَهٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ۔ (۱)

''حضرت محمد یحییٰ اسلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت

---

(۱) خرجہ ابن شیبۃ، رجالہ ثقات

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس طرح دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہے جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو اس سے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے تھے، دعا کے لیے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔‘‘

علاوہ ازیں زجاجۃ المصابیح جلد ا ص ۲۸۲ میں ہے:

عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْہِ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ اِنْحَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا۔ (۱)

’’حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مڑ کر بیٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔‘‘

فائدہ: ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’عمل الیوم واللیلۃ‘‘ میں ایک حدیث بیان فرمائی ہے جس سے ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا واضح ثبوت ملتا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

حدیث ۲۷ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ کَفَّیْہِ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ ثُمَّ یَقُوْلُ ’’اَللّٰھُمَّ اِلٰھِیْ اِلٰہَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ،

---

(۱) رواہ ابن ابی شیبہ فی المصنف

اِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَسْأَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِيْ فَاِنِّيْ مُضْطَرٌّ وَتَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَاِنِّيْ مُبْتَلًى وَتَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّيْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِيْ عَنِّي الْفَقْرَ فَاِنِّيْ مُتَمَسْكِنٌ" اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ۔ (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی بندہ جو ہاتھ پھیلائے (اللہ تعالیٰ کے سامنے) ہر نماز کے بعد پھر (ان الفاظ کیساتھ) دعا کرے: ''اَللّٰهُمَّ اِلٰهِيْ وَ اِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ اِسْرَافِيْلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَسْأَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِيْ فَاِنِّيْ مُضْطَرٌّ وَتَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَاِنِّيْ مُبْتَلًى وَتَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّيْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِيْ عَنِّي الْفَقْرَ فَاِنِّيْ مُتَمَسْكِنٌ'' (اے اللہ! میرے معبود اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے معبود اور حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام کے معبود میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ یہ بات کہ تو میری دعا قبول فرما لینا کیونکہ (میں) مجبور بندہ ہوں اور میرے دین کو بچالے کیونکہ اب میں پھنس گیا ہوں اور لے لے مجھ کو اپنی رحمت میں کیونکہ میں بڑا گناہ گار ہوں اور میری تنگدستی کو دور فرمادے کیونکہ میں ذلیل ہوں) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لازم کر لیتے ہیں

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۷، حدیث ۱۳۸

کہ اس کے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائیں۔''

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمالیتے ہیں، مانگنے والے کو چاہیے کہ جیسے بلند الفاظ سے دعا کر رہا ہے دل میں بھی ایسی ہی تڑپ پیدا کرے پھر دیکھے دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں۔

الحاصل ان تمام روایات سے یہی بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہوگئی کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور اس کی مقبولیت کی بھی زیادہ امید ہے کیونکہ یہ وقت مقبولیت دعا کا ہے جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ (عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ۔ (۱)

''کہ کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخر حصہ کی دعا اور فرض نمازوں کی بعد کی دعا۔ اسی لیے حدیث میں ہے: عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ حَاجَۃً فَیَسْأَلُھَا دُبُرَ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ۔''

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مانگنا ہو وہ فرض نماز کے بعد مانگے: (ذَکَرَہُ الْاِمَامُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْ الرَّبِیْعِ فِیْ کِتَابِ مِصْبَاحِ الظَّلَامِ) اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ مِنْ رِوَایَۃِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ

(۱) رواہ الترمذی ج ۲ ص ۱۸۷

الصَّادِقِ قَالَ اَلدُّعَاءُ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ النَّافِلَۃِ کَفَضْلِ الْمَکْتُوْبَۃِ عَلَی النَّافِلَۃِ اِنْتَھٰی۔ کَذَا فِیْ السِّعَایَۃِ (السِّعَایَۃِ) نَقْلاً عَنِ الْمَوَاھِبِ لِلْقَسْطَلَانِیْ نَقْلاً عَنِ الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ۔ حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنا نوافل کے بعد مانگنے سے اس قدر افضل ہے جس قدر فرائض نوافل سے افضل ہیں۔

فرائض کے بعد ثبوتِ دعا پر فقہی عبارات

(۱) قَالَ فِیْ شِرْعَۃِ الْاِسْلَامِ وَیَغْتَنِمُ اَیْ الْمُصَلِّیْ اَلدُّعَاءُ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ۔ انتھٰی کَذَا فِی التُّحْفَۃِ الْمَرْغُوْبَۃِ۔

''شرعۃ الاسلام میں ہے اور غنیمت سمجھے نماز پڑھنے والا دعا کو بعد نماز فرض کے۔''

(۲) فِیْ مَفَاتِیْحِ الْجِنَانَ قَوْلُہٗ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ اَیْ قَبْلَ السُّنَّۃِ۔ انتھٰی کَذَا فِی التُّحْفَۃِ الْمَرْغُوْبَۃِ وَالسِّعَایَۃِ۔

''مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام میں ہے بعد فرض کے یعنی سنتوں سے پہلے (دعا مانگے)۔''

(۳) فِیْ نُوْرِ الْاِیْضَاحِ وَشَرْحِہِ الْمُسَمّٰی بِاِمْدَادِ الْفَتَّاحِ ثُمَّ بَعْدَ الْفَرَاغِ عَنِ الصَّلٰوۃِ یَدْعُوْ الْاِمَامُ لِنَفْسِہٖ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ رَافِعِیْ اَیْدِیْھِمْ حَذْوَ الصُّدُوْرِ وَبُطُوْنُھَا مِمَّا عَلَی الْوَجْہِ بِخُشُوْعٍ وَسُکُوْنٍ ثُمَّ یَمْسَحُوْنَ بِھَا وُجُوْھَھُمْ فِیْ آخِرِہٖ اَیْ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الدُّعَاءِ۔ انتھٰی۔

''نور الایضاح اور اس کی شرح امداد الفتاح میں ہے پھر نماز

سے (یعنی فرض سے) فارغ ہوکر امام اپنے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعا کرے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائے اور ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھے خشوع وسکون سے دعا مانگے پھر (یعنی دعا سے فارغ ہوکر) ہاتھ منہ پر پھیر لے۔''

(۴) قَدْ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَی اسْتِحْبَابِ الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ وَجَاءَتْ فِیْہِ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ۔ انتھی۔ [۱]

''یعنی علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔''

(۵) عَنِ الْبُسْتِیِّ رحمۃ اللہ علیہ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ اَلْاٰیَۃَ اَیْ اُذْکُرُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی وَادْعُوْا بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوۃِ۔ انتھی۔ [۲]

''بُستی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ یعنی نماز سے فارغ ہوکر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔''

(۶) مِنْ فَوَائِدِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اسْتِحْبَابُ الذِّکْرِ عَقِیْبَ الصَّلٰوۃِ لِاَنَّھَا اَوْقَاتٌ فَاضِلٌ یُرْتَجٰی فِیْھَا اِجَابَۃُ الدُّعَاءِ۔ انتھی۔ [۳]

---

(۱) (تہذیب الاذکار للرملی رحمۃ اللہ علیہ، کذا فی التحفۃ المرغوبۃ)

(۲) فتاویٰ صوفیہ کذا فی التحفۃ

(۳) عمدۃ القاری شرح البخاری

''یعنی علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے کیونکہ یہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔''

(۷) اِنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ مَسْنُوْنٌ وَکَذَا رَفْعُ الْیَدَیْنِ وَمَسْحُ الْوَجْہِ بَعْدَ الْفَرَاغِ۔ انتہی۔ (۱)

''یعنی منہج العمال اور عقائد سنیہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور اسی طرح ہاتھ اٹھانا اور منہ پر پھیرنا بھی مسنون ہے۔''

(۸) فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَارْغَبِ الدُّعَاءَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّہٗ اَقْرَبُ اِلَی الْاِجَابَۃِ انتہی۔ (۲)

'' مبسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دعا مانگو کیونکہ مقبولیت کے زیادہ قریب ہے۔''

الحاصل: یہ روایات فقہیہ ہیں جن سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں، شرعۃ الاسلام اور مفاتیح الجنان کی عبارتوں ۱، ۲ سے یہ بات صراحۃً ثابت ہوگئی کہ فرضوں کی سنتوں سے پہلے دعا مانگنا چاہیے اور یہی بہتر وافضل ہے اور نور الایضاح اور اس کی شرح امدا الفتاح کی عبارت ۳ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا چاہیے اور فراغت کے بعد منہ پر پھیرنا چاہیے اور منہج العمال اور عقائد سنیہ کی عبارت ۷ سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہاتھ اٹھانا اور منہ پر پھیرنا مسنون ہے اور

---

(۱) منہج العمال والعقاید السنیۃ، کذا فی التحفۃ

(۲) کذا فی التحفۃ نقلا عن المبسوط

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری اور مبسوط کی عبارتوں ٦، ٧ سے یہ ثابت ہوگیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں مقبولیت کی زیادہ امید ہے اور یہ وقت دعا کے لیے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے، ہم صرف ان روایات پر اکتفا کرتے ہیں کہ طالب حق کے لیے یہی کافی ہے اور چونکہ یہ رسالہ مختصر ہے اس لیے باقی احادیث اور فقہی عبارات کو طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

حدیث ٢٨ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ قَبْلَ اَنْ تَتَكَلَّمَ سَبْعَ مَرَّاتٍ "اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ" فَاِنَّكَ اِنْ مُّتَّ مِنْ يَوْمِكَ ذٰلِكَ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ جَوَازٌ مِّنَ النَّارِ۔ (١)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تو فجر کی نماز پڑھے تو بات کرنے سے پہلے سات بار ''اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ'' پڑھ پس اگر تو اس دن مرجائے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے آگ سے آزادی لکھ دینگے۔''

فائدہ: یہ حدیث اختلاف لفظی کے ساتھ ابوداؤد، نسائی، ابن حبان میں بھی ہے۔

حدیث ٢٩ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ مَقَامِيْ بَيْنَ كَتِفَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قُبِضَ فَكَانَ يَقُوْلُ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلٰوةِ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِيْ آخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهٗ وَاجْعَلْ خَيْرَ اَيَّامِيْ يَوْمَ اَلْقَاكَ"۔ (٢)

---

(١) رواہ ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ فی عمل الیوم واللیلۃ، مشکوٰۃ ص ٢١٠

(٢) عمل الیوم واللیلۃ ص ٥١

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری جگہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان ہوتی تھی (یعنی نماز میں پہلی صف کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین پیچھے کھڑا ہوتا تھا) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ آخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَاجْعَلْ خَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ'' (اے اللہ! بنا دے میری عمر کا بہترین حصہ آخر عمر کو اور میرے سب سے اچھے عمل خاتمے کے وقت مقدر فرمادے اور میرے دنوں میں سب سے بھلا دن وہ بنادے جس میں تجھ سے ملوں (یعنی قیامت)۔''

کسی بزرگ نے خوب کہا ہے:

شُنِیْدَ اسْتَمْ کہ فَرْدا روزِ عید اَسْت
میں نے سنا ہے کہ کل عید کا دن ہے

بَخانۂ ھر کَسے شادی پدِیْد اَسْت
ہر گھر میں خوشیاں منائی جارہی ہیں

دراں روزے کہ بایمان بَمِیْرم
جس دن میں ایمان کے ساتھ مرجاؤں گا

مَرا در عُمرِ خود آں روزِ عید اَسْت
میرے لئے ساری عمر میں عید کا دن وہی ہوگا

فجر اور مغرب کے بعد کلمہ توحید کی فضیلت

حدیث ۳۰ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اَنْ یَّنْصِرَفَ وَیُثْنِیَ رِجْلَیْہِ مِنَ صَلَاۃِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" عَشْرَ مَرَّاتٍ کُتِبَ لَہٗ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِیَتْ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّاٰتٍ وَرُفِعَ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَکَانَتْ لَہٗ حِرْزًا مِّنْ کُلِّ مَکْرُوْہٍ وَحِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَلَمْ یَحِلَّ لِذَنْبٍ اَنْ یُّدْرِکَہٗ اِلَّا الشِّرْکُ وَکَانَ مِنْ اَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلاً اِلَّا رَجُلاً یَفْضُلُہٗ یَقُوْلُ اَفْضَلَ مِمَّا قَالَ۔ (۱)

نحوہ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ اِلٰی قَوْلِہٖ اِلٰی اِلَّا الشِّرْکُ وَلَمْ یَذْکُرْ صَلَاۃَ الْمَغْرِبِ وَلَا بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔ (۲)

"حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز کی جگہ سے پھرنے اور پاؤں موڑنے سے پہلے مغرب اور فجر کی نماز کے بعد "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ

---

(۱) رواہ احمد والترمذی

(۲) کذا فی زجاجۃ المصابیح، ترمذی ج ۲ ص ۱۸۵

وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' دس مرتبہ پڑھے تو اس کے واسطے ہر کلمہ کے عوض دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں یہ کلمات اس کے لیے امان ہیں ہر بری چیز سے اور امان ہیں شیطان مردود سے اور کوئی ایسا گناہ سرزد نہ ہوگا جو اسے ہلاک کردے سوائے شرک کے اور وہ شخص عمل کے اعتبار سے لوگوں سے بہتر ہوگا بجز اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ (ان کلمات کو) پڑھا۔''

فائدہ: نماز کی جگہ سے پھرنے اور پاؤں موڑنے سے پہلے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نماز کے اندر جلسہ اور قعدہ کے لیے بیٹھے ہیں اسی طرح بیٹھے ہوئے یہ دعا پڑھ لے۔ افضل یہی ہے۔

جذام، جنون، فالج اور نابینا ہونے سے بچنے کی دعا

حدیث ۳۱ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاتِهٖ "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" ثَلَاثًا قَامَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ۔ (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز سے فراغت کے وقت ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' تین

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۴

مرتبہ پڑھے تو (پڑھنے والا) اس حالت میں کھڑا ہوگا کہ
اس کی مغفرت ہوچکی ہوگی۔''

ایک دعا جس کی وجہ سے جنت کے چار دروازے کھلنا

فائدہ: حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بوڑھے صحابی حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز تعلیم فرمائیں جو مجھے دنیا اور آخرت میں نفع دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم فجر کی نماز پڑھ چکو تو ''سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' تین بار پڑھو تو اللہ تعالیٰ تم کو چار بلاؤں سے بچائیں گے جذام (کوڑھ) سے، جنون (پاگل پن) سے، نابینا ہونے سے، اور فالج سے اور آخرت کے لیے پڑھو ''اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ مِنْ عِنْدِكَ وَاَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِكَ'' تین بار تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور چاروں انگلیوں کی گرہ بنائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے کس طرح مضبوطی سے چاروں انگلیوں کی گرہ بنائی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ ان (کلمات) کو پورا کریں گے تو قیامت کے دن ان پر جنت کے چار دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ جس دروازہ میں سے چاہیں داخل ہوجائیں۔

ایک دعا جس کی وجہ سے جنت میں درخت لگ جانا

ترمذی میں حدیث ہے:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ قَالَ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ'' غُرِسَتْ لَہٗ نَخْلَۃٌ

فِی الْجَنَّۃِ۔ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ''سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ'' پڑھے اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عذاب سے پناہ مانگنا اور اس کی تحقیق

حدیث ۳۲ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کَانَ اَبِیْ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوۃِ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ'' وَکُنْتُ اَقُوْلُھُنَّ فَقَالَ لِیْ اَبِیْ اَیْ بُنَیَّ عَمَّنْ اَخَذْتَ ھٰذَا فَقُلْتُ عَنْکَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُھُنَّ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوۃِ۔ (۲)

''حضرت مسلم بن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ'' (اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں کفر سے (اور تیری پناہ لیتا ہوں) محتاجی سے اور قبر کے عذاب سے)۔ میں بھی یہ دعا پڑھتا تھا مجھ سے میرے والد صاحب نے پوچھا تو نے یہ دعا کس سے سیکھی ہے میں نے کہا آپ سے تو انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان (کلمات) کو نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔''

فائدہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معصوم ہونے کے باوجود اس قسم کی دعاؤں کو پڑھنا یا

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۱۸۴

(۲) عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۸ باب مایقول فی دبر صلوٰۃ الصبح

اظہار عبدیت کے لیے ہوتا تھا کہ بندگی کا مقتضیٰ مولیٰ سے مانگنا ہی ہے یا امت کی تعلیم کے لیے۔

حدیث ۳۳ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ"۔ (۱)

"حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ" (اے اللہ! مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو کچھ بعد میں کیا اور جو کچھ میں نے پوشیدہ کیا اور جو کچھ علانیہ کیا اور جو کچھ میں نے فضول خرچی کی اور جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا اور پیچھے رکھنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں)۔"

فائدہ: ان احادیث میں بہت سی دعائیں اور اذکار نماز کے بعد پڑھنے کے مذکور ہوئے بہتر تو یہ ہے کہ ان سب کو یاد کرلے اور کسی دن کوئی کسی دن کوئی پڑھا کرے تاکہ سب پر عمل ہوجائے اور سب کا ثواب اور دنیوی واُخروی اثرات وبرکات حاصل ہوں ورنہ اپنے وقت اور حالت کے مناسب جس قدر ممکن ہو یاد

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۱۸۰

کرلے اور پابندی سے پڑھا کرے، یہ ضروری نہیں کہ سب دعاؤں کو ہمیشہ پڑھا کرے بلکہ جس قدر سب کو یا بعض کو ان میں سے پڑھے گا اتنی ہی فضیلت اور سنت کا اتباع حاصل کرنے کا سبب ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل بھی اسی طرح تھا نہ یہ کہ سب دعاؤں پر تمام اوقات میں مواظبت کرتے تھے، حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ استغفار کو نماز کے بعد سب اذکار پر مقدم رکھے اور بعض حضرات فرماتے ہیں اس کے بعد ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ...الخ'' اس کے بعد ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ... قَدِیْرٌ'' تک پڑھے۔ (۱)

حدیث ۳۴ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ نَبِیَّ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَقَالَ سُلَیْمَانُ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ دُبُرَ صَلٰوتِہٖ ''اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اِنَّا شَھِیْدٌ اِنَّکَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اِنَّا شَھِیْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اِنَّا شَھِیْدٌ اِنَّ الْعِبَادَ کُلَّھُمْ اِخْوَۃٌ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اِجْعَلْنِیْ مُخْلِصًا لَکَ وَاَھْلِیْ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ (قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاؤُدَ) رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اللہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ حَسْبِیَ اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اللہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ''۔ (۲)

---

(۱) ظفر جلیل بتغیر

(۲) ابوداؤد، حدیث ۱۵۰۸

’’حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے ’’اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّا شَهِيْدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّا شَهِيْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَاَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَاذَا الْجَلاَلِ وَالْاِكْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ (قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاؤُدَ) رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ‘‘

(اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب میں گواہ ہوں اس پر کہ بس رب تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب میں گواہ ہوں اس پر کہ سب بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں، اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب مجھ کو اپنا اخلاص والا بندہ بنا لے اور میرے گھر والوں کو بھی دنیا اور آخرت کی ہر ساعت میں، اے بزرگی اور شرف والے (میری دعاء) سن لے اور قبول فرما لے، اللہ کی ذات ہر بڑے سے بڑی ہے، اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے نور (حدیث کے راوی حضرت سلیمان نے کہا) آسمانوں اور زمین کے رب، اللہ کی ذات ہر بڑے سے بڑی ہے، اللہ

مجھ کو کافی ہے اور وہ کیا خوب کارساز ہے، اللہ کی ذات ہر بڑے سے بڑی ہے)۔"

فائدہ: سبحان اللہ، کیسی عظیم الشان دعا ہے کتنے بلند الفاظ ہیں یہ حدیث نسائی، ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ میں کچھ اختلاف لفظی کے ساتھ ہے اس حدیث کے دو راوی ہیں، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، غالباً یہ وہی صحابی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر بمع حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موجود تھے اور کفار کا ہر طرف غلبہ تھا مکان کا دروازہ بند تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ کر ایمان لائے تھے، یہ بہت جلیل القدر صحابی ہیں، دوسرے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

دعا کے آخر اَللّٰھُمَّ کے آگے نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ کے الفاظ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ کے الفاظ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، دونوں درست ہیں کسی طرح پڑھ لیا جائے، الحزب الاعظم میں اس دعا کے اندر اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ کے الفاظ ہیں۔

حدیث ۳۵ عَنِ الْبَرَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ "رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ (اَوْ) تَجْمَعُ عِبَادَكَ"۔ (۱)

"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو اس بات کو محبوب رکھتے تھے کہ داہنی جانب کھڑے ہوں تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز کے بعد) ہماری طرف رخ کرکے بیٹھے پس میں نے سنا

(۱) شمائل ترمذی، حدیث ۲۴۲، مسلم، حدیث ۷۰۹

آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ (اَوْ) تَجْمَعُ عِبَادَكَ'' (اے میرے رب! مجھ کو اپنے عذاب سے بچا جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا (یا یہ فرمایا کہ) جب تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا)۔''

فائدہ: یَوْمَ تَبْعَثُ اور ''تَجْمَعُ عِبَادَكَ'' میں لفظ ''اَوْ'' اختیار کے لیے ہے کہ کبھی ''یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ'' اور کبھی ''یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ'' پڑھے یا یہ کہ یہ راوی کا شک ہے کہ اسے یاد نہیں رہا کہ نبی اکرم ﷺ نے ''یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ'' فرمایا یا ''تَجْمَعُ عِبَادَكَ'' فرمایا۔ واللہ اعلم

رات کو سوتے وقت پڑھنے کی دعا

یہ حدیث مسلم اور سنن اربعہ کے حوالہ سے حصن حصین میں نماز کے بعد کی دعاؤں کے بیان میں بھی ہے۔ شمائل ترمذی میں حدیث ہے: عَنِ الْبَرَآءِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ وَضَعَ کَفَّہُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہِ الْاَیْمَنِ وَقَالَ ''رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ'' کہ حضرت نبی اکرم ﷺ جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ مبارک دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے، حصن حصین میں ہے کہ یہ دعا تین بار پڑھتے تھے (یعنی آرام کے وقت) دوسری حدیث میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ عام معمول تھا جس کو متعدد حضرات نے سنا۔

نفل نماز کے بعد دعا مانگنے والی حدیث

حدیث ۳۶ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا دَنَوْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ

وَخَطَایَایَ کُلَّهَا اَللّٰهُمَّ انْعِشْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ اِنَّهٗ لَا یَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَلَا یُصْرِفُ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ"۔ (۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جب کبھی بھی فرض یا نفل نماز کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَخَطَایَایَ کُلَّهَا اَللّٰهُمَّ انْعِشْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ اِنَّهٗ لَا یَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَلَا یُصْرِفُ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ"۔

''اے اللہ! تو میرے تمام گناہ اور خطائیں بخش دے، اے اللہ! تو میرا رتبہ بلند فرما اور میری کمی کو پورا کردے اور مجھے اچھے اعمال واخلاق کی ہدایت عطا فرما، بے شک اچھے اعمال و اخلاق کی ہدایت بھی تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا اور برے اعمال واخلاق سے بھی تیرے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔''

فائدہ: یہ حدیث مستدرک حاکم اور طبرانی میں بھی کچھ اختلاف لفظی کے ساتھ ہے حصن حصین میں بھی یہ حدیث نماز کے بعد کی دعاؤں میں مذکور ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز کے بعد رخ پھیر کر بیٹھنا

حدیث ۳۷ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً اِلَّا اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُخْزِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ کُلِّ صَاحِبٍ

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۰

یُؤْذِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ اَمَلٍ یُلْهِیْنِیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ یُنْسِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ غِنًی یُطْغِیْنِیْ۔ (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کبھی ہمیں نماز پڑھائی تو ہماری طرف منہ کرکے یہ دعا پڑھی:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ یُخْزِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ یُؤْذِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ اَمَلٍ یُلْهِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ یُنْسِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ غِنًی یُطْغِیْنِیْ'' (اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں ایسے عمل سے جو مجھے رسوا کردے اور تیری پناہ لیتا ہوں ہر ایسے دوست سے جو مجھے تکلیف دے اور تیری پناہ لیتا ہوں ایسی امید سے جو مجھے غافل بنادے اور تیری پناہ لیتا ہوں ہر ایسی احتیاج سے جو مجھے نسیان میں ڈال دے اور تیری پناہ لیتا ہوں ہر ایسے غنا سے جو مجھے سرکش بنادے)۔''

فضیلت اشراق

حدیث ۳۸ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْكُرُ اللهَ تَعَالٰی حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ۔ (۲)

---

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۱

(۲) ترمذی ج ۱ ص ۱۳۰

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر سورج نکلنے تک بیٹھا ہوا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا، (راوی کا بیان ہے) کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا ثواب پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا (تین مرتبہ فرمایا)۔''

فائدہ: سبحان اللہ، کتنی بڑی فضیلت ہے انسان کو چاہیے کوشش کے ساتھ ان احادیث پر عمل کرتا رہے تاکہ اتنا بڑا ثواب حاصل کر سکے،

صبح وشام ذکر کی فضیلت

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَذْكُرُ عَنْ رَّبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اُذْكُرْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَةً اَكْفِكَ فِیْمَا بَیْنَهُمَا۔ (۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو فجر کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کرلیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا، ایک حدیث میں آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو فجر کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول ہو، مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار عرب غلام آزاد کروں اسی طرح ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب

(۱) اخرجہ احمد، کذا فی الدر

تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے یہ زیادہ پسند ہے چار غلام آزاد کرنے سے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک ذکر میں مشغول رہوں یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے، ان ہی وجوہ سے فجر کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد اوراد کا معمول ہے اور حضرات صوفیا کرام رحمۃ اللہ علیہم کے یہاں تو ان دونوں وقتوں کا خاص اہتمام ہے کہ صبح کی نماز کے بعد عموماً اشغال میں اہتمام فرماتے اور عصر کے بعد اوراد کا اہتمام کرتے ہیں خاص طور پر فجر کے بعد حضرات فقہاء کرام بھی اہتمام فرماتے ہیں۔

فجر کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے

مُدَوَّنَہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک باتیں کرنا مکروہ ہیں اور حضرات حنفیہ میں سے صاحبِ درمختار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس وقت باتیں مکروہ لکھا ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ اس وقت ذکر اذکار میں مشغول رہے تا کہ اتنا بڑا ثواب حاصل کر سکے۔ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دن ہم لوگ فجر کی نماز کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دروازہ پر کھڑے ہو کر سلام کیا، سلام کے جواب کے بعد حاضری کی اجازت ملی ہم نے توقف کیا اتنے میں ایک باندی آئی اور پوچھا کہ آپ لوگ اندر کیوں نہیں آئے، ہم لوگ اس کے ساتھ اندر گئے تو دیکھا وہ (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) اللہ کا ذکر فرما رہے تھے انہوں نے پوچھا کہ اجازت کے بعد بھی تم لوگ اندر کیوں نہ آئے ہم لوگوں نے کہا شاید گھر کے کچھ لوگ سو رہے ہوں، اس خیال سے دیر کی، فرمایا کہ تم لوگوں نے ابن ام عبد کی اولاد پر غفلت کا گمان کیسے کیا، اس کے بعد ذکر میں مشغول ہو گئے تھوڑی دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ آفتاب نکل گیا ہوگا تو خادمہ سے کہا کہ دیکھو آفتاب نکل آیا

اس نے کہا ابھی نہیں نکلا پھر ذکر میں مشغول ہو گئے، پھر جب آفتاب طلوع ہو گیا تو آپ نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو آج کے دن معاف کر دیا ایک دوسرے راوی ابن مہدی نے اتنا اضافہ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا "اور ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہم کو ہلاک نہیں کیا (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور انکی فقہ) سبحان اللہ ،حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان احادیث پر خوب عمل کر کے دکھایا۔

فائدہ: اس حدیث میں اشراق کی نماز کا بیان ہے۔

اشراق کا وقت

اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے بعد کم از کم پچیس منٹ یا آدھ گھنٹہ ہونا چاہیے اکثر لوگ اس سے غفلت کرتے ہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں جب سورج خوب نکل آئے حتیٰ کہ مرتفع ہو جائے ،بہشتی زیور میں بھی یہ مسئلہ خوب لکھا ہے، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ ابوداؤد ۷ ۱۲ مع حاشیہ ۶ کی روایت میں حَتّٰی یَرْتَفِعَ النَّهَارُ آیا ہے، بخاری میں حَتّٰی تَشْرِقَ الشَّمْسُ تَرْفَعُ بھی ایک لفظ ہے اس کا وقت تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا فتح الباری میں اس کو خوب تفصیل سے لکھا ہے، جلد ۲ ص ۹ ۳ مصری۔ شمائل ترمذی میں حدیث آتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر اتنا اوپر چڑھ جاتا جتنا اوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت (صلوٰۃ الاشراق) پڑھتے تھے۔

مسئلہ: اشراق کی نماز کا وقت چوتھائی دن تک رہتا ہے، اس کے بعد چاشت کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

حدیث ۳۹ عَنْ طَلْحَةَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیُّ عَنْ اَبِیْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى

الصُّبۡحَ قَالَ وَلَا اَعۡلَمُهٗ اِلَّا قَالَ فِیۡ سَفَرٍ رَفَعَ صَوۡتَهٗ حَتّٰی یَسۡمَعَ اَصۡحَابُهٗ "اَللّٰهُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ دِیۡنِیَ الَّذِیۡ جَعَلۡتَهٗ عِصۡمَةَ اَمۡرِیۡ اَللّٰهُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ دُنۡیَایَ الَّتِیۡ جَعَلۡتَ فِیۡهَا مَعَاشِیۡ" (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) اَللّٰهُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ اٰخِرَتِیَ الَّتِیۡ جَعَلۡتَ اِلَیۡهَا مَرۡجِعِیۡ (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِرَضَاكَ مِنۡ سَخَطِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡكَ (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعۡطَیۡتَ وَلَا مُعۡطِیَ لِمَا مَنَعۡتَ وَلَا یَنۡفَعُ ذَا الۡجَدِّ مِنۡكَ الۡجَدُّ"۔ (۱)

''حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ چکے (حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے والد نے) فرمایا مجھے معلوم نہیں مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں بلند آواز کے ساتھ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سن لیا تھا یہ دعا فرمائی تھی: ''اَللّٰهُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ دِیۡنِیَ الَّذِیۡ جَعَلۡتَهٗ عِصۡمَةَ اَمۡرِیۡ اَللّٰهُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ دُنۡیَایَ الَّتِیۡ جَعَلۡتَ فِیۡهَا مَعَاشِیۡ اَللّٰهُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ اٰخِرَتِیَ الَّتِیۡ جَعَلۡتَ اِلَیۡهَا مَرۡجِعِیۡ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِرَضَاكَ مِنۡ سَخَطِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡكَ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعۡطَیۡتَ وَلَا مُعۡطِیَ لِمَا مَنَعۡتَ وَلَا یَنۡفَعُ ذَا الۡجَدِّ مِنۡكَ الۡجَدُّ'' (اے اللہ! تو میرے دین کی اصلاح کر دے جس کو تو نے میرے (ہر دینی ودنیوی) کام کی حفاظت کا ذریعہ بنایا

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۳

ہے، اے اللہ! میری دنیا کو بھی سدھار جس میں تو نے میری معاش تجویز فرمائی ہے، (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی) اے اللہ! میری آخرت کو بھی درست فرمادے جس کی طرف تو نے میرا واپس لوٹنا کیا ہے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی)، اے اللہ! میں تیری رضا کی پناہ لیتا ہوں تیری ناراضگی سے، اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں تیرے (قہر وغضب) سے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی) اے اللہ! جو نعمت تو بخش دے پھر اس کا روکنے والا کوئی نہیں اور جو تو روک لے پھر اس کا دینے والا کوئی نہیں اور تیرے سامنے کسی مالدار کو اس کی دولت کچھ کام نہیں دیتی (بلکہ اعمال کی پوچھ ہے)۔‘‘

فائدہ: یہ حدیث نسائی، ابن حبان میں بھی کچھ اختلاف لفظی کے ساتھ ہے اور حصن حصین میں بھی یہ حدیث نماز کے بعد کی دعاؤں کے بیان میں مذکور ہے، دعا کو بلند آواز کے ساتھ پڑھنے کے متعلق حدیث ۸ کے فائدہ میں گذر چکا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے، اس حدیث پاک میں ’’ثَلَاثَ مَرَّاتٍ‘‘ کے الفاظ جو ذکر ہوئے ان کو دعا میں نہ پڑھے اسی لیے ان کو قوسین میں کر دیا گیا ہے۔

حظیرۃ القدس میں رہائش اور ستر حاجتیں پوری ہونا

حدیث ۴۰ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَالْاٰیَتَیْنِ مِنْ آلِ عِمْرَانَ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ اِلٰی قَوْلِہٖ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ

حِسَابٍ مُعَلَّقَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ وَبَيْنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حُجُبٌ لَمَّا اَرَادَ اللهُ اَنْ يُّنْزِلَهُنَّ تَعَلَّقْهُنَّ بِالْعَرْشِ قُلْنَ رَبَّنَا تَهْبِطُنَا اِلٰى اَرْضِكَ وَاِلٰى مَنْ يَعْصِيْكَ فَقَالَ اللهُ تَعَالٰى بِیْ حَلَفْتُ لاَ يَقْرَأُكُنَّ اَحَدٌ مِنْ عِبَادِیْ دُبُرَ كُلِّ صَلاَةٍ اِلاَّ جَعَلْتُ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ عَلٰى مَا كَانَ فِيْهِ وَاِلاَّ اَسْكَنْتُهُ حَظِيْرَةَ الْقُدُسِ وَاِلاَّ نَظَرْتُ اِلَيْهِ بِعَيْنِیْ الْمَكْنُوْنَةِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ نَظْرَةً اِلاَّ قَضَيْتُ لَهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ حَاجَةً اَدْنَاهَا الْمَغْفِرَةُ وَاِلاَّ اَعَذْتُهُ مِنْ كُلِّ عَدُوٍّ وَنَصَرْتُهُ مِنْهُ وَلاَ يَمْنَعُهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ۔ (۱)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں سورہ آل عمران کی ایک آیت ۱۸ اور ۲۶ ''شَهِدَ اللهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور شَهِدَ اللهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ'' تک لٹکی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان کوئی پردہ نہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان کو نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو وہ عرش کے ساتھ لٹک گئیں اور عرض کرنے لگیں اے ہمارے رب! آپ ہمیں زمین کی طرف اتار رہے ہیں اور ایسے لوگوں کی طرف (اتار رہے ہیں) جو تیری نافرمانی کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے مجھ کو اپنی ذات کی جو کوئی میرے بندوں میں سے تم کو ہر نماز کے

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ص ۵۲

بعد پڑھے گا اس کے لیے جنت کو ٹھکانہ بنادوں گا باوجود ان باتوں کے جو کچھ اس میں ہیں یہاں تک اس کو حظیرۃ القدس میں رہائش دوں گا، یہاں تک اس کی طرف اپنی چھپی ہوئی آنکھ کے ساتھ دیکھوں گا، ستر نگاہوں کے ساتھ اور یہاں تک کہ اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا، (جن میں) کم سے کم مغفرت ہے اور بچاؤں گا میں اس کو ہر دشمن سے اور اس کی مدد کروں گا اس کے مقابلہ میں اور اس شخص کو جنت کے دخول سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روکتی۔''

فائدہ: سورۃ الفاتحہ اور آیۃ الکرسی کے بعد سورۃ آل عمران کی یہ آیت نمبر ۱۸ پڑھے:

''شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

(سورۃ آل عمران: ۱۸)

''گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی کہ بجز اس کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں، زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔''

اور آیت نمبر ۲۶۔۲۷:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ

الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْر، تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

(سورۃ آل عمران:۲۶۔۲۷)

’’(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ یوں کہیں کہ اے اللہ مالک الملک! آپ بادشاہی جس کو چاہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں چھین لیتے ہیں، اور جس کو آپ چاہیں عزت دیتے ہیں اور جس کو چاہیں ذلت دیتے ہیں، آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی، بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں آپ رات (کے اجزا) کو دن میں داخل کردیتے ہیں اور بعض موسموں میں دن (کے اجزا) کو رات میں داخل کردیتے ہیں اور آپ جاندار چیز کو بے جان سے نکال لیتے ہیں (جیسے انڈے سے بچہ) اور بے جان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں اور آپ جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں۔‘‘

یہ حدیث کنز العمال اور تفسیر مظہری میں بھی ہے:

جنت کے دخول سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روکتی یعنی جب وہ مرا اور موت درمیان سے اٹھ گئی جنت میں داخل ہوگا، کہ اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ۔

ایک عجیب واقعہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں ایک عجیب واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص دہلی میں آکر دریائے جمنا کے کنارے ٹھہرے

اور بولتے نہیں تھے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے انہوں نے حضرت کی تعظیم کی اور اپنا حال سنایا کہ ہم دو آدمی تھے آپس میں بہت محبت رکھتے تھے اور بہت ملکوں کی سیر کی ایک دفعہ میرا دوست بیمار ہوگیا اور اس کا انتقال ہوگیا جب ہم ان کو دفن کرنے لگے ایک کٹار پانچ سو روپیہ قیمت کی میری کمری میں تھی، وہ نکال کر قبر میں رکھدی اور وہیں بھول گیا، اس کے بعد جب لوگ چلے گئے تو مجھ کو وہ کٹار یاد آئی اور مجھے بہت افسوس ہوا، رات کے وقت جا کر میں نے قبر کھودی تو دیکھا کٹار اسی طرح رکھی ہے لیکن وہ مردہ قبر میں نہیں ہے، حیران ہوا ایک کھڑکی نظر آئی اندر گیا دیکھا کہ ایک باغ ہے اور وہ شخص جو میرے دوست تھے وہاں بیٹھے ہیں اور کلام مجید پڑھتے ہیں وہ مجھ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے پھر انہوں نے کہا کہ تم باغ کی سیر کرو میں سیر کرنے لگا پھر باغ کے باہر دور فاصلے پر دیکھا کہ بہت بڑے ''کڑھاؤ'' چڑھے ہوئے ہیں اور لوگوں کو پکڑ کر ان میں ڈالتے ہیں۔ ایک شخص نے میرا ہاتھ زور سے پکڑا کہ اب تک اُس کی انگلیوں کے نشان موجود ہیں اور کہا تو نے مجھ سے فلاں چیز چار پیسے کو مول لی تھی، وہ میری دے میں نے کہا میرے پاس پیسے نہیں یہ کٹار پانچ سو روپے کی ہے یہ تو لے لے، اس نے جواب دیا کہ اس کو میں کیا کروں گا، غرض بہت بحث رہی، اس عرصہ میں وہی شخص جو میرے دوست تھے، تلاش کرتے کرتے وہاں آپہنچے انہوں نے کہا یہ مرے نہیں ہیں، میری ملاقات کو آگئے ہیں، بڑی مشکل سے انہوں نے چھڑایا، جب سے میں چار پیسے مانگتا ہوں اور وحشت مزاج پر آگئی ہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پانی دَم کرکے ان کو پلایا اور ان کی وحشت دور ہوگئی پھر ان کو اپنے ساتھ لے آئے وہ شخص تمام عمر حضرت کی خدمت میں رہے۔

(شاہ عبدالعزیز اور ان کی تعلیمات)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ
اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ، وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِ
الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهِمْ وَحَمَلَةِ
الدِّیْنِ الْمَتِیْنِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

محمد ایوب الرحمٰن انوری بن حضرت مولانا محمد صاحب انوری نور اللہ مرقدہ

یک شنبہ (اتوار) ۱۶ صفر ۱۳۸۹ھ

تبصرہ ماہنامہ بینات

الاربعین فی وظائف بعد الصلوٰۃ للنبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف: مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری، صفحات: ۶۰

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف نمازوں کے بعد جو دعائیں منقول ہیں انہیں زیرِ نظر، چہل حدیث، میں معہ ترجمہ وفوائد جمع کیا گیا ہے۔ فوائد کے ضمن میں دعا کے آداب ومسائل بھی معتبر کتابوں کے حوالہ سے درج کئے گئے ہیں، اپنے موضوع پر بہت مفید اور قابل قدر رسالہ ہے۔

(ماہنامہ بیّنات صفر ۱۳۹۲ھ، تبصرہ نگار: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ)

اتحاد بین المسلمین

کا

اخلاقی پہلو

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

مؤلف

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

عرضِ مؤلف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ۔ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيۡ اَرۡبَعِيۡنَ حَدِيۡثًا فِيۡ اَمۡرِ دِيۡنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيۡهًا وَ كُنۡتُ لَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِيۡدًا۔ (۱)

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ کی رحمت کا محتاج بندہ محمد ایوب الرحمٰن غفرلہٗ ابن شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتا ہے کہ یہ جلدی میں لکھے ہوئے چند اوراق ہیں جن میں، میں نے جواہر الحکم کو جمع کرنے کی کوشش کی اس جماعت کے ساتھ حشر ہونے کی اُمید میں جن کے بارے میں میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

> ''جو شخص میری امت کے لئے ان کے دینی اُمور میں چالیس احادیث محفوظ کرے گا حق تعالیٰ شانہ اس کو قیامت کے دن بڑا عالم خوب سمجھ دار (بنا کر) اُٹھائیں گے اور میں اس کے لئے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔''

یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ کرام (مثلاً حضرت علی، حضرت

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۶، کتاب العلم

عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوالدرداء حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابوسعید خدری) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کی گئی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اس شخص سے کہا جائے گا کہ ''جنّت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجا۔''

ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص علماء کی جماعت میں لکھا جائے گا اور شہیدوں کی جماعت کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

علامہ علقمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محفوظ کرنا شئ کے منضبط کرنے اور ضائع ہونے سے حفاظت کا نام ہے چاہے بغیر لکھے برزبان یاد کرلے یا لکھ کر دوسروں تک پہنچادے وہ حدیث پاک کی اس بشارت میں داخل ہوگا۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محفوظ کرلینے سے مراد ان کی طرف نقل کرنا ہے سند کے حوالے کے ساتھ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مسلمانوں تک پہنچانا ہے اگرچہ وہ برزبان یاد نہ ہوں نہ ان کے معنی معلوم ہوں اسی طرح چالیس احادیث بھی عام ہیں کہ سب صحیح ہوں یا حسن یا معمولی درجہ کی ضعیف جن پر فضائل میں عمل جائز ہو۔ اللہ اکبر اسلام میں کیا کیا سہولتیں اور آسانیاں ہیں اور تعجب کی بات ہے کہ حضرات علماء کرام نے بھی کس قدر باریکیاں نکالی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کمال اسلام ہمیں بھی نصیب فرمائے اور آپ کو بھی۔

اس جگہ ایک ضروری امر پر متنبہ کرنا بھی لابدی (ضروری) ہے وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں ترجمان السنہ، معارف الحدیث، الترغیب والترھیب، جمع الفوائد، مشارق الانوار، مختار الاحادیث النبویہ، تذکرہ قرطبی، شرح اربعین نووی، جنت کی کنجی وغیرہا پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے ترجمان السنہ،

معارف الحدیث سے لیا ہے اس لئے جابجا ان کے حوالے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ہاں کبھی کبھی اصل کتب کی طرف بھی مراجعت ہوتی رہی۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل وکرم سے میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور میرا حشر نیک لوگوں کے ساتھ فرمائے اور احادیث کے اس مجموعہ کو لوگوں کی زبانوں پر ہمیشہ جاری رکھیں اور باطل پرستوں اور بے دینوں کی تحریف سے اس کو دور رکھے۔ آمین ثم آمین

اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ
عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡهِ اُنِیۡبُ○

محمد ایوب الرحمٰن انوری عفا اللہ عنہ

ابن

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

ستائیسویں شب جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ بعد عشاء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

ایمان کے تکمیلی عناصر اور خاص شرائط ولوازم

حدیث ۱ ذَاقَ طَعۡمَ الۡاِیۡمَانِ مَنۡ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوۡلًا۔ (۱)

ایمان کا مزہ اس شخص نے چکھا اور اس کی لذت اسے ملی جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنا رسول اور ہادی ماننے پر دل سے راضی ہو گیا۔

فائدہ: اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ جس طرح لذیذ اور ذائقہ دار مادی غذاؤں میں ایک لذت ہوتی ہے جس کو صرف وہی آدمی پا سکتا ہے جس کی قوت ذائقہ کسی بیماری کی وجہ سے ماؤف اور خراب نہ ہوئی ہو، اسی طرح ایمان میں ایک خاص لذت اور حلاوت ہے اور وہ ان ہی خوش نصیب لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے جنہوں نے پوری خوش دلی اور رضائے قلبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک اور پروردگار، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور طریقۂ اسلام کی پیروی کو ان کے دل نے اپنا لیا ہو یعنی اللہ ورسول اور اسلام کے ساتھ ان کا تعلق محض رسمی اور موروثی یا محض عقلی اور دماغی نہ ہو بلکہ ان کے ساتھ دلی تعلق ہو اسی کو اس حدیث شریف میں ''رضا'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جس کو یہ نصیب نہیں یقیناً ایمانی لذت وحلاوت میں بھی اس کا کوئی حصہ نہیں اور اس کا ایمان مکمل نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا اور قدر پر دل سے راضی رہے۔ رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوہ نہ کرے،

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۳۴

اور دین اسلام پر راضی ہونے کی یہ علامت ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہوجائے کفر کی رسومات کے قریب نہ بھٹکے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری پر راضی ہونے کی پہچان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے جو کام بھی پیش خواہ دین کا ہو یا دنیا کا خلاف فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کا کہنا ہرگز نہ مانے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنن عادیہ لباس اور کھانا پینا، بیٹھنا، لیٹنا سب کو عملاً اعتقاداً محبوب رکھے۔ سنن الھدیٰ یعنی جو کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور عبادت کئے ان کا التزام کرے یعنی اپنے اوپر ضروری جان کر عمل کرے۔ حجامت وغیرہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت نہ کرنا اور ہیئت کو محبوب نہ رکھنا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب تھی اور اس کا امر تاکیدی طور پر فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی دلیل نہیں بلکہ صراحتاً مخالفت ہے اور محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علانیہ بغاوت ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جو مسلمان بندہ صبح اور شام تین مرتبہ یہ دُعا پڑھا کرے“:

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا۔ (۱)

”میں راضی ہوں اللہ کو اپنا مالک و پروردگار مان کر اور اسلام کو اپنا دین بنا کر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی مان کر۔“

تو اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لئے اپنے ذمہ کرلیا ہے کہ قیامت کے دن اس کو ضرور خوش کردے گا۔ (۲)

سبحان اللہ! کتنی عظیم بشارت ہے کہ جو مومن و مسلم بندہ اس مختصر کلمہ کو

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۲۱۰

(۲) مسند احمد، ترمذی

صبح وشام تین تین دفعہ پڑھے اللہ ورسول اور ان کے دین کے ساتھ اپنے ایمانی تعلق کو تازہ اور مستحکم کرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے کہ میں قیامت کے دن اس کو راضی اور خوش کر دوں گا۔ اس بشارت کے معلوم ہو جانے کے بعد اس دولت کو حاصل کرنے سے غافل رہنا کتنا عظیم خسارہ اور کتنی بڑی محرومی ہے۔

راقم الحروف محمد ایوب الرحمٰن عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ ہمارے والدین نے بچپن سے ہی اس قسم کی دعائیں ہمیں یاد کرائیں تھیں الحمدللہ ثم الحمدللہ اسی وقت سے ہمارا مستقل معمول صبح وشام ان دعاؤں کے پڑھنے کا ہے اور بچوں کو یاد کرانے کے متعلق خصوصی تاکید فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، آمین

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مؤذن کی اذان سننے کے وقت (یعنی جب وہ اذان پڑھ کر فارغ ہو جائے) کہے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا۔ تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔[1]

حدیث ۲ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔[2]

”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔“

فائدہ: بخاری میں حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو آپ کے ساتھ سب چیزوں سے زیادہ محبت ہے بجز اپنی جان کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قسم اس ذات کی

(۱) مسلم

(۲) بخاری ج ۱ ص ۷

جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایماندار نہ ہو گے جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ رکھو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب تو آپ کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب پورے ایمان دار ہوا ے عمر۔

اس بات کو آسانی کے ساتھ یوں سمجھو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اول غور نہیں کیا تھا یہ خیال کیا کہ اپنی تکلیف سے جتنا اثر ہوتا ہے دوسرے کی تکلیف سے اتنا اثر نہیں ہوتا اس لئے اپنی جان زیادہ پیاری معلوم ہوئی پھر سوچنے سے معلوم ہوا کہ اگر جان دینے کا موقع آجائے تو یقینی بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کیلئے ہر مسلمان اپنی جان دینے کو تیار ہو جائے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر جان دینے سے کبھی منہ نہ موڑے تو اس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان سے بھی زیادہ پیارے ہوئے۔

مطلب یہ ہے کہ ایمان کی تکمیل جب ہی ہوسکتی ہے اور ایک مسلمان کامل مؤمن تب ہی ہوسکتا ہے کہ دنیا کے تمام دوسرے آدمیوں سے حتیٰ کہ اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد سے اور اپنی جان سے بھی زیادہ اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہو، اور محبت اتباع کو چاہتی ہے اور حقیقی محب اور سچا مومن تو وہی ہے جو صدق دل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو اپنائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا اتباع کرے، حقیقت میں یہی شخص سچا مؤمن ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

حدیث ۳ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ۔ (۱)

”تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۰

کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہو جائیں۔‘‘

حدیث ۴ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ یَّکْرَهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ۔ (۱)

’’ایمان کی حلاوت اسی شخص کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی۔ ایک یہ کہ اللہ ورسول کی محبت اس کو تمام ماسوا سے زیادہ ہو، دوسرے یہ کہ جس آدمی سے بھی اس کو محبت ہو صرف اللہ ہی کے لئے ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے) اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی نفرت اور ایسی اذیت ہو جیسی کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔‘‘

خوش اخلاقی کی فضیلت واہمیت

حدیث ۵ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ (۲)

’’ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔‘‘

فائدہ: تو معلوم ہوا کہ حُسنِ اخلاق کمال ایمان کا لازمی نتیجہ اور ثمرہ ہے اور ایمان واخلاق میں ایسی نسبت ہے کہ جس کا ایمان کامل ہوگا اس کے اخلاق لازماً بہت اچھے ہوں گے اور علیٰ ہذا جس کے اخلاق بہت اچھے ہوں گے اس کا ایمان بھی

(۱) بخاری ج۱ ص۸

(۲) مشکوٰۃ ص۴۳۳

بہت کامل ہوگا۔ واضح رہے کہ ایمان کے بغیر اخلاق بلکہ کسی عمل کا حتیٰ کہ عبادات کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے ہر عمل اور ہر نیکی کے لئے ایمان بمنزلہ روح اور جان کے ہے اگر کسی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کے بغیر اخلاق نظر آئیں تو وہ حقیقی اخلاق نہیں بلکہ اخلاق کی صورت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

حدیث ۶ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا۔ (۱)

''تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔''

حدیث ۷ اِنَّ اَثْقَلَ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ۔ (۲)

''قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزنی چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہونگے۔''

حدیث ۸ مَا خَيْرُ مَا اُعْطِيَ الْاِنْسَانُ قَالَ اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ۔ (۳)

''بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اچھے اخلاق۔''

حدیث ۹ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ۔ (۴)

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۳۱

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۳۱

(۳) مشکوٰۃ ص ۴۳۱

(۴) مشکوٰۃ ص ۴۳۱

''صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کرلیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔''

حدیث ۱۰ يَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ۔ (۱)

''اے معاذ! لوگوں کے لئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ یعنی بندگان خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔''

فائدہ: یہ ارشاد مبارک اس وقت فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دور میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا۔

حدیث ۱۱ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ۔ (۲)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچادوں۔''

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اخلاق کی اصلاح اور مکارم اخلاق کی تکمیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقاصد بعثت میں سے ہے۔

حدیث ۱۲ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا۔ (۳)

''تم دوستوں میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔''

فائدہ: ترمذی میں حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث ۱۳ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

(۳) مشکوٰۃ ص ۴۳۱

الْقِيٰمَةِ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا۔ (۱)

''تم دوستوں میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں اور ان ہی کی نشست بھی میرے زیادہ قریب ہوگی قیامت کے دن جن کے اخلاق تم میں زیادہ بہتر ہیں۔''

فائدہ: گویا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت اور قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہونے میں حسن اخلاق کی دولت کو خاص دخل ہے۔

حدیث ۱۴ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ۔ (۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے: اے میرے اللہ آپ نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کردے۔''

فائدہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسن اخلاق کی دعا بہت موقعوں پر مختلف الفاظ سے روایت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مبارک ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

سَلَامَةُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ اللِّسَانِ وَالْيَدِ

کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ اور زبان سے ایذا نہ دینا

حدیث ۱۵ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (۳)

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کامل مسلمان تو وہ ہے جس کی

(۱) ترمذی، حدیث ۲۰۱۸

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

(۳) بخاری ج ۱ ص ۶

زبان اور ہاتھ کی ایذا سے تمام مسلمان محفوظ رہیں۔''

حدیث ۱۶ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ۔ (۱)

''کامل مؤمن وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امانت دار سمجھیں۔''

ابن حبان کی اسی حدیث کی روایت میں......من سلم المسلمون...... کی بجائے...... من سلم الناس من لسانه ويده...... کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کو تمام بنی نوع انسان کے لئے پُرامن اور بے آزار ہونا چاہیئے۔ایک دوسری روایت میں ہے حدیث کے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا:

حدیث ۱۷ اَیُّ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ۔ (۲)

''کہ افضل ترین ایمان کونسا ہے؟ فرمایا: اعلیٰ اخلاق۔''

حدیث ۱۸ مَنْ اٰذٰى مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَى اللهَ۔ (۳)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کو ستائے اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ تعالیٰ کو ستانے کا ارادہ کیا۔''

حدیث ۱۹ مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَكَرَ بِهٖ۔ (۴)

''ملعون ہے وہ شخص جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے یا اس

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۵

(۲) مشکوٰۃ ص ۱۶

(۳) معجم صغیر حدیث ۴۶۸

(۴) مشکوٰۃ ص ۴۲۸

کو فریب دے۔"

اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ

ایک دوسرے کو سلام کرنا اور محتاجوں کو کھانا کھلانا

حدیث ۲۰ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْاِيْمَانُ؟ فَقَالَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَبَذْلُ السَّلَامِ۔ (۱)

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کی باتیں کیا کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلانا اور کسی تعارف کے بغیر سلام کرنا۔"

فائدہ: ایک روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری حالت یہ ہے کہ جب آپ کو دیکھ لیتا ہوں تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں مجھے یہ تو بتا دیجئے کہ یہ تمام مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پانی سے۔" پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرما دیں جسے میں کرلوں تو یقیناً جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔ (۲)

"رحمٰن کی عبادت کرو (لوگوں کو) خوب کھانے کھلایا کرو اور

---

(۱) قوت القلوب ج ۲، ص ۲۹۹

(۲) مشکوٰۃ ص ۱۶۹

باہم ایک دوسرے کو کسی تعارف کے بغیر سلام کیا کرو اور پھر جاؤ جنت میں سلامتی کی ساتھ داخل ہو جاؤ۔''

مجسم خیر خواہی بن جانا اپنے اور بیگانہ کا امتیاز اُٹھا دینا

حدیث ۲۱ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ۔ (۱)

''خیر خواہی کرنا دین اسلام کا خلاصہ ہے۔''

حدیث ۲۲ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ (۲)

''تم میں کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہ کرنے لگے جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔''

فائدہ: کہنے کو تو یہ مختصر سی بات ہے لیکن اس پر عمل کی توفیق اس وقت تک میسر نہیں آسکتی جب تک کہ انسان کا ایمان کامل نہ ہو جائے، یہ صفت انسانی کمالات کی ایک معراج ہے اور اس کی دلیل ہے کہ اب اس کا نفس پورے طور پر مدارج تہذیب طے کر چکا ہے اس میں خود غرضی اور طمع کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہا۔ اسی کے لئے تمام ریاضات و مجاہدات کئے جاتے ہیں اور یہی شریعت مطہرہ کے امر و نواہی کا بلند مقصد ہے۔ حضرات صوفیاء کرام اسی کو مرتبۂ فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ صفت بھی فنا کے اثرات میں ایک اثر ہے۔ چنانچہ اسی حدیث کی ابن حبان کی روایت میں لایومن احدکم کی جگہ ''لا یبلغ العبد حقیقۃ الایمان'' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یعنی کوئی بندہ بھی ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا۔ (جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے) اس سے

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۳

(۲) بخاری ج ۱ ص ۶

یہ بات اور بھی زیادہ صاف ہوجاتی ہے کہ اس حدیث میں ''لا یومن'' کے لفظ سے ایمان کی قطعی نفی مراد نہیں ہے بلکہ کمال کی نفی مقصود ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کامل کے اصل مقام تک پہنچنے کے لئے اور اس کی خاص برکتیں حاصل کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آدمی خود غرضی سے پاک ہو اور اس کے دل میں اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے اتنی ہی خیر خواہی ہو کہ جو نعمت اور جو بھلائی اور جو بہتری وہ اپنے لئے چاہے وہی دوسرے بھائیوں کے لئے بھی چاہے اور جو بات اور جو حال وہ اپنے لئے پسند نہ کرے اس کو کسی دوسرے کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا اور اس پر عمل وہی آدمی کرسکتا ہے جس کے دل میں بغض، کینہ اور حسد نہ ہو اور اسی لئے دوسری احادیث میں ارشاد فرمایا:

حدیث ۲۳ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ اِخْوَانًا۔ (۱)

''اے لوگو! تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو، اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی بھی کوشش نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بیجا کوشش کرو نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، بلکہ اے اللہ کے بندو اللہ کے حکم مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔''

اور اسی کو دوسری جگہ ارشاد فرمایا (جیسا کہ آگے حدیث نمبر ۳۶ پر

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۷

آرہا ہے)۔

دنیا میں کوئی شخص بھی دانستہ طور پر اپنے لئے کسی خرابی اور نقصان کو پسند نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ اپنی کامیابی کا خواہشمند ہوتا ہے اس لئے ایک سچا ایمان دار یقیناً دوسروں کے لئے بھی کسی نقصان کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ دوسروں کی فلاح وکامیابی کا ہمیشہ آرزومند رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات پر عمل کرنے سے باہمی کشمکش، کھینچا تانی اور مفاد کا اختلاف ختم ہوجائے گا اور اس کی جگہ باہمی تعاون اور خلوص ومحبت کے ذریعے تمام افراد مل جل کر اپنے مقصود تک پہنچنے کے لئے کوشش کریں گے۔ ہر قوم کی صحیح ترقی کے لئے ضروری ہے کہ تمام لوگ ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں ہر شخص ایک دوسرے کی بہبودی کے لئے اتنی ہی کوشش کرے جتنی کہ وہ خود اپنی ذات کے لئے کرتا ہے کیونکہ انفرادی ترقی اجتماعی ترقی کے بغیر ممکن نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات پر عمل کرنے سے وہ تمام سفلی جذبات ختم ہوجائیں گے جو اجتماعی ترقی میں مزاحم ہوتے ہیں مثلاً بغض، حسد، عناد اور کینہ وغیرہ ان کی بجائے ایثار وقربانی اور ہمدردی جیسے اعلیٰ جذبات ترقی پائیں گے اور ہر شخص یہ سمجھ لے گا کہ اپنی ذاتی ترقی کے لئے کوئی قدم جس قدر ضروری ہے دوسرے کے لئے بھی یقیناً اس کی اتنی ہی اہمیت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ چند جامع ارشادات گویا ذاتی اور قومی ترقی کے ضامن بن گئے تو معلوم ہوا کہ جو شخص بھی اپنے ایمان کی تکمیل چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ کسی سے حسد نہ کرے۔ بغض اور عداوت نہ رکھے بلکہ بھائیوں سے محبت ہمدردی اور رحم دلی سے پیش آئے جبکہ تمام مسلمان ایک جسم کے اعضا کی حیثیت رکھتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ خود غرضی، نفس پرستی اور حق تلفی کا طریقہ چھوڑ کر باہمی تعاون اور مل جل کر

کام کرنے کا راستہ اختیار کریں اگر ہر شخص ملت کے دوسرے افراد کی خیر خواہی اور بہبودی اپنا فرض جان لے تو پوری ملت اخوت اور بھائی چارے کی برکتوں سے معمور ہو جائے گی اور یہی مقصود ہے۔

صفات المؤمن

حدیث ۲۴ اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحَاسِنُهُمْ اَخْلَاقًا اَلْمُوَطِّئُوْنَ اَكْنَافًا۔ (۱)

''سب سے افضل مؤمن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو ہر ایک کے سامنے متواضع اور جھکنے والے ہیں۔''

حدیث ۲۵ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيْمٌ۔ (۲)

''ایماندار آدمی بھولا، سیدھا اور شریف الطبع ہوتا ہے اور منافق دھوکے باز اور ذلیل الطبع ہوتا ہے۔''

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومعنى "غر كريم" اى ليس بذى مكر وهو ينخدع لانقيادہ ولينه۔ (۳)

''مومن مکار نہیں ہوتا ہاں اپنی طبیعت کی نرمی کی وجہ سے دیدۂ دانستہ دھوکا کھالیتا ہے۔''

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جنت وجہنم کے ایک طویل

---

(۱) ابن عساکر ج ۳۸ ص ۳۰۰

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

(۳) موضوعات ص ۷۶

مکالمہ کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ جنت کہے گی:

فمالی لا یدخلنی الا ضعفاء الناس وسقطھم وغرّتھم۔

''مجھ میں کیا کمی ہے کہ میرے اندر صرف وہ لوگ آئیں گے جوسب سے کمزور گرے پڑے اور بھولے بھالے ہوں گے۔''

اس حدیث شریف میں غرارۃ مومن کی اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔

صاحب مجمع البحار اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای من فی طبعه الفرارة وقلة الفطنة للشر وترك الخب عنه ولیس ذاجھل بل کرم وحسن خلق۔

یعنی'' مؤمن طبعًا ناپسند کرتا ہے کہ لوگوں کی عیب جوئی میں لگا رہے یہ نہیں کہ وہ بیوقوف اور جاہل ہوتا ہے اس کا بھولا پن اور سادگی اس کی طبیعت کی شرافت کا تقاضہ ہوتی ہے وہ اس کو ناپسند کرتا ہے کہ لوگوں کے عیوب نکال کر ان کے منہ پر مارتا رہے۔''

اسی کے قریب ایک اور حدیث ہے جو بایں الفاظ مروی ہے:

''اکثر اھل الجنة بله'' اکثر اہل جنت بھولے اور سادہ لوگ ہیں۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے المقاصد الحسنہ میں اس کے جملہ طرق نقل کر کے سب کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وھو للبزار مضعفا والقرطبی مصححا (المصنوع)

حسب الانصاف اگرچہ حدیث مذکور بالفاظ ضعیف سہی لیکن بڑے علماء و محدثین کا اس کی شرح کے درپے رہنا اس کی دلیل ہے کہ محض بے اصل بھی نہیں۔

(۱) حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

هُمُ الَّذِيْنَ وَلَهَتْ قُلُوْبُهُمْ وَشَغَلَتْ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ۔

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب ذکر اللہ میں فنا ہوکر ماسوا سے غافل ہوچکے ہیں۔''

(۲) ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هُوَ الْاَبْلَهُ فِيْ دُنْيَاهُ الْفَقِيْهُ فِيْ دِيْنِهٖ۔

یہ وہ شخص ہے جو دنیا کے معاملہ میں ناسمجھ اور آخرت کے معاملہ میں سمجھدار ہے۔

(۳) امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هُوَ الْاَعْمٰى عَنِ الشَّرِّ الْبَصِيْرُ بِالْخَيْرِ۔ (البیہقی فی شعب)

''یہ وہ شخص ہے جو بری باتوں کے لئے نابینا اور بھلی باتوں کے لئے بینا ہے۔'' (المقاصد الحسنہ)

(۴) امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وجاء فی الحدیث اکثر اهل الجنة البله یراد الذی سلمت صدورهم للناس وغلبت علیهم الغفلة وقال معاذ بن جبل عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله یحب الاخفیاء الاتقیاء الابریاء الذین اذا غابوا لم یفتقدوا واذا حضروا لم یعرفوا۔ (تاویل مختلف الحدیث)

یعنی ابلہ سے یہاں وہ لوگ مراد ہیں جن کے سینے لوگوں کی طرف سے صاف ہوں اور مخلوق کی عیب جوئی کی عادت سے وہ اتنے دور ہوں گویا غافل نظر آئیں اور لوگوں کی شان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ ایسے بندوں کو پسند فرماتے ہیں جو گمنام پرہیزگار اور لوگوں کے حقوق سے بری ہوں اگر مجلس میں نظر نہ آئیں تو ان کی تلاش نہ ہو اور اگر موجود ہوں تو انہیں کوئی شناخت نہ کرے کہ یہ صاحب کون ہیں؟ اسی مضمون کو صاحب مجمع البحار نے اور واضح الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

(۵) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

وقيل المراد وبالبله عن محارم الله هو الذى لا يخطر المحارم على قلبه لاشتغالهم بعبادة الله وقد روى عن رجل من اهل العلم انه قال هذا على التشاغل باللذات وهو تاويل حسن۔ (المعتصر ص۴۲۳)

یہ وہ شخص ہے جس کے قلب میں عبادت الٰہی میں مشغول رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے محارم کا خطرہ بھی نہیں گذرتا۔

(۶) علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ قرطبی میں علامات اہل الجنۃ کے سلسلہ میں باب باندھ کر علامات اہل جنت کا تذکرہ نہایت عمدہ پیرایہ میں کیا ہے جو کہ قابل دید ہے (جس کو اختصاراً ترک کیا جاتا ہے) ایک جگہ فرماتے ہیں:

ومن علامات اهل الجنة ان يكون العبد سليما من الذنوب تَارِكَ الشهوات ابله عن المعاصى الله عزوجل كما اشار اليه حديث البيهقى وغيره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "اكثر الجنة البله" قال العلماء واراد به هنا من كان مطبوعا على

الخیر غافل عن الشر جملة وقال بعضهم الأبله هو الذی یکون صدره سالما من کل شیءیغضب الله تعالیٰ وحسن الظن بالناس۔

صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں:

هو الغافل عن الشر المطبوع علی الخیر وقیل من غلبت علیهم سلامة الصدر وحسن الظن بالناس لانهم اغفلوا امر دنیاهم فجهلوا حذق التصرف فیها واقبلوا علی اٰخرتهم فاما الا بله هو من لا عقل له فغیر مراد۔ (۱)

یہاں ابلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو صاف سینہ ہوتے ہیں اور لوگوں کی طرف ہمیشہ نیک ہی گمان رکھتے ہیں کیونکہ آخرت کی طرف ہمہ تن متوجہ رہنے کی وجہ سے وہ دنیا کی اونچ نیچ سے ناواقف ہوجاتے ہیں، نہ یہ کہ صاحب فہم نہیں ہوتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

المؤمن لین تخاله من اللین احمق۔ (کنوز الحقائق للمناوی)

''ایماندار آدمی نرم خو ہوتا ہے مگر تم اس کی نرم مزاجی کی وجہ سے اس کو احمق تصور کر لیتے ہو۔''

صاحبِ مقاصد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل فرماتے ہیں:

المؤمن کیّس، فطن، حذر، وقاف لا یعجل۔

(الدیلمی والقضاعی)

---

(۱) مجمع البحار ص۱۱۶، ج۱

''ایماندار آدمی ہوشیار، سمجھدار، انجام بین اور سوچ سمجھ کر کام
کرنے والا ہوتا ہے جلدی نہیں کیا کرتا۔''

خلاصہ کہ یہ احادیث اگرچہ بلحاظ اسانید ضعیف ہوں مگر مذکورہ حدیث کی شرح کرنے کے لئے کافی ہیں۔

حدیث ۲۶ اِنَّ الْمُؤْمِنَ مَاْلَفٌ وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَا یَاْلِفُ وَلَا یُؤْلَفُ۔ (۱)

''ایماندار آدمی تو وہ ہے جو مجسم پیکر محبت ہو جو شخص کسی سے
الفت نہ رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے، اس میں تو
بھلائی کی بو بھی نہیں۔''

حدیث ۲۷ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَی النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَیْهِ عَلٰی کُلِّ هَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیْبٍ سَهْلٍ۔ (۲)

''کیا میں تمہیں وہ لوگ نہ بتادوں جو آتشِ دوزخ پر حرام ہیں
اور آتش دوزخ ان پر حرام ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہایت
فرمانبردار، نرم خو، ہر دلعزیز اور بااخلاق ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث شریف میں هَیِّنٌ، لَیِّنٌ، قَرِیْبٌ، سَهْلٌ یہ چاروں لفظ قریب المعنی ہیں اور نرم مزاجی کے مختلف پہلوؤں کی ترجمانی کرتے ہیں۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو آدمی اپنے مزاج اور رویہ میں نرم ہو اور اپنی نرم خوئی کی وجہ سے لوگوں سے خوب ملتا جلتا ہو، دور دور اور الگ الگ نہ رہتا ہو اور لوگ بھی اس کی اس اچھی اور شیریں خصلت کی وجہ سے اس سے بے تکلف اور محبت سے ملتے ہوں جس سے معاملہ کرتا ہو نرمی اور مہربانی سے کرتا ہو، ایسا شخص جنتی ہے اور دوزخ کی

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۵

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

آگ اس پر حرام ہے، لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور یہ ایک مسلمہ ایمانی حقیقت ہے کہ ایمان کے بغیر اللہ کے ہاں اعمال و اخلاق کی کوئی قید نہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ

اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنَفِ اِنْ قِيْدَ اِنْقَادَ وَاِنْ اُنِيْخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اِسْتَنَاخَ۔ (۱)

''جو لوگ ایمان والے ہیں وہ بہت کہنا ماننے والے اور نہایت نرم خو ہوتے ہیں جیسے نکیل پر اونٹ جہاں اس کو گھسیٹا جائے چلا جائے اور اگر اس کو کسی پتھر پر بٹھا دیا جائے تو وہیں بیٹھ جائے۔''

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

الاسلام ذلول لا یرکب الا ذلولا۔

''اسلام کا مزاج خود نرم ہے اور وہ اسی شخص کے قلب میں اچھی طرح سرایت کرتا ہے جو نرم خو ہوتا ہے۔'' (اس کی اسناد میں ایک راوی ابوخلف ہے اس کو متروک کہا گیا ہے)

قرآن پاک میں اسی مخصوص صفت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ (سورۃ الفرقان: ۶۳)

''اور رحمٰن کے خاص بندے تو وہ ہیں جو زمین پر فروتنی (دبے پاؤں) کے ساتھ چلیں اور جب جاہل ان سے جہالت کی

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

باتیں کرنے لگیں تو ان کو سلام کر کے الگ ہو جائیں۔‘‘

یعنی رحمٰن کے مخلص اور خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع اور عاجزی کے ساتھ دبے پاؤں چلتے ہیں، ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے منکروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔

اور جب جاہل اور نادان لوگ ان سے نادانی کی بات کرنے لگیں تو ان سے اور رفع شر کی بات کہتے ہیں یعنی جب ناسمجھ لوگ ان سے بات کرنے اور اَڑنے لگیں تو ان سے صاحب سلامت کہہ کر پیچھا چھڑا لیں، کم عقل اور بے وقوف لوگوں کی بات کا جواب عفو وصفح سے دیتے ہیں جب کوئی جہالت کی گفتگو کرتے تو ملائم بات اور سلام کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں ایسوں سے منہ نہیں لگتے نہ ان میں شامل ہوں، نہ ان سے لڑیں۔

حدیث ۲۸ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلَ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ۔ (۱)

’’جنت میں ایسے لوگ جائیں گے جن کے دلوں کی کیفیت پرندوں کے دلوں سے بہت مشابہ ہوگی۔‘‘

فائدہ: حضرات علماء کرام نے یہاں وجہ تشبیہ رقت ولین تحریر فرمائی ہے کہ پرندوں میں چوپایوں کی نسبت یہ صفت عام طور پر زیادہ پائی جاتی ہے وہ ہر اثر کو نسبتاً جلد قبول کر لیتے ہیں کینہ پرور نہیں ہوتے۔ چند تنکوں کا آشیانہ بنا کر عمر گذار دیتے ہیں۔ روزی جمع کرنے کی فکر نہیں کرتے صبح کو تلاش رزق میں نکلے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آ گئے ان کو دیکھو تو نہایت بھولے بھالے نظر آتے ہیں یہ تمام صفتیں ایک مسلمان کی بھی ہوتی ہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۹۶

احکام اسلامیہ کے لئے قلب میں کشادگی پیدا ہوجانا

حدیث ۲۹ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ اِنْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ يُعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمْ اَلتَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ۔ (۱)

”نور ایمانی جب مسلمان کے سینہ میں داخل ہوجاتا ہے تو وہ پھیلنا شروع ہوجاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے یہ بات معلوم ہوسکے، فرمایا ہے، دنیا سے (جو دھوکے کی جگہ ہے) بیزاری، آخرت کی طرف (جو دائمی اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے) توجہ اور موت کے لئے اس کی آمد سے قبل تیاری۔“

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَمَنْ يُّرِدِ اللهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ۔

”یعنی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے۔کھول دیتا ہے۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی (مذکورہ بالا) تفسیر فرمائی۔

دنیا اور آخرت دو متضاد چیزیں ہیں۔ حدیث شریف میں ان دو کو دو سوکنوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اِنْ رَضِيَتْ اِحْدَاهُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰى۔

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۴۶

کہ اگر ان میں ایک خوش ہوتو دوسری اس سے ناراض ہو جاتی ہے، اس لئے ایک طرف میلان کے لئے دوسری سے کشیدگی اختیار کرنی پڑتی ہے، اس لئے دارغرور سے بیزاری اور انابۃ الی اللہ درحقیقت ایک ہی حقیقت کے دو عنوان ہیں اور اس کے لئے موت کی تیاری کرنا لازم ہے، یہ تینوں عنوانات عقائد اور علوم نہیں کیفیات قلبی ہیں جیسا کہ نور ایمانی کہ وہ بھی کیفیت کا نام ہے علوم کے میدان جب طے ہو جاتے ہیں تو کیفیات کے میدان شروع ہو جاتے ہیں۔ ارباب حقائق کی نظروں میں یہ انسانی ترقیات کی علامات ہیں اور یہیں سے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ کی صحیح تفسیر کا انکشاف ہونا شروع ہوتا ہے!

دادیم ترا زگنج مقصود و نشاں
گرما نرسیدیم تو شاید برسی

”ہم نے تجھے خزانے کا مقصود اور نشانی بتادی ہے اگر ہم اس تک نہ پہنچ سکے تو شاید تو پہنچ جائے۔“

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

حدیث ۳۰ اِذَا رَاَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُھْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّۃَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْہُ فَاِنَّہٗ یُلَقَّی الْحِکْمَۃَ۔ (۱)

”جب تم دیکھو کہ کسی بندہ کے دل میں دنیا سے بے رغبتی اور اس میں کم سخنی کی صفت پیدا کر دی گئی ہے تو (اس کی مجلس اختیار کرو اور) اس کے قریب آ کر بیٹھو کیونکہ (وقت آ گیا ہے) کہ اب اس کو علم لدنی اور سماوی طور پر حکمت سکھا دی ہے۔“

فائدہ: حضرات علماء کرام نے حکمت کی تفسیر میں مختلف اقوال لکھ لکھ کر ڈھیر

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۴۶

لگا دیا ہے۔ آپ اس تفسیر کے ساتھ آیت قرآنی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ کو پڑھیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حکمت وہ سچی سچی اور پکی باتیں ہیں جو وحی کے طفیل میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے عبادِ صالحین کے قلوب میں اپنی جانب سے القا فرماتا ہے پھر وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ سب حکمت ہی حکمت ہوتا ہے۔ جس طرح ان کا باطن آثار و برکاتِ ایمانی سے منور ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کی زبان کلماتِ حکمت سے مزین ہوجاتی ہے اور اب اس کی برکات صفت لازمہ نہیں رہتیں بلکہ متعدی ہونے لگتی ہیں جو ان کے پاس آکر بیٹھا ان کو برکات ایمانی اسی طرح لگ جاتی ہیں جیسا کہ ڈاکٹروں کی نظروں میں متعدد امراض۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

”نیکوں کی صحبت تجھ نیک بنائے گی اور بروں کی صحبت تجھے برا بنائے گی۔“

نماز اور وضو کی نگرانی

حدیث ۳۱ اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (۱)

”صحیح راستہ پر جمے رہو مگر اس کا حق ادا نہیں کرسکتے (یعنی استقامت بہت مشکل ہے لہٰذا اپنے کو ہمیشہ قصوروار اور خطا کار بھی سمجھتے رہو) اور خوب سمجھ لو کہ تمہارے دین میں سب سے افضل عمل نماز ہے اور وضو کی نگرانی بجز مومن کامل کے اور کوئی شخص نہیں کرسکتا۔“

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۹

مسجد سے تعلق ایمان کی نشانی ہے

حدیث ۳۲ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللہَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (۱)

''جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی خدمت اور نگہداشت کرتا ہے تو اس کے لئے ایمان کی شہادت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد وہی لوگ کرتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور یومِ آخرت پر۔''

حدیث ۳۳ مَنْ غَدَا اِلَی صَلٰوۃِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَاْیَۃِ الْاِیْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَی السُّوْقِ غَدَا بِرَاْیَۃِ اِبْلِیْسَ۔ (۲)

''جو شخص فجر کی نماز کو گیا وہ (گویا) ایمان کا جھنڈا لے کر گیا اور جو (نماز کی بجائے) بازار گیا وہ (گویا) ابلیس کا جھنڈا لے کر گیا۔''

فائدہ: عرب میں جھنڈا حکومت کا آدمی ہونے کی خاص علامت سمجھی جاتی تھی اب جس شخص نے صبح ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی فرض نماز ادا کرلی تو اس کے ہاتھ میں ایمان کی سب سے بڑی علامت آگئی اور اس نے اس کا بیّن ثبوت پیش کردیا کہ وہ ایمان کی حکومت میں رہنے والا شخص ہے اس کے برخلاف جس نے نماز نہ ادا کی اس نے اس کا ثبوت دے دیا کہ وہ شیطان کے لشکر کا آدمی ہے ہر صبح جب

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۶۹

(۲) مشکوٰۃ ص ۶۳

آفتاب نکلتا ہے تو خدا کی مخلوق میں یہ عبرتناک تفریق دیکھتا ہوا نکلتا ہے!

نقاب چہرہ سے خورشید جب اٹھاتا ہے
کوئی حرم کو کوئی بت کدہ کو جاتا ہے
جو دل سے پوچھتا ہوں تو کدھر کو جاتا ہے
تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہ کہہ سناتا ہے
علی الصباح چو مردم بکار و بار روند
بلا کشان محبت بہ کوئے یار روند

''جب لوگ صبح کاروبار کرنے جاتے ہیں، محبت میں مبتلا لوگ کوئے یار جاتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاتے ہیں)۔

مسلمانوں میں باہم کیسی محبت ومودت اور کیسا تعلق ہونا چاہئے

حدیث ۳۴ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِھِمْ وَتَوَادِّھِمْ وَتَعَاطُفِھِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّھْرِ وَالْحُمّٰی۔ (۱)

''ایمان داروں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کھانے، باہم محبت وشفقت ومہربانی اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس کے بارے میں تم جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی سارے اعضاء بھی بخار اور بے خوابی میں اس کے شریک حال ہوجاتے ہیں۔''

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

حدیث ۳۵ اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ۔ (۱)

تمام مومن شخص واحد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے تو اس کا تمام جسم بیمار پڑ جاتا ہے اور اگر اس کا سر دکھتا ہے تو بھی اس کا تمام جسم بیمار پڑ جاتا ہے۔

حدیث ۳۶ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ (۲)

''ایک مؤمن دوسرے مومن کے حق میں ایک عمارت کی طرح ہونا چاہئے اور ایک دوسرے کے لئے اس طرح مضبوطی اور قوت کا باعث ہونا چاہئے جیسا کہ مکان کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ مبارک کی انگلیوں میں ڈال دیں، (یعنی اس کا نقشہ کھینچ کر بتایا کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم مل کر ایک ایسی مضبوط دیوار بن جانا چاہئے جس کی اینٹیں باہم پیوستہ اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوں اور کہیں ان میں کوئی خلا نہ ہو)۔''

اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

حدیث ۳۷ اَلْمُؤْمِنُ فِيْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ يَأْلَمُ الْمُؤْمِنُ لِاَهْلِ الْاِيْمَانِ كَمَا يَأْلَمُ الْجَسَدُ لِمَا فِيْ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

الرَّاْسِ۔ (۱)

''مؤمنوں کی جماعت میں ایماندار آدمی کی مثال ایسی ہونی چاہئے جیسی سارے جسم میں سر کی، جیسا کہ دردسر کی وجہ سے تمام جسم تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے اسی طرح ایماندار آدمی کو بھی دوسرے مؤمنوں کی تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ احسان کرنا

حدیث۳۸ اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عَيَالِهٖ۔ (۲)

''مخلوق ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی عیال ہے پس اللہ تعالیٰ کو وہ شخص محبوب ہے جو اسکی عیال کے ساتھ احسان کرے۔''

ایک حدیث میں ہے:

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ ؁

''سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔''

ان احادیث میں مسلم، غیر مسلم، عربی، عجمی، سیاہ، سفید کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی گئی، مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ بلاامتیاز سب انسانوں کو فیض پہنچائے اور ان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

کسی مسلمان کی حاجت روائی کرنا

حدیث۳۹ مَنْ قَضٰى لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِيْ حَاجَةً يُرِيْدُ اَنْ يَّسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِيْ وَمَنْ سَرَّنِيْ فَقَدْ سَرَّ اللهَ وَمَنْ سَرَّ اللهَ اَدْخَلَهٗ

---

(۱) مسند احمد، حدیث ۲۲۹۲۸

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۲۵

اللّٰہُ الْجَنَّۃَ۔ (۱)

''جس کسی نے میرے کسی امتی کی کوئی حاجت پوری کردی اس کا دل خوش کرنے کے لئے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے میرے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ شانہٗ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔''

حدیث ۴۰ مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ وَبَلَغَ فِیْہَا کَانَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اِعْتِکَافِ عَشْرِ سِنِیْنَ وَمَنِ اعْتَکَفَ یَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ۔ (۲)

''جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے، اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرمادیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔''

فائدہ: جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو حاکم تک پہنچائے تو اس کی پُل صراط پر چلنے میں مدد کی جائے گی جس دن

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۵

(۲) الترغیب والترھیب ج ۳، ص ۲۶۳

کہ اس پر پاؤں پھسل رہے ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو حق تعالیٰ شانہ نے اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ لوگوں کی حاجتیں پوری کیا کریں ان کے کاموں میں مدد دیا کریں یہ لوگ قیامت کے سخت دن میں بے فکر ہوں گے ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مضطر بھائی کی مدد کرے حق تعالیٰ شانہ اس کو اس دن ثابت قدم رکھیں گے جس دن پہاڑ بھی اپنی جگہ نہ ٹھہر سکیں گے (یعنی قیامت کے دن)۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی کسی کلمہ سے اعانت کرے یا اس کی مدد میں قدم چلائے حق تعالیٰ شانہ اس پر ۷۳ رحمتیں نازل فرماتے ہیں، جن میں سے ایک میں اس کی دنیا اور آخرت کی درستگی ہے اور ۷۲ آخرت میں رفع درجات کے لئے ذخیرہ ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث اس قسم کے مضامین کی صاحب کنز العمال نے نقل فرمائی ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

اتحاد بین المسلمین کا اخلاقی پہلو

(جز ثانی)

حدیث ۱ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ۔ (۱)

”اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔“

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

حدیث ۲ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ۔ (۲)

---

(۱) مسلم، حدیث ۲۶۹۹ و ترمذی، حدیث ۱۴۲۵

(۲) ابوداؤد حدیث ۴۸۹۳

''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرے گا اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کی حاجت کو پورا فرمائیں گے۔''

حدیث ۳ وَاللہُ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّھْفَانِ۔ (۱)

''اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کو محبوب رکھتے ہیں۔''

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مومن سے دنیا کی کسی مصیبت کو زائل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبت کو زائل فرماتے ہیں اور جو شخص کسی مشکل میں پھنسے ہوئے کو سہولت پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کی سہولت عطا فرماتے ہیں جو شخص کسی مسلمان کی دنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرے اس کیلئے ایسا ثواب ہے جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کی تمام عمر خدمت (عبادت) کی ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ آدمی کی مدد کرتا ہے اس کے لئے ۷۳ درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں جن میں سے ایک درجہ سے تو اس کی درستگی ہوتی ہے (یعنی لغزشوں کا بدلہ ہو جاتا ہے) باقی ۷۲ درجے رفع درجات کا سبب ہوتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ مخلوق ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی عیال ہے آدمیوں میں سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے (جیسا کہ اوپر یہ احادیث گذر چکی ہیں) کہ

---

(۱) مسند بزّار حدیث ۷۵۲۱

مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق میں ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب بدن کا کوئی عضو ماؤف ہوجاتا ہے تو سارے اعضاء جاگنے میں بخار میں اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

یعنی جیسا کہ ایک عضو کی تکلیف سے سارے اعضاء بے چین ہوجاتے ہیں مثلاً ہاتھ میں زخم ہوجاتا ہے تو پھر کسی عضو کو بھی نیند نہیں آتی سب کو جاگنا پڑتا ہے، اس سے بڑھ کر یہ کہ اس اکڑاہٹ سے سارے بدن کو بخار ہوجاتا ہے، اسی طرح ایک مسلمان کی تکلیف سے سب کو بے چین ہوجانا چاہئے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رحم کرنے والے آدمیوں پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے تم ان لوگوں پر رحم کرو جو دنیا میں ہیں تم پر وہ رحم کریں گے جو آسمان میں ہیں اس سے حق تعالیٰ شانہٗ بھی مراد ہوسکتے ہیں اور فرشتے بھی۔

ایک حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا جاتا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ جو شخص میری امت میں سے کسی شخص کی حاجت پوری کرے تاکہ اس کو خوشی ہو اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ جل شانہٗ کو خوش کیا اور جو حق تعالیٰ شانہٗ کو خوش کرتا ہے وہ اس کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔

حدیث ۴ مَنْ قَضٰی لِاَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ حَاجَةً کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ کَمَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ۔ (۱)

---

(۱) رواہ الخطیب عن انس

”جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرے اس کو حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔“

فائدہ: ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے یا اس کو نفع پہنچانے کے لئے چلے تو اس کو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کا ثواب ملتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مضطر (پریشان) بھائی کی مدد کرے حق تعالیٰ اس کو اس دن ثابت قدم رکھیں گے جس دن پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے یعنی قیامت کے سخت دن جس دن پہاڑ بھی اپنی جگہ نہ جم سکیں گے یہ ثابت قدم رہے گا اور اس حدیث پاک سے ایک لطیف چیز یہ بھی معلوم ہوئی کہ فتنوں اور حوادث کے زمانوں میں جب لوگوں کے قدم اکھڑ جائیں جیسا کہ آج کل کا زمانہ گزر رہا ہے ایسے لوگ ثابت قدم رہیں گے جو لوگوں کی اعانت اور مدد کرتے رہتے ہوں۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی دنیاوی حاجتوں میں سے کسی حاجت کو پورا کرے حق تعالیٰ شانہ اس کی ستر (۷۰) حاجتیں پوری فرماتے ہیں جن میں سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو حکومت تک پہنچا دینے کا ذریعہ بن جائے جس سے اس کو کوئی نفع پہنچ جائے یا اس کی کوئی مشکل دور ہو جائے تو حق تعالیٰ شانہ اس شخص کی جو ذریعہ بنا ہے قیامت کی دن پل صراط پر چلنے میں مدد فرمائیں گے جس وقت کہ وہاں لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے اس لئے جو لوگ حکام رس ہیں یا ملازموں کے آقاؤں تک ان کی رسائی ہے ان کو خاص طور سے اس حدیث شریف سے فائدہ اٹھانا چاہئے، نوکروں

اور محکوموں کی ضروریات کی تفتیش کر کے ان کو آقاؤں اور حاکموں تک پہنچانا چاہئے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم کیوں خوامخواہ دوسروں کی پھٹن میں پاؤں اڑائیں۔ پُل صراط پر گذرنا بڑی سخت مشکل ترین چیز ہے اس معمولی کوشش سے ان کے لئے خود کتنی بڑی سہولت میسر ہوتی ہے لیکن اللہ کے واسطے ہونا تو ہر جگہ شرط ہے اپنی وجاہت اپنی شہرت اور لوگوں کے دلوں میں اپنی عزت قائم کرنے کی نیت سے نہ ہو اگر چہ اللہ تعالیٰ کیلئے کرنے سے یہ سب چیزیں خود بخود حاصل ہوں گی اور اس سے زیادہ بڑھ کر ہوں گی جتنی اپنے ارادے سے ہوتیں لیکن اپنی طرف سے ان چیزوں کا ارادہ کرنا اس محنت کو آقا کی خوشنودی کیلئے ہونے سے نکال دے گا۔

حدیث ۵ اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَ اَحْسِبُہٗ قَالَ کَالْقَائِمِ لَا یَفْتِرُ وَ کَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ۔ (۱)

"آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے خاوند والی عورت اور مسکین کی ضرورت میں کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد میں کوشش کرنے والا اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ ایسا ہے جیسا کہ رات بھر نماز پڑھنے والا کہ ذرا بھی سستی نہ کرے اور دن بھر روزہ رکھنے والا کہ ہمیشہ روزہ دار ہے۔"

فائدہ: اس حدیث پاک میں بیوہ عورت کے لئے کوشش کرنے والے کے لئے یہ اَجر وثواب ہے اور فضیلت ہے خواہ اس کی کوشش سے کوئی ثمرہ پیدا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، سبحان اللہ! اتنی بڑی فضیلت ہے، اس قسم کی روایات بے شمار احادیث میں آئی ہیں جو حدِ احصا سے خارج ہیں ایک حدیث میں ارشاد ہے:

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

حدیث ۶ مَنْ قَضٰی لِاَخِیْهِ الْمُؤْمِنِ حَاجَةً کُنْتُ وَاقِفًا عِنْدَ مِیْزَانِهٖ فَاِنْ رَجَحَ وَاِلَّا شَفَعْتُ۔ (۱)

''جو شخص اپنے کسی مومن بھائی کی کوئی حاجت پوری کردے (قیامت کے دن جب کہ اس کے نیک اعمال تل رہے ہوں گے) میں اس کی میزان کے پاس ہوں گا سو اگر تو میزان کا پلڑا جھک گیا (بہتر) ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔''

قیامت کے سخت ترین دن میں جس کی شفاعت کے ضامن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوجائیں اور اس کی شفاعت کی ضمانت یہ دیں، سبحان اللہ! اس کا بیڑا تو پار ہوگیا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔ اٰمین

اللہ کیلئے محبت کرنے والے قیامت کے دن عرش کے سایہ میں

حدیث ۷ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ، اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ۔ (۲)

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرمائیں گے کہ کہاں ہیں میرے وہ بندے جو میری عظمت وجلال کی وجہ سے آپس میں الفت ومحبت رکھتے ہیں، آج جب کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے میں اپنے ان بندوں کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔''

فائدہ: اللہ تعالیٰ خبیر وبصیر ہے کائنات کا کوئی ذرہ اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہے قیامت کے دن باری تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میرے بندے کہاں ہیں دراصل

(۱) تفسیر در منثور ج ۴، ص ۱۹۷

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۲۵

استفہام واستفسار کے لئے نہ ہوگا بلکہ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے یہ پکار ''علی رؤس الاشہاد'' اس لئے بلند ہوگی کہ ان بندگان خدا کی یہ مقبولیت ومحبوبیت سارے اہل محشر اور تمام اولین وآخرین کے سامنے ظاہر ہوجائے اور سب سن لیں اور دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والوں کا مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا ہے۔ قیامت کے دن جہاں ایک طرف لوگ صدہا پریشانیوں میں مبتلا ہوں گے وہاں اللہ جل شانہ کے بعض مخصوص اور مطیع وفرمانبردار بندے عرشِ الٰہی کے سائے میں آرام واطمینان سے بیٹھے ہوں گے۔ اگر ایک طرف دھوپ کی گرمی، پسینوں کی کثرت، حساب کی گھبراہٹ اور جہنم کی دہشت سے لوگ نفسی نفسی پکارتے ہوں گے تو دوسری طرف ایک گروہ دائمی سرور کی لذت انعامات الٰہی کی مسرت اور سائے کی ٹھنڈک، ٹھنڈے چشموں کی قربت سے بہرہ اندوز ہورہا ہوگا۔ سبحان اللہ کتنی بڑی فضیلت ہے اللہ کے لئے کسی سے محبت والفت کی اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو قیامت کے ہولناک دن میں عرش الٰہی کا سایہ اور جوار رحمت وقربت کاملہ کا فخر حاصل ہوجائے۔ اب ہم ان لوگوں کی فہرست گنواتے ہیں جن کو یہ سعادت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نصیب فرمائیں گے۔

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفصیل اپنی کتاب جنت کی کنجی میں ذکر فرمائی ہے ہم اس کو نقل کردینے پر اکتفا کرتے ہیں (البتہ لفظوں میں کہیں کہیں ترمیم ہوئی ہے)۔

عرشِ الٰہی کا سایہ کن لوگوں کو میسّر ہوگا

(۱) امام عادل

(۲) جوانی کی حالت میں اللہ کی عبادت کرنے والا

(۳) جس شخص کے دل میں ہر وقت مسجد کا خیال لگا رہتا ہے۔

(۴) وہ دو شخص جو صرف اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں۔

(۵) وہ شخص جس کو کسی حسین وجمیل عورت نے تخلیہ میں اپنا نفس سونپ دیا اور باوجود قدرت علی الزنا کے اللہ تعالیٰ شانہٗ سے ڈر کر یہ کہے کہ
اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔
''میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے۔''

(۶) وہ شخص جو صدقہ میں اس قدر اخفا کرتا ہے کہ دائیں ہاتھ کے صدقہ کی خبر بائیں ہاتھ کو بھی نہیں ہونے دیتا۔

(۷) تخلیہ میں اللہ کے خوف سے رونے والا

(۸) جو شخص اپنے مقروض کو مہلت دیتا ہے یا قرضہ کی رقم کو معاف کر دیتا ہے

(۹) جو شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی امداد واعانت کرتا ہے۔

(۱۰) جو شخص مکاتب کو آزاد کرانے میں مکاتب کا ہاتھ بٹاتا ہے (مکاتب وہ غلام ہے جس کی آزادی کو اس کا آقا کسی روپے کے ساتھ مشروط کر دے)

(۱۱) جو شخص کسی نیک آدمی کو اللہ کے واسطے دوست رکھتا ہے۔

(۱۲) مجاہدین کے لشکر کی امداد واعانت میں جو شخص خود بھی شہید ہو جائے۔

(۱۳) تجارت میں سچ بولنے والا۔

(۱۴) وہ شخص جس کے اخلاق اچھے ہوں اور خلق حسن سے متصف ہو۔

(۱۵) جو شخص موسمی وقتوں اور دشواریوں کے باوجود وضو کی تکلیف برداشت کرتا ہو۔

(۱۶) رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والا۔

(۱۷) جس شخص نے کسی انسان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا ہو۔

(۱۸) وہ شخص جو یتیم کی پرورش اور یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔

(۱۹) بیوہ عورت کی خدمت کرنے والا۔

(۲۰) وہ شخص جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے اور اپنا حق قبول کرتا ہے۔

(۲۱) سلطان عادل کی نیک نیتی سے خدمت کرنے والا۔

(۲۲) جو شخص دوسروں کے حق میں وہ فیصلہ کرتا ہے اور وہی حکم لگاتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۲۳) جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خیر خواہی کرتا رہتا ہے اور ہر وقت اسی خیال میں رہتا ہے۔

(۲۴) جو شخص اہلِ ایمان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتا اور نرمی سے پیش آتا ہے۔

(۲۵) جس عورت کا بچہ مر جائے تو جو شخص ایسی غم زدہ کی تعزیت کرے گا وہ عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا۔

(۲۶) جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اور قرابت داروں کے حقوق پہچانتا ہے۔

(۲۷) وہ بیوہ عورت جو چھوٹے بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کرے۔

(۲۸) جو شخص عمدہ کھانا پکائے اور اچھی غذا تیار کرے پھر اس کھانے میں کسی یتیم کو بلا کر شریک کرے۔

(۲۹) وہ شخص جو ہر موقعہ پر اللہ رب العزت کی معیت کا یقین رکھتا ہو۔

(۳۰) غریبوں کا وہ شکستہ حال طبقہ جن کی غربت اور فقیری کے باعث کوئی شخص ان کی جانب متوجہ نہ ہوا گر وہ کسی مجلس میں آجائیں تو ان کو کوئی پہنچانے بھی نہیں۔ خاموش اور غیر معروف زندگی بسر کرنے والے، فاقوں کی مصیبت سے مر گئے لیکن کسی کو خبر نہ ہوئی دنیا میں مجہول لیکن آسمانوں پر مشہور، لوگ ان کو بیمار سمجھتے ہیں لیکن ان کو سوائے خوفِ خدا کے دوسرا

مرض نہیں ہے۔

(۳۱) قرآن پاک کی خدمت کرنے والے حافظ ہوں یا ناظرہ خواں خود بھی قرآن عزیز پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی قرآن مجید کا مطلب بتاتے ہیں۔

(۳۲) وہ شخص جس نے بچپن میں قرآن پاک سیکھا اور جوان ہو کر بھی اس کو پڑھتا رہا۔

(۳۳) وہ شخص جس کی آنکھ محارم اللہ (اللہ کی حرام کردہ چیزوں) سے باز رہی۔

(۳۴) وہ شخص جس کی آنکھ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاگنے کی تکلیف برداشت کی ہو۔

(۳۵) وہ شخص جس کی آنکھ خدا کے خوف سے روتی رہتی ہو۔

(۳۶) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔

(۳۷) جس شخص نے کبھی اپنا ہاتھ غیر حلال کی طرف نہیں بڑھایا۔

(۳۸) جس شخص نے حرام کی طرف نگاہ پھیر کر بھی نہیں دیکھا۔

(۳۹) جو لوگ سود نہیں لیتے اور بہاج سے پرہیز کرتے ہیں۔

(۴۰) جو لوگ رشوت نہیں لیتے۔

(۴۱) وہ شخص جو ذکرِ الٰہی کی غرض سے وقت شمار کرتا رہتا ہے، مثلاً کب وقت ہو اور میں نماز پڑھوں۔

(۴۲) جس نے کسی غمگین کا غم دور کر دیا اور مصیبت زدہ کی مصیبت دور کر دی۔

(۴۳) جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا۔

(۴۴) کثرت سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والا۔

(۴۵) مسلمانوں کے وہ بچے جو صغر سنی کی حالت میں مر گئے ہوں۔

(۴۶) بیماروں کی عیادت کرنے والا۔

(۴۷) جنازے کے ساتھ جانے والا۔

(۴۸) نفلی اور فرضی روزے رکھنے والا۔

(۴۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح دوستی رکھنے والا۔

(۵۰) جو شخص صبح کی نماز کے بعد سورہ انعام کی پہلی تین آیتیں پڑھا کرتا ہے۔

آیات یہ ہیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوۡرَ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَہٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ وَ ھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ یَعۡلَمُ سِرَّکُمۡ وَ جَہۡرَکُمۡ وَ یَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُوۡنَ۔

(۵۱) دل اور زبان دونوں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔

(۵۲) جن لوگوں کے دل پاک وصاف اور بدن ستھرے ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ان کا بھی ذکر کیا جاتا ہو۔ جہاں انکا پرچار ہوتا ہو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ شانہٗ کا بھی تذکرہ ہوتا ہو۔ سردی کے موسم میں وضو کی پابندی کرنے والے ذکر اللہ کی طرف مائل ہونے والے، خدا محارم کی توہین پر غضب ناک ہونے والے، مسجدوں کو آباد اور ان کی تعمیر میں کوشش کرنے والے اور صبح کے وقت کثرت سے استغفار میں مشغول رہنے والے۔

(۵۳) نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے اس کے بندوں کو بلانے والے۔

(۵۴) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا ہے چغل خوری سے اجتناب کا عادی ہے۔

(۵۵) جس شخص نے اپنا مال اور اپنی جان جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کر دی اور شہادت کا مرتبہ حاصل کر لیا اس کے لئے عرش الٰہی کے نیچے ایک خیمہ بھی نصب کیا جائے گا۔

(۵۶) وہ لوگ جو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں۔

(۵۷) وہ امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں۔

(۵۸) وہ مؤذن جو اللہ کے لئے پانچوں وقت اذان دیتا ہو۔

(۵۹) وہ غلام جس نے آقائے مجازی کے ساتھ مولائے حقیقی کا حق بھی ادا کیا ہو۔

(۶۰) وہ شخص جو لوگوں کی حاجت براری اور مشکل کشائی کرتا ہے۔

(۶۱) اللہ تعالیٰ شانہٗ کے لئے ہجرت کرنے والا۔

(۶۲) وہ شخص جو لوگوں میں صلح کرانے کی غرض سے کوشش کرتا ہے۔

(۶۳) وہ انسان جس کے دل نے کبھی زنا کا ارادہ نہیں کیا۔

(۶۴) اہلِ تقویٰ، (یہ سب سے زیادہ عالی مرتبہ ہوں گے)

(۶۵) وہ شخص جو بات بھی کرتا ہے تو علم ہی کی بات کرتا ہے اور سکوت بھی کرتا ہے تو علم کی بات پر سکوت کرتا ہے۔

(۶۶) بے کار و بے ہنر اور صنعت نہ جاننے والے انسان کی اعانت کرنے والا۔

(۶۷) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا، اللہ کی راہ میں

اس نے جہاد کیا، سچ بولتا اور امانت کو صحیح طریقے پر ادا کرتا ہے، غلّے کی نگرانی کے لئے آرزو نہیں کرتا۔

(٦٨) وہ شخص جو مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ گیارہ گیارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھتا ہے۔ (اس روایت کی سند منکر ہے)۔

(٦٩) جو ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا۔

(٧٠) لَآ اِلٰہَ اِلَّا الله کثرت سے پڑھنے والا۔

(٧١) شہدا کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں اور یہ پرندے شام کو عرشِ الٰہی کے نیچے قنادیل میں رہتے ہیں۔

(٧٢) سید الاولین والآخرین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن سایۂ رحمٰن میں ہوں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں ان اعمالِ حسنہ کی توفیق عطا فرمائیں جو عرشِ الٰہی کے سایہ اور قربِ الٰہی کا سبب ہوں۔ آمین ثم آمین

اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض وعداوت

حدیث ٨ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللهِ اَلْحُبُّ فِی اللهِ وَالْبُغْضُ فِی اللهِ۔ (١)

”بندوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ محبت ہے جو اللہ کیلئے ہو، اور وہ بغض وعداوت ہے جو اللہ کے

(١) مسند احمد، حدیث ٢١٣٠٣

لئے ہو۔"

حدیث ۹ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالَ وَمَاذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔ (۱)

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا (یعنی پوچھا کہ ایمان کا اعلیٰ اور افضل درجہ کیا ہے اور وہ کون سے اعمال واخلاق ہیں جن کے ذریعہ اس کو حاصل کیا جاسکتا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کہ بس اللہ جل شانہ ہی کے لئے کسی سے تمہاری محبت ہو اور اللہ تعالیٰ ہی واسطے بغض وعداوت ہو (یعنی دوستی اور دشمنی جس سے بھی ہو صرف اللہ کے واسطے ہو) اور دوسرا یہ کہ اپنی زبان کو تم اللہ کی یاد میں لگائے رکھو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی وہی چاہو اور وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے اور چاہتے ہو، اور ان کے لئے بھی ان چیزوں کو ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔"

فائدہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱) مسند احمد حدیث ۲۲۴۸۱

نے اس حدیث میں تین چیزوں کو ذکر فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ کامل ایمان تب نصیب ہوگا جبکہ یہ تین باتیں پیدا ہو جائیں: ایک یہ کہ اللہ ہی کے لئے دوستی اور دشمنی، دوسرا یہ کہ زبان کا یادِ الٰہی میں مشغول رہنا، تیسرا یہ کہ بندگانِ خدا کے لئے ایسی ہی خیر خواہی کہ جو اپنے لئے چاہے وہ سب کیلئے چاہے اور جو اپنے لئے نہ چاہے وہ کسی کیلئے نہ چاہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

حدیث ۱۰ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔ (۱)

”جس نے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کی، اور اللہ ہی کے لئے دیا (جس کو جو کچھ دیا) اور اللہ ہی کے واسطے منع کیا اور نہ دیا (جس کو منع کرنا اور نہ دینا عنداللہ بہتر سمجھا) تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے حرکات وسکنات اور اپنے جذبات کو اس طرح رضائے الٰہی کے تابع کر دیا کہ وہ جس سے تعلق جوڑتا ہے اللہ ہی کی رضا کے لئے جوڑتا ہے اور جس سے توڑتا ہے اللہ ہی کے لئے توڑتا ہے جس کو دیتا ہے اللہ ہی کے لئے دیتا ہے اور جس کے دینے سے ہاتھ روکتا ہے صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے روکتا ہے غرض جس کے ایجابی اور سلبی قلبی رجحانات اور جذبات مثلاً محبت اور عداوت اور اسی طرح مثبت ومنفی ظاہری افعال وحرکات مثلاً کسی کو کچھ دینا یا نہ دینا یہ سب اللہ ہی کے واسطے ہونے لگیں اور بجز رضائے الٰہی کے کوئی اور محرک اور داعیہ اس کے اعمال وافعال کے لئے نہ رہے، الغرض تعلق باللہ اور

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۴

کامل عبدیت کا یہ مقام جس کو حاصل ہو جائے اس کا ایمان کامل ہو گیا۔

حدیث ۱۱ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔ (۱)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بتلاؤ ایمان کی کون سی دستاویز زیادہ مضبوط ہے (یعنی ایمان کے شعبوں میں سے کون سا شعبہ زیادہ پائیدار ہے)“

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو زیادہ علم ہے (لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ارشاد فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے باہم تعلق و تعاون اور اللہ تعالیٰ کے واسطے کسی سے محبت، اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے کسی سے بغض و عداوت۔

اللہ کیلئے محبت دراصل اللہ تعالیٰ شانہ کی تعظیم و عبادت ہے

حدیث ۱۲ مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰہِ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّہٗ عَزَّ وَجَلَّ۔ (۲)

”جس آدمی نے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت کی، اس نے اپنے رب تعالیٰ عز وجل ہی کی عظمت و توقیر کی۔“

فائدہ: یعنی کسی بندہ کا کسی دوسرے بندے سے اللہ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق سے محبت کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ادا کرنا ہے اور اسی طرح اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ہو جاتا ہے۔

اللہ کے لئے آپس میں میل محبت کرنے والے اللہ تبارک و تعالیٰ کے

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۶

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۲۷

محبوب ہوجاتے ہیں۔

حدیث ۱۲ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ۔ (۱)

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ اور میرے تعلق سے کہیں جڑ کر بیٹھیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔''

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے جن بندوں نے اپنی محبت و چاہت اور اپنے ظاہری و باطنی تعلق کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے تحت کر دیا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ جس سے محبت کرتے ہیں اللہ کے لئے کرتے ہیں جس کے پاس بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹھتے ہیں جس سے ملتے ہیں جو کچھ ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کے یہ بندے اس کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رضا اور محبت ان کو نصیب ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ شانہ کے اس بشارتی منشور کا اعلان فرمایا ہے کہ میرے ان بندوں کے لئے میری محبت واجب اور مقرر ہوچکی ہے میں ان سے محبت کرتا ہوں اور ان سے راضی ہوں اور وہ میرے محبوب اور پسندیدہ بندے ہیں۔

---

(۱) مؤطا امام مالک حدیث ۲۰۰۷

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَحَابِّيْنَ فِيْكَ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيْكَ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيْكَ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيْكَ۔ آمين

”اے اللہ! ہمیں اپنے ان بندوں میں سے کردے جو تیرے ہی لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، تیرے ہی لئے باہم جڑ کے بیٹھتے ہیں، تیرے ہی لئے آپس میں ملتے ہیں اور تیری رضا جوئی کے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔“

حدیث ۱۴ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهٗ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى فَاَرْصَدَ اللهُ لَهٗ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ اُرِيْدُ اَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ اِنِّيْ اَحْبَبْتُهٗ فِي اللهِ قَالَ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ۔ (۱)

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص اپنے ایک بھائی سے (جو دوسری ایک بستی میں رہتا تھا) ملاقات کے لئے چلا تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اس کی راہ گذر پر ایک فرشتہ کو منتظر بنا کے بٹھا دیا (جب وہ شخص اس مقام سے گذرا تو) فرشتہ نے اس سے دریافت کیا تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں اس بستی میں رہنے والے اپنے ایک بھائی سے ملنے جارہا ہوں۔ فرشتہ نے پوچھا کیا اس پر تمہارا کوئی احسان ہے اور کوئی حقِ نعمت ہے جس کو تم پورا اور پختہ کرنے کے لئے

---

(۱) مسلم، حدیث ۲۵۶۷

جارہے ہو؟ اس بندہ نے کہا نہیں! میرے جانے کا باعث اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھے اس بھائی سے محبت ہے (یعنی بس اللہ ہی کیلئے محبت کے تعلق اور تقاضے سے میں اس کی زیارت اور ملاقات کے لئے جارہا ہوں)۔ فرشتہ نے کہا کہ بس تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس یہ بتانے کے لئے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت رکھتے ہیں۔"

فائدہ: یہ واقعہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے، بظاہر کسی پہلی امت کے کسی آدمی کا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ کبھی کبھی فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے کسی غیر نبی کے پاس بھی آسکتے ہیں اور اس سے اس طرح کی باتیں دوبدو کرسکتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کے پاس آنا اور ان سے باتیں کرنا قرآن مجید میں ہے حالانکہ حضرت مریم علیہا السلام نبی نہ تھیں۔

اس واقعہ کی اصل روح اور اس کے بیان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص مقصد اس حقیقت کا واضح کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بندہ کا اپنے کسی بھائی سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا اور اس لیے محبت کے تقاضے سے اس سے ملاقات کرنے کے لئے جانا ایسا عمل ہے جو اس محبت کرنے والے بندے کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنادیتا ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فرشتہ کے ذریعہ اس کو اپنی محبت کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ فطوبی لھم وبشری لھم (ان کو مبارک ہو، ان کو بشارت ہو)۔ (معارف الحدیث)

اللہ کیلئے محبت کرنے والوں کا قیامت کے دن خاص امتیاز

حدیث ۱۵ اِنَّ مِنۡ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُ نَاسًا مَا هُمۡ بِاَنۡبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغۡبِطُهُمُ الۡاَنۡبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ بِمَكَانِهِمۡ مِنَ اللّٰهِ قَالُوۡا يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ تُخۡبِرُنَا مَنۡ هُمۡ قَالَ هُمۡ قَوۡمٌ تَحَابُّوۡا بِرُوۡحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيۡرِ اَرۡحَامٍ بَيۡنَهُمۡ وَالۡاَمۡوَالِ يَتَعَاطَوۡنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوۡهَهُمۡ لَنُوۡرٌ وَاِنَّهُمۡ لَعَلٰى نُوۡرٍ لَا يَخَافُوۡنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحۡزَنُوۡنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَءَ هٰذِهِ الۡاٰيَةَ اَلَا اِنَّ اَوۡلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ۔ (۱)

’’اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو انبیاء اور شہداء تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء ان کے خاص مقام قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں بتلا دیجئے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے باہم محبت کی۔ پس اللہ کی قسم! ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے بلکہ سراسر نور ہوں گے اور وہ نور کے ممبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف وہراس ہوگا اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۶

جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے وہ اس وقت بے غم
ہوں گے اور اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔
(سورۃ یونس پارہ ۱۱، آیت ۶۲) ''یاد رکھو جو لوگ خدا کے دوست
ہیں ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

فائدہ: اس دنیا میں خونی رشتہ اور قرابت کی وجہ سے محبت و تعلق کا ہونا ایک ایسی عمومی اور فطری بات ہے جو انسانوں کے علاوہ جانوروں بلکہ تمام درندوں میں بھی ہے اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی کی مالی امداد کرتا ہے اس کو ہدیے اور تحفے دیتا ہے تو اس میں اس محسن کی محبت پیدا ہو جانا بھی ایک ایسی فطری بات ہے جو کافروں، مشرکوں اور فاسقوں، فاجروں میں بھی پائی جاتی ہے لیکن کسی رشتہ اور قرابت کے بغیر اور کسی مالی لین دین اور کسی ہدیے اور تحفے کے بغیر محض اللہ کے دین کے تعلق سے کسی سے محبت کرنا ایک ایسی ایمانی صفت ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی قدر و قیمت ہے اور اس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کا خاص محبوب و مقرب بن جاتا ہے اور قیامت میں اس پر اللہ تعالیٰ کی ایسی نوازشیں ہوں گی کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء عظام اس پر رشک کریں گے۔

اس کا مطلب یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ یہ لوگ درجہ اور مرتبہ میں حضرات انبیاء اور شہداء سے افضل اور بلند تر ہوں گے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کم درجہ کے کسی آدمی کو کسی خاص اچھی حالت میں دیکھ کر اس سے اونچے درجے والوں کو بھی اس پر رشک آنے لگتا ہے یہ بات عقل و منطق کے لحاظ سے اگرچہ بہت کوسوں مستبعد معلوم ہو گی لیکن واقعات کی دنیا میں بکثرت ایسا ہوتا رہتا ہے اس لئے جو کچھ عرض کیا گیا یہ زبردستی کی تاویل نہیں ہے بلکہ واقعی حقیقت ہے۔

یہ بندگانِ خدا جن کے مقامِ قرب پر حضرات انبیاء وشہداء کو رشک آئے گا۔ حدیث شریف میں ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ''ھم قوم تحابوا بروح الله'' اس لفظ روح ''ر'' کے پیش کے ساتھ روح بھی پڑھا گیا ہے اور زبر کے ساتھ روح بھی۔ ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں اس سے اللہ کا دین مراد ہے اور مطلب یہی ہے کہ یہ وہ بندگانِ خدا ہوں گے جنہوں نے اس دنیوی زندگی میں اللہ کے دین کے تعلق سے باہم محبت والفت کی۔

دین اس اخروی زندگی کے لئے جو اصل زندگی ہے بمنزلہ روح کے بھی ہے اور وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت اور رحمت بھی ہے اور رَوْحٌ کے معنی رحمت، نعمت اور راحت کے ہیں، الغرض اس لفظ کو خواہ ''ر'' کے پیش ساتھ پڑھا جائے یا زبر کے ساتھ ہر حال میں مطلب ایک ہی ہوگا۔

حدیث شریف کے آخری حصہ میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے دین کے تعلق سے باہم محبت کرنے والے ان بندگان خدا پر اللہ جل شانہٗ کا ایک خاص الخاص انعام یہ ہوگا کہ قیامت کے دن جبکہ عام انسانوں پر خوف اور غم چھایا ہوا ہوگا اس وقت اللہ سے ان خاص تعلق رکھنے والوں کے دلوں پر خوف اور غم کا کوئی اثر نہ ہوگا اور یہ بالکل مطمئن اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے خاص فضل وکرم سے شاداں وفرحاں ہوں گے...... لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

ایک حدیث میں ہے:

حدیث ۱۶ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَبْعَثَنَّ اللهُ اَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ وُجُوْهِهِمُ النُّوْرَ عَلٰى مَنَابِرِ اللُّؤْلُوءِ يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ فَجَثٰى اَعْرَابِيٌّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ حُلْهُمْ لَنَا

نَعۡرِفُهُمۡ قَالَ هُمُ الۡمُتَحَابُّوۡنَ فِي اللهِ مِنۡ قَبَائِلِ شَتّٰى وَبِلَادٍ شَتّٰى يَجۡتَمِعُوۡنَ عَلٰى ذِكۡرِ اللهِ يَذۡكُرُوۡنَهٗ۔ (۱)

اجتماعی ذکر کی فضیلت

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوگا اور وہ موتیوں کے ممبروں پر ہوں گے لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ حضرات انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا حال بیان فرمادیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔''

فائدہ: دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہوں گے جن پر زبرجد (زمرد) کے بالاخانے ہوں گے، ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔ وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے۔ ان بالاخانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ایک جگہ اکھٹے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں۔

اس میں اطبّا کا اختلاف ہے کہ زبرجد اور زمرد ایک ہی پتھر کے دو نام ہیں یا ایک پتھر کی دو قسمیں ہیں یا ایک نوع کے دو پتھر ہیں، بہرحال یہ ایک پتھر

---

(۱) مجمع الزوائد، حدیث ۱۶۷۷۰

ہوتا ہے جو نہایت ہی روشن اور چمکدار ہوتا ہے اس کے پنّے بنتے ہیں جو بازار میں چمکدار کاغذ کی طرح سے بکتے ہیں۔

سبحان اللہ! کتنی بڑی فضیلت ہے ان مذکورہ بالا احادیث سے بخوبی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اسی کے لئے عداوت اللہ جل شانہ کے ہاں بہت محبوب اَمر ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْمُؤْمِنُ مَاٰلَفٌ وَلَاخَیْرَ فِیْمَنْ لَا یَاْلِفُ وَلَا یُؤْلَفُ۔ (۱)

''ایماندار آدمی تو وہ ہے جو مجسمِ پیکرِ محبت ہو جو شخص کسی سے الفت نہ رکھے اور نہ اس سے کوئی اُلفت رکھے اس میں تو بھلائی کی بو بھی نہیں۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بندہ مومن کو انس ومحبت کا مرکز ہونا چاہئے کہ وہ خود دوسروں سے محبت کرے اور دوسرے اس سے محبت کریں اور مانوس ہوں۔ اگر کسی شخص میں یہ بات نہیں ہے تو گویا اس میں کوئی خیر نہیں نہ دوسروں کو کوئی نفع پہنچا سکے گا اور نہ دوسرے لوگ اس سے نفع اٹھا سکیں گے البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ مؤمن کی یہ محبت واُلفت اور دوسروں سے مانوس ہونا اور ان کو اپنے سے مانوس کرنا سب اللہ تعالیٰ شانہ کے لئے اور احکام الٰہی کے تحت ہونا چاہئے۔ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ایک حدیث میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے اتحاد اور آپس میں محبت بڑھانے کے لئے نہایت ہی آسان نسخہ ارشاد فرمایا:

حدیث ۱۷ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی

---

(۱) مسند احمد حدیث ۹۱۹۸

تَحَابُّوْا وَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔ (۱)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جنت میں نہیں جاسکتے۔ جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور تم پورے ایماندار نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم آپس میں محبت پیدا نہ کرو گے کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلادوں کہ اگر اس پر عمل کرنے لگے، تو تم میں باہمی محبت پیدا ہوجائے وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلاؤ اور اس کو عام کرو۔"

فائدہ: یعنی جنت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف ہے تو معلوم ہوا کہ جنت کا ملنا محبت پر موقوف ہے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت حاصل کرنے کا نہایت آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیکم کرنا سلام سے اس واسطے محبت ہوتی ہے کہ دعائے خیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ہر بلا سے خواہ دنیا کی ہو یا آخرت کی سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والے کو دوست سمجھتا ہے تو آپ بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اور چیزیں بھی مثلاً سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہیں لیکن احسان اور سخاوت تمام مسلمانوں سے نہیں ہوسکتے اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہوسکتا ہے، اس واسطے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کو خاص کرکے ارشاد فرمایا ایک حدیث میں ارشاد ہے:

تَصَافَحُوْا یَذْہَبُ الْغِلَّ۔ (۲)

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۹۷

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۰۳

''آپس میں مصافحہ کیا کرو یہ تمہارے آپس میں بغض وعداوت کینہ وغیرہ کو دور کردے گا۔''

سلام کے فضائل احادیث میں بے شمار آئے ہیں اختصاراً ان کو ترک کر دیا ہے اجمالی طور پر حدیث نمبر ۲۰ - ۲۱ میں اس کا ذکر گذر چکا ہے۔

محبت ذریعۂ قرب ومعیّت

حدیث ۱۸ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ (۱)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہوسکا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی ہے (یا یہ کہ آخرت میں اس کے ساتھ کردیا جائے گا)۔''

فائدہ: سائل کا مقصد بظاہر یہ دریافت کرنا تھا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ شانہٗ کے کسی خاص صالح اور متقی بندے سے یا اہلِ صلاح وتقویٰ کے کسی گروہ سے محبت رکھتا ہو لیکن عمل اور سیرت میں بالکل ان کے قدم بقدم اور ان کے درجہ کا نہ ہو بلکہ ان سے کچھ پیچھے ہو تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس بناء پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ یہ شخص عمل میں کچھ پیچھے ہونے کے باوجود ان بندگانِ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۶

خدا کے ساتھ کر دیا جائے گا جن کے ساتھ اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور دین کے لئے محبت تھی۔

ایک دوسری حدیث میں سوال کے الفاظ زیادہ واضح ہیں۔ حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ

حدیث ۱۹ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّعْمَلَ كَعَمَلِهِمْ قَالَ اَنْتَ يَا اَبَا ذَرٍّ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ فَاِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ فَاَعَادَهَا اَبُوْذَرٍّ فَاَعَادَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (۱)

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایک آدمی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے محبت ہے لیکن وہ اس سے عاجز ہے کہ ان جیسے عمل کر سکے (تو اس بیچارہ کا انجام کیا ہوگا؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوذر! تم کو جس سے محبت ہوگی تم اسی کے ساتھ ہوگے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پس تم ان ہی کے پاس اور ان ہی کے ساتھ رہو گے جن سے تم کو محبت ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر اپنی بات دُہرائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں پھر ارشاد فرمایا جو پہلی دفعہ ارشاد فرمایا تھا۔“

(۱) ابوداؤد، حدیث ۵۱۲۶

ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ

حدیث ۲۰ یَارَسُوْلَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا اَعْدَدْتَّ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُّ لَهَا اِلَّا اِنِّىْ اُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَيْتُ الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ فَرِحَهُمْ بِهَا۔ (۱)

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وائے برحال (تو قیامت کا وقت اور اس کے آنے کی خاص گھڑی دریافت کرنا چاہتا ہے، بتلا) تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا، میں نے اس کے لئے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی (جو آپ کے سامنے ذکر کرنے کے لائق اور بھروسہ کے قابل ہو البتہ (توفیق الٰہی سے مجھے یہ ضرور نصیب ہے کہ) مجھے محبت ہے اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھ کو جس سے محبت ہے تو ان ہی کے ساتھ ہے اور تجھ کو ان کی معیت نصیب ہوگی۔ حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا مسلمانوں کو (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو) کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کو کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بشارت سے ہوئی۔''

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۶

اسی حدیث کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا آخری فقرہ اس طرح بھی نقل کیا گیا ہے:

فَمَا فَرِحْنَا بِشَیْءٍ فَرِحْنَا بِقَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ اِيَّاهُمْ وَاِنْ لَمْ اَعْمَلْ اَعْمَالَهُمْ۔ (۱)

”ہم لوگوں کو (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) کبھی کسی بات سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئی کہ انت مع من احببت (تم جس سے محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہو) بس میں بحمد للہ محبت رکھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور اُمید رکھتا ہوں کہ اپنی اس محبت ہی کی وجہ سے مجھے ان کا ساتھ نصیب ہوگا، اگرچہ میرے اعمال ان حضرات کے سے نہیں ہیں۔“

ان احادیث کے متعلق دو باتیں خاص طور پر سمجھ لینی چاہئیں:

محبت کی وجہ سے معیت کا مطلب

اوّل یہ کہ ساتھ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ محبت کی وجہ سے محب محبوب کا درجہ اور مرتبہ بالکل ایک ہوجائے گا اور دونوں کے ساتھ بالکل یکساں معاملہ ہوگا بلکہ یہ ساتھ ہونا اپنے اپنے حال اور اپنے اپنے درجہ کے لحاظ سے ایسا ہی ہوگا جیسا کہ دنیا میں بھی خادم اپنے مخدوموں کے ساتھ اور تابع اپنے متبوعوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور بلاشبہ یہ بھی بہت بڑا شرف اور بہت بڑی نعمت ہے۔

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۵۲۱

محبت کے لئے اطاعت لازم ہے

دوسری بات یہ کہ محبت کیلئے اطاعت لازم ہے یہ ناممکن ہے کہ کسی کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہو اور اس کی زندگی بغاوت اور معصیت کی ہو پس جو لوگ آزادی اور بے فکری کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ اگر اللہ ورسول کی محبت کا دعویٰ کریں تو جھوٹے ہیں اور اگر واقع میں وہ خود بھی اپنے کو اہل محبت میں سمجھیں تو بڑے فریب میں مبتلا ہیں۔ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایسے ہی مدعیان محبت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اور بالکل صحیح فرمایا ہے:

تَعۡصِی الۡاِلٰهَ وَاَنۡتَ تُظۡهِرُ حُبَّهٗ
هٰذَا لَعَمۡرِیۡ فِی الۡفِعَالِ بَدِیۡعٌ
لَوۡ کَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعۡتَهٗ
اِنَّ الۡمُحِبَّ لِمَنۡ یُحِبُّ مُطِیۡعٌ

”یعنی اے محبت کے جھوٹے مدعی تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ عقل وقیاس کے لحاظ سے یہ بات بہت ہی عجیب ہے اگر تو دعویٰ محبت میں سچا ہوتا تو اس کی فرمانبرداری کرتا کیونکہ ہر محب اپنے محبوب کی بات دل وجان سے مانا کرتا ہے۔“

بہرحال اللہ ورسول کی محبت کے لئے اطاعت لازم ہے بلکہ حق یہ ہے کہ کامل اطاعت محبت ہی سے پیدا ہوتی ہے اور اللہ ورسول کی اطاعت کرنے والوں کو حضرات انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی معیت ورفاقت کی بشارت خود قرآن عزیز دیتا ہے۔ ارشاد ہے:

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ۔ (سورۃ النساء:٦٩)

''اور جو لوگ فرمانبرداری کریں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، پس وہ اللہ تعالیٰ کے ان خاص مقرب بندوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا خاص انعام ہے یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ سب بڑے ہی اچھے رفیق ہوں گے۔''

پس اس آیت اور مندرجہ بالا احادیث کے مضمون میں گویا تعبیر اور عنوان ہی کا فرق ہے۔ یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ اس حدیث سے اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے جس کو حافظ ابن کثیر نے سورۃ نساء کی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے اپنی تفسیر میں ابن مردویہ اور طبرانی کی سند سے نقل کیا ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت ہے اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے گھر پر ہوتا ہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ یاد آجاتے ہیں تو اس وقت تک مجھے صبر اور قرار نہیں آتا۔ جب تک حاضر خدمت ہو کر ایک نظر دیکھ نہ لوں اور جب میں اپنے مرنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا خیال کرتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وفات کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جنت میں پہنچ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بلند مقام پر پہنچا دیئے جائیں گے اور میں اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں بھی گیا تو میری رسائی اس عالی مقام تک تو ہو نہ سکے گی اس لئے آخرت میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے بظاہر محرومی رہے گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی اس بات کا جواب اپنی طرف سے نہ دیا یہاں تک کہ سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا۔ (سورۃ النساء:۶۹)

گویا اس آیت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مُحبِّ صادق کو اور دوسرے تمام اہل محبت کو خوش خبری سنائی کہ جب تم کو سچی محبت ہے تو تم اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری ضرور کرو گے اور پھر تم کو جنت میں اللہ کے خاص مقرب بندوں کی معیت اور رفاقت بھی نصیب ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنَا حُبَّكَ وَحُبَّ رَسُوۡلِكَ وَحُبَّ مَنۡ یَّنۡفَعُنَا حُبُّہٗ عِنۡدَكَ۔

"اے اللہ! ہمیں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عطا فرما اور جن بندوں کی محبت آپ کے نزدیک ہمارے لئے نفع بخش ہو ان سب کی محبت ہمیں عطا فرما۔" آمین ثم آمین

غصہ برداشت کرنے پر فضیلت

حدیث ۲۱ مَا تَجَرَّعَ عَبۡدٌ جُرۡعَةً اَفۡضَلَ عِنۡدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنۡ جُرۡعَةِ غَیۡظٍ یَکۡظِمُھَا ابۡتِغَاءَ وَجۡهِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ (۱)

"کسی بندے نے کسی چیز کا کوئی گھونٹ ایسا نہیں پیا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصہ کے اس گھونٹ سے افضل ہو جسے کوئی

(۱) مسند احمد حدیث ۶۱۱۴

بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر پی جائے۔“

فائدہ: غصہ کو پی جانا جس طرح اردو زبان کا محاورہ ہے اسی طرح عربی زبان کا بھی محاورہ ہے بلکہ اردو میں یہ محاورہ غالباً عربی ہی سے آیا ہے۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ پینے کی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا پینا اللہ کی رضا کا باعث ہوسکتا ہے لیکن ان سب میں افضل ترین اللہ تعالیٰ شانہ کی رضا جوئی کی خاطر غصّہ کو پی جانا ہے۔

جن خوش خصال اور پاکیزہ صفات بندوں کے لئے جنت آراستہ کی گئی ہے۔ قرآن پاک میں ان کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے:

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔

”غصّہ کو پی جانے والے اور دوسرے کی زیادتی یا دوسرے کے قصور کو معاف کردینے والے۔“

حدیث ۲۲ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُّنَفِّذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ۔ (۱)

”جو شخص پی جائے غصہ کو جبکہ اس میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصہ کے تقاضے کو وہ نافذ اور پورا کرسکتا ہے (لیکن اس کے باوجود محض اللہ کے لئے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ حوران جنت میں سے جس کو

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

چاہے اپنے لئے انتخاب کرے۔"

حدیث ۲۳ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عِنْهُ عَذَابَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ اِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهُ۔ (۱)

"جو آدمی (دوسروں کی بدگوئی وغیرہ بری باتوں سے) اپنی زبان روکے گا اللہ تعالیٰ شانہ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے (یعنی اس کے عیوب اور اس کی برائیاں دوسروں پر نہیں کھلنے دیں گے) اور جو کوئی اپنے غصہ کو روکے گا اور پی جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنے عذاب کو روکیں گے اور وہ عذاب سے بچ جائے گا اور جو بندہ اپنی تقصیر کی معذرت اللہ کے حضور میں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی معذرت قبول فرمائیں گے (اور اس کو معاف فرمادیں گے)۔"

حِلم اللہ کی محبوب صفات میں سے ہے

حدیث ۲۴ اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ۔ (۲)

"تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پیاری ہیں ایک بردباری (غصہ سے مغلوب نہ ہونا) دوسرا جلدی نہ کرنا۔"

فائدہ: یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا جبکہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے مدینہ طیبہ آیا اس وفد کے سارے لوگ اپنی

---

(۱) بیہقی فی شعب الایمان حدیث ۷۹۵۸

(۲) مسلم، حدیث ۱۷

سواریوں سے کود کود کر جلدی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے لیکن رئیس وفد جن کا نام منذر اور عرف اشج تھا۔ انہوں نے یہ جلد بازی نہیں کی بلکہ اتر کر پہلے سارے سامان کو یکجا اور محفوظ کیا پھر غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے اور اس کے بعد متانت اور وقار کے ساتھ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس رویہ کو پسند فرمایا اور اسی موقع پر ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری اور محبوب ہیں ایک حلم (بردباری) یعنی غصہ سے مغلوب نہ ہونا اور غصہ کے وقت اعتدال پر قائم رہنا اور دوسری اَناۃ یعنی کاموں میں جلد بازی اور بے صبری نہ کرنا بلکہ ہر کام کو متانت اور وقار کے ساتھ اطمینان سے انجام دینا۔

ہمیشہ توبہ کرتے رہنا

حدیث ۲۵ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ۔ (۱)

”اللہ تعالیٰ اپنے اس مؤمن بندہ سے محبت رکھتے ہیں جو فتنوں میں مبتلا ہوتا رہے اور ہمیشہ توبہ کرتا رہے۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی سے گناہ تو ہوتے ہی رہتے ہیں اگر وہ گناہوں سے برابر توبہ کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو محبوب رکھتے ہیں تو معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی مانگنا اللہ تعالیٰ کے دربار میں بہت پسند ہے۔

سرتا قدم خیر خواہی اور نفع محض بن جانا

حدیث ۲۶ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ لَکَمَثَلِ الْقِطْعَۃِ مِنَ الذَّھَبِ نَفَخَ عَلَیْھَا صَاحِبُھَا فَلَمْ تَغَیَّرْ وَلَمْ تَنْقُصْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ

---

(۱) مسند احمد حدیث ۶۰۵

لَکَمَثَلِ النَّخْلَۃِ اَکَلَتْ طَیِّبًا وَوَضَعَتْ طَیِّبًا وَوَقَعَتْ عَلٰی عُوْدٍ فَلَمْ تَکْسِرْ وَلَمْ تُفْسِدْ۔ (۱)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے کہ مؤمن کی مثال سونے کی اس ڈلی کی سی ہے جس کے مالک نے اس کو تپایا پھر نہ تو اس کا رنگ بدلا اور نہ وزن گھٹا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے۔ مؤمن کی مثال ٹھیک اس شہد کی مکھی کی سی ہے جس نے عمدہ پھول چوسے، اچھا شہد بنایا، اور جس شاخ پر وہ بیٹھی نہ تو اپنے وزن سے اس کو توڑا نہ خراب کیا۔''

فائدہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں چند صفتیں مؤمن کی بیان فرمائی ہیں اس کی پہلی صفت یہ ہے کہ اس میں کھوٹ بالکل نہیں نکلتی جتنا اس کو آزماؤ اتنا ہی وہ کھرا نکلتا ہے وہ اس نقلی سونے کی طرح نہیں جس کو تپانے سے رنگ بدل جائے یا اس کا وزن گھٹ جائے اس کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ شہد کی مکھی کی طرح صاف ستھری غذا کے سوا کوئی مشتبہ کھانا نہیں کھاتا، اس کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شہد کی مکھی کی طرح جہاں بیٹھتا ہے کسی کو ضرر نہیں پہنچاتا۔

تجارت میں صدق وامانت

حدیث ۷۲ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ۔ (۲)

---

(۱) مسند احمد، حدیث ۶۸۷۲

(۲) ترمذی ج ۱ ص ۲۲۹

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

فائدہ: اس حدیث شریف میں واضح طور پر بتایا گیا کہ قرب خداوندی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات حاصل کرنے کے لئے بھی دنیاوی مشاغل اور دنیا چھوڑنا ضروری نہیں بلکہ ایک تاجر بازار میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی فرمانبرداری اور صدق و امانت جیسے دینی قوانین کی پابندی کے ذریعہ آخرت میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین عظام اور شہداء اسلام کی معیت ورفاقت حاصل کرسکتا ہے۔

حدیث ۲۸ اَلتُّجَّارُ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰى وَبَرَّ وَصَدَقَ۔ (۱)

''تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے جائیں گے (یعنی عام تاجروں کا حشر بدکاروں کا سا ہوگا) سوائے ان (خدا ترس اور خدا پرست) تاجروں کے جنھوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ، نیکی اور حسن سلوک اور سچائی کو برتا ہوگا۔''

راست گو، امانت دار اور وفا شعار ہونا

حدیث ۲۹ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكِذْبَ۔ (۲)

''مومن کی فطرت میں تمام عادتیں ہوسکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ کی عادت نہیں ہوسکتی۔''

(۱) ترمذی ج ۱ ص ۲۳۰
(۲) مشکوٰۃ ص ۴۱۴

حدیث ۳۰ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا ۔ (۱)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: جی ہاں۔ پھر پوچھا گیا، کیا بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: جی ہاں۔ پھر پوچھا گیا، اچھا کیا جھوٹا بھی ہوسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بخل اور بزدلی اگرچہ بری عادتیں ہیں لیکن یہ دونوں انسان کی ایسی فطری کمزوریاں ہیں کہ ایک مسلمان میں بھی یہ ہوسکتی ہیں لیکن جھوٹ کی عادت میں اور ایمان میں ایسی منافات ہے کہ یہ ایک ساتھ جمع ہی نہیں ہوسکتے۔

ایمان امانت سے مشتق ہے جو خیانت کی ضد ہے اس لئے ایمان اور خیانت جمع نہیں ہوسکتے اسی طرح دروغ گوئی کی عادت نفاق کا شعبہ ہے۔ ایمان ایک رخی کا طالب ہے اس لئے دورُخاپن اسلام وایمان کے ساتھ نبھ نہیں سکتا اس لئے مومن نہ خیانت کا عادی ہوسکتا ہے نہ دروغ گوئی کا۔

حدیث ۳۱ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ ۔ (۲)

''جس میں امانت کی خصلت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس میں عہد کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔''

فائدہ: یعنی امانت داری اور عہد کی پابندی سے کسی آدمی کا خالی ہونا دین

---

(۱) مشکوٰۃ، ص ۴۱۴

(۲) مشکوٰۃ، ص ۱۵

وایمان کی حقیقت سے اس کی محرومی اور بے نصیبی کی دلیل ہے کیونکہ امانت اور ایفائے عہد، ایمان واسلام کے لوازم میں سے ہیں، اس طرح کی حدیثوں کا مقصد ومنشا یہ نہیں ہوتا کہ ایسا شخص اسلام کے دائرے سے بالکل نکل گیا بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ شخص ایمان کی اصل حقیقت اور اس کے نور سے بے نصیب ہے اور اس کا ایمان بہت ہی ناقص درجے کا اور بے جان ہے۔

حدیث ۳۲ قَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَكْذِبُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَايُؤْمِنُ بِاللهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ۔ (۱)

"حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مومن جھوٹ بولتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص کی عادت یہ ہو کہ جب بات کرے تو جھوٹ ہی بولے وہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت کے دن پر۔"

فائدہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ یہ رتبۂ بلند آپ کو کیسے نصیب ہوا؟ انہوں نے جواب دیا، راست گوئی، اداء امانت اور بیکار باتوں سے کنارہ کشی کی بدولت۔

حدیث ۳۳ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّحِبَّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوْ يُحِبَّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا اُؤْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ۔ (۲)

"جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ یہ چاہے کہ اس کو اللہ ورسول

---

(۱) تفسیر درمنثور ج ۶، ص ۲۷۱

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۲۴

سے حقیقی محبت ہو، یا یہ کہ اللہ ورسول اس سے محبت کریں تو
اسے چاہئے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب
کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنیٰ خیانت کے بغیر اس
کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اسکے ساتھ
بہتر سلوک کرے۔''

امانت داری کو شعار بنائے اور جھوٹ اور خیانت سے کامل پرہیز کرے اور ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ
كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ
لِيَصْمُتْ۔ (۱)

''جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر ایمان
رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے اور زبان
سے کوئی بات نکالے تو بھلائی کی نکالے ورنہ چپ رہے۔''

احادیث میں پڑوسی کے حق کے متعلق بہت زیادہ تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔ صحیحین کی بعض روایات میں فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ وارد ہوا ہے یعنی پڑوسی کا اکرام کرے اور بخاری ومسلم کی بعض روایات میں فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ آیا ہے کہ اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔ ایک حدیث میں ہے:

وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تكن مُؤْمِنًا۔ (۲)

''اپنے پڑوسی کے ساتھ تم اچھا سلوک کرو تب تم ایمان

---

(۱) مشکوٰۃ

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۴۱

والے ہو۔“

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قسم اللہ کی وہ مومن نہیں، قسم اللہ کی وہ مومن نہیں، قسم اللہ کی وہ مومن نہیں (تین مرتبہ ارشاد فرمایا)۔ عرض کیا گیا، یارسول اللہ! کون مومن نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے خائف رہتے ہوں۔“

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث ۳۴ مَنْ اٰذٰى جَارَهٗ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ حَارَبَ جَارَهٗ فَقَدْ حَارَبَنِيْ وَمَنْ حَارَبَنِيْ فَقَدْ حَارَبَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔(۱)

”جو آدمی اپنے کسی پڑوسی کو ستائے اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ تعالیٰ کو ستانے کا ارادہ کیا اور جو اپنے کسی پڑوسی سے لڑائی کرے اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے لڑائی کا ارادہ کیا۔“

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ایسا حسن سلوک اور ایسا شریفانہ برتاؤ کہ ان کو ہماری طرف سے پورا اطمینان رہے اور ہماری جانب سے کسی ظلم اور شرارت کا اندیشہ ان کے دلوں میں نہ رہے۔ یہ ان شرائط اور لوازم میں سے ہے کہ جن کے بغیر ایمان گویا کالعدم ہے۔

ایک حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے

(۱) کنز العمال، حدیث ۲۴۹۲۷

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فلاں بی بی کی نماز، روزے، صدقہ وخیرات کرنے کی بڑی شہرت اڑ رہی ہے مگر اس میں ایک عیب بھی ہے، وہ یہ کہ اپنے ہمسایوں کو برا بھلا کہتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ دوزخ میں ہے۔" پھر اس نے کہا یا رسول اللہ اور فلانی عورت کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ روزے، نماز اور صدقہ وخیرات اس کثرت کے ساتھ تو ادا نہیں کرتی صرف پنیر کے چند ٹکڑے راہ خدا میں دے دیتی ہے لیکن اس میں ایک بڑا ہنر یہ ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچاتی۔ فرمایا: "وہ جنت میں ہے۔"(۱)

عام انسانوں کی نظروں میں جتنا اہتمام بدنی اور مالی عبادتوں کا ہوتا ہے اتنا معاملات اور حقوق العباد کا نہیں ہوتا۔ شریعت مطہرہ تنبیہ کرتی ہے کہ عبادت ایک بے نیاز کا حق ہے اور معاملات باہمی محتاج انسانوں کے حقوق، اس لئے ان کا اہتمام زیادہ کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کے فرائض کے بعد جو ان میں کوتاہی کرتا ہے اس کا معاملہ خطرہ میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (مسجد نبوی) میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا: "بولو میں تمہیں نہ بتادوں کہ تم میں برا شخص کون ہے اور بھلا کون؟" راوی فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر خاموش ہوگئے (اور کسی نے جواب نہ دیا) تین بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ضرور بتایئے کہ ہم میں بھلا کون ہے اور برا کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بھلا شخص تو وہ ہے جس کی جانب سے بھلائی کی امید کی

(۱) مسند احمد، بیہقی عن شعب الایمان

جائے اور برائی کا کوئی خطرہ محسوس بھی نہ کیا جائے اور بدترین وہ ہے جس کی جانب سے بھلائی کی کوئی امید نہ ہو اور برائی کا ہر وقت خطرہ لگا رہے۔ (ترمذی)

اس روایت نے بھی انسانوں میں خیر اور شر کی تقسیم صرف نماز اور روزہ میں جدوجہد پر نہیں کی بلکہ مخلوق کی ایذا رسانی اور ترک ایذاء رسانی پر کی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نفلی عبادتیں بے اثر رہتی ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مخلوق کی ایذاء رسانی کے ساتھ ان کا جوہر نہیں کھلتا اگر کاش ان کے ساتھ خلق اللہ کی خیر خواہی بھی شامل ہو جائے تو ان کا جوہر کھلے۔

حدیث ۳۵ اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وَاَدُّوْا اِذَا اُئْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ۔ (۱)

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم چھ باتوں کے ضامن ہو جاؤ اور ان کی ذمہ داری لے لو میں تمہارے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں جب تم بات کرو تو ہمیشہ سچ بولو۔ جب کسی سے وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ جب کوئی امانت تم کو سپرد کی جائے تو اس کو ٹھیک ادا کرو اور حرام کاری سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اور جن چیزوں کی طرف نظر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے ان کی طرف سے آنکھیں بند کرو، یعنی کوشش کرو کہ ان پر نظر نہ پڑے، اور جن موقعوں پر ہاتھ روکنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں ہاتھ روکو (یعنی ناحق کسی کو

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۱۵

نہ مارو نہ ستاؤ نہ کسی کی کوئی چیز چھیننے کے لئے ہاتھ بڑھاؤ
وغیرہ وغیرہ۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ایماندار شخص فرائض وارکان ادا کرتا ہے اور مذکورہ بالا چھ بنیادی اخلاق صدق وامانت کا بھی اپنے کو پابند بنالیتا ہے تو پھر یقیناً وہ جنتی ہے اور اللہ ورسول کی طرف سے جنت کی ضمانت اور بشارت ہے ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص ذمہ لے لے اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کا (کہ یہ دونوں غلط استعمال نہ ہوں گی) میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ (بخاری)

تجارت میں جھوٹ اور خیانت

حدیث ۳۶ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِیلًا مِنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِهٖ۔ (۱)

''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی
وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔''

فائدہ: جس طرح اس مادی عالم میں مادی چیزوں میں خوشبو اور بدبو معلوم ہوتی ہے اسی طرح اچھے اور برے اعمال اور کلمات میں بھی خوشبو اور بدبو ہوتی ہے جس کو ملائکۃ اللہ اسی طرح محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم یہاں کی مادی خوشبو اور بدبو کو محسوس کرتے ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تلخی اور شیرینی کی طرح خوشبو اور بدبو بھی روحانیت کے عالم میں محسوسات میں سے ہیں ان کو مجاز اور استعمارات پر حل نہ کرنا چاہئے بلکہ ہمت بلند کرکے وہ قدم اٹھانا چاہئے جہاں حاسۂ شامّہ کو وہ قوت میسّر آجائے کہ صدق کی خوشبو اور کذب کی بدبو بھی عام خوشبو اور بدبو کی طرح

(۱) ترمذی، حدیث ۱۹۷۲

محسوس ہونے لگے جیسا کہ کبھی کبھی وہ اللہ کے بندے اس کو محسوس کرتے ہیں جن کی روحانیت ان کی مادیت پر غالب آجاتی ہے۔

حدیث ۳۷ كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا وَهُوَ لَكَ بِهٖ مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ۔ (۱)

''یہ بہت ہی بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی کو کوئی بات جھوٹی بیان کرو جبکہ وہ تم کو اس بیان میں سچا سمجھتا ہو۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جھوٹ اگرچہ بہرحال گناہ ہے اور بہت سنگین گناہ ہے لیکن بعض صورتوں میں۔

ان ہی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک شخص تم پر پورا بھروسہ اور اعتبار کرے اور تم کو بالکل سچا سمجھے اور تم اس کے اعتبار اور حسن ظن سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس سے جھوٹ بولو اور اس کو دھوکا دو۔

حدیث ۳۸ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَقِیَ اللهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانٌ۔ (۲)

''جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال مارلے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں اس کی پیشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک اور ناراض ہوں گے۔''

حدیث ۳۹ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ

---

(۱) مسند احمد، حدیث ۱۷۶۷۲

(۲) بخاری، حدیث ۴۲۷۵، مسلم، حدیث ۱۳۸

اللّٰہُ لَہُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ فَقَالَ لَہُ رَجُلٌ وَاِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِنْ اَرَاکٍ۔ (۱)

"جس شخص نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور پر مار لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمی کے لئے جہنم واجب کردی اور جنت کو اس پر حرام کردیا ہے، حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگرچہ وہ کوئی معمول ہی چیز ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں اگرچہ جنگلی درخت پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔"

فائدہ: صحابی کے سوال کا مطلب یہ تھا اگرچہ کسی نے کسی بہت معمولی سی چیز قسم کھا کر ناجائز طور سے حاصل کرلی تو کیا اس صورت میں بھی جہنم اس کے لئے واجب اور جنت اس پر حرام ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ جنگلی درخت کی ٹہنی ہی ہو۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی بالکل معمولی اور بالکل بے حیثیت قسم کی کوئی چیز بھی جھوٹی قسم کھا کر حاصل کرے گا تو وہ بھی دوزخ میں ڈالا جائے گا توبہ استغفر اللہ، اللہ تعالیٰ شانہ اپنی پناہ میں رکھیں بھلا اتنا بڑا عذاب کون برداشت کرسکتا ہے، دنیا کے معمولی نفع کی خاطر اپنی آخرت برباد کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔

حدیث ۴۰ لَا یَقْتَطِعُ اَحَدٌ مَالًا بِیَمِیْنٍ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ اَجْذَمُ۔ (۲)

"جو شخص کسی کا مال جھوٹی قسم کھا کر مارے گا وہ اللہ کے

---

(۱) مسلم حدیث ۱۳۷

(۲) ابوداؤد، حدیث ۳۲۴۴

سامنے کوڑھی ہو کر پیش ہوگا۔"

فائدہ: ان تینوں حدیثوں میں اس شخص کا انجام بیان کیا گیا ہے جو کسی معاملہ اور مقدمہ میں جھوٹی قسم کھا کر دوسرے فریق کا مال مارے، پہلی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی پیشی ہوگی تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہوگا...... نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ۔

دوسری حدیث میں فرمایا گیا ایسے شخص پر جنت حرام ہے اور جہنم کا اس کے لئے لازمی اور قطعی فیصلہ ہے اور اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ایسا شخص قیامت کے دن کوڑھی ہو کر خدا کے سامنے پیش ہوگا اللہ کی پناہ کتنی سخت ہیں یہ تینوں سزائیں اس سے معلوم ہوا جو شخص اس گناہ عظیم سے توبہ اور تلافی کر کے دنیا سے نہ گیا اس کو یہ سب کچھ پیش آئے گا اور سارے عذاب چکھے گا، العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ایک حدیث میں ہے: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے ہم کلام ہوگا نہ ان پر عنایت کی نظر کرے گا اور نہ گناہوں اور گندگیوں سے ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یہ لوگ تو نامراد ہوئے اور گھاٹے میں پڑے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ تین لوگ کون کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنا تہبند حد سے نیچے لٹکانے والا (جیسا کہ متکبروں اور مغروروں کا طریقہ ہے) اور احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچنے والا۔ (مسلم)

علامات النفاق

حدیث ۱ اِنَّ لِلْمُنَافِقِيْنَ عَلَامَاتٍ يُعْرَفُوْنَ بِهَا تَحِيَّتُهُمْ لَعْنَةٌ وَطَعَامُهُمْ نُهْبَةٌ وَغَنِيْمَتُهُمْ غُلُوْلٌ وَلَا يَقْرَبُوْنَ الْمَسَاجِدَ

اِلَّا ھُجْرًا وَلَا یَأْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا دُبُرًا مُسْتَکْبِرِیْنَ لَا یَأْلِفُوْنَ وَلَا یُؤْلَفُوْنَ خُشُبٌ بِاللَّیْلِ صُخُبٌ بِالنَّھَارِ۔ (۱)

نفاق کی نشانیاں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "منافقوں کی چند علامتیں ہیں جن کے ذریعہ سے وہ شناخت کئے جاسکتے ہیں (۱) سلام کی بجائے ان کی زبانوں پر لعنت کا لفظ رہتا ہے (۲) لُوٹ کا مال ان کی خوراک ہوتی ہے (۳) خیانت کا مال ان کا مال غنیمت ہوتا ہے (۴) مسجدوں کے قریب نہیں آتے بجز بیہودہ بکواس کرتے ہوئے اور (۵) نمازوں میں شریک نہیں ہوتے مگر سب سے آخر میں اتراتے ہوئے (۶) نہ خود کسی سے الفت رکھتے ہیں نہ ان سے کوئی الفت رکھتا ہے (۷) رات کو شہتیر کی طرح بستروں پر پڑے رہتے ہیں اور دن میں شور مچاتے پھرتے ہیں۔

حدیث ۲ اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُئْتُمِنَ خَانَ۔ (۲)

"منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔"

حدیث ۳ اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا اِذَا اُئْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاھَدَ

---

(۱) مسند احمد، حدیث ۷۹۲۶

(۲) بخاری ج ۱، ص ۱۰

غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (۱)

’’جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو جائیں وہ تو پورا منافق ہے اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو سمجھ لو کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت پیدا ہوگئی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے جب اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب عہد کرے تو توڑ ڈالے اور جب جھگڑا کرے تو بے قابو ہو جائے۔‘‘

سچائی، جھگڑا ختم کرنا اور حُسنِ اخلاق

حدیث ۴ مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِيْ أَعْلَاهَا۔ (۲)

’’جس شخص نے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ بری اور بیکار بات ہے اس کا صحنِ جنت میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا حالانکہ وہ حق پر تھا اس کے لئے وسط جنت میں مکان بنے گا اور جس نے اپنے اخلاق درست کر لئے اس کے لئے جنت کے اعلیٰ طبقہ میں مکان بنایا جائے گا۔‘‘

باہم نفرت وعداوت بغض وحسد اور بدگمانی وشماتت وغیرہ کی ممانعت

حدیث ۵ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۰ باب علامۃ المنافق

(۲) ترمذی، حدیث ۱۹۹۳

تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَ كُوْنُوْا عِبَادَاللهِ اِخْوَانًا۔ (۱)

’’خبردار تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو، اور نہ ایک دوسرے سے بڑھنے کی بے جا ہوس کرو، یعنی دھوکا بازی مت کرو، باہم ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ آپس میں بغض وکینہ رکھو اور نہ غصہ کے ساتھ ایک دوسرے سے منہ پھیرو بلکہ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی کی طرح بن کر رہو۔‘‘ (۲)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اس رسالہ کی ابتداء ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ میں کی تھی خیال تھا کہ ایک دن میں مکمل کرلوں گا ترتیب تو ذہن میں ایک دن میں آگئی تھی لیکن اختتام میں کئی عوارضات کی وجہ سے تین دن اور لگ گئے۔ اب بھی اس میں بہت چیزوں کے اضافہ کا خیال تھا مگر بخوف طوالت بوقت عصر ختم ہی کردیا ناظرین سے استدعا ہے کہ کسی مبارک وقت میں یہ ناکارہ یاد آجائے تو دعا سے مدد کریں۔ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ بمطابق 6 جولائی 1975ء۔

اس رسالہ کے لکھنے کے بعد خیال تھا کہ دوبارہ نظر ثانی کروں گا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مصنف کی نظر ثانی میں بلاقصد کمی وزیادتی ہوہی جایا کرتی اس لئے

---

(۱) مسند احمد، حدیث ۸۴۸۵

(۲) مسند احمد، حدیث ۱۰۳۷۹

کہیں کہیں کمی اور اکثر جگہ زیادتی ہوتی رہی ہر چند اختصار کی کوشش کی مگر پھر بھی بہت سی جگہ اضافہ ہو ہی گیا اب بھی اس میں بہت سی چیزوں کے اضافہ کا خیال تھا مگر اس کے طویل ہو جانے کی وجہ سے ترک کر دیا، فالحمدللہ ثم الحمدللہ۔

آج ۱۵/ ذی الحجہ شب بمطابق 18 دسمبر 1975ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء اس نظر ثانی سے فراغت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا کچھ حصہ اس سیہ کار کو بھی ان احادیث کے طفیل نصیب فرما دیں تو ان کے کرم ولطف سے بعید نہیں۔

وما ذالك على الله بعزيز

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

محمد ایوب الرحمٰن انوری عفا اللہ عنہ

ابن

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

پندرہویں شب، شب جمعہ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

اَلْاَرْبَعِیْن

فِیْ

اِکْرَامِ الْمُسْلِمِیْن

مؤلف

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

عرضِ مؤلّف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثاً فِیْ اَمْرِ دِیْنِہَا بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیْہاً وَکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعاً وَّشَہِیْدًا۔ (۱)

امابعد! احادیث نبویہ کے مجموعوں میں ایک قسم وہ ہے جس کو اربعین کہتے ہیں اس لیے کہ ان میں چالیس احادیث مذکور ہوتی ہیں حضرات علماء کرام ومحدثین عظام نے اس عنوان سے اس قدر کتابیں لکھی ہیں جن کا شمار کرنا بھی دشوار ہے اس قسم کا سب سے پہلا مجموعہ بقول حضرت ملا کاتب چلپی (۱) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۱ھ) نے لکھا اور ان کے بعد اس قسم کی بے شمار تالیفات عالم وجود میں آئیں ان میں سے کم وبیش ستر اربعینات کو نام بنام حضرت ملا کاتب نے کشف الظنون میں ذکر کیا ہے اربعینات کی اس فہرست کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے ائمہ اور حفاظ حدیث نے اربعین کے نام سے کتاب لکھی ہے (اور بعض حضرات نے متعدد اربعینات لکھی ہیں) مثلاً (۲) عالم ربانی حضرت محمد بن اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۲ھ)، (۳) حضرت امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۳۵ھ (۴) حضرت حافظ بوبکر آجری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۶۰ھ (۵) حضرت امام ابوعبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مستدرک المتوفی ۴۰۵ھ (۶) حضرت ابوسعید مالینی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۶

المتوفی ۴۱۲ھ (۷) حضرت حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۳۰ھ (۸) حضرت حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۵۸ھ (۹) حضرت ابوعثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۴۹ھ (۱۰) حضرت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۷۱ھ (۱۱) حضرت حافظ ابوطاہر سلفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۷۶ھ (۱۲) حضرت حافظ شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۳۳ھ (۱۳) حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ۔

ان میں سے حضرت ابوطاہر سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی ''اَلْاَرْبَعُوْنَ الْبُلْدَانِیَۃِ'' کی شہرت حضرات محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم میں بہت تھی جس میں انہوں نے چالیس مختلف شہروں کے چالیس محدثین کی بیان کی ہوئی چالیس احادیث ذکر فرمائی ہیں، اس کے علاوہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی ''اَلْاَرْبَعُوْنَ الطِوَالُ'' کو بھی شہرت حاصل تھی، اربعین کے نام سے تقریباً ہر دور میں کتابیں تصنیف ہوتی رہیں، اور الحمدللہ آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا، بعض کتابوں کو شہرت بھی حاصل ہوئی، ساتویں صدی ہجری کے بعد جو شہرت ومقبولیت حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اربعین کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو حاصل نہ ہوسکی، علماء اسلام نے اربعین نووی رحمۃ اللہ علیہ پر خاص توجہ دی اور نہایت کثرت سے اس کی شرحیں لکھی گئیں۔

''اربعین'' لکھنے کا یہ طویل سلسلہ اور اس باب میں تالیفات کی یہ کثرت محض اتفاقی بات نہیں بلکہ اس کی محرک ایک حدیث نبوی ہے جو چالیس حدیثوں کے لکھنے یا ان کو امت تک پہنچانے کی ترغیب میں وارد ہوئی ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ جو شخص میری امت کے لیے ان کے دینی امور میں چالیس حدیثیں محفوظ کرے گا حق تعالیٰ شانہ اس کو قیامت میں بڑا عالم خوب سمجھدار (بنا کر) اٹھائیں گے اور میں اس کے لیے سفارشی اور گواہ بنوں گا، ایک روایت میں ہے کہ اس سے

کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہوجا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسا شخص علماء کی جماعت میں لکھا جائے گا اور شہیدوں کی جماعت میں اس کا حشر ہوگا۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اربعین کے خطبہ میں فرماتے ہیں:

فَقَدْ رَوَیْنَا عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَعَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدِ ِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ مِنْ طُرُقٍ کَثِیْرَةٍ بِرِوَایَاتٍ مُتَنَوِّعَاتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ زُمْرَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَکُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَافِعًا وَشَهِیْدًا وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: قِیْلَ لَهٗ! اُدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عُمَرَ: کُتِبَ فِیْ زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ وَحُشِرَ فِیْ زُمْرَةِ الشُّهَدَاءِ ... وَفِیْ رِوَایَةٍ: مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰہُ فَقِیْهًا عَالِمًا۔ (کَذَا فِیْ تَقْدِیْمِ الْاَرْبَعِیْنَ لِلنَّوَوِیْ)

یہ حدیث الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت ابوالدرداء، حضرت ابوسعید الخدری، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود، حضرت ابوامامہ، حضرت ابومسعود، حضرت ابن عمر، حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت ابن عمر

رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے مختلف کتب میں منقول ہے اس کے تمام طریق کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے لیکن اس کا کوئی طریق ضعف اور علت سے خالی نہیں ہے اسی لیے ملا کاتب چلپی نے لکھا ہے:

وَاتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّهٗ حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ وَاِنْ کَثُرَتْ طُرُقُهٗ۔

(کشف الظنون ج ۱ ص ۷۶)

محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف ہے اگر چہ بہت طریقوں سے مروی ہے، اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

هُوَ مَتْنٌ مَشْهُوْرٌ وَلَیْسَ لَهٗ اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ۔ (۱)

اس حدیث کا متن مشہور ہے مگر اس کی کوئی اسناد صحیح نہیں ہے اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جَمَعْتُ طُرُقَهٗ فِیْ جُزْءٍ لَیْسَ فِیْهَا طَرِیْقٌ تَسْلَمُ مِنْ عِلَّةٍ قَادِحَةٍ۔ (۲)

میں نے اس کے طریق ایک جز میں جمع کر دیئے ہیں مگر اس میں کوئی طریق علت قادحہ سے خالی نہیں ہے۔ بایں ہمہ یہ حدیث بالکل جعلی اور موضوع نہیں ہے بلکہ صرف ''ضَعِیْفُ الْاِسْنَادِ'' ہے اور چونکہ اس کا تعلق کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے سے نہیں بلکہ ایک ایسے کام کا ذکر اس میں ہے جس کو کیجیے تو ثواب نہ کیجیے تو کوئی گناہ نہیں۔ اس لیے محدثین کے اس اصول کی بنا پر کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی قبول کی جاسکتی ہے اسی لیے ائمہ وحفاظ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے ''اَرْبَعِیْن'' کے نام سے کتابیں لکھیں۔

---

(۱) تذکرۃ الموضوعات ص ۲۷

(۲) تذکرۃ الموضوعات ص ۲۷

اس لیے حضرات متقدمین ومتاخرین رحمۃ اللہ علیہم کی روایات میں سے بے شمار حضرات نے اس عنوان کے تحت کتابیں لکھی ہیں، انہی حضرات کی اقتداء کرتے ہوئے جو بڑے بڑے اہل علم احادیث کے حفاظ تھے میں نے اس اربعین کو ترتیب دیا ہے اور جن حضرات نے ''اَرْبَعِیْن'' لکھی ہیں مختلف ہیں کسی نے اصول دین میں ''اَرْبَعِیْن'' کو لکھا کسی نے فروع میں، کسی نے جہاد میں کسی نے زہد میں، کسی نے آداب میں، کسی نے خطبات میں، یہ سب نیک مقاصد ہیں، اللہ تعالیٰ ان مقاصد والوں سے راضی ہوں اور بعض حضرات نے مختلف احادیث کو جمع فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ احقر نے اس سے قبل تین اربعینات اور بھی لکھی ہیں ایک میں وہ اوراد و وظائف مذکور ہیں جو کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نمازوں کے بعد پڑھنا ثابت ہیں اور دوسری میں مختلف اوقات کی دعائیں مذکور ہیں اور تیسری میں آداب واخلاق ومعاملات ومودت کا ذکر ہے اور اس اربعین میں بھی اسی قسم کی احادیث کو جمع کیا ہے علاوہ ازیں ''اَلْاَرْبَعِیْن فِیْ وَظَائِف بَعْدَ الصلوٰۃِ لِلنَّبِی الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' جو کہ حدیث پاک کی نہایت عمدہ مختصر مگر جامع کتاب ہے اس کی شرح جس میں سینکڑوں احادیث مذکور ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ احقر کے قلم سے نکل چکی ہے۔

اور حضرات علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اس پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے، اربعین والی حدیث اگرچہ ضعیف ہو لیکن عمل کرنا درست ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اگر وہ احادیث صحیحہ جن میں منتشر احادیث کے فضائل وارد ہوئیں مثلاً آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان: لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ مِنْکُمْ ''تم میں جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جس نے میری حدیث سنی اور یاد کرلی پھر جیسی سنی تھی اسی طرح آگے پہنچادی۔[1]

ان ارشادات کو سامنے رکھا جائے تو دل کے وساوس دفع کرنے کے لیے کافی ہیں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے میری اس کوشش کو قبول فرمائیں اوراحقر کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اورحدیث پاک کے اس مجموعہ کولوگوں کی زبانوں پر ہمیشہ جاری رکھیں اور باطل پرستوں اور بے دینوں کی تحریف سے اس کو دور رکھیں اور ہماری سیئات کو معاف فرما کرہمیں ان برگزیدہ بندوں میں محض اپنے لطف سے شامل فرمالیں جن کواپنے دین کی خدمت کے لیے منتخب فرمالیا ہے تو ان کی شانِ کریمی سے کچھ بھی بعید نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اپنے پاک حبیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل سے جو لغزشیں اس میں ہوئی ہوں ان کو معاف فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلاَّ بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ

محمد ایوب الرحمٰن انوری لائل پوری عفا اللہ عنہٗ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ اور زبان سے ایذا نہ دینا

حدیث ۱ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (۱)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کامل مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذا سے تمام مسلمان محفوظ رہیں۔''

نوٹ: یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے، ترمذی اور نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

حدیث ۲ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ۔ (۲)

''کامل مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان ومال کے بارے میں امانت دار سمجھیں۔''

ایک دوسری روایت میں ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا:

حدیث ۳ اَیُّ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ۔ (۳)

''افضل ترین ایمان کونسا ہے؟ فرمایا: اعلیٰ اخلاق۔''

خوش اخلاقی کی فضیلت واہمیت

حدیث ۴ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ (۴)

''ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔''

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۶، مشکوٰۃ ص ۱۵

(۲) مشکوٰۃ ص ۱۵، مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۹

(۳) مشکوٰۃ ص ۱۶

(۴) مشکوٰۃ ص ۲۸۲، ۴۳۳

حدیث ۵ اِنَّ اَثْقَلَ شَیْئٍ یُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ۔ (۱)

’’قیامت کے دن مؤمن کے میزان عمل میں سب سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز جو رکھی جائی گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔‘‘

حدیث ۶ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّیْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ۔ (۲)

’’صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کرلیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔‘‘

مجسم خیر خواہی بن جانا، اپنے اور بیگانہ کا امتیاز اٹھا دینا

حدیث ۷ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ۔ (۳)

’’خیر خواہی کرنا دین اسلام کا خلاصہ ہے۔‘‘

حدیث ۸ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (۴)

’’تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی بات پسند نہ کرنے لگے جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔‘‘

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۳۱

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

(۳) بخاری ج ۱ ص ۱۳

(۴) بخاری ج ۱ ص ۶

صفات المومن

حدیث ۹ اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحَاسِنُهُمْ اَخْلَاقًا الْمُوَطِّئُوْنَ اَكْنَافاً۔ (۱)

''سب سے افضل مؤمن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو ہر ایک کے سامنے متواضع اور جھکنے والے ہیں۔''

حدیث ۱۰ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْمُنَافِقُ خِبٌّ لَئِيْمٌ۔ (۲)

''ایماندار آدمی بھولا، سیدھا اور شریف الطبع ہوتا ہے اور منافق دھوکے باز اور ذلیل الطبع ہوتا ہے۔''

حدیث ۱۱ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ۔ (۳)

کیا میں تمہیں وہ لوگ نہ بتادوں جو آتشِ دوزخ پر حرام ہیں اور آتش دوزخ ان پر حرام ہے یہ وہ لوگ ہیں جو نہایت فرمانبردار، نرم خو، ہر دلعزیز اور با اخلاق ہوں۔

حدیث ۱۲ اِنَّ الْمُؤْمِنَ مَأْلَفٌ وَ لَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلِفُ وَلَا يُؤْلَفُ۔ (۴)

''ایماندار آدمی تو وہ ہے جو مجسم پیکر محبت ہو جو شخص کسی سے

---

(۱) ابن عساکر ج ۳۸ ص ۳۰۰

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

(۳) مشکوٰۃ ص ۴۳۲

(۴) مشکوٰۃ ص ۴۲۵

الفت نہ رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے اس میں تو بھلائی کی بو بھی نہیں۔"

مسلمانوں میں باہم کیسی محبت ومودت اور کیسا تعلق ہونا چاہیئے

حدیث ۱۳ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰی۔ (۱)

"ایمانداروں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کھانے، باہم محبت وشفقت ومہربانی اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس کے بارے میں تم جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی سارے اعضا بھی بخار اور بے خوابی میں اس کے شریک حال ہو جاتے ہیں۔"

حدیث ۱۴ اَلْمُؤْمِنُ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُهٗ اِشْتَکٰی کُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَکٰی رَأْسُهٗ اِشْتَکٰی کُلُّهٗ۔ (۲)

"تمام مومن شخص واحد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے تو اس کا تمام جسم بیمار پڑ جاتا ہے اگر سر دکھتا ہے تو بھی اس کا تمام جسم بیمار پڑ جاتا ہے۔"

حدیث ۱۵ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضاً ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ۔ (۳)

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

(۳) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

''ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں ایک عمارت کی طرح ہونا چاہیے اور ایک دوسرے کے لیے اس طرح مضبوطی اور قوت کا باعث ہونا چاہیے جیسا کہ مکان کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لیے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ مبارک کی انگلیوں میں ڈال دیں۔''

(یعنی اس کا نقشہ کھینچ کر بتایا کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم مل کر ایک مضبوط دیوار بن جانا چاہیے جیسے اینٹیں باہم پیوستہ اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوں اور کہیں اس میں کوئی خلا نہ ہو)۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

حدیث ۱۶ اَلْمُؤْمِنُ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ یَأْلَمُ الْمُؤْمِنُ لِاَهْلِ الْاِیْمَانِ کَمَا یَأْلَمُ الْجَسَدُ لِمَا فِیْ الرَّأْسِ۔ (۱)

''مومنوں کی جماعت میں ایماندار آدمی کی مثال ایسی ہونی چاہیے جیسی سارے جسم میں سر کی، جیسا کہ دردِ سر کی وجہ سے تمام جسم تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح ایماندار آدمی کو بھی دوسرے مومنوں کی تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کیساتھ احسان کرنا

حدیث ۱۷ اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عَیَالِهٖ۔ (۲)

''مخلوق ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی عیال ہے پس اللہ تعالیٰ کو وہ

(۱) مسند احمد ج ۷ ۳ ص ۵۱۷

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۲۵

شخص بہت محبوب ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔"

کسی مسلمان کی حاجت روائی کرنا

حدیث ۱۸ مَنْ قَضٰی لِاَحَدٍ مِنْ اُمَّتِیْ حَاجَةً یُرِیْدُ اَنْ یَسُرَّہٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔ (۱)

"جس کسی نے میرے کسی امتی کی کوئی حاجت پوری کردی اس کا دل خوش کرنے کے لئے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے میرے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔"

حدیث ۱۹ مَنْ مَّشٰی فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ وَبَلَغَ فِیْهَا کَانَ خَیْرًا لَهٗ مِنْ اِعْتِکَافِ عَشْرِ سِنِیْنَ وَمَنِ اعْتَکَفَ یَوْماً ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰی جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ۔ (۲)

"جو شخص اپنے بھائی کے کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کیلئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اسکے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرمادیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۵

(۲) الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۲۶۳ باب فی قضاء حوائج المسلمین

سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔''

فائدہ: جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے:

حدیث ۲۰ وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ۔ (۱)

''اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔''

ایک حدیث میں ہے:

حدیث ۲۱ مَنْ قَضٰی لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ حَاجَۃً کَانَ خَیْرًا لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ کَمَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ۔ (۲)

''جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرے اس کو ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔''

اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرنے والے قیامت کے دن عرش کے سایہ میں

حدیث ۲۲ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ: اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ؟ اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلِّیْ۔ (۳)

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ کہاں ہیں میرے وہ بندے جو میری عظمت وجلال کی وجہ سے آپس میں الفت ومحبت رکھتے تھے، آج جب کہ میرے سایہ کے سوا

(۱) مسلم حدیث ۲۶۹۹

(۲) مرقاۃ ج ۸ ص ۳۱۲۹

(۳) مشکوٰۃ ص ۴۲۵

کوئی سایہ نہیں ہے میں اپنے ان بندوں کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔''

دین وایمان کے شعبے اوراس کی شاخیں

حدیث ۲۳ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ (۱)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ اور افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل ہونا یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجہ کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستہ سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

فائدہ: ایمان کے شعبوں سے مراد وہ تمام اعمال واخلاق اور ظاہری اور باطنی وہ سب احوال ہیں جو کسی کے دل میں ایمان کے آجانے کے بعد اس کے نتیجہ اور ثمرہ کے طور پر اس میں پیدا ہو جانے چاہیے جیسے کہ سرسبز وشاداب درخت میں سے برگ وبار نکلتے ہیں اس طرح گویا تمام اعمال خیر واخلاق حسنہ واحوال صالحہ ایمان کے شعبے ہیں البتہ ان کے درجے مختلف ہیں اس حدیث شریف میں ایمان کا سب سے اعلیٰ شعبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی توحید کی شہادت دینا بتلایا گیا ہے اور اس کے مقابلے میں ادنیٰ درجے کی چیز راستے سے تکلیف دینے والی چیزوں کے ہٹانے کو قرار دیا گیا ہے۔ اب ان کے درمیان جس قدر بھی امور خیر کا تصور کیا جا سکتا ہے وہ سب ایمان کے شعبے اور اس کی شاخیں ہیں خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۲

حقوق العباد سے۔

تو معلوم ہوا کہ ایمان صرف اس خشک تصدیق کا نام نہیں جس میں عمل صالح کی ایک شاخ بھی نا پھوٹے بلکہ وہ اس تر و تازہ ایقان و اذعان کا نام ہے جس میں اعمال صالحہ کی بے شمار شاخیں سدا پھوٹتی رہیں، اس پر رنگ برنگ کی عبادات کے پھول کھلیں اور ایسے ایسے نافع اعمال کی بہار آئے کہ رہ گذر سے ایک کانٹے کا ہٹا دینا ان میں ایک ادنیٰ ترین عمل شمار ہو، گویا انسان باہم ہمدردی اور غمخواری کا ایک ایسا پیکر بن جائے کہ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے تو اس کی چسک یہ اپنے قلب میں محسوس کرے ایسا ایمان زندہ ایمان ہے لیکن جس ایمان میں عمل صالح کی ایک شاخ بھی نہ پھوٹے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے درد کا اس میں کوئی احساس نہ ہو اور باہم انس و محبت کی اس میں کوئی لہر نہ دوڑے وہ زندہ ایمان نہیں مردہ ہے۔

قلبی تصدیق اور زبانی اقرار بلاشبہ ایمان کے سب سے بڑے رکن کہلاتے ہیں مگر یہ اسی وقت پُر از حقیقت سمجھے جا سکتے ہیں جبکہ اعمال صالحہ کی شہادت ان کے ساتھ موجود ہو اور اسلام کا مقدس عہد بھی اسی وقت پورا کہا جا سکتا ہے جبکہ جوارح انسانی نیکی کے لیے مضطرب نظر آئیں اگر ایسا نہیں تو یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ قلبی تصدیق گو حاصل ہے مگر وہ کھوکھلی ہے اس میں حقیقت کی کوئی روح نہیں اور زبانی اقرار بھی گو موجود ہے مگر وہ بھی رسمی اس میں صداقت کی بو نہیں، خلاصہ یہ کہ شعبہ ہائے اسلامی اس امر کی دلیل ہوتے ہیں کہ ایک مؤمن کا ایمان زندہ ہے یا اس کی روح نکل چکی ہے اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے یہاں شعبے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

اس مضمون کو قرآن کریم نے ایک بلیغ انداز میں ادا کیا ہے:

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا"۔ (سورۃ ابراہیم:۲۵)

ایک درخت سے تشبیہ دی گئی ہے مگر اس درخت سے نہیں جس پر پھول وپھل کی کوئی رونق نہ ہو اس پر بہار آئے تو سال میں صرف ایک ہی بار آئے بلکہ اس درخت سے جو سدا بہار ہو اور اس پر کبھی خزاں نہ آئے وہ دوسرے درختوں کی طرح سال میں ایک ہی بار پھل نہ لائے بلکہ موسم کی قید سے آزاد ہوکر پھولوں اور پھلوں سے ہمیشہ لدا رہے، اب محدثین کو اختیار ہے کہ وہ اس مجموعہ کو ایمان کہیں یا اصل ایمان تصدیق کو قرار دیں اور اعمال صالحہ کو اس کے ثمرات شمار کریں۔

اس حدیث کی روشنی میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ شب وروز اپنے ایمان کا جائزہ لیا کرے اور یہ اندازہ لگایا کرے کہ اس کا ایمان اعمال صالحہ کا کتنا تقاضا کررہا ہے اس میں نیکی کی کتنی شاخیں پھوٹ چکی ہیں اور کونسی شاخ ایسی ہے جس کا پھوٹنا ابھی باقی ہے، محدثین کرام نے اس حدیث کو اتنی اہمیت دی ہے کہ شعبہ ہائے اسلامی کو جمع کرنے کے لیے مستقل تصانیف تالیف فرمائی ہیں۔

حدیث کے آخر میں حیاء کے متعلق جو خصوصیت سے یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی اخلاق میں حیاء کا مقام نہایت بلند ہے اور حیاء ہی وہ خصلت ہے جو آدمی کو بہت سے معاصی اور بہت سی برائیوں سے روکتی ہے اور اس وجہ سے ایمان اور حیاء کے درمیان ایک خاص رشتہ ہے، اور معلوم ہونا چاہیے کہ حیاء صرف اپنے ہم جنسوں ہی سے نہیں کی جاتی بلکہ سب سے زیادہ جس کی حیا ہم کو ہونی چاہیے وہ ہمارا خالق وپرودگار حق تعالیٰ شانہ ہیں عام لوگ بڑا بے حیاء اور بے ادب اس کو سمجھتے ہیں جو اپنے بڑوں کا

پاس لحاظ نہ کرے اوران کے سامنے بے حیائی کے کام اور بڑی باتیں کرے لیکن فی الحقیقت سب سے بڑا بے حیاء وہ بدبخت انسان ہے جو اپنے مولیٰ سے نہیں شرماتا اور یہ جاننے کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت مجھے اور میرے فعلوں کو بے حجاب دیکھتے اور میری باتوں کو بلاواسطہ سنتے ہیں اس کے سامنے وہ برے کام اور ناروا حرکتیں کرتا ہے۔

پس اگر آدمی میں حیاء کا خلق پوری طرح بیدار اور کارفرما ہوتو نہ صرف یہ کہ اس کے ہم جنسوں کی نظروں میں اس کی زندگی پاکیزہ اور ستھری ہوگی بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معصیت کا صدور بھی بہت کم ہوگا، ترمذی میں حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللہِ حَقَّ الْحَیَاءِ قَالُوْا اِنَّا نَسْتَحْیِیْ وَالْحَمْدُ لِلہِ فَقَالَ لَیْسَ ذٰلِکَ وَلٰکِنَّ الْاِسْتِحْیَاءَ مِنَ اللہِ حَقَّ الْحَیَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا حَوٰی وَالْبَطْنَ وَمَا وَعٰی وَتَذْکُرَ الْمَوْتَ وَالْبِلٰی فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدِ اسْتَحْیٰ مِنَ اللہِ حَقَّ الْحَیَاءِ۔ (۱)

اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیاء کرنی چاہئے مخاطبین نے عرض کی الحمد للہ ہم اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار وخیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہوا ہے اس سب کی نگرانی کرو (یعنی برے خیالات سے دماغ کی، اور حرام وناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۷۲

کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں تمہاری جو حالت ہونی ہے اس کو یاد رکھو جس نے یہ سب کچھ کیا سمجھو کہ اللہ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔

حدیث ۲۴ عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ یَا رُسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَنْتَفِعُ بِہٖ قَالَ: اِعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (۱)

''حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیں جو مجھے نفع دے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دیا کرو۔''

فائدہ: غالباً یہاں سائل کا مقصد کسی ایسے امر کا سوال کرنا تھا جس کا کرنا اس کی قدرت میں ہو کیونکہ یہی نیک عمل سے نفع اٹھانے کی صورت ہوسکتی ہے نیک عمل خواہ کتنا ہی بہتر کیوں نہ ہو لیکن اگر اس پر عمل نہ ہو سکے تو وہ کس کام کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایسا آسان عمل بتا دیا جو اس سے بھی بسہولت ادا ہو جائے اور تمام دنیا کے لیے بھی سہولت کا موجب ہو۔

ایک حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ تعلیم فرمائیں شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس پر عمل کی توفیق بخش دیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث ۲۵ اُنْظُرْ مَا یُؤْذِی النَّاسَ فَنَحِّہٖ عَنِ الطَّرِیْقِ۔ (۲)

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۶۸

(۲) ابن عساکر ج ۱۷ ص ۳۲۹

"جو چیز لوگوں کے لیے تکلیف دہ ہو اس کا خیال رکھنا اور
جہاں کہیں ایسی چیز دیکھنا اسے راستہ سے ہٹا دینا۔"

ایک حدیث میں ہے حضرت ابو شیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پیدل جا رہے تھے ایک اور شخص بھی ان کے ساتھ تھے راستہ میں انہوں نے ایک پتھر پڑا ہوا دیکھا، تو فوراً اسے راستہ سے ہٹا دیا میں نے عرض کیا یہ کیا؟ انہوں نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ:

حدیث ۲۶ مَنْ رَفَعَ حَجَرًا عَنِ الطَّرِيْقِ كُتِبَ لَهٗ حَسَنَةٌ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (۱)

"جو آدمی راستہ سے کوئی پتھر ہٹا دے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جس کے پاس ایک نیکی بھی ہوگی وہ بھی جنت میں جائے گا۔"

فائدہ: اس قسم کی احادیث متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن سے راستہ میں تکلیف دینے والی چیزوں کے ہٹا دینے پر بڑی بڑی فضیلتیں ذکر فرمائی گئی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کا کسی ایسے راستہ سے گذر ہوا جس پر درخت کی ایک شاخ پڑی ہوئی تھی اس کے دل میں آیا کہ میں اس شاخ کو مسلمانوں کے راستہ سے ہٹا دوں تا کہ ان کو تکلیف نہ دے بس اتنی سی نیت کی بدولت وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔ (۲)

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۰ ص ۱۰۱

(۲) مشکوۃ ص ۱۶۸

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میں نے ایک شخص کو یکھا کہ وہ جنت میں صرف ایک درخت کی بدولت ٹہلتا ہوا پھر رہا ہے جو راستہ پر لوگوں کی تکلیف کا باعث بن رہا تھا اور اس نے اس کو کاٹ دیا تھا۔(۱)

حدیث ۲۷ کُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَیْہِ صَدَقَۃٌ کُلَّ یَوْمٍ تَطْلُعُ فِیْہِ الشَّمْسُ یَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَۃٌ وَیُعِیْنُ الرَّجُلَ عَلٰی دَابَّتِہٖ فَیَحْمِلُ عَلَیْہِ صَدَقَۃٌ اَوْ یَرْفَعُ عَلَیْھَا مَتَاعَہٗ صَدَقَۃٌ وَالْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ وَکُلُّ خُطْوَۃٍ یَخْطُوْھَا اِلَی الصَّلٰوۃِ صَدَقَۃٌ وَیُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَۃٌ۔ (۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے تو آدمی کے جسم میں جتنے جوڑ بند ہیں ان سب کی طرف سے اس پر ایک ایک صدقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے (اور وہ اس طرح ادا ہوتا رہتا ہے) دو شخصوں کے درمیان کسی معاملہ میں فیصلہ کرادیا یہ ایک صدقہ ہوگیا کسی سوار شخص کی کوئی مدد کردی اس کو سوار کرادیا یہ صدقہ ہوگیا اس کا کچھ سامان نیچے سے اٹھا کر اسے پکڑادیا یہ صدقہ ہوگیا کوئی بھلی بات زبان سے نکالی یہ صدقہ ہوگیا، ہر قدم جو نماز کے لیے اٹھایا وہ صدقہ ہوگیا، اور اگر راہ پر کوئی چیز تکلیف دہ چیز پڑی دیکھی اور ہٹادی وہ صدقہ ہوگئی۔

فائدہ: سبحان اللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ضعیف بندوں پر بہت سے صدقات واجب فرمائے ہیں تو ان کی ادائیگی کی سبیل بھی کتنی آسان نکال دی یعنی اس کی ہر حرکت وسکون کو ایک ایک صدقہ بنادیا اس میں یہ تعلیم بھی مضمر ہے کہ انسان کو ایسا کامل ہونا چاہیے کہ اس کی حرکات وسکنات بہائم (جانوروں) کی طرح نہ رہیں

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۶۸

(۲) مشکوٰۃ ص ۱۶۷

بلکہ ان میں تقرب الی اللہ کی وہ روح پیدا ہوجائے کہ اگر وہ غنی نہ ہوتو بھی محض اپنے اعمال کی بدولت بے شمار صدقات کے ثواب کا مالک بن سکے، اس امت میں بزرگی کا معیار غنا وفقر نہیں انسان کے اعمال ہیں اور ان میں سب سے معمولی عمل یہ ہے کہ راستہ پر کوئی تکلیف دہ چیز دیکھے تو اسے ہٹا دے!

مباش درپے آزار خلق ہرچہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

''مخلوق کو تکلیف مت دو جو چاہے کرو ہماری شریعت میں اس کے علاوہ کوئی گناہ نہیں ہے۔''

حدیث ۲۸ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلَاثِمِأَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ بَرَّ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنِ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْكَةً اَوْ عَظْمًا اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُّنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِمِأَةِ بِهٖ فَاِنَّهٗ يَمْشِيْ يَوْمَئِذٍ وَ قَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ۔ (۱)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنے انسان ہیں ان سب کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ بنائے گئے ہیں (ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے) تو جس نے اللہ اکبر کہا یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یا سُبْحَانَ اللّٰهِ یا اَسْتَغْفِرُ اللّٰه کہا یہ ایک صدقہ شمار ہوتا ہے اسی طرح جس نے لوگوں کے

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۶۸

راستہ سے کوئی پتھر یا کانٹا یا کوئی ہڈی ہٹادی یا نیک بات کہہ دی یا بری بات سے روک دیا غرض اُس نے تین سو ساٹھ عدد کے مطابق یہ اعمال کردیئے تو وہ اس دن زمین پر اس حال میں چلے گا کہ اپنی جان کو دوزخ کے عذاب سے دور کر چکا ہوگا۔‘‘

حدیث ۲۹ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ اَوْ اَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَنَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِئَ الْبَصَرَ لَكَ صَدَقَةٌ وَاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ۔ (۱)

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر ذرا مسکرا کر دیکھنا بھی صدقہ ہے، کوئی نیک بات کہہ دینا بھی صدقہ ہے، تمہارا کسی کو بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے کسی بے نشان زمین میں کسی کو راستہ بتا دینا بھی تمہارے لیے صدقہ ہے جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے راستہ سے پتھر کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی تمہارے لیے ایک صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی ایک صدقہ ہے۔‘‘

فائدہ: ایک حدیث میں ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۶۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ دینا واجب ہے، لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر اس کے پاس صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو کیا کرے فرمایا اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کرے اور اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور دوسروں کو بھی صدقہ دے لوگوں نے عرض کیا اگر یہ کرنے کی طاقت نہ رکھے یا استطاعت کے باوجود نہ کرے تو فرمایا کسی غمزدہ محتاج کی مدد ہی کردے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے فرمایا تو نیک بات ہی کہہ دے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے فرمایا تو کم از کم کسی نقصان رسائی سے ہی باز رہے کیونکہ یہ بھی اس کے حق میں ایک قسم کا صدقہ شمار ہوگا۔ (۱)

حدیث ۳۰ عَنْ هَانِئٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ يُوْجِبُ الْجَنَّةَ. قَالَ: عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَبَذْلِ الطَّعَامِ۔ (۲)

''حضرت ہانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیں جو جنت کا یقینی سبب ہو، فرمایا نرم گفتگو کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانے کھلانا۔''

فائدہ: ایک حدیث میں ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضرت حج مبرور میں نیک کام کیا ہیں فرمایا کھانا کھلانا اور نرم گفتگو کرنا۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۶۷

(۲) المعجم الکبیر حدیث نمبر ۴۷۰ ج ۲۲ ص ۱۸۰

حدیث ۳۱ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ! مَا الْاِسْلَامُ؟ قَالَ: طِیْبُ الْکَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: مَا الْاِیْمَانُ؟ قَالَ: اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ، قُلْتُ: اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ، قُلْتُ: اَیُّ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ۔ (۱)

''حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسلام کیا چیز ہے فرمایا نرم گفتگو کرنا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلانا، میں نے عرض کیا اچھا ایمان کیا ہے فرمایا صبر کرنا اور سخاوت کرنا، پھر میں نے پوچھا کونسا اسلام افضل ہے فرمایا جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان تکلیف نہ اٹھائیں، میں نے پوچھا کہ حضرت ایمان کونسا افضل ہے فرمایا اعلیٰ اخلاق۔''

فائدہ: ایک حدیث میں ہے حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث ۳۲ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یُرٰی ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِمَنْ اَلَانَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَتَابَعَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ۔ (۲)

''جنت میں بہت سے بالاخانے ایسے ہیں جو اتنے شفاف

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۶

(۲) مشکوٰۃ ص ۱۰۹

ہوں گے کہ ان کا بیرونی حصہ اندرونی حصہ سے اور ان کا اندرونی حصہ بیرونی حصہ سے نظر آئے گا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو نرم گفتگو کے عادی ہوں کھانے کھلائیں، پے در پے روزے رکھا کریں اور جب شب میں اور لوگ غفلت کی نیند سوتے رہیں تو یہ نماز پڑھا کریں۔''

حدیث ۳۳ اِنَّ رَجُلاً جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مَا عَمَلُ الْجَنَّۃِ؟ قَالَ: اَلصِّدْقُ وَاِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ وَاٰمَنَ فَاِذَا اٰمَنَ دَخَلَ الْجَنَّۃَ. قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مَا عَمَلُ النَّارِ؟ قَالَ: اَلْکِذْبُ اِذَا کَذِبَ الْعَبْدُ فَجَرَ وَاِذَا فَجَرَ کَفَرَ وَاِذَا کَفَرَ دَخَلَ یَعْنِی النَّارَ۔ (۱)

''ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! جنت کا عمل کیا ہے، فرمایا سچ بولنا، جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیک بن جاتا ہے اور ایماندار ہوجاتا ہے، اور جب ایماندار بن جاتا ہے تو جنت میں داخل ہوجاتا ہے پھر اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! دوزخ کا عمل کیا ہے؟ فرمایا جھوٹ بولنا، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو حدود شریعت سے تجاوز کرنے لگتا ہے اور جب تجاوز کرنے لگتا ہے تو کفر میں گرفتار ہوجاتا ہے اور جب کفر میں گرفتار ہوجاتا ہے تو دوزخ میں داخل ہوجاتا ہے۔''

فائدہ: ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب

(۱) مسند احمد ج ۱۱ ص ۲۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا راست گوئی کی عادت اختیار کرو کیونکہ راست گوئی سے نیکی کرنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور نیکی انسان کو جنت تک پہنچا دیتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور تلاش کر کر کے سچ بولتا رہتا ہے نتیجہ یہ ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا لقب صدیق پڑ جاتا ہے اور دیکھو جھوٹ سے بچنا کیونکہ جھوٹ فسق میں مبتلا کر دیتا ہے اور فسق دوزخ میں پہنچا کر چھوڑتا ہے، انسان جب جھوٹ بولتا رہتا ہے اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر جھوٹ بولتا رہتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا لقب کذاب پڑ جاتا ہے۔

مسلمانوں کے حقوق

حدیث ۳۴ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوماً. فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ اُنْصُرُہٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ اَنْصُرُہٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِكَ نَصْرُكَ اِیَّاہُ۔ (۱)

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کی ہر حال میں مدد کیا کرو، خواہ ظالم یا مظلوم ہو، تو ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مظلوم ہونے کی حالت میں تو میں اس مدد کرتا ہوں، ظالم ہونے کی صورت میں کیسے مدد کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہ اس کو ظلم کرنے سے روکو کیونکہ ظالم کو ظلم کرنے سے روک دینا بس یہی اس کی مدد کرنی ہے۔''

ایک حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

حدیث ۳۵ اِنَّ اَحَدَکُمْ مِرْاٰۃُ اَخِیْہِ فَاِنْ رَاٰی بِہٖ اَذًی فَلْیُمِطْ عَنْہُ۔
رَوَاہُ التِّرْمِذِی وَضَعَّفَہٗ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ وَلِاَبِیْ دَاؤدَ: اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ یَکُفُّ عَنْہُ ضَیْعَتَہٗ وَیَحُوْطُہٗ مِنْ وَّرَائِہٖ۔ (۱)

''تم میں ہر شخص اپنے بھائی مسلمان کے لیے آئینہ کی مثل ہونا چاہیے پس اگر وہ اس میں کوئی عیب کی بات دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اس کا ازالہ کردے۔ ترمذی، ابوداؤد میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ ایک مؤمن دوسرے مؤمن کا آئینہ ہوتا ہے اور مؤمن مؤمن کا بھائی ہوتا ہے جو بات اس کے نقصان کی ہو وہ اس کو روکتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی نگرانی کیا کرتا ہے۔''

صَدِیْقِیْ مِرْاٰۃٌ اُمِیْطُ بِھَا اَذًی
وَ عَضْبٌ حُسَامٌ اِنْ مَنَعْتُ حُقُوْقِیْ

''میرے لئے میرا دوست آئینے کی طرح ہے جسے دیکھ کر میں اپنی بدنمائی کی اصلاح کرلیتا ہوں۔ اور ایک تیز تلوار کی طرح ہے جب کوئی شخص میرے حقوق ادا کرنے سے انکار کرے۔''

وَ اِنْ ضَاقَ اَمْرٌ اَوْ اَلَمَّتْ مُلِمَّۃٌ
لَجَأْتُ اِلَیْہِ دُوْنَ کُلِّ شَقِیْقِیْ

''اگر کوئی آڑا وقت آجائے یا کوئی مصیبت درپیش ہو تو میں

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۴

اپنے حقیقی بھائی کو چھوڑ کر اس کی پناہ لیتا ہوں۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس طرح آئینہ خاموشی کے ساتھ انسان کے عیوب دکھا کر اس کی اصلاح کا سبب ہوتا ہے اسی طرح ایک مسلمان کو اپنے مسلمان کے لیے ہونا چاہیے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

حدیث ۳۶ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یُسْلِمُهٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ کَانَ اللهُ فِیْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔(۱)

"مسلمان مسلمان سب بھائی بھائی ہیں نہ ایک دوسرے پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو کسی مصیبت میں ڈال سکتا ہے جو اپنے کسی بھائی کی حاجت روائی کی فکر میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتے رہتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی مشکل آسان کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی مشکلات میں اس کی مشکل آسان کر دیتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرما لیتے ہیں۔"

اکرام مسلم

حدیث ۳۷ مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا مِنْ اَجَلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَیَّضَ اللهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ یُکْرِمُهٗ۔(۲)

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۲

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۲۳

”کوئی نوجوان کسی بوڑھے شخص کی صرف اس کے بڑھاپے کی خاطر تعظیم نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے بھی ایسا شخص مقدر فرمادیتے ہیں جو اس کی ضعیفی میں اس کی تعظیم کرتا ہے۔“

فائدہ: ایک حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کی تعظیم کرنا اور ایسے حافظ قرآن کی جو اس میں افراط وتفریط سے کام نہ لے۔ یہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں شامل ہے، اسی طرح بادشاہ کی تعظیم کرنا بھی جو منصف ہو، ایک حدیث میں ارشاد ہے جو شخص اپنے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی المنکر نہ کرے وہ ہمارے مشرب کا آدمی نہیں۔ انسان نہیں۔ وہ حافظ جو قرآن پاک کے بارے میں اور وہ بادشاہ جو عدل وانصاف میں راہ اعتدال پر قائم ہو اللہ تعالیٰ کی صفت کلام اور اس کی صفت عدل کے خاص مظہر ہوتے ہیں اسی طرح وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں بوڑھا ہوگیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت میں شامل ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ بندہ براہ راست اللہ تعالیٰ ہی کے اکرام کرنے میں تو فطرۃً پس وپیش نہیں کرتا شیطان کو بھی حق تعالیٰ شانہ کو سجدہ کرنے میں سے کوئی انحراف نہ تھا ہاں اس کو کچھ تامل ہوتا ہے تو اپنے ہم جنس کے اکرام میں ہوتا ہے، اس لیے اس اسلوبِ بیان میں اس کی فطرت کو اپنے ہم جنس کے اکرام کرنے پر اس طرح ابھارا گیا ہے کہ اس اکرام کو بھی وہ اللہ تعالیٰ ہی کے اکرام میں شمار کرے کیونکہ حافظ کے اکرام میں اللہ تعالیٰ کے کلام کا اکرام اور منصف بادشاہ کے اکرام میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ وعدل کا اکرام ہے، رہا بوڑھا مسلمان تو اس میں ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور نیت کی گنجائش ہی نہیں اس تعلیم میں ایک بڑی گہری حکمت یہ ہے کہ جس قوم کے

عادل بادشاہ اور اس کے دین کے حاملین اور اس کے کمزور مکرم ومعزز رہ کر زندگی بسر کریں گے وہ قوم کبھی دنیا میں ذلت کی زندگی بسر نہیں کرسکتی، ذلت کی ابتدا ان ہی تین گوشوں سے ہوتی ہے ایک مسلمان کی نظر میں ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کچھ نہیں رہتا اس لیے وہ جو حرکت بھی کرتا ہے اسی کے لیے کرتا ہے اسی کا نام مرتبہ احسان ہے۔

حدیث ۳۸ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰی بِصَوْتٍ رَفِیْعٍ، فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِہٖ وَلَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ اِلٰی قَلْبِہٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تُعَیِّرُوْھُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِہِمْ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّتَّبِعْ عَوْرَۃَ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ یَتَّبِعُ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ وَمَنْ یَّتَّبِعُ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یُفْضِحْہُ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِہٖ۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا اے وہ جماعت جن کا اسلام صرف زبانوں پر ہے اور ابھی دلوں میں نہیں اترا، (دیکھو) مسلمانوں کو تکلیف نہ دو، ان کو عار نہ دلاؤ، اور ان کے عیب جوئی کے درپے نہ ہو کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کی عیب جوئی کے درپے ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کے درپے ہوجائیں گے اور (یہ ظاہر ہے) کہ جس کی عیب جوئی کے اللہ تعالیٰ درپے ہوگا پھر (وہ کہاں چھپ سکتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر کے چھوڑے گا اگر چہ وہ اپنے گھر کے اندر

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۹

گھس کر کیوں نہ بیٹھا رہے۔"

حدیث ۳۹ مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ إِلاَّ نَصَرَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ۔ (۱)

"جو مسلمان کسی مسلمان کی امداد کرنے سے ایسے موقعہ پر بیٹھ جاتا ہے جہاں اس کی عزت کی دھجیاں اڑائی جارہی ہوں اور اس کی آبروریزی کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے (نازک) مقام پر اس کی اعانت اور نصرت ترک کردیتے ہیں جہاں یہ چاہتا ہو کہ کوئی شخص اس کی طرف سے جواب کے لیے کھڑا ہوجاتا اور جو مسلمان کسی مسلمان کی مدد کرنے کے لیے ایسی جگہ کھڑا ہوجاتا ہے جہاں اس کی آبروریزی کی جارہی ہو اور اس کی مٹی خراب کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے مقام پر اس کی نصرت و مدد فرماتے ہیں جہاں یہ چاہتا ہو کہ کوئی اس کی نصرت و مدد کردیتا۔"

حدیث ۴۰ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ إِلاَّ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الْآيَةَ "وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۴

الْمُؤْمِنِیْنَ"۔ (۱)

"حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی آبرو کی حفاظت کے لیے جواب دہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہوجاتا ہے کہ قیامت کے دن وہ آتش دوزخ سے اس کی حفاظت فرمائیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ ہے) کہ مومنین کی مدد کرنا ہمارے ذمہ لازم ہے۔"

فائدہ: یہ مضمون متعدد روایات میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر سب سے بڑا حق یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ حاضر وغائب اس کی آبرو وعزت کا نگران بنا رہے جس دن سے مسلمانوں نے اس سبق کو فراموش کیا ہے ان کی حالت دن بدن زبوں ہوتی چلی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ہم کو تعلیماتِ اسلامی پر صحیح صحیح عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

محمد ایوب الرحمٰن انوری عفا اللہ عنہ

۲۷/ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ، 31/دسمبر 1975ء بدھ بوقت مغرب

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ مِنْ سُنَّتِیْ اَدْخَلْتُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ شَفَاعَتِیْ

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری امت میں سے چالیس حدیثیں حفظ یاد کرلیں میں اس کو قیامت میں اپنی شفاعت میں داخل کرلوں گا۔“

مختصر چہل حدیث

مؤلف

مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

ابن

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چالیس حدیثوں کو جو شخص حفظ یاد کرلے یا لوگوں تک پہنچا دے اس کے متعلق ایک جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو فقہاء اور علماء کے زمرہ میں اٹھائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ بنا کر قبر سے اٹھائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ میں قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی شہادت دوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ علماء کے زمرہ میں لکھا جائے گا اور شہیدوں کی جماعت میں اٹھایا جائے گا۔

حدیث ۱ اَلدِّیۡنُ النَّصِیۡحَۃُ۔ (۱)

”دین خیر خواہی (کا نام) ہے۔“

حدیث ۲ اَکۡرِمُوا الۡخُبۡزَ۔ (۲)

”روٹی کی عزت کرو۔“

حدیث ۳ زِنۡ وَارۡجِحۡ۔ (۳)

”تولو اور جھکتا ہوا تولو۔“

حدیث ۴ اَلۡحُمّٰی شَھَادَۃٌ۔ (۴)

”بخار کی موت میں بھی شہادت کا ثواب ہے۔“

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۷۴

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۲ ص ۳۳۵

(۳) ترمذی ج ۲ ص ۵۸۹

(۴) شرح زرقانی ج ۱۲ ص ۵۵۶

حدیث ۵ اِبۡدَأۡ بِمَنۡ تَعُوۡلُ ۔ (۱)

''خیرات ان لوگوں سے شروع کرو جن کی تم کفالت کرتے ہو۔''

حدیث ۶ اِذَا اَسَأۡتَ فَاَحۡسِنۡ ۔ (۲)

''جب تم سے کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً کوئی نیکی کرلیا کرو۔''

حدیث ۷ اَلدُّعَآءُ یَرُدُّ الۡبَلَآءَ ۔ (۳)

''دعا مصیبت کو دفع کردیتی ہے۔''

حدیث ۸ اَلۡحَیَاءُ مِنَ الۡاِیۡمَانِ ۔ (۴)

''حیا بھی ایمان (کی علامتوں میں) سے ہے۔''

حدیث ۹ فَزِنَا الۡعَیۡنِ النَّظَرُ ۔ (۵)

''پس دونوں آنکھوں کا زنا (نامحرم کی طرف) دیکھنا ہے۔''

حدیث ۱۰ اَلۡمُؤۡمِنُ مِرۡاٰةُ الۡمُؤۡمِنِ ۔ (۶)

''مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے۔''

حدیث ۱۱ اَلرَّاشِیۡ وَالۡمُرۡتَشِیۡ فِی النَّارِ ۔ (۷)

''رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخ میں ہونگے۔''

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۱۱۲

(۲) مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۰۹۶

(۳) ترتیب الامالی ج ۲ ص ۱۶۳

(۴) بخاری ج ۱ ص ۱۴

(۵) بخاری، حدیث ۶۲۴۳

(۶) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۹

(۷) المعجم الاوسط ج ۲ ص ۲۹۵

حدیث ۱۲ ثَمَنُ الْجَنَّةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ (۱)

''لا الہ الا اللہ جنت کی قیمت ہے۔''

حدیث ۱۳ اَلْاَمَانَةُ غِنًی ۔ (۲)

''امانت داری اختیار کرنا مالداری ہے۔''

حدیث ۱۴ تَهَادُوْا تَحَابُّوْا ۔ (۳)

''(آپس میں) ہدیہ کا لین دین کیا کرو محبت والے ہو جاؤ گے۔''

حدیث ۱۵ اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ ۔ (۴)

''ران ستر (یعنی چھپانے کی جگہ) ہے۔''

حدیث ۱۶ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ ۔ (۵)

''بدفالی شرک (کی باتوں میں سے) ہے۔''

حدیث ۱۷ لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ ۔ (۶)

''(مصیبتوں سے تنگ آکر) موت کی تمنا مت کرو۔''

حدیث ۱۸ اِسْمَحْ يُسْمَحْ لَكَ ۔ (۷)

''رعایت کیا کرو تمہارے ساتھ بھی رعایت کی جائے گی۔''

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۱۹۹، صفة الجنة ج ۱ ص ۴۳

(۲) مسند الشہاب القضاعی ج ۱ ص ۴۴

(۳) شعب الایمان ج ۱۱ ص ۳۰۲

(۴) ترمذی ج ۲ ص ۴۰۷

(۵) ابوداؤد ج ۲ ص ۵۴

(۶) بخاری ج ۱ ص ۸۴

(۷) مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۳

حدیث ۱۹ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا ۔ (۱)

''جس نے دھوکہ بازی کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

حدیث ۲۰ اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ ۔ (۲)

''خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔''

حدیث ۲۱ اَفْشُوا السَّلَامَ تَسْلَمُوْا ۔ (۳)

''سلام کو پھیلاؤ سلامتی میں رہو گے۔''

حدیث ۲۲ شَرُّ الْبُلْدَانِ اَسْوَاقُهَا ۔ (۴)

''بستیوں کے بدترین مقامات ان کے بازار ہیں۔''

حدیث ۲۳ اَلصُّبْحَةُ تَمْنَعُ الرِّزْقَ ۔ (۵)

''صبح کا سونا روزی کو روکتا ہے۔''

حدیث ۲۴ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ ۔ (۶)

''قبر کا عذاب برحق ہے۔''

حدیث ۲۵ لِلْجَارِ حَقٌّ ۔ (۷)

''پڑوسی کا (بھی ضروری) حق ہے۔''

---

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۵۹۷

(۲) بخاری ج ۲ ص ۱۸۴

(۳) مسند احمد ج ۳۰ ص ۴۹۴

(۴) مسند احمد، مستدرک حاکم

(۵) مسند احمد، حدیث ۵۳۰ تحت مسند عثمان

(۶) بخاری ج ۲ ص ۹۸

(۷) مسند البزّار ج ۴ ص ۱۰۱

حدیث ۲۶ اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ۔ (۱)

”(گناہوں پر) شرمندہ ہونا توبہ ہے۔“

حدیث ۲۷ اَلسِّلُّ شَهَادَةٌ۔ (۲)

”سل کی بیماری (ٹی بی کے مرض میں مرنا بھی) شہادت ہے۔“

حدیث ۲۸ لَا تَأْتُوا الْكُهَّانَ۔ (۳)

”غیب کی باتیں بتلانے والوں (نجومیوں) کے پاس مت جایا کرو۔“

حدیث ۲۹ اِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ۔ (۴)

”نیکی کی ترغیب دینے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔“

حدیث ۳۰ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ۔ (۵)

”مومن کا تحفہ موت ہے۔“

حدیث ۳۱ اِجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ۔ (۶)

”ہر نشہ والی چیز سے پرہیز کرو۔“

حدیث ۳۲ اَلزِّنَا يُوْرِثُ الْفَقْرَ۔ (۷)

”زنا کرنا فقیری لاتا ہے۔ (فقیری کا سبب ہے)۔“

---

(۱) مسند احمد ج ۶ ص ۳۷
(۲) المعجم الکبیر ج ۶ ص ۲۴۷
(۳) مسلم، حدیث ۵۸۱۳
(۴) ترمذی، حدیث ۲۵۹۴
(۵) المستدرک علی الصحیحین ج ۴ ص ۳۵۵
(۶) مسند احمد ج ۷ ص ۳۴۱
(۷) شعب الایمان ج ۷ ص ۲۹۶

حدیث ۳۳ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ ۔ (۱)

''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

حدیث ۳۴ اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ ۔ (۲)

''جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو چاہیے کہ خاموش ہو جائے۔''

حدیث ۳۵ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً ۔ (۳)

''میری طرف سے پیغام پہنچاتے رہو خواہ ایک ہی آیت (حدیث) کیوں نہ ہو۔''

حدیث ۳۶ اَلْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ۔ (۴)

''اشیاءِ خوردنی کے ذخائر جمع کرنے والا ملعون ہے۔''

حدیث ۳۷ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ۔ (۵)

''نقصان پہنچانا اور نقصان اٹھانا مسلمان کی شان نہیں۔''

حدیث ۳۸ اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ ۔ (۶)

''نماز دین کا ستون ہے۔''

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۸۷
(۲) مسند احمد ج ۴ ص ۳۹
(۳) بخاری ج ۴ ص ۱۷۰
(۴) ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۷
(۵) مسند احمد ج ۵ ص ۵۵
(۶) شعب الایمان ج ۴ ص ۳۰۰

حدیث ۳۹ اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ۔ (۱)

''عورت سراپا پردہ ہے جیسے ہی وہ باہر نکلتی ہے شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔''

حدیث ۴۰ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبَا وَمُوْکِلَہٗ ۔ (۲)

''سود لینے والے اور سود دینے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔''

فائدہ: ترمذی شریف میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''وَشَاھِدَیْہِ وَکَاتِبَہٗ'' یعنی اس پر گواہی دینے والے اور اس کی دستاویز لکھنے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ
تَعَالٰی عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

---

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۴۶۷

(۲) بخاری ج ۲ ص ۶۱

مجموعہ رسائل انوری

(حصہ سوم)

رسائل حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

والد محترم حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

تمام رسائل کے شروع میں تفصیلی فہرست موجود ہے۔

تعارف مؤلف

حضرت مولانا فتح الدین رشیدی لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

والد محترم حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے آباؤ اجداد مشرقی پنجاب کے ضلع جالندھر تحصیل نکودر کے گاؤں موضع ''اُگی بہادر کے'' سے تعلق رکھتے تھے جہاں آپ کی زرعی اراضی تھی اور آپ رئیس لوگوں میں سے تھے۔ 1901ء کے آغاز میں آپ کو لائل پور چک اُگی (موجودہ ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں زمین ملی، پھر وہیں آ گئے۔ اس کے علاوہ چشتیاں میں بھی زرعی اراضی تھی۔ جالندھر اور ٹوبہ ٹیک سنگھ دونوں جگہ کی نمبرداری بھی آپ کے پاس تھی۔ ابتدائی کتب کا درس مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے لیا اور تکمیل حضرت مولانا محمد فاروقی کوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ مذاہب آئمہ اربعہ پر ناقدانہ وسیع نظر رکھتے تھے۔ بڑی بڑی ضخیم کتب فقہ، فتاویٰ شامی عالمگیری، البحر الرائق وغیرہ کا متعدد بار مطالعہ فرمایا۔ مبسوط، کتب تفسیر مثل تفسیر کبیر وغیرہ ازبر تھیں۔ مسائل علم کلام اور جزئیات فقہیہ مع ان کے ادلّہ کے محفوظ تھیں۔ دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی، ان مدارس کی مدت العمر مالی خدمت فرماتے رہتے۔ تمام عمر احیاء سنّت اور اہانت شرک و بدعت میں گزار دی۔ ۱۳۰۳ھ میں امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور منازل سلوک طے کرتے رہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ مراسلت جاری رہتا تھا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ دار العلوم دیوبند کے ۱۳۲۸ھ جلسہ دستار بندی کے موقع پر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی دعوت پر شریک ہوئے۔ جاتے ہوئے بوریوں میں بند کر کے مسواکیں

لے گئے تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بہت پسند فرمایا۔ کہ آپ یہ بہت کام کی چیز لائے ہیں۔ غالباً چار بوریاں تھیں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک ایک مسواک مہمانوں میں تقسیم فرمائیں۔ حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص دوست تھے۔

آخر میں تمام اوقات ذکرِ الٰہی میں گزارتے تھے اور اپنے بیٹے مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فیصل آباد قیام فرما لیا تھا۔ کبھی اپنے آپ کو مولوی نہیں کہلایا، فرماتے "بھئی میں علمائے حقانی کا خادم ہوں مولوی نہیں ہوں"۔

آپ کی تصانیف میں: (۱) الظهر فی القریٰ، الجمعة فِی القریٰ کا ردّ (۲) تنبیہ الغافلین۔ بدعات و رسوم کا ردّ (۳) گاؤں اور نماز جمعہ اور نمازِ عید (۴) ختم مرسومتہ الہند (۵) حقیقی حنفیت (۶) ایک کتاب سجدہ تعظیمی کے ردّ میں (۷) عشرہ محرم اور تعزیہ (غیر مطبوعہ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

آپ اپنی چھوٹی بیٹی (زوجہ مولانا خلیل اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ برادر مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ) سے ملنے ٹنڈ والہ یار گئے ہوئے تھے، وہاں ایک ہفتہ ٹھہرے، اسی دوران بخار اور پیٹ درد کی شکایت ہوگئی اور پھر تین دن کے بعد ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ/24 ستمبر 1951ء بروز پیر 95 سال کی عمر میں واصلِ بحق ہوئے۔ اور ٹنڈ والہ یار ہی میں دفن ہیں۔

آپکے تین نکاح تھے جن سے آپ کے تین صاحبزادے: (1) مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ (2) مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ (3) عبداللہ (جن کا ہندوستان میں ہی میں انتقال ہوگیا تھا) اور تین بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی کی شادی مولانا محمد سلیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، دوسری بیٹی کی شادی اُوگی چک ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک

بڑے زمیندار گھرانے میں چوہدری جان محمد کے ساتھ ہوئی جبکہ تیسری کی شادی مولانا محمد خلیل اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعۃ الرشید کراچی والوں کے بڑے بھائی تھے۔

پہلی اہلیہ کا قیام پاکستان سے کافی عرصہ پہلے ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا جس کے بعد مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری شادی کرلی تھی، دوسری اہلیہ سرگروہ گھی ملز کے مالک حاجی محمد شفیع کی پھوپھی تھیں۔ حاجی محمد شفیع کا خاندان جالندھر کا رہنے والا تھا۔ یہ لوگ قیام پاکستان سے قبل بھی خوش حال تھے اوران کا شمار سرکردہ کاروباری افراد میں ہوتا تھا، اوران اہلیہ محترمہ کا انتقال بھی قیام پاکستان سے پہلے ہی ہوگیا تھا۔

آپ نے بہت سے افراد کو دین کی طرف متوجہ فرمایا جیسا کہ حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان نے 1944ء میں مڈل پاس کیا تو آپ ہی نے انہیں رائے پور گجراں مدرسہ میں داخل کروایا۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان، مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں۔ مرتب کتاب محمد راشد انوری، مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ (ماہنامہ دار العلوم ج ۲ شمارہ ۲ نومبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۴۰) (مشاہیر علماء ج ۱ ص ۳۸۹)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خَتمِ مُرسُومَۃُ الهِند

مؤلف

حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ رشید امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

والد محترم حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

تقریظ

حضرت مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہٗ

رئیس التخصص فی الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

اما بعد قارئین کرام، دنیا میں تمام دینوں میں سچا اور کامل اور قیامت تک باقی رہنے والا دین، دین اسلام ہے۔ قرآن پاک ہی اسی دین کے بارہ میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور (یعنی دین اسلام) کو کامل کرنے والے ہیں اگرچہ مشرک یا کافر ناپسند کریں (توبہ، صف) اور آج تک باوجود بیگانوں اور اپنوں کی مخالفت کے یہ دین محفوظ چلا آرہا ہے۔ اور ان شاء اللہ اہل حق کا ایک گروہ ہمیشہ اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ مشہور محاورہ ہے کہ ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' اس لیے اسلام کو ہمیشہ غیروں کی بجائے اپنوں نے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ اور یہ دین پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

من از بیگا نگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہر چہ کر دآں آشنا کرد

''یعنی میں بیگانوں سے ہرگز نالاں نہیں کیونکہ میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ آشناؤں نے کیا ہے۔''

کسی شاعر نے اسی مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے!

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

بہرحال مسلمان کہلانے والوں نے دین اسلام کو الحاد اور بدعت کی دو

صورتوں میں نقصان پہنچایا، الحاد کا معنی دینی اصولوں اور مسائل کی غلط تعبیر کر کے اس کی قوت کو زائل کرنا ہے جیسے نماز، حج، قربانی وغیرہ کا مفہوم بگاڑنا، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے زمیندار کی فصل یا غلے کو اندر ہی اندر کیڑا کھائے، بظاہر شکل تو غلے یا فصل کی نظر آئے لیکن ان کے اندر کچھ بھی نہ ہو اور بدعت غیر دین کو دین بنانا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے زمیندار کی فصل میں گھاس یا خاردار جھاڑیاں اُگ جائیں اور زمین کی طاقت کو اپنی طرف کھینچ لیں اور فصل کمزور ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ زمیندار جس طرح فصل کو کیڑے سے بچانے کے لیے مختلف ادویات اور سپرے وغیرہ استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح فصل کی طاقت بحال کرنے کے لیے جڑی بوٹیوں اور گھاس پھوس کو بھی فصل سے نکال باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آج تک وارثانِ نبوت نے جس طرح الحاد کی تردید کی اسی طرح بدعت کی جڑی بوٹیوں سے بھی اسلام اور سنت کی فصل کو بچایا اور ان شاء اللہ قیامت تک بچاتے رہیں گے۔ انہیں محافظانِ شریعت میں ایک نام حضرت مولانا فتح دین رحمۃ اللہ علیہ جو اُگی تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے نمبردار اور حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین بلکہ خلفاء میں سے تھے، انہوں نے ایصال ثواب کی متعلقہ بدعات کی تردید پر ایک رسالہ ''ختم مرسومۃ الہند'' نامی لکھا جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سنت کے کھرپے سے ایصالِ ثواب کی فصل سے بدعات کی جڑی بوٹیوں کو نکال باہر پھینکا ہے تاکہ ایصالِ ثواب کی فصل کی قوت بدعات کی نظر ہو کر یہ فصل کمزور نہ ہو جائے۔ رسالہ کے آخر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایصالِ ثواب کے درست طریقے بھی نقل کر دیئے ہیں۔ اور وہ درست طریقے ایسے ہیں کہ جن میں قائلین ایصالِ ثواب کا اختلاف نہیں مثلاً حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ کے آخر میں نقل کیا کہ ''جو (ایصالِ ثواب) بطور رسم پوری کرنے کے یا شہرت اور ناموری کے ہو تو بالکل فضول اور رائیگاں ہوگا۔ (۱)

(۱) ختم مرسومۃ الہند ص ۳۰

اس سے معلوم ہوا کہ ہم ایصالِ ثواب کے منکر نہیں بلکہ رسوم، دکھلا وا اور اپنی طرف سے دنوں کی تعین، اور خاص سورتوں کی تلاوت کی تعیین اور مولوی صاحب کی حاضری کا ضروری سمجھنا اور کھانے کا سامنے رکھنا اور لوگوں کو اس کے لیے اس اہتمام سے اکٹھا کرنا کہ ایسا اہتمام فرائض کے لیے بھی نہ ہو وغیرہ چیزیں قابلِ انکار ان کے بغیر اگر اس طرح صدقہ کیا جائے کہ دائیں ہاتھ سے دیا بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے۔ اس کا ایصالِ ثواب زندہ یا مردہ کو کیا جائے تو بالاتفاق ایصالِ ثواب پہنچ جائے گا۔ اب اگر کوئی اختلاف سے بچنا چاہتا ہے تو اس رسالہ کے مطابق ایصالِ ثواب کرے،تو ایصالِ ثواب بھی درست ہوجائے گا اور اختلاف سے بھی بچ جائے گا۔ یہ رسالہ عرصہ سے نایاب تھا، مولانا محمد راشد انوری مدظلہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے خاندانی علمی سرمایہ کو از سر نو عوام میں شائع کرنے کا ارادہ فرمایا، اہلِ علم علماء وطلباء بالخصوص احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے شعبہ سے متعلقین کے لیے یہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ بڑے بڑے علماء ومشائخ کی تقریظات بھی آخر میں ہیں۔ اس لیے ان کے موجودگی میں کچھ لکھنا سورج کے سامنے چراغ جلانے کی مثل ہے۔ اللہ تعالیٰ بندہ کے گناہوں کی نحوست سے اس کو بچائیں اور مصنف اور مصدقین کی برکات سے امت کو پورا پورا مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

یرحم اللہ عبداً قال آمینا

کتبہ محمد انور اوکاڑوی

۵/۱/ ۱۴۴۰ھ (۵ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ)

آغاز کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

اما بعد! بندہ ناچیز فتح الدین نمبردار عفی عنہ ساکن اُوگی ضلع جالندھر برادران عوام احناف کی حالت زار دیکھ کر سخت حیران ہے کہ وہ ضروریات اسلام وایمان سے تو نا آشنا ہیں حتیٰ کہ کلمہ طیبہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، صفت ایمان سرے سے سیکھی ہی نہیں مگر ان رسومات کے جوان کے دلوں میں نام نہاد ملّانوں نے اپنے کھانے پینے کے لیے بنائی ہوئی ہیں سخت پابند ہیں، ان میں سے ایک رسم ختم کی بھی ہے، جو ملّاں کے آگے کھانا اور پانی رکھ کر اس سے مختلف آیات پڑھوا کر اپنے مُردوں کو ثواب پہنچواتے ہیں اور اس امر کو فرض واجب سے بڑھ کر ضروری جانتے ہیں اور حاضرین مجلس اپنا پڑھا ہوا ملّاں کی مِلک کرتے ہیں اور ملّاں باآواز بلند کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا اور اگر کوئی شخص اس رسم کا پابند نہ ہو، اس کو وہابی اور بے دین کہتے ہیں اور بحوالہ کتاب ''اوزجندی'' حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے تیسرے دن کھجور وغیرہ پر سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی روح پاک کو بخشا اور کتاب اوزجندی کو مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس لیے یہ بندہ عاجز اس رسم کی پابندی کی برائی جو شریعت سے ثابت ہے عرض کرتا ہے، وَھُوَ ھٰذَا۔

''وجوہات مانع ختم''

(یعنی ختم کے منع کرنے والے دلائل)

(۱) ملّاں ایک اجیر مشترک (کمیشن ایجنٹ) ہے، جو کام کرنے کے بعد مستحق اجرت کا ہوتا ہے جیسے نائی کھانا پکا کر کھلا کر مستحق کھانا کھانے کا ہوتا ہے ویسے ملّاں بھی حسب رواج بعد ختم پڑھنے کے مستحق کھانا کھانے کا ہوتا ہے۔ اگر ملّاں ختم نہ پڑھے تو لوگ اس کو وہابی کا خطاب دیکر مسجد سے برطرف کردیتے ہیں۔ الحاصل ملّاں اجرت پر ختم پڑھتا ہے اور اس مزدوری میں یعنی قرآن مجید پڑھنے کے عوض میں کھانا کھاتا ہے، قولہ تعالیٰ:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ (سورۃ البقرۃ:۴۱)

''یعنی نہ لو میری آیتوں کے عوض مول تھوڑا۔''

یعنی دنیا کا سامان خواہ کتنا ہی ہو لیکن آخرت کی لذت کے مقابلہ میں وہ بالکل لاشی اور حقیر ہے۔ (ترجمہ مظہری ج۱ص۵۱، تفسیر ابی السعود علی الکبیر ج۱ ص ۲۳۴، جلالین، تفسیر کبیر مصری ج۱ ص ۳۲۴)

فَاِذَا اُخْتِيْرَ عَلٰى ثَوَابِ اللهِ مِنَ الدُّنْيَا فَقَدْ جُعِلَ ذَالِكَ الشَّيْئُ ثَمَناً عِنْدَ فَاعِلِهٖ۔ (السراج المنیر ص ۱۷۲)

''یعنی جب ثوابِ الٰہی کے مقابل میں دنیا کی کوئی چیز اختیار کی گئی تو وہ شئ اس کرنے والے کے نزدیک اس کا عوض اور قیمت ہوئی۔''

حدیث: فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''پڑھو تم قرآن کو نہ روٹی کھاؤ اُسکی'' روایت کیا اِس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۸ میں۔ (نورالھدایہ ج ۴ ص ۸)

(۲) کھانا کھلانے والا بعوض ختم پڑھوانے کے ملّاں کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا جوئی اگر اس کو مقصود ہوتی تو ملّاں سے کوئی عوض نہ لیتا یعنی ختم نہ پڑھواتا بلکہ بہ نیت ثواب کھانا کھلاتا، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی سیرت بیان فرماتا ہے، قولہ تعالیٰ:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ⑧
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا
شُكُوْرًا ⑨ (سورۃ الدھر:۸،۹)

’’(اور مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو اسکی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں اور (کہتے ہیں) کہ ہم تو محض اللہ کی رضا کے لیے تمہیں کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلے کے خواہاں ہیں اور نہ شکرگزاری کے۔‘‘

یعنی ہماری غرض اس کھلانے سے یہ نہیں کہ تم ہمارا احسان مانو یا اس کا بدلہ ہمیں دو کسی واسطے سے کہ قولہ تعالیٰ:

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ⑩ (سورۃ الدھر:۱۰)

’’ہم ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے عذاب ایک دن کے سے جو عذاب اس دن کا منہ بگاڑ دے گا اور بے حواس کرے گا۔‘‘

یعنی اس دن سخت عذاب ہوگا، عذاب کو دیکھ کر سب کے ہوش اور حواس جاتے رہے گے۔ (موضح القرآن ص ۶۰۸، پارہ ۲۹)

قولہ تعالیٰ:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ
مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ (سورۃ البقرۃ:۲۶۲)

''جولوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (جس کو دیا ہے اس پر زبان سے) احسان جتلاتے ہیں اور نہ (برتاؤ سے اس کو) ایذا پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو ان (کے عمل) کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس (جا کر) اور نہ (قیامت کے دن) ان پر کوئی خطرہ ہوگا اور نہ یہ مغموم ہوں گے۔''

(بیان القرآن ج ۱ ص ۱۴۳)

قولہ تعالیٰ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ۔ (سورۃ البقرۃ:۲۶۴)

''اے ایمان والو! مت مٹاؤ اپنے صدقات کو احسان جتانے اور اذیت دینے سے جیسے وہ شخص کہ مال اپنا لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے۔''

فائدہ:

مراد مجموع ''مَنّ وَاَذٰی'' سے ابطال نہیں بلکہ اگر ان میں سے کوئی ہوگا خواہ مَنّت (احسان جتلانا) یا اذیت تو ثواب باطل ہو جائے گا، پس ایسا مٹانا مت مٹاؤ۔ (مواہب الرحمٰن ج ۳ ص ۷ ۳)

(۳) کہا تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الہدایہ میں قرآن کریم کو اجرت پر پڑھنے والا مستحق ثواب نہیں ہوتا نہ میت کے لئے نہ اپنے لئے اور دنیا کے لالچ میں قرآن پڑھنے والے کو روکا جائے گا اور اجرت دینے والے اور لینے والے

دونوں گناہ گار ہیں پس حاصل یہ کہ یہ جو مروج ہے ہمارے زمانہ میں قرآن پڑھنا ساتھ اجرت کے جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں حکم کرنا ہے، ساتھ قرأت قرآن کے اور دینے ثواب اس کے آمر کو اور قرأت ہے واسطے مال کے پس جب نہ ہوا قاری کو ثواب بسبب نہ نیت صحیح ہونے کے پس کہاں پہنچے گا ثواب مستاجر یعنی اجرت دینے والے کو۔ اگر نہ ہوتی اجرت نہ پڑھتا کوئی کسی کے لیے اس زمانہ میں (جب اُس زمانہ کا یہ حال تھا تو اِس زمانے کا کیا حال ہوگا) بلکہ لوگوں نے قرآن عظیم کو کمائی اور دنیا جمع کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

(شامی مصری ج ۵ ص ۳۶ سطر ۲۵، مجموعۃ الفتاویٰ علی خلاصۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۱۲، عین الھدایہ ج ۴ ص ۳۱۶، مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۴، ۷۹، ۱۰۲، نیز ج ۲ ص ۳۶۳، ۲۴۲، ۵۴)

فصل:

ان باطل بدعات میں جن کو لوگ عبادت سمجھ کر ان میں منہمک اور مُصر ہیں اور یہ بہت ہیں جن میں سے اہم کو ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) روپے وقف کرتے ہیں کہ قرآن مجید اور نوافل اور تسبیح تہلیل درود شریف اُجرت پر پڑھوا کر وقف کنندہ (وقف کرنے والے) کی روح کو ایصال ثواب کیا جاوے۔

(۲) بعض لوگ وصیت کرتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے والوں کو اجرت میں طعام اور روپے میرے مرنے کے بعد دے دینا یا تسبیح تہلیل اُجرت دے کر پڑھوا دینا یا قبر پر چالیس روز یا کم وبیش کے واسطے آدمی بٹھا دینا یا قبر پر روضہ بنا دینا، یہ تمام بدعات منکرہ (گناہ کبیرہ) ہیں اور وقف اور وصیت باطل ہیں اور روپے وغیرہ ان امور پر لینا دینا حرام ہیں اور لینے والا گنہگار ہے اور اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسائل السیف الصارم وانفاذ الھالکین وایقاظ النائمین وجلاء القلوب میں لکھی ہے،

ان کا ضرور مطالعہ کروتا کہ حقیقت حال معلوم ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ طریقہ محمدیہ للشیخ البرکوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۷۱ آخر کتاب اور مزید اطمینان کے لیے ملاحظہ ہو: فتاویٰ مولانا عبدالحئی مطبوعہ ۱۳۳۰ھ ص ۵۴، ۷۹، ۱۰۲، ونیز ج ۲ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ ص ۳۶۳، ۲۴۲، ۵۴۔ وبہار شریعت مصنفہ مولوی امجد علی اعظمی حصہ چہارم ص ۵۵، ۵۹، ۳۳۔ البحر الرائق ج ۳ ص ۵۹ باب الحج عن الغیر وشامی مصری باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۲۴۳ وایضاً مطلب فی بطلان الوصیۃ بالختمات والتہالیل ج ۱ ص ۵۱۴ وایضاً ج ۵ ص ۳۷ باب اجارہ فاسدہ۔

(۴) تراویح میں ختم قرآن پر کچھ لینا دینا جائز نہیں:

کسی شخص کو تراویح کی جماعت گھر میں پڑھانے کے لیے اجرت دیکر مقرر کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ امام تراویح اجرت پر مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیریہ ج ۱ ص ۹۳، انواع بارک اللہ ص ۲۰۱، عین الہدایہ ج ۱ ص ۵۶۵، فتاویٰ خانیہ ۱۱۰، بہار شریعت ج ۴ ص ۳۲)

امداد الفتاویٰ مجتبائی ج ۱ ص ۴۰ میں ایصالِ ثواب کیلئے پڑھے گئے قرآن کریم پر اجرت لینے کو حضرات فقہائے کرام نے سخت منع لکھا ہے۔ تراویح میں بھی اُجرت کے ناجائز ہونے کے ساتھ سائل کے اعتراضات کا مفصل جواب دیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ ہو، اور فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔ الجواب: تراویح میں جو کلام اللہ پڑھے یا سنے اس کی اجرت لینا دینا حرام ہے، فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۲، الحاصل طلب دنیا کے لیے قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے چنانچہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۸ سطر ۹ میں ہے:

لَوْ قَرَأَ طَمَعًا فِي الدُّنْيَا فِي الْمَجَالِسِ يُكْرَهُ ...الخ

قرآن مجید کو دنیا کے حصول کی امید سے محافل ومجالس میں پڑھنا شرعاً

مکروہ تحریمی ہے۔

شبہ:

بعض کتب فقہ میں قرآن شریف پر اجرت لینا جائز لکھا ہے۔

جواب:

اصل یہ ہے کہ عبادت پر اجرت لینا جائز نہیں بفرض تسلیم پھر اس عبادت کا ثواب نہیں۔

(الف) قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ ہر ایسی طاعت کہ اس کے ساتھ مسلمان مختص ہو اس پر اُجرت لینا ہمارے (حضرات حنفیہ) کے نزدیک جائز نہیں اور اس زمانہ میں بعض مشائخ نے قرآن پڑھانے پر اُجرت لینا استحساناً جائز رکھا ہے کیونکہ دینی امور میں سستی و بے پروائی ظاہر ہوگئی ہے پس اگر منع ہو تو قرآن کا حفظ ضائع ہو جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔(ہدایہ فاروقی ج ۳ ص ۲۸۶، عین الهدایہ ج ۳ ص ۶۴۸، درمختار باب الاجارۃ الفاسدہ، غایۃ الاوطار ج ۳ ص ۳۴ وغیرہ وغیرہ)

(ب) اور صحیح نہیں ہے اجارہ قرآن پڑھنے اور ہدیہ کرنے اس کے طرف میت کے کیونکہ کسی امام سے اس کی اجازت منقول نہیں ہے اور تحقیق علماء کرام کا قول ہے کہ جب قاری مال لینے کی غرض سے پڑھے، تو اس کو ثواب نہیں ہوتا پس کیا ہدیہ دے گا میت کو سوائے اس کے نہیں کہ میت کو عمل صالح پہنچتا ہے اور محض تلاوت قرآن کے اجارہ کے جواز کے کوئی امام قائل نہیں ہوئے صرف اختلاف آئمہ متاخرین رحمۃ اللہ علیہم کا تعلیم قرآن کی اُجرت میں ہے۔ صاحب البحر الرائق ایصال ثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَلَمْ اَرَ حُكْمَ مَنْ اَخَذَ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا لِيَجْعَلَ شَيْئًا مِّنْ عِبَادَةٍ لِّلْمُعْطِيْ وَيَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يَصِحَّ ذٰلِكَ۔

(البحر الرائق باب الحج عن الغیر ج ۳ ص ۵۹)

اور میں نے اس آدمی کے متعلق کوئی حکم (فقہاء کی عبارات میں) نہیں دیکھا جو کچھ رقم وصول کرے اور اپنی عبادت کا ثواب رقم دینے والے کو بخش دے۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کرنا جائز نہ ہو۔

اور شامی میں تحت عبارت مذکور لکھا ہے:

اَیْ لِاَنَّہٗ کَانَ اَخْذُہٗ عَلٰی عِبَادَۃٍ سَابِقَۃٍ یَکُوْنُ ذٰلِکَ بَیْعًا لَھَا وَذَالِکَ بَاطِلٌ قَطْعاً وَاِنْ کَانَ اَخْذُہٗ لِیَعْمَلَ یَکُوْنُ اِجَارَۃً عَلَی الطَّاعَۃِ وَھِیَ بَاطِلَۃٌ اَیْضاً کَمَا نُصَّ عَلَیْہِ فِی الْمُتُوْنِ وَالشُّرُوْحِ وَالْفَتَاوٰی اِلاَّ فِیْمَا اسْتَثْنَاہُ الْمُتَاَخِّرُوْنَ مِنْ جَوَازِ الْاِسْتِئْجَارِ عَلَی التَّعْلِیْمِ وَالْاَذَانِ وَالْاِمَامَۃِ وَعَلَّلُوْہُ بِالضَّرُوْرَۃِ وَ خَوْفِ ضِیَاعِ الدِّیْنِ فِیْ زَمَانِنَا لِاِنْقِطَاعِ مَا کَانَ یُعْطٰی مِنْ بَیْتِ الْمَالِ وَبِہٖ عُلِمَ اَنَّہٗ لاَ یَجُوْزُ الْاِسْتِئْجَارُ عَلَی الْحَجِّ عَنِ الْمَیِّتِ لِعَدَمِ الضَّرُوْرَۃِ کَمَا یَأْتِیْ بَیَانُہٗ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وَلاَ عَلَی التِّلاَوَۃِ وَالذِّکْرِ لِعَدَمِ الضَّرُوْرَۃِ اَیْضاً وَتَمَامُ الْکَلاَمِ عَلٰی ذَالِکَ فِیْ رِسَالَتِنَا شِفَاءُ الْعَلِیْلِ۔

(شامی ج ۲ ص ۲۴۳، باب الحج عن الغیر ج ۲ ص ۲۵۶ رشیدیہ کوئٹہ)

(ج) بفرض تسلیم تعلیم قرآن پر اجارہ جائز ہونے کے مسجد میں تعلیم قرآن بِالْاَجر اور کتابت بِالْاَجر کو مانند دیگر مشاغل دنیاوی منع فرمایا۔ اگر تعلیم بِالْاَجر عبادت ہوتی تو مسجد سے منع نہ فرماتے۔ جو شخص قرآن مجید وغیرہ تنخواہ لے کر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے اس کو مسجد سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہیے......الخ۔ (بہشتی گوہر ص ۱۲۱)

بچوں کو قرآن شریف وغیرہ اجرت لے کر مسجد میں پڑھانا بالاتفاق ناجائز ہے۔ (فتاویٰ سراجیہ ص ۲۷، الاشباہ والنظائر ص ۵۵۸، فتاویٰ خانیہ ص ۳۱، البحر الرائق ج ۲ ص ۳۵)، (جب تک مسجد کے علاوہ انتظام نہ ہو تو مسجد میں گنجائش ہے)۔

(۵) عبادت بدنیہ میں نیابت صحیح نہیں:

اگر کہو کہ ملاّں اجیر (مزدور) نہیں بلکہ ہماری طرف سے ختم پڑھنے کے لیے نائب اور وکیل ہے تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ عبادت بدنیہ میں بحالت اختیاری واضطراری ہر طرح سے نیابت صحیح نہیں ہے۔

(ہدایہ ج ۱ ص ۲۷۶، البحر الرائق ج ۳ ص ۶۰، عالمگیری باب الحج عن الغیر ج ۱ ص ۲۰۳)

عبادت بدنی جیسے نماز، روزہ اور اعتکاف اور قرأت قرآن اور اذکار نیابت کو نہیں قبول کرتے ہر طرح سے نہ قدرت میں نہ عجز میں اس واسطے کہ عبادت بدنیہ میں غرض اصلی یہ ہے کہ افعال مخصوصہ سے روح اور بدن پر محنت اور مشقت پڑے تاکہ روح کو صفائی اور قربِ الٰہی حاصل ہو تو یہ امر نہیں حاصل ہو سکتا نائب کے فعل سے جب تک خود نہ کرلے۔ (غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۲۰۹)

(۶) کھانے پر ختم پڑھنا اہلِ ہنود سے مشابہت ہے:

(۱) ہندو لوگ ہر سال اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں لیکن جس تاریخ کو کوئی مرا ہو اسی تاریخ میں ثواب پہنچانا ضروری جانتے ہیں اور اس کھانے کے ثواب کا نام سرادھ ہے، اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہو جاوے تو اول اس پر پنڈت کو بلا کر کچھ بید پڑھواتے ہیں جو پنڈت کھانے پر بید پڑھتا ہے وہ ان کی زبان میں برہمن کہلاتا ہے۔ (تحفۃ الہند باب ۲ فصل ۶ ص ۱۰۶)

(۲) بوقت طلوع آفتاب بوجہ مشابہت کفار (وہ اس وقت پوجا پاٹ کرتے ہیں) نماز جائز نہیں۔ (کبیری ص ۲۳۵، ۲۳۱، غایۃ الاوطار مطبوعہ ۱۳۰۴ھ ج ۱

ص ۱۷۳، ۱۷۷۔ ترجمہ حُجۃُ اللہ البالغہ ص ۱۳۳ وغیرہ وغیرہ)

(۳) نماز میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا بوجہ مشابہت اہلِ کتاب مکروہ ہے۔ (ہدایہ مجتبائی ج ۱ ص ۱۱۶)

(۴) اکیلے امام کا محراب میں اور دکان میں (اونچی جگہ) کھڑا ہونا بوجہ مشابہت اہلِ کتاب مکروہ ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۰)

(۵) کفار کے عبادت خانوں کی مشابہت کی وجہ سے مسجد میں درخت لگانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۸۸، البحرالرائق ج ۲ ص ۳۵ قاضی خان ص ۳۱)

باتفاق اکابر علماء ہند فرماتے ہیں:

قِرَأۃُ الْکَافِرُوْنَ اِلَی الْآخِرِ مَعَ الْجَمْعِ مَکْرُوْھَۃٌ لِاَنَّھَا بِدْعَۃٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنِ الصَّحَابَۃِ وَلاَ عَنِ التَّابِعِین (من کذا فی المحیط)۔ (عالمگیری ج ۴ ص ۱۱۸)

''سورۃ الکافرون کا اکٹھے ہو کر پڑھنا بدعت ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے منقول نہیں۔''

(۷) <u>ختم آداب طعام وسنت کے خلاف ہے:</u>

(الف) حدیث میں وارد ہے کہ تکریم (عزت) کرو، روٹی کی کہ وہ برکات سمٰوات اور ارض (آسمانوں اور زمین کی برکتوں کا ذریعہ) ہے اور جس قوم نے روٹی کا استخفاف (توہین) کیا اور حقارت کی تو حق تعالیٰ شانہٗ ان کو گرسنگی (بھوک) اور محتاجی کے ساتھ مبتلا کرتا ہے اور اس کے اکرام سے یہ ہے کہ روٹی سامنے آوے تو سالن کا انتظار نہ کرے۔ (غایۃ الاوطار ج ۴ ص ۱۹۶، البحرالرائق ج ۸ ص ۱۸۳، عالمگیری ج ۴ ص ۱۳۴ ایضاً مسائل شتی وکتاب الکراھیۃ باب ۱۱، عین الھدایہ ج ۴ ص ۲۷۵، ترجمہ نصاب الاحتساب ص ۵۱، ترجمہ عالمگیری ج ۴ ص ۲۹۷، ۱۱۰۷، درمختار کتاب الحظر الاباحۃ)

جب کھانا حاضر کیا جاوے کھانا شروع کرے۔

(غنیۃ الطالبین فی اداب الفقراء عن الاکل)

(ب) کھانے کے وقت سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بِسۡمِ اللهِ اور اس کے بعد اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہنا اور قبل از طعام اور بعد از طعام دونوں ہاتھ دھونا، اگر بِسۡمِ اللهِ کہنا بھول جائے تو بِسۡمِ اللهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ کہے اور جب بِسۡمِ اللهِ کہے تو بلند آواز سے کہے تاکہ اس کے ساتھی بھی بِسۡمِ اللهِ کہیں۔ (غایۃ الاوطار ج ۴ ص ۱۹۵، غنیۃ الطالبین فصل فی آداب الاکل والشرب، عالمگیری ج ۴ ص ۱۳۴ س ۱۰، انوارِ بارک اللہ ص ۴۰۶)

حدیث: حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بچے! بِسۡمِ اللهِ کہہ اور داہنے ہاتھ سے اپنے نزدیک سے کھا۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۱۰ معہ حاشیہ نمبر ۳)

اعتراض:

جبکہ بِسۡمِ اللهِ کہنا سنت ہے تو اگر چند آیات اور اس کے ہمراہ پڑھی جائیں تو خلاف سنت کیوں ہے۔

جواب اول:

بِسۡمِ اللهِ کھانے کے وقت بطور تبرک پڑھی جاتی ہے نہ بطور نیت تلاوت قرآن، کتب فقہ میں ہے کہ لوگ بِسۡمِ اللهِ کو بغیر سورۂ نمل کی بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کو قرآن کے ارادہ سے نہیں پڑھتے بلکہ تبرکاً پڑھتے ہیں۔ (شامی مصری باب الیمین واللبس والکلام ج ۳ ص ۱۰۷، البحر الرائق باب مذکور ج ۴ ص ۳۳۵، در مختار مجتبائی ج ۱ ص ۳۰۴ باب مذکور، غایۃ الاوطار ج ۲ ص ۳۶۹)

جیسے ہر کام سے پہلے بِسۡمِ اللهِ پڑھتے ہیں ویسے ہی کھانا کھاتے وقت پڑھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کھانا کھانے کے وقت بِسۡمِ اللهِ سے پہلے اَعُوۡذُ بِاللهِ

نہیں پڑھتے۔

جواب دوم:

بِسۡمِ اللّٰہ پڑھنا کھانا کھاتے وقت شارع سے ثابت ہے بلکہ آپ کا اس کے متعلق امر بھی ہے اور یہ مسلّمات میں سے ہے کہ جتنا ثابت ہو اسی کو ادا کرنا چاہیے تو بِسۡمِ اللّٰہ ہی کو پڑھ کر کھانا شروع کر دینا چاہیے، زائد اس سے پڑھنا قاعدہ مذکور سے ناجائز ہوگا۔ دیکھئے جو لوگ کہ خود سختی کر لیتے ہیں جتنا شریعت کے اندر ثابت ہو اس سے زیادتی کر لیتے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ شکایت فرماتے ہیں:

وَرَهۡبَانِيَّةَ ٱبۡتَدَعُوهَا مَا كَتَبۡنَٰهَا عَلَيۡهِمۡ۔ (سورۃ الحدید:۲۷)

''اور وہ رہبانیت جو انہوں نے نکال لی تھی ہم نے اسے کہیں نہیں لکھا تھا۔''

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا سکھلائی انہوں نے سناتے وقت بجائے لفظ بِنَبِيِّكَ کو بِرَسُولِكَ پڑھ دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا جیسا پڑھایا گیا ہے ویسا ہی پڑھو یعنی بِرَسُولِكَ۔

(ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵ باب فی الدعا اذا آوی الی فراشہ)

(۸) حضورِ طعام مانع تلاوتِ قرآن، نماز اور جماعت ہے:

(الف) قاری کو چاہیے کہ دل لگا کر پڑھے اور ایسا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہے اور ایسے وقت میں کہ بھوکا ہو یا ضرورت کی جگہ بیت الخلاء وغیرہ کی حاجت ہو تو نہ پڑھے۔ (مجموعہ زینت القاری مصطفائی لاہور ص ۱۱)

اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ میت کے ایصال ثواب کے لیے پہلے دن یا تیسرے دن یا ہفتے کے بعد کھانا پکانا مکروہ تحریمی ہے اور موسموں میں قبر کی طرف کھانا اٹھا کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور میت کے لیے قرآن پڑھنے کے لیے دعوت

کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے اور قرآن شریف کے ختم پڑھنے یا سورۂ انعام یا سورۂ اخلاص کے پڑھنے کے لیے صالحین اور پڑھنے والے کو جمع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ حاصل یہ کہ کھانا آگے رکھ کر کھانے کے وقت قرآن شریف پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(شامی مصری ج ۱ ص ۶۲۹، کبیری ص ۵۴۵)

مسئلہ: جن لوگوں سے قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوایا ان کے لیے بھی کھانا تیار کرنا ناجائز ہے۔ (الدر المختار، بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۵۹ مصنفہ مولوی امجد علی اعظمی)

(ب) جب کھانا حاضر ہوا اور نفس اس کی طرف شائق (مائل) ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری کتاب الصلوٰۃ باب اول فصل ۳ ج ۱ ص ۴۰ س ۳۰، غنیۃ المستملی مجتبائی ص ۳۵۲، البحر الرائق مصری ج ۱ ص ۲۵۳، درمختار مجتبائی ج ۱ ص ۶۲، بہشتی زیور حصہ دوم مجتبائی ص ۲۸، غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۱۷۶، انواع بارک ص ۱۱۶، نور الایضاح قاسمی ص ۲۱، ۲۲، عین الہدایہ ج ۱ ص ۵۱۳ وغیرہ وغیرہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز نہیں بروقت حضور طعام کے اور نماز نہیں یہ کہ اس کو ضرورت پاخانہ پیشاب رفع کرنیکی حالت میں ہو۔ (مسلم باب کراہۃ الصلوٰۃ بحضرۃ الطعام ص ۲۰۸، مشکوٰۃ باب الجماعت ص ۹۶، مظاہر حق ج ۱ ص ۳۴۹، نووی شرح مسلم ص ۲۰۸)

کبیری میں اس کی خوب تفصیل بیان فرمائی ہے۔

(ج) جماعت کی نسبت قولہ تعالٰی "وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ" یعنی رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے اور حدیث میں ہے "لَا يَتَخَلَّفُ اِلَّا مُنَافِقٌ" یعنی اس سے نہیں پیچھے رہتا مگر منافق اور عالمگیری ج ۱ ص ۶۴ سطر ۲۹ میں بدائع سے منقول ہے کہ ایسے مردوں پر جو عاقل بالغ آزاد ہیں اور بلا حرج جماعت پر قادر ہیں ان پر جماعت واجب ہے۔ مگر باوجود اس تاکید اور وعید کے حضور طعام مانع

شمول جماعت ہے۔

حدیث (۱): روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ سامنے رکھا جاوے کھانا عشاء کا اور نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھالو اور نماز کے لیے جلدی نہ کرو یہاں تک کہ فارغ ہو اس سے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور ادھر نماز کی تکبیر ہوتی وہ جب تک کھانے سے فارغ نہ ہوتے نماز کے لیے نہ آتے اور امام کی قرأت سنتے رہتے۔ (مشکوٰۃ ص ۹۵، بخاری ج ۱ ص ۹۲، ایضاً ج ۲ ص ۸۱۲، مسلم ج ۱ ص ۲۰۸)

حدیث (۲): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانے کے لیے بیٹھا ہو تو جلدی نہ کرے اچھی طرح اپنی خواہش پوری کرلے گو نماز کی تکبیر ہو جائے۔ (بخاری ج ۱ ص ۹۲)

حدیث (۳): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب شام کا کھانا (سامنے) رکھا جائے ادھر نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھالو۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۰۸)

حدیث (۴): جب شام کا کھانا سامنے رکھا جائے تو پہلے کھانا کھالو پھر مغرب کی نماز پڑھو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی نہ کرو۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۰۸)

باب: جب کھانا سامنے رکھا جائے ادھر نماز کی تکبیر ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو (ایسی حالت میں) پہلے شام کا کھانا کھالیتے تھے اور ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آدمی کی عقلمندی ہے کہ پہلے اپنی حاجت پوری کرے تاکہ نماز میں جب کھڑا ہو تو اس کا دل خالی ہو (کوئی خیال نہ رہے)۔ (بخاری ج ۱ ص ۹۲)

معلوم ہوا برعکس کرنا اس کے سخت بے وقوفی ہے۔

روایات فقہ

جب کھانا حاضر ہو اور جماعت کھڑی ہو اور نفس اس کا (شدید بھوک میں) کھانے کی طرف کو راغب ہو، ایسے ہی جب غیر وقت عشاء میں کھانا حاضر ہو اور نفس مشتاق ہو تو سب صورتوں میں جماعت ساقط ہو جاتی ہے یہ سراج الوہاب میں لکھا ہے۔ (البحرالرائق ج ا ص ۷۴۴ باب الامامۃ ، عالمگیری باب الامامۃ ج ا ص ۶۵ سطر ۴، عین الہدایہ ج ا ص ۱۴۴، انواع بارک اللہ ص ۱۵۵)

۹) کھانا کھانے کے وقت مُردوں کو یاد کرنا مکروہ ہے:

کھانے وقت کراہت ایہی مردے یاد کریئے
ایہو حکم نجاست سندا جیکو نظر کریئے

انواع مولوی عبداللہ لاہوری نص فرائض۔ (در بیان متفرقات ص ۴۳)

''کھانا کھاتے وقت ختم پڑھنے والے کھاتے بھی جاتے ہیں اور مردوں کو یاد بھی کرتے ہیں غور کریں تو ایسا کھانا برا ہے۔''

ختم پڑھنے پڑھانے والے پتھر دل ہوتے ہیں ان کے قلب نرم نہیں کہ کھانے سامنے رکھ کر مُردوں کو یاد کرتے ہیں اور پھر کھانا کھاتے ہیں، لوگوں کی مرض و مرگ کو ذریعہ معاش جانتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ اب کھانا کپڑا روپیہ پیسہ جوتا ملے گا۔ وارث شاہ صاحب لکھتے ہیں:

جدوں جگ جہان تے سوگ ہووے تدوں قاضیاں دے گھریں شادیاں وے
اوہ محروم ہوئے رحمت رب دی توں جنہاں وڈھیاں چیریاں کھادیاں وے
اے دلاں نوں پکڑ وچھوڑ دے بری بات ہے تنہاں ہسیاریاں نوں
کھاون روٹیاں نت ایمان ویچن ایہو مار ہے قاضیاں ساریاں نوں

ترجمہ: ''جب دنیا والوں کے گھروں میں صدمات کی وجہ سے

سوگ کا سماں ہوتا ہے،لوگ مرنے والے پر آہ وفغاں کر رہے ہوتے ہیں تو یہ نام نہاد مُلوانے خوشیاں مناتے ہیں۔ جو حلال حرام کی تمیز نہیں کرتے اور جو کٹا چِرا آیا کھا لیتے ہیں، وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ دلوں میں دوریاں ڈال دیتے ہیں جو ان کا برا فعل ہے۔ یہ تو روٹیوں کے بدلے ایمان بیچ دیتے ہیں یہی بیماری ہے ان نام نہاد قاضیوں یعنی مُلوانوں کو۔‘‘

(۱۰) ایصال ثواب کا کھانا کھانا مکروہ ہے:

مسئلہ: میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے، نہ غم کے وقت اگر فقراء کو کھلائیں تو بہتر ہے۔ (فتح القدیر، بہار شریعت حصہ ۴ ص۱۵۹، شامی مصری ج ۱ ص ۶۲۹)

اور اگر محض مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے پکایا جائے تو اچھا ہے اور معراج (کتاب) میں اس بات کو طول دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ تمام افعال صرف سنانے دکھانے کو ہوتے ہیں پس ان دونوں سے بچنا چاہیے کیونکہ لوگوں کو لِوَجہِ اللہ کا قصد نہیں ہوتا۔

(شامی مصری ج ۱ ص ۶۳۰، فتاویٰ صابریہ ص ۱۴۱، دار الافتاء انجمن مستشار العلماء لاہور)

دہویں روز یا دہویں ترہویں یا چالیہ
ایہ نیت مردے طعام غنیاں بجہہ کردہ صحیح

’’جو مرنے والوں کی روح کو ایصال ثواب کی نیت سے دسویں روز مہینہ بعد یا چالیسویں دن کھانا تقسیم کیا جاتا ہے وہ مال دار صاحب حیثیت کو کھانا جائز نہیں۔‘‘ (انواع مولوی عبداللہ

صاحب لاہوری، علوم باب غسل میت، مجموعۃ الفتاویٰ مولوی عبدالحیٔ
صاحب ج ۳ ص ۶۹)

وہ کھانا جو میت کے تیسرے ساتویں روز اور ایک ماہ اور ایک سال وغیرہ کے بعد کرتے ہیں اس کی دعوت قبول کرنا مکروہ ہے۔ خاص کر علماء اور فضلاء اور اکابر کے لیے مکروہ ہے۔ (مائۃ مسائل از نوادر الفتاویٰ ص ۹۴)

واگر نذر خدا کند وثواب آن با رواح انبیاء اولیاء وشہدا وصلحا میر
ساند فقیر را خوردن درست است واغنیاء و بنی ہاشم را خوردن
درست نیست۔ (حوالہ بالا)

''اور اگر اللہ تعالیٰ کے نام کی نذر مانی جائے اور اس کا ثواب انبیاء، اولیاء، شہداء اور صلحاء کی ارواح کو پہنچائیں، تو فقیر کو کھانا درست ہے، مالداروں اور بنی ہاشم کو کھانا درست نہیں۔''

(۱۱) جمعرات، شب قدر وغیرہ کے ختم سے عقیدہ میں خرابی:

اکثر لوگ ان متبرک ایام میں بایں خیال کہ ارواح مُردگان اپنے اپنے گھروں میں آتے ہیں کھانا آگے رکھ کر بعض خود بخود بعض ملّاں کو بلوا کر ختم پڑھتے پڑھواتے ہیں اس کی برائی میں بھی یہ رسالہ لکھا گیا ہے، رہا یہ عقیدہ کہ ارواح گھروں میں آتے ہیں غلط ہے، اس کی برائی میں تفسیر مواہب الرحمٰن پ ۳۰ ص ۶۷۵ سطر ۲۱ میں یوں لکھا ہے کہ ارواح مُردگان کا آنا ہرگز ثابت نہیں اور پھر ان کا بھوکا جانا وغیرہ قبیح عقیدہ ہے، اس سے توبہ کرنا لازم ہے، مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو۔ (کتاب البراہین القاطعہ، لمعہ ثانیہ ص ۸۹ معہ لمعۂ ثالثہ، اصلاح الرسوم ص ۱۰۳، بہشتی زیور حصہ ۶ باب ۳ ص ۶۴، مائۃ مسائل ص ۱۱۴ جواب سوال ۹۰، فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۰)

(۱۲) اپنے پڑھے ہوئے اور سنے ہوئے کا ثواب ملاں کی ملک کرنا بے ہودہ پن ہے:

کیونکہ ملّاں بعد قبول خود مالک ہوگیا، اب وہ خود پاس رکھے یا اپنے والدین وخویش واقارب کو بخشے بلکہ ملّاں کے حق میں بہتر بھی یہی ہے کیونکہ اس کا اپنے والدین کے لیے سلوک واحسان کرنا اس کے ذمہ واجب ہے اوروں کو دینے سے بدرجہا زیادہ ثواب ہے۔قولہ تعالیٰ:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ط (سورۃ الاحقاف:۱۵)

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔''

قولہٖ تعالیٰ:

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ (سورۃ بنی اسرائیل:۲۴)

''اے میرے پروردگار! میرے والدین پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھ کو لڑکپن میں پالا۔''

اور نیز والدین کے لیے استغفار اور دعا کرنا وارد ہے۔

احادیث کثیرہ میں عالی جناب ہادینا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پڑھے سنے کا ثواب کسی کی ملک کرنے اور اس قبول کرنے کی نسبت تحریر فرماتے ہیں اور ایصال ثواب قرآن وذکر کے واسطے بھی یہ طرز مذکور سوال محض لغو وجہل ہے کیونکہ جو شخص کسی کو ثواب پہنچانے کی غرض سے پڑھتا ہے اور اس نے نیت وصول ثواب کی اس شخص کی طرف کرلی ثواب پہنچ گیا اب اس کو کسی کے پاس جمع کرنا اور پھر اس شخص کا اپنی زبان سے ایصال کرنا حماقت ہے۔ اور یہ جہل ہے حکم اللہ تعالیٰ سے اور اس امر جہل کا یہ اہتمام کرنا دوسرا امر بدعت محدثہ ہوگا پس اس فعل مردود سے اجتناب واجب ہے۔ (فتاویٰ علمائے حنفیہ ص ۱۵)

الجواب:

فاتحہ خوانی مروجہ فی زمانہ کا پتہ کہیں کتب معتبرہ اور اصول شریعہ نبویہ سے نہیں چلتا محض امر بے ثبوت الخ اور اگر وہ فاتحہ خوانوں میں جو شخص بہ نظر عمامہ اور ریش کے اور ثقہ اور صاحب فضیلت بزعم خود ہوتا ہے۔ سب کی طرف سے وکیل بن کر قبول کر لیتا ہے اور خود اس کے ایصال ثواب کا ذمہ وار ہوتا ہے یہ بھی بناء الفاسد علی الفاسد۔ اللہ تعالیٰ اس بدعت سے سب اہلِ ایمان کو نجات دے...... الخ۔ (مرید احمد میانوالی استفتا شمسیہ ص ۱۱۸،۱۱۹)

(۱۳) قبروں کے چڑھاوے کا ختم ہی نذر لغیر اللہ ہے:

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کھانا وغیرہ تعزیہ کے آگے رکھنا بلکہ قبور حقیقیہ کے آگے رکھنا بھی مشابہت ساتھ کفار اور بت پرستوں کے ہوتی ہے۔

(فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۰۹)

درمختار میں لکھا ہے اور جان تو کہ نذر جو عوام کی طرف سے مردوں کے لیے واقع ہوتی ہے اور جو کچھ لیا جاتا ہے پیسہ اور موم اور تیل وغیرہ (مالیدہ کھیر دودھ) اولیائے کرام کی قبروں پر تاکہ اولیا کا تقرب حاصل ہو سو یہ سب بالاتفاق باطل اور حرام ہے۔ (درمختار ص ۹۹ سطر ۷، بہشتی زیور حصہ ۳ ص ۵۸)

البحرالرائق مصری ج ۲ ص ۲۹۸ میں ہے: وہ نذریں جو اکثر عوام مانتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ کسی غائب آدمی کے لیے یا کسی بیمار کے لیے یا خود اسے کوئی حاجت درپیش ہو وہ صلحاء کی مزار پر جاتا ہے اور مزار کے غلاف کو سر پر رکھ کر کہتا ہے اے میرے فلاں سید! اگر آجائے میرا غائب آدمی یا اچھا ہو جائے میرا مریض یا پوری ہو جائے میری حاجت تو آپ کے لیے اس قدر مال یا اس قدر کھانا یا اس قدر پانی یا اس قدر تیل یا اس قدر موم بتیاں یا اس قدر چراغ چڑھاؤں گا تو

ایسی مَنَّتْ چند وجوہ سے باطل ہے اول تو اس لیے کہ یہ منت مخلوق کے لیے ہے اور مخلوق کے لیے منت ماننا کسی صورت میں جائز نہیں۔ اس لیے کہ منت عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لیے ہوتی ہی نہیں اور دوسرے اس وجہ سے بھی کہ جس کے لیے مَنَّتْ مانی جاتی ہے وہ میت ہے، اور میت کسی شے کا مالک نہیں ہوتا اور تیسرے اس وجہ سے کے نذر کرنے والا گمان کرتا ہے کہ مردہ امور میں تصرف کرتا ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔ (شامی آخر کتاب الصوم ج ۲ ص ۲۰۵، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۲، مائۃ مسائل ۸۹ تا ۹۲، فتاویٰ عزیزی ص ۲۰۹، ۲۴۰، ۲۴۴، عین الہدایہ ج ۱ ص ۹۵۷، غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۵۳۷ اخیر باب مایفسد الصوم، ومالا بد منہ ص ۱۰۰، انوار بارک اللہ ص ۳۱۶)

بعض لوگوں کا تاویلات واہیہ کرنا کہ عوام لوگ نذر اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں اور قبر پر محض ان فقراء کی تخصیص کے باعث کھانا لاتے ہیں بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ جس درگاہ کی فقراء کے لیے بقول ان کے نذر مانی ہے۔ ان فقراء پر ہی خرچ کرنا ضروری امر نہیں ہے۔ کتب فقہیہ معتبرہ میں ہے: نَذَرَ لِفُقَرَاءِ مَکَّۃَ جَازَ الصَّرْفُ اِلٰی الفُقَرَاءِ غَیْرِہَا، نذر مانی فقراء مکہ معظّمہ کے واسطے تو جائز ہے صرف کرنا فقرائے غیر مکہ کی طرف۔ (درمختار مجتبائی ج ۱ ص ۲۹۵، کتاب الایمان وغایۃ الاوطار ج ۲ ص ۳۴۲، ج ۱ ص ۵۳۵، ۵۳۷، باب مایفسد الصوم، خانیہ ص ۱۲۹، عالمگیری ج ۴ ص ۱۷۲، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۹، مجموعۃ الفتاویٰ علی خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۸۴، عین الہدایہ ج ۱ ص ۹۳۸، مائۃ مسائل ص ۸۹، مظاہر حق ج ۳ ص ۲۱۹ باب الایمان والنذور)

جب یہ معلوم ہو چکا کہ ایسی نذر اللہ میں تخصیص مکان ضروری نہیں اگر نذر ماننے والے کو کہا جاوے کہ تم دیگر فقرا پر کھانا صدقہ کر دو اگر وہ بخوشی مان جاوے اور یقین کر لیوے کہ اس طرح سے بھی میری نذر پوری ہوگئی تو سمجھا

جاوے گا کہ اسے غیر اللہ کا تقرب منظور نہیں اور اگر وہ نہ مانے اور یقین نہ کرے تو ضرور سمجھا جاوے گا کہ اس کو غیر اللہ کا تقرب مقصود ہے بلکہ عوام کالانعام کا یہی دستور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیائے کرام کو نفع وضرر کا مالک سمجھ کر منت مانتے ہیں اور وہ چیزیں جن کی مَنَّت مانی گئی ہو لے جا کر بزرگ کی قبر پر یا اس کے پاس رکھتے ہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ غیر اللہ کا تقرب نہیں ہے، جن کی زیارت کی جائے اور پیرزادے وغیرہ تو جہلاء کو قبر پرستی پر جھوٹے قصے کہانیاں سنا کر خوب پختہ کر دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے نفع اور دفع ضرر کے لیے سوائے بزرگوں کے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہی نہیں۔ بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں چونکہ مقصود اس سے تقرب ورضا مندی اولیاء اللہ کی ہوتی ہے اور ان کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں لہٰذا یہ اعتقاد شرک ہے اور وہ چڑھاوا کا کھانا بھی جائز نہیں "وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ" آیت قرآنی کے عام ہونے کی وجہ سے بعض لوگ تاویل کرتے ہیں مقصود اصلی ہمارا مساکین کو دینا ہے چونکہ یہ لوگ وہاں جمع رہتے ہیں اس لیے وہاں لے جاتے ہیں مگر یہ محض حیلہ ہے کیونکہ اگر وہی مساکین اس کو راہ میں مل جاویں اور سوال کریں تو ہرگز ان کو اس چڑھاوے میں سے ایک ذرہ بھی نہ دیں اور یہی جواب کہ جہاں کے لیے لائے ہیں وہاں تو ابھی پہنچا ہی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قبور مقصود ہیں مساکین مقصود نہیں پھر وہاں پہنچ کر ویسے ہی تو مساکین پر تقسیم کر سکتے ہیں قبر پر رکھنے کی کیا وجہ۔ (اصلاح الرسوم ص ۹۷)

اکثر عورتیں جوان عمر زیور اور لباس سے آراستہ ہو کر قبر کی طرف چڑھاوا لے کر جاتی ہیں اور شرکیہ گیت گاتی جاتی ہیں حالانکہ جو عورت قبرستان کو زیارت کے لیے جاتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی لعنت برستی ہے۔ شرح منیۃ المصلی میں ہے کہ قاضی سے کسی نے عورتوں کے قبرستان جانے کے جواز کو پوچھا تو جواب

دیا کہ ایسے مقام میں جواز کو کیا پوچھتے ہو یہ پوچھو کہ اس پر کتنی لعنت برستی ہے جب عورت جانے کا قصد کرتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت میں آجاتی ہے اور جب نکل پڑتی ہے تو شیاطین اس کے ساتھ ہوتے ہیں جب قبر پر پہنچتی ہے تو میت کی روح لعنت کرتی ہے اور جب لوٹتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت میں رہتی ہے...... الخ۔ (کبیری ص ۵۵۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور جو قبروں کی طرف سجدہ کریں اور چراغ روشن کریں ان پر بھی لعنت کی ہے۔ (مشکوٰۃ ۷۱) اور نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی لعنت کی روایت مذکور ہے۔ (حوالہ بالا)

مکروہ تحریمی ہے عورتوں کے لیے حاضر ہونا جمعہ اور جماعت میں۔ کذا فی کتب الفقہ باب الامامۃ۔ مزارات پر اکثر نظر بازی کے لیے بدچلن لوگ حقہ بازی کرتے رہتے ہیں خصوصاً جمعرات کو کہ اس دن عورتیں بہت جاتی ہیں۔ ہمارے جملہ حضرات حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے جب عبادت الٰہی (جمعہ اور جماعت) میں شامل ہونے سے بوجہ فتنہ منع فرمادیا تو قبر پرستی کی نعوذ باللہ من ذلک کب اجازت دیتے ہیں۔ لہٰذا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں: عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی زیارت میں وہی جزع فزع اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کرے گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۵۹)

عورتوں کے اپنے گھر میں بیٹھے رہنا اور باہر نہ نکلنا ضروری ہے اور شوہر پر لازم ہے کہ اس کو باہر جانے سے روکے اگر اس نے اجازت دی اور وہ باہر نکلی تو دونوں گناہ گار ہونگے اور بعض اوقات خاموشی بھی اجازت ہی سمجھی جاتی ہے پس یہ

بھی کہہ دینے کے مثل ہے اس لیے کہ برے کام سے روکنا فرض ہے۔

(مجالس الابرار ص ۱۴۵)

اور جو مرد قبرستان میں برائے زیارت جاوے تو قبر کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو اور جب دعا کا ارادہ کرے تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ (غایۃ الاوطار ج ۴ ص ۲۴۳، جامع الرموز ص ۳۴۴، کبیری مجتبائی ص ۵۶۴ سطر ۱۸، عالمگیری ج ۴ ص ۱۴۳ کتاب الکراھیۃ باب زیارۃ القبور، عین الہدایہ ج ۴ ص ۲۸۸)

ثواب پہنچانے کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے تو قبر کی طرف پشت کر لینی چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۷)

دعا کے وقت قبر کی جانب منہ نہ کرے بلکہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ دعا عبادت ہے جیسا کہ حدیث مرفوع سے ثابت ہے کہ دعا ہی عبادت ہے، صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص اللہ ہی کے واسطے مقرر کیا ہے اور عبادات میں قبروں پر جا کر کچھ نہیں کیا۔ (مجالس الابرار ص ۳۳۸، مجلس ۵۷، ص ۳۴۴ مجلس ۵۸)

مولوی غلام محمد صاحب مدحپوری اور احقر کے درمیان اس مسئلہ میں تنازعہ ہوا فریقین نے الگ الگ استفتاء بخدمت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی ارسال کیے تو مفتی صاحب موصوف نے تحریر فرمایا کہ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ وغایۃ الاوطار وعین الہدایہ میں لکھا ہے صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند۔ ۲۶ رشعبان ۱۳۳۶ھ۔

یہ فتویٰ احقر کے پاس موجود ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور صرف یہ تھا کہ جب روضہ مقدسہ کی زیارت کے لیے جاتے تو آپ پر سلام کرتے، اگر دعا کا ارادہ ہوتا تو مزار مقدس کی طرف منہ کر کے دعا نہ کرتے بلکہ قبلہ رو ہو کر اللہ وحدہٗ

لاشریک سے دعا مانگتے جیسا کہ دوسری جگہ قبلہ رو ہو کر دعا مانگا کرتے تھے دلیل اس کی وہ حدیث ہے جو موطا وغیرہ کتب حدیث میں مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) اَللّٰھُمَّ لَا تَجعَل قَبرِی وَثَناً یُعبَدُ (مشکوٰۃ ص ۷۲)

(۲) لَعَنَ اللہُ الیَھُودَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوا قُبُورَ اَنبِیَاءِھِم مَسَاجِد۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۰۶، حدیث ۱۳۳۰، کتاب الجنائز)

''اے اللہ! میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنا۔ اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا۔''

زیارۃ القبور:

دعا کرنے میں قبلہ رخ ہو جائے اگرچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں ہو یہی زعفرانی شافعی نے بھی اختیار کیا ہے۔ (عین الھدایہ ج ا ص ۷۳۲)

زیارت قبور میں دو فائدے ہیں ایک فائدہ زیارت کرنے والے کو یعنی موت کو اور آخرت کو یاد کرنا، دنیا سے بے رغبتی اور نصیحت اور عبرت حاصل کرنا اور دوسرا فائدہ اہلِ قبور کے لیے ان پر سلام بھیجنا اور رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا (قبلہ رخ ہو کر) اور زیارت قبور اس لیے جائز نہیں کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کو زیارت کرنا اور ان کے طواف کرنے کو اور ان کے بوسہ دینے کو اور چومنے کو اور قبروں پر منہ ملنے کو اور وہاں کی مٹی لینے کو اور اہلِ قبور کے پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کو اور ان سے یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادائے قرض اور دفع ہونا سختیوں کا اور فریادیوں کی امداد اور اس کے سوا اور حاجتیں جن کو بت پرست بتوں سے مانگتے ہیں۔ (ملخصًا مجالس الابرار مجلس ۵۷ ص ۳۳۸)

مردے خود زندوں کے محتاج ہیں کہ ان کے لیے کوئی دعا کرے صدقہ کرتے ہیں۔ فَافْھَمْ۔ اور پھر گور پرست قبر پر جا کر بلکہ سینکڑوں میل کے فاصلے سے صاحب مزار سے اپنے مرادیں طلب کرتے۔ (حالانکہ مرادیں مانگنا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا)۔

قولہٗ تعالیٰ:

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ (سورۃ البقرۃ:۱۸۶)

''جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔''

إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ (سورۃ آل عمران:۳۸)

''(اے اللہ) بے شک تو دعا سنتا ہے۔''

قولہ تعالیٰ:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ط (سورۃ المومن:۶۰)

''اور (اے لوگو!) تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ۔

(مشکوٰۃ ص ۴۵۳، باب التوکل والصبر)

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ۔ (سورۃ الاحقاف:۵)

''اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو پکارے۔''

افسوس پیر پرست اور قبر پرستوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے

بندوں کو خدا بنا لیا ہے۔

(۱۴) بزرگوں کی نذر و نیاز و گیارہویں کے ختم میں ان کو متصرف فی الامور سمجھنا:

بزرگوں اور اولیاء اللہ کی فاتحہ میں ایک اور خرابی ہے وہ یہ کہ لوگ ان کو حاجت روا اور مشکل کُشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں کہ ان سے ہمارے کام نکلیں گے، حاجتیں پوری ہوں گی اولاد ہوگی، مال اور رزق بڑھے گا اولاد کی عمر بڑھے گی، ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صاف شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (بہشتی زیور حصہ ۶ باب ۳ (فاتحہ کا بیان) خرابی ۱۴)

گیارہویں اور نیاز وغیرہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اغراض کے لیے دیتے ہیں اگرچہ اس کا نام ایصال ثواب رکھیں لہٰذا اس کا دینا اور لینا اور کھانا حرام ہے۔ مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۹۹ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ، غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور اللہ کے علاوہ کسی کی منت ماننا و شیرینی ہو یا فرنی کھانا ہر امیر و فقیر پر حرام ہے اور کسی حاجت کے وقت ذبح جانور یا کھانا کھلانا یا تقسیم شیرینی اللہ کے واسطے ماننا اور بعد حصول مقصود کے پورا کرنا اس کا واجب مگر مصرف اس کا محتاج و فقیر ہے۔ ناذر (منت ماننے والے) اور امیر کو اس کا کھانا درست نہیں۔ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۸ میں ہے کہ یہ نذر واسطے مخلوق کے ہے اور نذر مخلوق کی جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت واسطے مخلوق کے نہیں ہوتی۔ ارشاد الطالبین ص ۱۸ س ۱۶ مطبوعہ لاہور میں بھی یہی لکھا ہے۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم جالندھر بحوالہ جنگ مصنفہ مولانا مولوی جان محمد شیخ انصاری برکی جالندھری فتاویٰ علمائے حنفیہ کے ص ۱۱۱ سطر ۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں عبارت اس کی یہ ہے: نذر و نیاز و منت را حکم واحد است نذر لفظ عربی و نیاز لفظ فارسی و منت و سکھ لفظ ہندی ست مآل ہمہ یکے ست چیز یکہ تلفظ آں حرام ست تصرف آں نیز حرام ست خوردن

آں نشاید ونباید (ترجمہ: نذر و نیاز اور منت کا حکم ایک ہی ہے۔ نذر عربی لفظ ہے، نیاز فارسی لفظ ہے اور منّت سکھ ہندی لفظ ہے، مقصد سب کا ایک ہے۔ وہ چیز جس کا تلفظ حرام ہے اس کا تصرف کرنا بھی حرام ہے اور اس کا کھانا مناسب نہیں)۔

مظاہر حق ج ۳ باب الایمان والنذور ص ۲۱۸ میں ہے کہ نذر یعنی منت ماننی کسی کی سوائے اللہ تعالیٰ کے جائز نہیں نہ نبی کی نہ فرشتے کی نہ ولی کی نہ اور کسی کی۔ مائۃ مسائل ص ۸۹ جواب سوال چہل ونہم لکھا ہے کہ اگر اس طرح کہے کہ اگر میری حاجت برآئے تو فلاں ولی کے نام پر اس قدر نقدی وغیرہ دوں گا۔ تو ایسی منت ماننا بالاجماع باطل ہے اور وہ کھانا کھانا حرام ہے۔ (مائۃ مسائل ص ۸۹ سطر ۴)

اشرف المخلوقات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بالذات نفع نقصان کے مالک نہیں

قولہ تعالیٰ:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

(سورۃ الاعراف: ۱۸۸)

"(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہہ دے میں اپنی ذات کے نفع ونقصان کا (بھی) مالک نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی میں تو کچھ نہیں مگر ایمان والوں کو ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔"

فائدہ:

اس آیت سے شرک کی جڑ کٹ گئی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو تمام عالم کے سردار ہیں اپنی جان کے نفع ونقصان کا اختیار نہ ہو نہ غیب کی بات معلوم ہو تو اور کسی ولی یا نبی یا بزرگ یا پیر یا فقیر یا جن یا فرشتہ کو کیا قدرت ہے کہ کسی کا فائدہ کرے یا کسی کو ضرر پہنچائے یا کوئی غیب کی بات بتلاوے۔

اہم مسئلہ:

ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا مرد وعورت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ وپیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ ہیں، کہا ہے فقہاء نے کہ کہنے والا کافر ہے کیونکہ اس نے اس بات کا اعتقاد کیا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ ہے کہ نہیں تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کے جاننے والے حالات زندگی میں تو پھر کس طرح پر جانتے ہیں غیب کو بعد موت کے۔ (فتاویٰ قاضی خان ص ۸۸۳، ص ۱۵۴ سطر ۲۱، شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مصری ص ۱۳۷، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۸۵، فتاویٰ صابریہ ص ۳۵، ۳۶، مقدمہ عین الھدایہ ص ۶۰، فتاویٰ مولانا عبدالحئ ج ۱ ص ۲۷، ۲۸، ۵۵، ج ۲ ص ۳۹۰، ج ۳ ص ۷۷، عالمگیری ج ۲ ص ۲۱۲، ارشاد الطالبین ص ۲۰، مالا بد منہ ص ۸، ۱۷۶، انواع مولوی عبداللہ ص ۴۶، البحر الرائق مصری ج ۳ کتاب النکاح ص ۹۴، مبردا منتشرعین علی نحر نظام الدین قلمی مؤلفہ احقر فتح الدین ص ۷۵)

قرآن پاک اور احادیث اس بات سے بھرپور ہیں کہ انبیاء کرام اور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی مخلوق کی نسبت یہ اعتقاد کرنا کفر ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں

قولہ تعالیٰ:

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ (سورۃ الجن: ۲۱)

''آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔''

یعنی تم جو ایسی فرمائشیں کرتے ہو کہ اگر آپ رسول ہیں تو ہم پر عذاب نازل کردیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔

(بیان القرآن ج ۱۲ ص ۴۹)

کتب فقہیہ کا بھی حاصل یہ ہے کہ جو شخص بزرگان دین کو متصرف فی الامور سمجھ کر ان کو پکارے اس کا اعتقاد حضرات علماء احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کفر ہے۔ البحر الرائق مصری ج ۲ ص ۲۹۸ میں ہے:

وَمِنْهَا اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاعْتِقَادُهٗ ذٰلِكَ كُفْرٌ۔

''اور ان میں سے یہ بھی ہے کہ اگر وہ یہ خیال کریں کہ مردہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام امور میں تصرف کرسکتا ہے تو اس کا یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔''

قولہٗ تعالیٰ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ۔ (سورۃ التوبہ: ۳۴)

''اے ایمان والو! اکثر احبار اور رھبان (یعنی یہود ونصاری کے علماء اور مشائخ عوام) لوگوں کا مال نامشروع طریقے سے کھاتے (اڑاتے) ہیں۔''

یعنی احکام حقّہ کو پوشیدہ رکھ کر موافق مرضی عوام فتویٰ دیکر ان سے نذرانے لیتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ اللہ کی راہ یعنی دین اسلام سے لوگوں کو باز

رکھتے ہیں کیونکہ ان کے جھوٹے فتووں کے دھوکہ میں آکر گمراہی میں پھنسے رہتے ہیں اور حق کو قبول بلکہ طلب بھی نہیں کرتے اور غایت حرص سے مال بھی جمع کرتے ہیں۔ (بیان القرآن ج ۴ ص ۱۱۱)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہی سب صیغے مکر وفریب کے ہمارے زمانے بھی موجود ہیں کہ اکثر مکار دنیا دار دین فروش عالم وفقیر ایسے ایسے ہیں کہ انہیں طریقوں سے جاہلِ احمقوں کے مال کھاتے ہیں۔ گویا یہ آیات انہیں عالموں پیروں کی شان میں اتری ہیں۔ (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۲۶، مواہب الرحمٰن ج ۱۰ ص ۱۱۲)

مسلمانوں کے بعض گروہ کو بھی اس مرض مہلک نے ہلاک کیا اور اولیاء کرام کا بہروپ بدل کر درویشوں اور پیرزادوں نے وہ ڈھنگ بنائے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ کہیں میلہ کہیں نذر نیاز کا طریقہ اور پھر اس بزرگ کی خدائی کے اختیارات اور پھر ان علماء کا ان کی تاویلات کرنا...... الخ

(۱۵) پیر کے نام کے بکرے کا ختم وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ پر ہے:

جو جانور برائے حصول تقرب کسی بزرگ کے نامزد کیا گیا اور شہرت دیا گیا تو وہ حرام ہے اگرچہ عادت کے طور پر بوقت ذبح اس پر اللہ اکبر کہا جاوے، غایۃ الاوطار میں بحوالہ طحطاوی لکھا ہے کہ ذبیح مذکور مردار ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا خالص نام اس پر لیا جاوے اور بہتر یہ ہے کہ تعظیم غیر خدا حرمت کی علت ٹھہرائی جاوے اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ جو ہندوستان میں جاہلوں میں رواج ہے کہ منت مان کر سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدّو کا بکرا ذبح کرتے ہیں وہ گائے اور بکرا مردار ہے۔ اس واسطے کہ ذبح سے غیر خدا اور تقرب مخلوق کا ارادہ کرتے ہیں۔ (کذا فی البزازیہ وشرح وہبانیہ، غایۃ الاوطار ج ۴ ص ۱۷۹ کتاب الذبائح)

جو جانور غیر اللہ کے نام پر مشہور ہو چکا پھر وقت ذبح کرنے کے اب نام

اللہ کا کچھ فائدہ نہیں دیتا جیسے الاشباہ والنظائر، تنویر الابصار، دُرمختار، منح الغفار، فتاویٰ عالمگیری اور مطالب المومنین وغیرہ میں مذکور ہے بلکہ درمختار میں شرح وہبانیہ اور ذخیرہ سے نقل کیا ہے کہ کرنے والا اس فعل کا جمہور علماء کے نزدیک کافر ہے اور مطالب المومنین میں لکھا ہے کہ ابوجعفر کبیر وابو علی دقاق اور عبداللہ کاتب اور عبدالواحد اور ابوالحسن نوری وغیرہ نے کہ علماء نامدار اور مجتہد روزگار نے فتویٰ اس پر دیا ہے کہ ذبح کرنے والا اس کا کافر ہے۔ (مظاہر حق ج ۳ باب قتل اہلِ ردۃ ص ۲۶۸، ترجمہ فتاویٰ عزیزی مطبوعہ حیدر آباد ص ۱۴۹، ۱۷۱، بیان القرآن مجتبائی ج ۱ ص ۸۷، الاشباہ والنظائر ص ۴۵۰، فتاویٰ قادریہ ص ۸۸، ۱۵۷، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب ۴۱ ترجمہ اردو ص ۳، فارسی مطبع مجددی ص ۹۴، مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحئی مطبوعہ ۱۳۲۵ھ ج ۲ ص ۱۵۱، جامع الرموز ج ۳ ص ۴۴۹، فتاویٰ قاضی خاں ص ۸۸۳ سطر ۲۴، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۱۷، ج ۲ ص ۴۲۰، ج ۴ ص ۹۵، کتاب السیر باب ۹، ۴۷ کتاب الذبائح باب اول ارکان زکوٰۃ وانواع، مسلم ج ۲ ص ۱۶۰ معہ نووی مطبوعہ اصح المطابع، الجوہرۃ النیرہ مجتبائی ج ۲ ص ۲۴۶، انواع مولوی عبداللہ لاہوری نص فرائض ص ۴۸ بحوالہ وتحفۃ الفقہاء، فتاویٰ حمادیہ، حیرت الفقہاء، صحیح مسلم، کنز العباد، درمختار ج ۴ کتاب الذبائح، تفسیر نیشاپوری، مجالس الابرار ص ۱۲۱، تفسیر کبیر مصری ج ۲ ص ۸۱، تفسیر مواہب الرحمٰن ص ۷۵، ترجمہ تفسیر عزیزی پارہ ۲ سطر ۲ ص ۱۱۶، مشارق الانوار ص ۲۴۵)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا تو ذبیحہ حلال ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ ان کا صحیح نہیں۔ قولہ تعالیٰ:

وَمَا اُھِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللہِ، وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ، حُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً، اتّفق المسلمون عَلَى اَنّ المُحرِم یَحرُم عَلیهِ الصیدُ۔ (تفسیر کبیری ج ۳ ص ۴۵۵)

''اور ایسے جانور حرام کیے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نامزد کردیئے گئے ہوں۔ اور وہ جانور جو کسی تھان پر (چڑھا کر) ذبح کیا جائے، اور جب تک تم حالت احرام میں رہو تم پر خشکی کا شکار حرام ہے۔ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محرم کے لیے شکار کرنا حرام ہے۔''

صاحب احرام اگر حرم سے باہر یا حرم کے اندر ذبح کرے تو وہ مردار ہوگا۔ (فتاویٰ سراجیہ ص ۲۴، ۲۵، عالمگیری کتاب المناسک ج ۱ ص ۱۹۸ سطر ۲۹، ہدایہ ج ۱ ص ۲۶۴، ج ۴ ص ۹۵، عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۰۱)

الحاصل قرآن شریف واحادیث وکتب فقہیہ اس امر سے بھرپور ہیں کہ محرم کا شکار حرام اور مردار ہے۔

(۱۶) ملاں جی کا قبل از کھانا کھلانے یا مساکین کو دیدینے سے (اموات کو کھانے کا ثواب بخشنا) لغو ہی نہیں بلکہ صاحبِ طعام سے تمسخر اور فریب کرنا بھی ہے:

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

قَالَ وَمَنْ عَنْ اَبَوَیْهِ اَهَلَّ الْحَجَّ یُجْزِیْهِ اَنْ یَّجْعَلَهٗ عَنْ اَحَدِهِمَا۔

''فرمایا جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے حج کا تلبیہ کہا تو اس کو روا ہے کہ حج کو والدین میں سے ایک کی طرف کردے۔''

فائدہ:

مراد یہ کہ بغیر حکم وفرمائش والدین کے فرزند نے از راہ نیکی ایسا کیا۔

لِاَنَّ مَنْ حَجَّ عَنْ غَیْرِهٖ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ فَاِنَّمَا یَجْعَلُ ثَوَابَ حَجِّهٖ۔

''اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص نے غیر کی طرف سے بدوں فرمائش غیر کے حج کیا تو وہ یہی کرتا ہے کہ وہ اپنے حج کا ثواب اس غیر کے لیے کردے۔''

فائدہ:

اور یہ احرام کے وقت سے لغو ہے کیونکہ ابھی حج ہی نہیں تو ثواب کیونکر دے سکتا ہے۔ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَدَاءِ الْحَجِّ اور یہ بعد ادائے حج کے حاصل ہے۔

فائدہ:

حالانکہ اس نے احرام ہی میں والدین دونوں کی نیت کرلی تھی: فَلَغَتْ نِيَّتُهٗ قَبْلَ اَدَائِهٖ تو حج ادا ہونے سے پہلے اس کی نیت زبانی لغو ہوگئی۔

فائدہ:

ہاں بعد اداء کے اب جو کچھ کرے وہ معتبر ہے حالانکہ اب اس نے والدین میں سے ایک کی ہی نیت کی تو یہ جائز ہے: وَصَحَّ جَعْلُهٗ ثَوَابَهٗ لِاَحَدِهِمَا بَعْدَ الْاَدَاءِ اور بعد اداء کے اس کا ثواب والدین میں سے ایک کے لیے کردینا صحیح ہوا۔

فائدہ:

جیسے دونوں کے لیے ہدیہ کرے تو بھی صحیح ہے۔

(ہدایہ ج۱ ص۲۷۹، عین الہدایہ ج۱ ص۱۱۴۷)

(۱۷) مرنے کے بعد تیسرے دن (قُلوں) کا مجمع:

تیسرے دن خوب مجمع ہوتا ہے گھر کے دروازے پر عمدہ عمدہ فرش بچھائے جاتے ہیں حقے بھرے جاتے ہیں جو لوگ پہلے اور دوسرے دن ماتم پرسی کر گئے وہ بھی جمع ہوتے ہیں، دور نزدیک دیہات کے لوگ بھی بہت سے جمع

ہوتے ہیں نخود (چنے) ابالے جاتے ہیں کھانا پکایا جاتا ہے، ملاں جی خوب اچھل اچھل کر ختم پڑھتے ہیں حالانکہ یہ امور بدعت اور مکروہ اور ناجائز ہیں۔

(۱) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ میت کے گھر اجتماع کرنے اور میت والوں کے مہمانوں اور آمدہ آدمیوں کے لیے کھانا تیار کرنے کو نیاحۃ (نوحہ کرنا) شمار کرتے تھے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممنوع قرار دیا۔ (شامی ج۱ ص ۶۳۳، مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ ملتان کتاب الجنائز ص ۱۰۸، عین الہدایہ ج۱ ص ۷۳۲، ج ۴ ص ۷۷۰، کبیری مجتبائی ص ۵۶۵)

(۲) میت کے اقربا کا ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ ضیافت خوشی کے مواقع پر مشروع ہے اور غمی کے موقع پر مشروع نہیں اور یہ بدعت قبیح ہے۔ (شامی ج۱ ص ۶۲۹، کبیری مجتبائی ص ۵۶۵، فتح القدیر مصری ج۱ ص ۱۰۲، عین الہدایہ ج۱ ص ۷۳۳، البحر الرائق ج۲ ص ۱۹۲، عالمگیریہ ج۱ ص ۱۳۴، سطر ۵، فتاویٰ صابریہ ج۱ ص ۴۲ سطر ۱ مطبوعہ لاہور)

شبہ:

کتب فقہیہ معتبرہ میں ہے اگر اپنی موت کے بعد ماتم کے واسطے کھانا پکانے کی وصیت کی کہ جو لوگ تعزیت کے لئے آئیں ان کو کھلایا جائے۔ تو فقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تہائی مال سے جائز ہے جو لوگ یہاں دیر تک قیام کریں یا دور سے آئیں تو ان کو کھانا حلال ہے۔ اس میں تونگر فقیر سب برابر ہیں اور جس کا قیام دیر تک نہ ہو اور نہ وہ بہت دور سے آیا ہو اس کے لئے مکروہ ہے۔ (خانیہ ص ۸۳۶، درمختار، عالمگیریہ ج ۴ ص ۴۰۷)

جواب:

(اوّل) روایت مذکورہ بالا کے بعد خود صاحب خانیہ وغیرہ نے اکثر مشائخ کا قول بروایت شیخ امام ابوبکر بلخی نقل فرما دیا کہ ایسی وصیت باطل ہے۔ (حوالہ بالا)

(دوم) روایت مذکورہ بالا میں اس امر کی تصریح ہے کہ جو دور سے آیا ہو (اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر اُسی دن گھر لوٹنا چاہیں تو لوٹ نہ سکیں۔ (شامی مصری ج ۵ ص ۴۴۰)

اس کو کھانا حلال ہے اور جو لوگ قرب و جوار کے دیہات وغیرہ سے آئے ہوں اور جو اُسی مقام کے ہوں ان کو یہ کھانا کھانا مکروہ ہے۔

(سوم) یہاں پر مولانا امیر علی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔ ہمارے نزدیک اصول میں طے شدہ ہے کہ جہاں نص نہ ہو اور قول صحابی موجود ہو تو اُس کی اتباع اور تقلید واجب ہے حالانکہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح روایت ہے کہ ہم لوگ میت کے یہاں کھانے کو نیاحت (ماتم) میں شمار کرتے تھے چنانچہ فتح القدیر وغیرہ میں مصرح ہے اور جب یہ بمنزلہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے تو جواز مذکور خلاف اصول ہے بلکہ قوی وہ قول ہے جو شیخ ابوبکر بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہو......الخ اور تمام کلام فتح القدیر وغیرہ میں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(عین الہدایہ ج ۴ ص ۷۷۰)

ہندوستان میں جو لوگ رسم کے پابند کہ سوم و چہلم وغیرہ کرتے ہیں بعضے اس واسطے کہ نہ کرنے میں بدنامی ہوگی اور برادری کو کھانا نہ دینے میں حقارت۔ اس نیت سے مال برباد اور کچھ ثواب نہیں تو میت کو کچھ نہیں ملا۔

(عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۳۸، وج ۱ ص ۷۳۲)

ہاں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نمبر ۱ پر شرح منیہ میں بحث کی ہے اُس حدیث کے ساتھ معارضہ کی وجہ سے جس میں ایک عورت کے کھانا کھلانے کا ذکر ہے اس کے جواب میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اس میں نظر ہے کیونکہ وہ ایک حالت کا واقعہ ہے۔ اس میں عموم نہیں ہوسکتا اور اس میں سبب خاص کا بھی احتمال ہے۔ ہمارے مذہب میں اور مذہب شافعیہ اور حنابلہ میں بدلیل

حدیث جریر المذکور کراہت پر دلیل پکڑی ہے۔ (شامی مصری ج ا ص ۶۳۰)

(چہارم) اور مکروہ ہے جمع ہونا ان کا (لوگوں کا) اہلِ میت کے پاس تعزیت کے لئے۔ (جامع الرموز ص ۱۲۸ سطر ۲۲ و یمنع القرآء عنه ولا یعطی لھم شئ کما فی المنیة ویکرہ اتخاذ الضیافة فی ھذہ الایام و کذا اکلھا، جامع الرموز ص ۴۴۳، شیخ عبدالحق محدث دہلوی درشرح سفر السعادت مے فرمائند و عادت نبود کہ برائے میت درغیر وقت نماز جمع شوند و قرآن خوانند وختمات خوانند نہ برسرِ گور و نہ غیرآں وایں مجموعہ بدعت ست ومکروہ نعم تعزیت اہل میت وتسلیہ وصبر فرموون سنت ومستحب ست اما ایں اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بے وصی از حق یتامٰی بدعت وحرام، انتہے، مجموعہ فتاویٰ ج ۳ ص ۶۸)

اور قوم کے واسطے مکروہ ہے کہ سب ایک بارگی قرآن پڑھیں کیونکہ اس سے کان لگا کر سننے اور خاموش رہنے کا ترک لازم آتا ہے، حالانکہ قرآن مجید میں اس کا حکم واجب دیا گیا، القنیہ وعلیٰ ہذا رسم سوم میں جو اس زمانے میں معمول ہے ایسا کرنا مکروہ ہے اور یہ جو بعض نے کہا کہ فی الحال ختم ہو جانے کی ضرورت سے جائز ہے۔ یہ تخصیص بلا دلیل باطل ہے اور ضرورت کا دعویٰ مہمل اور خلاف اجماع آئمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (عین الہدایہ ج ۴ ص ۳۱۹)

قرآن مجید کے ۳۰ پارے کر کے جماعت کے ساتھ پارہ پارہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (عین الہدایہ ج ۴ ص ۳۱۶)

شبہ:

قرآن اگر آہستہ پڑھیں پھر تو مکروہ نہیں۔

جواب:

بے شک جمع ہو کر قرآن آہستہ پڑھنا درست ہے مگر وہ جمع ہونا مباح ہونا چاہیے۔ (براہین ص ۱۰۷ سطر ۲۰)

یہ اجتماع ہی مکروہ و ناجائز ہے۔

پنجم:

گھر کے دروازے پر تعزیت کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ اہلِ جاہلیت کا عمل ہے اور اس کی ممانعت کی گئی ہے اور جو کچھ عجم کے علاقہ میں فرش بچھایا جاتا ہے اور راستوں پر بیٹھتے ہیں نہایت قبیح امر ہے۔ (البحرالرائق مصری ص ۱۹۲ ج ۲، شامی مصری ج ۱ ص ۶۳۰، عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۳۳، ترجمہ نصاب الاحتساب ص ۴۷، بہار شریعت حصہ ۴، تنبیہ الغافلین مؤلفہ احقر فتح الدین)

ششم:

تعزیت دوبارہ مکروہ ہے درمختار میں ہے: وَیُکْرَہُ التَّعْزِیَۃُ ثَانِیًا۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں تاتارخانیہ میں ہے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ایک بار تعزیت کرے اس کا دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔ (شامی مصری ج ۱ ص ۶۳۰، البحرالرائق ج ۲ ص ۱۹۲، انواع بارک اللہ ص ۲۶۳، عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۳، بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۵۹)

جس امر کے سنت اور بدعت ہونے میں تردّد ہو اس کا ترک ضروری ہے:

(۱) حدیث میں ہے: دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ۔ یعنی شک کی چیز کو چھوڑ دو اور جس میں شک نہ ہو اس کو کرو۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۷۵ مجتبائی)

(۲) جب کسی حکم کے بدعت و سنت ہونے میں تردد ہو تو ترک راجح ہوگا بدعت کے کرنے پر۔ (درمختار مصری ص ۴۵۰ ج ۱، البحرالرائق مصری ج ۲ ص ۱۶۵، باب العیدین، عالمگیری ج ۱ باب ۲۰، عین الہدایہ ج ۱ ص ۷۴۳، مجالس الابرار ص ۱۲۹، ۱۳۹)

(۱۹) نام کتاب اوزجندی اور قصہ تمر وغیرہ کا بَر وفات حضرت ابرہیم صاحبزادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح نہیں:

کتاب اوزجندی کو کتب حدیث اور فقہ میں کسی نے آج تک شمار نہیں کیا

حضرت ملاعلی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں کتاب اوزجندی کا نام ہرگز ہرگز نہیں ہے، بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اوزجندی کسی کتاب کا نام ہی نہیں ہے اوزجندی نسبت ہے اوزجند کی طرف جو بلاد فرغانہ میں ایک گاؤں کا نام ہے اور حدائق الحنفیہ میں لکھا ہے کہ اوزجند نواح اصفہان میں فرغانہ کے پاس واقع ہے، صاحب فتاویٰ خانیہ اوزجند کے رہنے والے تھے اور جو حدیث بحوالہ کتاب اوزجندی پیش کرتے ہیں وہ موضوع ہے۔ چنانچہ اقوال علماء راسخین تحریر ہوتے ہیں۔ مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۷۵ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ میں ہے نہ کتاب اوزجندی از تصانیف ملاعلی قاری است ونہ روایت مذکور صحیح ومعتبر ست بلکہ موضوع ست وباطل برآں اعتماد نشاید درکتب حدیث نشانے از ہمچوں روایات یافتہ نمیشود۔ اور فتاویٰ علماء حنفیہ فی جواب استفتائے شمسیہ ص ۱۱۸، ۱۱۹ میں مولانا مولوی مرید احمد صاحب میانوالوی تحصیل نکودر کا فتویٰ درج ہے جس میں بوضاحت تحریر فرمایا ہے کہ یہ موضوع ہے۔

اور علماء دیوبند وسہارنپور وگنگوہ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ حدیث وضعی ہے اور اس کو بیان کرنے والا جھوٹا اور اپنی طرف سے بنانے والا ہے۔ حوالہ بالا۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۴۴ میں بتیس اکابر علمائے دہلی نے اس حدیث کو وضعی فرمایا ہے اور اخیر پر رئیس المحدثین والفقہاء عالی جناب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس کا واضع (جھوٹی حدیث بیان کرنے والا) ملعون ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہمت کرتا ہے۔ فقط رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

مردے کو ثواب پہنچانے کا طریقہ

کسی نے کوئی نیک کام کیا اس پر جو کچھ ثواب اس کو ملا اس نے اپنی طرف سے وہ ثواب کسی دوسرے کو دے دیا کہ یا اللہ! میرا یہ ثواب میری فلاں میت کو پہنچا دیجیے مثلاً کسی نے اللہ کے راستہ میں مسجد بنوائی یا سرائے بنوائی یا

کنواں کھدوائے یا درخت لگایا یا کھانا کپڑا روپیہ پیسہ دیا یا نفلی روزہ رکھا یا نفلی نماز پڑھی یا حج ادا کیا یا قرآن شریف پڑھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ تعالیٰ جو کچھ اس کا ثواب مجھے ملا ہے وہ میری فلاں میت کو پہنچا دیجیے یا بغیر کچھ صدقہ دیئے اور کلمہ کلام پڑھے محض دعا کی یا اللہ میری فلاں میت کو بخش دیجیے اس کا بھی میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۲۴)

''اے رب! میرے والدین پر رحم کر جیسے ان دونوں نے (مجھ پر رحم کر کے) مجھ صغیر کو پالا۔''

قولہٗ تعالیٰ:

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ۔ (سورۃ نوح: ۲۸)

''اے میرے رب! مجھ کو بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اس کو۔''

قولہٗ تعالیٰ:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ (سورۃ ابراہیم: ۴۱)

''اے ہمارے پروردگار! مجھ کو اور میرے والدین اور سب ایمان والوں کو جس دن عملوں کا حساب ہونے لگے بخش دے۔''

قولہٗ تعالیٰ:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔ (سورۃ الحشر: ۱۰)

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے

بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔''

اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بیٹے کی باپ کے لیے بخشش کی دعا کرنے پر باپ کے درجے بہشت میں بلند کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبۃ ص ۱۹۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سات باتیں ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد قبر میں اس کو پہنچتا ہے جس نے علم کی تعلیم دی یا نہر جاری کی یا کنواں کھدوایا یا درخت لگایا یا مسجد بنائی یا قرآن شریف ورثہ میں چھوڑا یا اولاد چھوڑی جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہے۔ (الترغیب والترھیب کتاب الصدقات)

واضح ہو کہ اہلِ السنہ میں کچھ اختلاف نہیں کہ مؤمن کو مالی اور غیر مالی صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے جیسے نقدی، کھانا و قربانی وغیرہ اسی طرح بِالِاُجماع اس کی دعا و استغفار سے نفع حاصل ہوتا ہے لیکن سوائے اس کے محض بدنی عبادت مثل صوم و صلوٰۃ میں اختلاف ہے حتیٰ کہ فتح القدیر میں لکھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کا ثواب نہیں پہنچتا ہے میں کہتا ہوں کہ علمائے حنفیہ میں بھی اختلاف ہے اور فتویٰ یہ ہے کہ ثواب ان کا پہنچتا ہے۔ (عین الہدایہ ج ا ص ۷ ۱۱۳ سطر ۲۵، شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مصری ص ۱۱۹ سطر ۲۰)

علماء محققین کی رائے کے مطابق ہر ایک قسم کی عبادت کا ثواب اموات کو پہنچتا ہے جس سے ان کو بڑی فرحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے چونکہ فقراء کو کھانا کھلانا یا تقسیم کر دینا بھی ایک قسم کی عبادت ہے خواہ تیسرے روز ایسا کیا جاوے یا چوتھے دن یا ان کے سوائے کسی اور دن مگر شرط یہی ہے کہ یہ کھانا کھلانا یا تقسیم کرنا اللہ کے واسطے اور ثواب کی غرض سے ہو نہ یہ کہ رسم پوری کرنے یا شہرت اور ناموری کے لئے ہو جیسا کہ عموماً اہلِ زمانہ کی حالت سے یہی مفہوم ہوتا ہے اور نہ یہ کہ تیسرے دن یا ساتویں دن یا دسویں دن یا چالیسویں دن وغیرہ وغیرہ کی بابت

یہ خیال صراحۃً یا عملاً یہ اعتقاد ہو کہ بالخصوص اس دن یا ان دنوں میں ایسا کرنے کا ثواب یا زیادہ ثواب ہوتا ہے کیونکہ خیال اور اعتقاد کا کوئی شرعاً ثبوت نہیں ہے، پس یہ خیال واعتقاد بدعت ہوا جس سے اصل کام بھی خالص عبادت نہ رہے گا اور جو بطور رسم پوری کرنے کے یا شہرت اور ناموری کیلئے ہو تو بالکل فضول اور رائیگاں ہوگا۔ (فتاویٰ صابریہ دارالافتاء انجمن مستشار العلماء لاہور ص ۴۱)

وَبِاللّٰہِ التَّوۡفِیۡقُ وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعۡلَمُ بِالصَّوَابِ
وَاِلَیۡہِ الۡمَرۡجِعُ وَالۡمَاٰبُ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَصَلَّی
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِین

کَتَبَہٗ اَحۡقَرُ الۡعِبَادِ بندہ فتح الدین غُفِرَ لَہٗ وَلِوَالِدَیۡہِ
ساکن اوگی ڈاکخانہ خاص تحصیل نکودر ضلع جالندھر،
۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ

تصدیقات علماء کرام

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا!

(۱) میں نے اس رسالہ کو دیکھا مؤلف علامہ نے ختم مروجہ کو جس تنقیح و تحقیق سے صاف واضح فرمایا ہے اس کا ادنیٰ حق یہ ہے کہ کوئی مسلمان اس کے پڑھے بغیر اور اس پر عمل کئے بغیر نہ رہنا چاہیے بعض دنیادار عالموں نے ختم مروجہ کے ثبوت کے لیے یہ دلیل پیش کی ہے کہ قرآن مجید پارہ ششم سورۂ مائدہ میں ہے:

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ﴿۵۵﴾ (سورۃ المائدہ:۵۵)

''اور وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔''

اس آیت کا شان نزول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالت نماز میں زکوٰۃ ادا کی نماز عبادت بدنی اور زکوٰۃ عبادت مالی ہے تو معلوم ہوا کہ عبادت بدنی اور مالی کا اجتماع جائز ہے ختم مروجہ میں بھی اطعام اور تلاوت قرآن وعبادت کا اجتماع ہے لہٰذا وہ بھی جائز ہے۔ اس دلیل کے کئی جواب ہیں۔

پہلا جواب:

اس کا نزول بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں کہنا فرقہ شیعہ کا خیال ہے (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۲۰) علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ وجوہ سے اس کی تردید فرمائی ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۲۲) مجموعۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۶۸ میں ہے ایں طور مخصوص نہ درزماں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود نہ درزماں خلفاء بلکہ وجود آں درقرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ......الخ۔ اگر مستدل کا یہ قیاس صحیح ہوتا تو فقہاء ختم مروجہ کو بدعت نہ کہتے فتاویٰ سمرقندیہ میں ہے:

قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَالْاِخْلَاصِ عَلَى الطَّعَامِ بِدْعَةٌ۔ (اریجہ ص ۴۹)

''یعنی کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنا بدعت ہے۔''

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْم۔

کَتَبَہٗ اَحْقر خیر محمّد حنفی عفی عنہ

ناظم مدرسہ عربی فیض محمدی جالندھر شہر

۱۲ رجب ۱۳۴۷ھ

(۲) احقر حرف بحرف موافق ہے، غلام محمد غفرلہٗ مدرسہ عربی فیض محمدی۔

(۳) بندہ کو بالکل اس سے اتفاق ہے، محمد علی مدرس مدرسہ عربی جالندھر۔

(۴) سید امداد اللہ غفرلہٗ مہتمم مدرسہ اہلِ سنت والجماعۃ وجاہا خورد ڈاکخانہ شانکر ضلع جالندھر۔

(۵) ختم مروجہ کے شقوق اور عدم جواز کے وجوہ مولانا فتح الدین صاحب نے خوب لکھے ہیں۔ فتاویٰ امدادیہ ج ۴ ص ۸۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں ہے۔ سوم دہم چہلم وغیرہ ہمہ بدعات، ماخوذ از کفار ہنود است وآنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے میخوانند ایں ہم طریقہ ہنود است ترک چنیں رسوم واجب است کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ، الراقم بندہ فقیر اللہ مدرس مدرسہ رائے پو گوجراں ضلع جالندھر۔

(۶) عبد العزیز بقلم خود مدرس مدرسہ رائے پور گوجراں۔

(۷) حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا! حضرت مولانا مولوی فتح الدین صاحب دَامَتْ فُيُوْضُهُمْ کا یہ رسالہ میں نے دیکھا ختم مروجہ کو پرزور دلائل سے خلافِ طریقہ مسلوکہ فی الدین ثابت کیا ہے۔ فی الحقیقت اتباع سنت سید المرسلین وہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ دین سے جو امر ثابت ہو وہ معمول بہٖ قرار دیا جائے اور جو

امر محدث فی الدین ہو اس کو ترک کر دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ اَوْ کَمَا قَالَ۔

یعنی جو شخص کوئی بری بات (خلاف طریقہ سنت) اپنے سامنے ہوتی دیکھے اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روک دے اتنی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے ہی روک دے، اتنی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ حضرت مصنف علامہ نے تو اس حدیث پر عمل پیرا ہو کر ختم مروجہ کے قبائح بذریعہ رسالہ ہذا شائع کر دیئے ہیں اب جملہ ناظرین مُنصف مزاج حضرات سے التماس ہے کہ وہ بھی اپنے ہاتھ یا زبان یا قلب سے اس کو روکنے کی جدوجہد کریں۔

جملہ ناظرین پر یہ لازم ہے کہ اس رسالہ کو اول سے آخر تک بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کی سعی کو مقبول فرما کر ان کو اجر جزیل سے نوازے۔ آمین ثم آمین

احد بخش عفا اللہ عنہ صدر مدرس مدرسہ عربی فیض محمدی جالندھر شہر

(۸) غلام محمد محمودی دیوبندی ساکن بڑوہ ضلع جالندھر

(۹) محمد انوری غفرلہٗ (مولوی فاضل منشی فاضل پرشین ٹیچر ہائی سکول رائے کوٹ ضلع لدھیانہ

ضمیمہ و حاشیہ ختم مرسومۃ الہند

عربی عبارات حذف کر کے صرف اردو عبارت درج کر دی گئیں ہیں۔

اشیاء میں اصل اباحت ہے یا حرمت

اس سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الجواب: (۱) راجح اور مختار یہی ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور یہی اساتذہ سے سنا اور کتب میں دیکھا ہے البتہ بعض کا مذہب توقف کا ہے اور حرمت تو (شوافع) شافعیہ کا مذہب ہے۔[۱]

اور صاحب درّ مختار ''اِلَّا اَنَّ الْفُقَھَاء'' کہہ کر خود اس اباحت کو ترجیح دیتے ہیں فقط واللہ اعلم۔

(۲) ''قراءۃ علی القبر'' کی بابت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اول موقع پر تو سکوت ہی کیا ہے البتہ ثانی موقع پر مفصل لکھا ہے۔.....(شامی جلد ۵ ص ۴۵۶) واللہ اعلم

الراقم بندہ فقیر اللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ رائے پور گوجراں ضلع جالندھر

۱۴ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھوک کی وجہ سے ابوالہیثم انصاری صحابی کے مکان پر تشریف لے گئے، ایک خوشہ کھجور جس میں خشک اور نیم پختہ کھجوریں اپنے باغ سے لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہم کے سامنے رکھیں اور ایک بکری ذبح کی۔ حضرت

---

(۱) شامی جلد اول ص ۷۴

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہم نے گوشت اور کھجوریں کھائیں بغیر ختم پڑھنے کے الخ۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ، باب الضیافۃ ص ۳۶۸۔ کتب حدیث میں بہت سی حدیثیں اس قسم کی موجود ہیں۔

حدیث میں ہے: "فلما رجع استقبله داعی امرأة فجاء فجیء بالطعام فوضع یده ثم وضع القوم فأکلوا"

(ابوداؤد، باب فی اجتناب الشبھة، جلد ۲ ص ۱۱۷)

حاصل مطلب یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک میت کو دفن کر کے واپس تشریف لارہے تھے کہ سامنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک شخص کسی عورت کی طرف سے دعوت کرنے والا آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دعوت قبول فرمائی اوراس کے گھر میں تشریف لائے (صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں) اور ہم ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے ہم بھی گئے، طعام لایا گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے کے لیے اس طعام میں ہاتھ رکھا، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاتھ اپنے اس طعام میں رکھے پھر کھانا کھایا الخ) اور ابوداؤد میں بجائے ''امرأته'' کے ''امرأةٍ'' لکھا ہے اور یہی اصل ہے اور جب اصل اور نقل میں تعارض ہو تو اصل کی طرف رجوع ہونا چاہیے، یعنی دعوت کرنے والی عورت میت کی عورت نہ تھی بلکہ کوئی اور عورت تھی، اس کی تائید ہوتی ہے طحاوی جلد ۲ باب لحوم الحمر الاھلیة، حدیث عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ سے۔ اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس کھانے پر ختم پڑھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم، ۳۰۰۰ صنعتیں، حرفتیں طرح طرح کی حرفتوں میں سے تعلیم فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ اولاد اپنی کو کہہ دے کہ اے آدم! اگر تم صبر نہ کر سکو دنیا سے پس دنیا کو ان حرفتوں کے ساتھ طلب کرو اور دنیا کو

دین کے ساتھ نہ طلب کرو اس واسطے کے دین خالص میرے لیے ہے اور وائے (بربادی) واسطے اس شخص کے کہ دنیا کو ساتھ دین کے طلب کرے۔''
(ترجمہ تفسیر عزیزی، پارہ ۱، سورۃ ۲، رکوع ۳، ص ۱۰۷)

اس حدیث میں اشارہ ہے ایک بڑے قاعدہ کی طرف، قاعدہ کلیہ فقہ سے یہ ہے یعنی اجرت عبادت کے اوپر لینی ایسی صورت میں جائز نہیں کہ نیت خالص اللہ کے واسطے ہو اور ملنا نہ ملنا اجرت کا برابر ہو اور اس عبادت کو اپنا کام سمجھے، خواہ کوئی اس کے اوپر اجرت دے یا نہ دے اور اس عبادت کو مثل دیگر پیشوں اور مزدوریوں کے کہ دنیا میں برتی جاتی ہیں اجرت ہی کے لینے پر معین کرے کہ اگر اجرت دیویں تو عبادت کی جاوے، نہیں تو چھوڑی جاوے۔ پس وہ محض مزدوری ہے ثواب اس میں کچھ نہیں، بلکہ خوف عذاب کا ہے کہ کام دین کا دنیا کے واسطے کیا اور آخرت کو ساتھ ادنیٰ شئے میں بیچا۔
(تفسیر عزیزی، سورہ ابراہیم، آیت: ۶ ''وَفِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ '')

مسئلہ: قرآن مجید کو کمائی کا پیشہ بنانا مکروہ تحریمی ہے، بخاری نے تاریخ کبیر میں بسند صحیح یہ حدیث روایت کی ہے کہ جس نے دنیادار ظالم کے پاس اس نیت سے قرآن پڑھا کہ کچھ رفعت حاصل کرے تو اس پر بجائے ہر حرف کے دس لعنت ہوں گی۔
(تفسیر مواہب الرحمٰن، پارہ ۲، ص ۶۵)

مسئلہ: باتفاق اکابر علماء ہند فرماتے ہیں ''قراءۃ الکافرون الی الآخر مع الجمع مکروھۃ لانھا بدعۃ لم تنقل عن الصحابۃ ولا عن التابعین کذا فی المحیط'' (عالمگیری ج ۴ ص ۱۱۸)

سورۃ کافرون وغیرہ کا اکٹھے ہو کر پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بدعت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے منقول نہیں ہے، یہ محیط میں ہے۔
(فتاویٰ عالمگیریہ ج ۴، ص ۲۶۴)

مسئلہ: جس جاہل نے زعم کیا کہ فلاں بزرگ کے نام کی چوٹی اس بچہ

کے سر پر ہے تا کہ زندہ رہے ورنہ مر جائے گا یا جب پیدا ہوتا ہے تو فلاں بزرگ کے نام پر پکارتے ہیں تا کہ زندہ رہے یہ سب شرک جلی وکفر صریح ہے اور ایسا شخص ایسے اعتقاد سے مرتد ہو کر اسلام سے خارج ہوا اور اس کی بیوی کا نکاح باطل ہوگیا۔ (مواہب الرحمٰن، پارہ ا ص ۸۷)

جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے، اس واسطے علماء کہتے ہیں کہ قبروں پر تیل بتی وغیرہ کی نذر ماننی جائز نہیں کیونکہ یہ نذر حرام ہے، اس کا پورا کرنا بھی جائز نہیں مثل کفارہ قسم کے اس کا کفارہ دینا چاہیے۔

(مجالس الابرار، مجلس ۱۷، ص ۱۲۱، ترجمہ البلاغ المبین ص ۲۳)

اور حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت فصل ثانی اور اخیر باب المعجزات، حدیث عاصم بن کلیب، حاشیہ نمبر ۱)

یعنی لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے اہلِ میت کا کھانا پکانا مکروہ ہے بلکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ثابت ہوا ہے کہ ہم ایسے کھانے کو نوحہ کے برابر شمار کیا کرتے تھے، اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کھانا مکروہ ہے۔

(خیر الجواب ص ۱۳)

تعزیت ان کلموں سے کرے "اَعْظَمَ اللہُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ" یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم اور صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی میت کی بخشش فرمائے۔

(بقلم) حضرت مولانا عبدالعزیز رائپوری رحمۃ اللہ علیہ

مدرس رائے پور گوجراں ضلع جالندھر

(ابن حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَنۡبِیۡہُ الۡغَافِلِیۡن

مؤلف

حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ رشید امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

والد محترم حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

بوقت تعزیت ہاتھ اٹھانا، تیسرے دن جمع ہونا، میت کے گھر سے کھانا کھانا، دوبارہ تعزیت کرنا، میت کے آگے ذکر کرنا، جنازہ کے بعد دعا مانگنا منع ہے۔

نوٹ: تعزیت ان کلموں سے کرتے ہیں:

اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ، وَاَحْسَنَ عَزَاكَ، وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ

”یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم اور صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی میت کی بخشش فرمائے۔“

سوال: فاتحہ مروجہ عند التعزیۃ (تعزیت کے وقت) بصورت دعا یعنی ہاتھ اٹھا کر جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ فاتحہ محض ایک رسم ورواج کی بناء پر عوام میں جاری ہوگئی ہے، اس کا ثبوت قرآن، حدیث، فقہ ائمہ میں کہیں نہیں ہے، تعزیت جس کے معنی ورثہ میت کو تسلی دینا اور غم کو دور کرنا ہے یہ مسنون طریقہ ہے۔ رہا فاتحہ وغیرہ تعزیت کے وقت پڑھنا یہ بدعت ہے اگر ایک دن میں پچاس آدمی فرداً فرداً تعزیت کے لیے آئیں، اور ہر ایک نے فاتحہ کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اہلِ میت بجائے تعزیت کے ایک دوسری مصیبت میں مبتلا ہوگئے۔ بدعت کے اجراء میں ثواب معدوم (نہیں) اور تکالیف ناقابل برداشت۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔

ریاض الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۳۰ صفر ۱۳۴۹ھ۔

لَارَیْبَ اَنَّ الصُّوْرَةَ الْمَسْئُوْلَةَ عَنْهَا بِدْعَةٌ۔

تصدیق کنندگان: (۱) محمد اعزاز علی غفرلہ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح۔ (۲) نور محمد عفا عنہ چک ۲۵۴ گوگیرہ۔ الجواب صحیح۔ (۳) محمد علی عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ خیر المدارس جالندھر شہر، الجواب صحیح۔ (۴) بندہ محمد عبد المجید عفا عنہ مہتمم مدرسہ عزیزیہ عربیہ لدھیانہ۔ وَالْحَقُّ اَحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ۔ (۵) احمد بخش عفا اللہ عنہ صدر مدرس مدرسہ خیر المدارس شہر جالندھر، الجواب صحیح۔ (۶) احقر ولی محمد چک ۲۵۱ گ ب، الجواب صحیح۔ (۷) محمد انوری غفرلہ دیوبندی مدرس ہائی سکول رائے کوٹ۔ (۸) غلام محمد عفا عنہ چک نمبر ۲۵۵، الجواب صحیح۔ (۹) احقر محمد ابراہیم غفرلہٗ مدرس مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر۔ الجواب صحیح (۱۰) ذٰلِکَ کَذٰلِکَ خلیل احمد عفی عنہ مراد آبادی خادم الطلبہ خیر المدارس جالندھر۔ الجواب صحیح۔

سوال: (۱) میت کے بعد تیسرے روز مجمع کرنا اہلِ میت کے پاس اور دوبارہ تعزیت کرنا اور جو شخص قرب وجوار کے ہوں ان کا اہلِ میت کے گھر سے کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں، بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا عِنْدَ اللّٰهِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

الجواب: وھوالصواب، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (فداہ امی وابی) نے شریعت میں کوئی امر ایسا نہیں چھوڑا جس کو بیان نہ کیا ہو اور ضرورت اس کے بیان کی متقاضی ہو، معمولی اور غیر معمولی امور میں آپ کے ارشادات کافی سے زائد موجود ہیں۔ اسی بناء پر آپ کی شریعت کو مکمل کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید اس کی تکمیل کا مدعی ہے، اسی طرح میت کے متعلق جو امور قابل بیان تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مفصل بیان فرمادیئے، کتب احادیث وسیر وکتب فقہ ان سے لبریز ہیں کسی حدیث اور آیت اور کتب فقہ کے کسی جزئیہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میت کے لیے برائے ایصال ثواب تیسرا یا دسواں بیسواں روز مخصوص ہے یا اسمیں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ

امر (یعنی تیسرے روز اجتماع اہلِ میت کے گھر بفحوائے حدیث مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری)۔ (جو امر ہمارے دین کے علاوہ اس دین میں ایجاد کیا گیا ہے وہ مردود ہے) اور ایسے ہی امر کو بدعت کہا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا۔ جدید ایجاد کردہ امور سب برے ہیں۔ نیز فقہ حنفی کی معتبر و مسلّم کتاب فتاویٰ شامی میں لکھا ہے:

روى الامام احمد وابن ماجه باسناد صحيح عن جرير بن عبد الله: بد الله قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعِهِمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّيَاحَةِ (شامی ج ۱ ص ۶۶۳) جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ میت کے گھر اجتماع کرنے اور میت والوں کے مہمانوں اور آمدہ آدمیوں کے لیے کھانا تیار کرنے کو نوحہ (بیان کرنا) شمار کرتے تھے۔ جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممنوع قرار دیا ہے۔ فتاویٰ بزازیہ سے نقل کرتے ہوئے علامہ شامی لکھتے ہیں: وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْاُسْبُوْعِ یعنی اول اور تیسرے روز اور ہفتہ بعد میت کے ہاں کھانا تیار کرنا اہلِ میت کا مکروہ ہے۔ وَيُكْرَهُ اِتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنَ الطَّعَامِ مِنْ اَهْلِ الْمَيِّتِ لِاَنَّهٗ شُرِعَ فِي السُّرُوْرِ لَا فِي الشُّرُوْرِ وَهِيَ بِدْعَةٌ مُّسْتَقْبَحَةٌ۔ یعنی میت کے اقرباء کا ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ ضیافت خوشی کے موقع پر مشروع ہے اور غمی کے موقع پر مشروع نہیں اور یہ بدعت قبیحہ ہے۔

اور تعزیت کرنا دوبارہ مکروہ ہے، درمختار میں ہے: وَيُكْرَهُ التَّعْزِيَةُ ثَانِيًا الخ۔ شامی تحریر فرماتے ہیں: وَفِي التَّتَارْخَانِيَةِ لَا يَنْبَغِيْ لِمَنْ عَزّٰى مَرَّةً اَنْ يُعَزِّيَ مَرَّةً اُخْرٰى رَوَاهُ الْحَسَنُ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کرے اس کا دوبارہ

تعزیت کرنا شرعاً مکروہ ہے۔

عبارات مسطورہ بالا سے تینوں امور کا جواب ہو گیا جو سائل نے سوال میں دریافت کئے ہیں، تیجہ پر لوگوں کا اجتماع بدعت وممنوع ہے اور میت کے اقرباء سے کھانا کھانا ان ایام میں بدعت اور ناجائز ہے، دوبار تعزیت کرنا بھی مکروہ ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ۔

کتبہ احمد بخش عفا اللہ عنہ مہتمم و مدرس مدرسہ عربی خیر المدارس شہر جالندھر یکم ربیع الثانی ۱۳۵۰ء۔ اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ۔ تصدیق کنندگان: (۱) احقر محمد ابراہیم عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر۔ اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ (۲) احقر ولی محمد چک ۲۵۱ گ ب۔ مَنْ اَجَابَ فَقَدْ اَصَابَ، (۳) عبدہ محمد علی عفا عنہ مدرس مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر شہر۔ ذَالِكَ كَذَالِكَ، (۴) خلیل احمد عفی عنہ مراد آبادی خادم الطلبۃ خیر المدراس جالندھر۔ اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ (۵) محمد انوری غفرلہ لائل پوری دیوبندی مدرس رائے کوٹ لدھیانہ۔ اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ (۶) نور محمد عفا عنہ چک ۲۵۴ گ ب۔ اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ

سوال: کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا اس بارے میں (۱) جنازے کے ساتھ بلند آواز سے آدمیوں کا مل کر کلمہ شریف اور نعتیں پڑھنا کار ثواب ہے، یا مکروہ یا کیا نماز جنازہ کے سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: چند آدمیوں کا مل کر کلمہ شریف اور نعتیں میت کے آگے آگے پڑھنا حرام ہے، بموقعہ عید الاضحیٰ راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہنا مستحب ہے، پھر باوجود اس کے چند آدمی مل کر اور آواز ملا کر اگر تکبیر کہیں تو حرام ہے، چنانچہ مجالس الابرار مجلس ۳۲ میں ہے: لٰكِنْ لَا عَلٰى هَيْأَةِ الْاِجْتِمَاعِ......الخ لیکن نہ سب مل کر اور آواز ملا کر راگنی کی رعایت کر کے کیونکہ یہ سب حرام ہے بلکہ ہر ایک خود تکبیر کہے

۱۲۔عالمگیری میں بحوالہ طحطاوی اور فتاویٰ قاضی خان لکھا ہے۔کہ جولوگ جنازہ کے ساتھ جائیں ان کو خاموش رہنا چاہیے اور ذکر اور قرأت قرآن میں آواز بلند کرنا ان کو مکروہ تحریمی ہے،کبیری۔اور اگر اللہ کا ذکر کرنا چاہے تو دل میں ذکر کرے۔عالمگیری مصری۔ج ۱ ص ۱۶۲،فتاویٰ عالمگیری ج کتاب الجنائز،خانیہ ص۹۱،سراجیہ ص ۲۳،کبیری مجتبائی ص ۵۵۰،البحرالرائق مصری ج ۲ ص ۱۹۲، شامی مصری ج ۱ ص ۶۲۴،عین الہدایہ ج۱ ص ۷۲۴،و ج ۴ ص ۳۱۶، درمختار مجتبائی ص ۱۲۴، غایۃ الاوطار ج ۱ ص۴۱۹،مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز مطبوعہ ملتان ص۹۷۔۹۸، قَوْلُهٗ تَعَالٰی لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ اَیْ الْجَاهِرِیْنَ بِالدُّعَاءِ، البحرالرائق ج2 ص۱۹۲، شامی ج۱ ص ۶۲۴، طحطاوی مصری ج۱ ص۳۸۱، جنازے کے ساتھ کہنا اِسْتَغْفِرُوْا لَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ مکروہ ہے، خانیہ ص۹۱،البحرالرائق ج ۲ ص ۱۹۲،شامی ج ۱ ص ۶۲۴،مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز،ص۹۷۔۹۸۔

(۲) جائز نہیں۔مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں۔نماز جنازہ خود دعا للمیت ہے اس کے بعد کوئی دعا ماثور و منقول نہیں۔امام ومقتدی سب اس کو ترک کردیں کہ خلاف سنت فعل کا التزام درست نہیں۔الرشید ج ۳ نمبر ۱۱ ص ۱۸

فیر سلام نہ کیجے ڈھل اذن کلی کر آہ
جو راضی سو ونجے نال یا فر پکڑے راہ

انواع مولوی عبداللہ صاحب مطبوعہ لاہور ص ۱۴۰، انواع مولوی بارک اللہ ص ۲۵۸، وَلَا یَدْعُوْ لِلْمَیِّتِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِاَنَّهٗ یُشْبِهُ الزِّیَادَةَ فِیْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ ذَكَرَهٗ مَوْلَانَا عَلِیُ الْقَارِیْ فِیْ شَرْحِهٖ لِلْمِشْكٰوةِ۔مشکوٰۃ باب

المشی بالجنازہ فصل ۳ حدیث مالک بن ہبیرہ کا حاشیہ نمبر ۸ ص ۱۴۷۔ اور نہ دعا کرے میت کے لیے بعد نماز جنازہ کے اس لیے کہ یہ مشابہہ ہوتا ہے۔ ساتھ زیادتی کے نماز جنازہ میں۔ مظاہر حق حوالہ بالا، بعد سلام برائے دعا ایستادن ہم نشاید بلکہ در حمل جنازہ مشغول شوند۔ ترجمہ: سلام پھیرنے کے بعد دعا کے واسطے نہ کھڑا ہونا چاہیے بلکہ جنازہ اٹھانے میں مشغول ہو جائیں، حاشیہ مالا بد منہ مجتبائی ص ۹۴، لَا يُقِيْمُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ، ترجمہ: نماز جنازہ کے بعد دعا کے لیے نہ کھڑا ہو۔ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۲۵، وفتاویٰ سراجیہ کتاب الجنائز مطبوعہ، ص ۲۳ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ فتح الدین نمبردار عفاعنہ ساکن اوگی ڈاکخانہ خود تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔

نظم

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر

نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
کہ کام آوے تمہاری بیکسی میں

جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا

خبر قرآں میں ہے یہ محقق
نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق

معاذ اللہ جسے اس نے نہ بخشا
مقرر وہ جہنم میں پڑے گا

اگر قرآن کو سچ جانتے ہو!
تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو

تمہیں یہ طورِ بد کس نے سکھایا
محمدؐ نے کہاں ہے یہ بتایا

ہے شیطان دشمن اولاد آدم
سکھاتا ہے وہی راہِ جہنم

کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا
کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا

غرض اللہ سے ہے دونوں کو روکا
بُھلا کر راہ، جا خندق میں جھونکا

مسلمانو! ذرا سوچو تو دل میں
پھنسے ہو کس طرح تم آب و گِل میں

بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو
خدا کے ہوتے، بندوں سے نہ مانگو

وہ مالک ہے سب آگے اس کے ناچار
نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

بیان شرک سن کہتے ہیں مردک
کہ منکر ہیں بزرگوں سے بلاشک

ارے لوگو زباں اپنی کو روکو　بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو

خدا لعنت کرے اس روسیاہ پر　کہ جس کے دل میں ہو بغض پیمبرؐ

جسے ہو بغض آلِ مصطفیٰ کا　خدا اس کو کرے دوزخ میں گندہ

جسے اصحابِ حضرت سے ہو انکار　رہے ہر دم خدا کی اس پہ پھٹکار

جسے کچھ بغض ہووے اولیاء سے　ہمیشہ ابرِ لعنت اس پر برسے

اب اتنا اور بھی سن رکھئے حضرت　جو حق پر نہ چلے اس پر بھی لعنت

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو　اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو

تو اپنے حال پر کچھ سوچ خرّم
زباں اب بند کرو واللہ اعلم

(منقول از نصیحۃ المسلمین)

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں

پیر طریقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

کا ارشاد گرامی

مولوی عنایت اللہ صاحب بخاری کا یہ عقیدہ بالکل غلط ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک بغیر روح کے قبر مبارک میں ہے۔ میرا عقیدہ وہی ہے جو ہمارے حضرات دیوبند کا ہے اور یہی صحیح مسلک ہے۔ (۱)

مولانا غلام اللہ خان اور مولوی عنایت اللہ صاحبان نے آج کل جو مشغلہ اختیار کر رکھا ہے اس سلسلہ میں مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب 27 ستمبر 1958ء کی شام کو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کوٹھی نمبر 41 ایمپرس روڈ لاہور مع اپنے چند ساتھیوں کے آئے اور آتے ہی حیات انبیاء کرام علیہم السلام کا مسئلہ چھیڑ دیا اور اکابر دیوبند کے مسلک کی تردید شروع کر دی، کچھ حوالہ جات پیش کرتے رہے۔ حاضرین میں سے بعض علماء نے ان کی تردید کی، مولوی عنایت اللہ صاحب نے فیض الباری کی عبارت پیش کی، حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے ٹوکا کہ آپ خلط مبحث کرتے ہیں، فیض الباری کی عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں ارواح انبیاء علیہم السلام اعمالِ طیبات میں مشغول رہتی ہیں بعینہٖ اسی شان سے قبر میں بھی اعمالِ طیبات میں مشغول رہتی ہیں، نہ دنیا میں تعطل ہوا، نہ قبور میں، اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں روح مع الجسد کام کرتی رہی قبور میں بھی روح مع الجسد کام کرتی ہے، نیز حضرت مولانا

---

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے۔ (المہند ص 32)

سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو روح مبارک لوٹا دی جاتی ہے، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ روح کا جو استغراق اللہ تعالیٰ کے دربار کی طرف تھا، سلام کے وقت اس کو ہٹا کر سلام کا جواب دینے کی طرف روح کو متوجہ فرما دیا جاتا ہے، روح دونوں حالتوں میں بدن میں موجود رہتی ہے۔''[۱] مولوی عنایت اللہ صاحب اس کا جواب نہ دے سکے۔''

پھر مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ 92 میں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں؛ اسی لیے فقہائے کرام نے قبر شریف پر سلام عرض کرتے وقت شفاعت کا سوال کرنے کو لکھا ہے۔[۲]

اگر مولوی عنایت اللہ صاحب کی طرح یہ مان لیا جائے کہ بدن کا روح سے کوئی تعلق نہیں، روح آسمان پر ہے اور بدن قبر میں بغیر روح کے رکھا ہے تو سلام اور سوالِ شفاعت بے معنی ہے اور حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ انوار المحمود میں فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز دُرود بلا واسطہ پہنچتا ہے اور عام حالات میں ملائکہ

---

(۱) رواہ ابوداؤد فی ردّ روحہ حین یسلّم علیہ لیس معناہ انہ یُردّ روحہ ای انّہ حیّی فی قبرہ بل توجّہ من ذالک الی ھذا الجانب فھو حیّ فی کلتا الحالتین۔ (ج 2 ص 65)

ابوداؤد کی روایت میں سلام کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح لوٹنے کا جو ذکر ہے اس کا یہ معنی نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح اس طرح لوٹائی جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی قبر میں زندہ کیا جائے، اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سلام کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ زندہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں حالتوں میں ہیں (یعنی درود شریف پیش ہونے کے وقت بھی اور اس سے پہلے بھی)۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری ج 1 ص 292، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج 1 ص 641، وفاء الوفا، ج 4 ص 197

پہنچاتے ہیں نیز یہ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیاتِ انبیاء جسمانی ہے۔اس کا جواب بھی مولوی عنایت اللہ صاحب نہ دے سکے۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ وہ شور مچاتے تھے جس سے تنگ آ کر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا خدا بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔مولوی عنایت اللہ صاحب اِدھر اُدھر کی غیر متعلقہ عبارات پڑھتے جاتے تھے جن کا اصل مسئلہ سے کوئی تعلق نہ تھا مثلاً خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک حقیقت میں خواب دیکھنے والے کے پاس نہیں آتا۔ اسکے متعلق حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ توٹھیک ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضۂ اقدس میں زندہ ہیں لیکن مولوی عنایت اللہ صاحب حضرت کی آواز لوگوں کو سننے ہی نہیں دیتے تھے، اپنی خوب سناتے تھے، جب ان کو کہا گیا:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ (سورۃ الزمر:30)

یہ آیت مکّی ہے تو کیا آپ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کفار کے برابر ہوئی ؟ تو ان کو اقرار کرنا پڑا کہ بھلا ایک رسولِ برحق کی موت کفار کی طرح کیسے ہوسکتی ہے؟ پھر وہ جلدی اٹھ کر چلے گئے حالانکہ نمازِ مغرب کا وقت بالکل قریب تھا۔

28/ستمبر 1958ء بعد نمازِ فجر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ کل شام جو کچھ وہ حضرات فرمارہے تھے ہمیں تو سمجھ آیا نہیں، اب وقت کافی ہے آپ تفصیل سے ہمارے حضرات اکابر کا مسلک واضح فرمائیں تو مولانا موصوف نے اپنے اکابر حضرات مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نواب قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر کی عبارات پڑھ کر تشریحات مجمع عام میں جو تقریباً دو سو سے زیادہ حضرات ہوں گے، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے عرض کیں۔ نیز حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرقات کی عبارات وحضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وعلامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ، شارح جامع صغیر سیوطی کی عبارات ونیز ''نبراس'' شرح شرح عقائد عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور زاد المعاد علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور احیاء العلوم امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وشفاء السقام حضرت محدّث تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات پیش کیں کہ یہ سب حضرات حیات انبیاء علیہم السلام جسمانی مانتے ہیں۔ (۱)

اور احادیث عرض صلوٰۃ بھی پڑھ کر سنائیں، پھر یہ عرض کیا کہ یہ حضرات (مولوی عنایت اللہ صاحب اور ان کے ہمنوا) یہ کہتے ہیں کہ فقط جسد اطہر بلا روح روضۂ اقدس میں موجود ہے، اس کو یہ حضرات حیاتِ برزخی سے تعبیر کرتے ہیں اور روحانی اس معنی میں مانتے ہیں کہ روح زندہ ہے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑی توجہ سے سنتے رہے، پھر فرمایا یہ تو بالکل غلط ہے جو یہ حضرات کہتے ہیں بلکہ روح مع البدن روضۂ اقدس میں زندہ ہے، ایسے ہی دیگر انبیاء علیہم السلام۔ (۲)

---

(۱) ان اکابر کی کتب کی حوالہ جات کیلئے دیکھیں ''مقامِ حیات'' حضرت علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی لندن، علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یُرید بقوله الانبیاء احیاء مجموع الاشخاص لَا الْاَرواح فقط (تحیۃ السلام: ص36)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اس کا مطلب فقط یہ نہیں کہ ان کی ارواح زندہ ہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اشخاص الانبیاء (روح وبدن) کے مجموعہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

عرض کیا کہ: "اَلۡاَنۡبِیَآءُ اَحۡیَآءٌ فِیۡ قُبُوۡرِهِمۡ" کا مطلب ہمارے اکابر بزرگانِ دیوبند و دیگر محققین یہ لیتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں اعمالِ طیبات سے کسی وقت تعطل نہیں ہوا بالکل اسی طرح قبور میں بھی اعمالِ طیبہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کو تعطل نہیں ہے، دائماً ترقی ہوتی رہتی ہے، یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں روح مع الجسد ہی اعمالِ طیبہ کرتی رہی، بالکل یہی شان قبور میں ہے۔ (۱)

حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی صحیح مسلک ہے جو ہمارے حضرات دیوبند کا ہے۔

یہ عرض کیا گیا ہے، یہ حضرات (توحیدی) روضۂ اقدس پر حاضری اور وہاں طلبِ شفاعت اور صلوٰۃ وسلام کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"توبہ توبہ! یہ تو نجدی بھی نہیں کہتے، نجدیوں کو بھی ہم نے دیکھا ہے، وہ الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله مواجہہ شریفہ پر حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں۔

الحمد للہ! سب سامعین کی پوری پوری تشفی ہوگئی اور حضرت نے پھر فرمایا: "عقیدہ وہی صحیح ہے جو اکابر دیوبند فرماتے ہیں" (۲)

---

(۱) حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قوله فنَبِیُّ اللهِ حَیٌّ یُرزق وأحیاءٌ فی قبورهم یصلّون تسرد فی ذکر الحیٰوۃ افعالها لا اصلها فإنّ اجسادهم حرّمت علی الارض۔" (تحیۃ الاسلام ص 36)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق بھی ملتا ہے اور یہ کہ انبیا کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں، یہ احادیث صرف حیات کا بیان نہیں کرتیں بلکہ افعالِ حیات بھی ثابت کرتی ہیں، یقیناً انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مطہرہ مٹی پر حرام کردیئے گئے ہیں۔

(۲) کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں بتعلق روح زندہ ہیں، اس کے ساتھ ساتھ عام مردے سے بھی جب سوال وجواب ہوتا ہے تو وہ بھی بتعلق روح مع الجسم ہوتا ہے جیسا کہ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثم السوال عندی یکون بالجسد مع الروح" (فیض الباری ج 4 ص 178)

اور فرمایا: ''بھائی! ہم تو اپنے بزرگوں کے تابع ہیں۔''

اس وقت مجلس میں بہت سے علماء مثلاً حضرت مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ خواہرزادہ، حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا، مولانا حافظ اللہ داد، رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد ابراہیم، رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ اوکاڑہ، حاجی محمد اسمٰعیل لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ دھرم کوٹی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، پیر جی عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ولی محمد تلونی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر متعدد حضرات موجود تھے۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

نوٹ: حضرت رائے پوری کا یہ ''ارشاد گرامی'' پہلی 29 ستمبر 1958ء کو جناب حکیم محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ نے شائع کیا تھا۔ افادہ عام کے لیے اسے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

(حکیم صاحب کا تعلق ریاست کپورتھلہ سے تھا، آپ کی ساری تربیت حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی۔ آپ فیکٹری بڑا دواخانہ لائل پور کے انچارج تھے۔ حکیم صاحب حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کو ''اباجی'' کہا کرتے تھے اور حضرت بھی ان سے بیٹوں کی طرح محبت کرتے تھے۔ آپ کی شادی بھی حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی کروائی تھی۔ حضرت خود نکاح کے لیے کمالیہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے سسر مُلا برکت اللہ، حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے تھے، 2006ء میں حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو احقر (مؤلف) بھی ہمراہ تھا، حضرت نے انہیں کتاب ''انوار الوظائف'' پیش کی جس پر انہوں نے بتایا کہ ''الحزب الاعظم'' اور ''دلائل

الخیرات'' کا معمول اباجی (حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ) کی اجازت سے اسی وقت سے ہے اور پھر انہوں نے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا ''الحزب الاعظم'' کا ذاتی نسخہ دکھایا جو حضرت نے انہیں عنایت کیا تھا۔ 14 دسمبر 2012ء بروز جمعۃ المبارک کو انتقال ہوا اور سوساں والے قبرستان مدینہ ٹاؤن میں تدفین ہوئی۔ عینی شاہدین کے مطابق وفات کے بعد آپ کا چہرہ بالکل حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہو گیا تھا)